سلسلۃ السیرۃ

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما

شخصیت اور کارنامے

www.KitaboSunnat.com

MAKTABA AL-FURQAN

تالیف: ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی — ڈاکٹر حامد محمد الخلیفہ

مترجم: پروفیسر جار اللہ ضیاء — مولانا آصف نسیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

سلسلۃ السیرۃ ۸

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما

شخصیت اور کارنامے

www.KitaboSunnat.com

تالیف: ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی — ڈاکٹر حامد محمد الخلیفہ

مترجم: پروفیسر جار اللہ ضیاء — مولانا آصف نسیم

MAKTABA

مکتبہ الفرقان | خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسوعة تاريخ الخلفاء الراشدين (ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان بن عفانؓ، علی بن ابی طالبؓ، حسن بن علیؓ، امیر معاویہؓ) بمع **سيرت النبيﷺ** از ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی حفظہ اللہ کی پاکستان میں اشاعت کے لیے جملہ حقوق بحق **مکتبہ الفرقان** تحریری طور پر لے لیے گئے ہیں، لہٰذا اس کی نقل و اشاعت مثلاً الیکٹرونک میڈیا، فوٹو کاپی، مائیکرو فلم یا کسی اور ذریعے سے غیر قانونی ہوگی خلاف ورزی کی صورت میں **مکتبہ الفرقان** قانونی کارروائی کا حق محفوظ رکھتا ہے۔

ادارہ تمام کتب معاشرتی اصلاح و تربیت اور نیک نیتی سے شائع کرتا ہے، البتہ مصنف و مترجم کی آراء سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں، تاہم فنی و طباعتی خرابی کی صورت میں کتاب کسی بھی وقت تبدیل کی جاسکتی ہے۔ (ادارہ)

نام کتاب

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما

شخصیت اور کارنامے

تالیف: ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی ڈاکٹر حامد محمد الخلیفہ

مترجم: پروفیسر جار اللہ ضیاء مولانا آصف نسیم

سعودی عرب

دارالعلوم الندیہ للنشر والتوزیع

س ت: ١٠١٠٢٠٤٨٧٦

فرع: مرکز الجامع التجاری شارع باخشب جدہ

معرض: ٠٢٦٣٣٦٦٤٠ فاکس: ٠٢٦٨٧٤٥٥٧

المکتب الرئیسی الریاض، حي الفیصلة

هاتف: ٠١٢٤٢٣١٢٦

مکتبہ دار الفرقان، الریاض

هاتف: ٠١-٤٣٥٨٦٤٦، ٠٥٦٣٠٦٤٧٣٦، ٠٥٠٧٤١٩٩٢١

مکتبہ بیت السلام، الریاض

هاتف: ٠١-٤٤٦٠١٢٩، ٠٥٠٥٤٤٠١٤٧، ٠٥٠٢٠٣٣٢٦٠

MAKTABA

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- (سوم) شیعہ کے نزدیک قبر حسین اور دیگر ائمہ کی قبور کی تقدیس و تعظیم ---- 90
- (چہارم) خروج حسین رضی اللہ عنہ شرعی میدان میں ---- 99
- (پنجم) قصہ حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض خواب ---- 103
- (ششم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قتل حسین رضی اللہ عنہ کی اطلاع دینا ---- 105
- (ہفتم) قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کا انتقام ---- 105
- (ہشتم) اسلام مخالف قوتیں اور کربلا کا حادثۂ فاجعہ ---- 106
- (نہم) شہادت حسین رضی اللہ عنہ تشیع کی فکری اور اعتقادی تاریخ میں تبدیلی کا نکتہ آغاز ثابت ہوئی ---- 107
- (دہم) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی دعا ---- 108

دوسرا حصہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول...... سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما

- مقدمہ ---- 113

پہلی فصل ...... سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا نام و نسب ---- 121
- خاندان اور فضائل و مناقب ---- 121

بحث اوّل ...... نام و نسب، جائے ولادت اور خاندان ---- 121
- نام و نسب ---- 121
- تاریخ ولادت ---- 121
- سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا نام رکھا جانا ---- 122
- عقیقہ ---- 128
- ازواج و اولاد ---- 130
- لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفیہ ---- 130
- ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما ---- 130
- رباب بنت امرؤ القیس بن عدی ---- 130
- جعفر بن حسین رضی اللہ عنہ ---- 130
- شہر بانو ---- 131
- آلِ بیت نبوی کون ہیں؟ ---- 132

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- (سوم) شیعہ کے نزدیک قبر حسین اور دیگر ائمہ کی قبور کی تقدیس و تعظیم ---- 90
- (چہارم) خروج حسین رضی اللہ عنہ شرعی میدان میں ---- 99
- (پنجم) قصہ حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض خواب ---- 103
- (ششم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قتل حسین رضی اللہ عنہ کی اطلاع دینا ---- 105
- (ہفتم) قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کا انتقام ---- 105
- (ہشتم) اسلام مخالف قوتیں اور کربلا کا حادثۂ فاجعہ ---- 106
- (نہم) شہادت حسین رضی اللہ عنہ تشیع کی فکری اور اعتقادی تاریخ میں تبدیلی کا نکتہ آغاز ثابت ہوئی ---- 107
- (دہم) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی دعا ---- 108

دوسرا حصہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول......سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما

- مقدمہ ---- 113

پہلی فصل......سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا نام ونسب ---- 121

- خاندان اور فضائل و مناقب ---- 121

بحث اوّل ...... نام ونسب، جائے ولادت اور خاندان ---- 121

- نام ونسب ---- 121
- تاریخ ولادت ---- 121
- سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا نام رکھا جانا ---- 122
- عقیقہ ---- 128
- ازواج و اولاد ---- 130
- لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفیہ ---- 130
- ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما ---- 130
- رباب بنت امرؤ القیس بن عدی ---- 130
- جعفر بن حسین رضی اللہ عنہ ---- 130
- شہر بانو ---- 131
- آلِ بیت نبوی کون ہیں؟ ---- 132

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

✤ اہل سنت والجماعت کے نزدیک حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی قدر و منزلت ---------- 35
بحث دوم......سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب اور بعض مشارکات ---------- 41
✤ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت و سیرت کے ساتھ ---------- 50
✤ مشابہت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپ سے محبت کرنے کا بیان ---------- 50
✤ مشارکاتِ حسین رضی اللہ عنہ ---------- 52
دوسری فصل......قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں امت کا موقف ---------- 57
بحث اوّل......مقتل حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا طرزِ عمل ---------- 57
✤ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور امت مسلمہ ---------- 58
✤ کوفہ شیعیت کا گڑھ ---------- 61
✤ کوفہ، غدر و خیانت کا مرکز ---------- 161
✤ اہل کوفہ اور آل بیت ---------- 162
✤ اہل بیت کے ساتھ اہل کوفہ کی غداری ---------- 162
✤ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی طرف کوفیوں کے خطوط ---------- 172
✤ کوفیوں کی سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے خط و کتابت شیعی روایات کی روشنی میں ---------- 174
✤ مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجنا اور ان کا قتل ---------- 178
✤ مسلم بن عقیل کی کوفہ روانگی شیعی کتب و مصادر کی روشنی میں ---------- 184
✤ اہل کوفہ کی مسلم بن عقیل کے ساتھ غداری ---------- 186
✤ مسلم بن عقیل کے قتل کی خوفناک خبر ---------- 188
✤ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا عراق کی طرف خروج ---------- 188
✤ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا کوفہ کی طرف خروج شیعی روایات کی روشنی میں ---------- 191
✤ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے خروج کے بارے میں حضرات صحابہ کرام e کا موقف ---------- 196
✤ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ---------- 197
✤ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ---------- 198
✤ حضرت ابوسعید خدری انصاری رضی اللہ عنہ ---------- 200
✤ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ---------- 200

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

✤ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ---------- 201
✤ ان لوگوں کا ذکر جنہوں نے خطوط لکھ کر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خروج کرنے سے منع کیا ---------- 204
✤ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کے بارے میں آل بیت اور اکابر صحابہ e کی رائے ---------- 206
✤ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا اجتہاد اور اس کی شرعی حیثیت ---------- 206
✤ جمہور اہل حل وعقد کی مخالفت کے باوجود سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا اپنے اجتہاد پر اصرار ---------- 207
✤ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا میدانِ کربلا میں کوفیوں کے سامنے تین باتیں پیش کرنا ---------- 211
✤ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا نزول سرزمینِ کربلا میں شیعی روایات کی روشنی میں ---------- 215
✤ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ قتل ہونے والے ---------- 224
✤ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ شہید ہونے والوں کا ذکر شیعی مصادر کی روشنی میں ---------- 227
✤ آل بیت اطہار کی شہادت کا صدمہ ---------- 229
بحث دوم...... حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا قاتل کون؟ اور قتل حسین رضی اللہ عنہ سے حاصل ہونے والی عبرتیں ---------- 234
✤ قاتل حسین شیعی مصادر و مآخذ کی روشنی میں ---------- 236
✤ آمدم برسر مطلب ---------- 243
✤ اہل کوفہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے قاتل ہیں ---------- 247
✤ مقتل حسین رضی اللہ عنہ کا خلاصہ ---------- 255
✤ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کی مصیبت عظمیٰ اور امت مسلمہ کی شرعی ذمہ داریاں اور غم حسین میں تخفیف کے لیے شرعی نصیحتیں ---------- 263
تیسری فصل...... سرِ حسین رضی اللہ عنہ کا مدفن، یزید کی بیعت، قتل حسین رضی اللہ عنہما کی بابت ---------- 269
✤ یزید کا موقف، مظلومیت کا عقیدہ اور عاشوراء کا بیان ---------- 269
پہلی بحث...... سرِ حسین رضی اللہ عنہ کا مدفن اور قتل حسین رضی اللہ عنہ کی بابت یزید کا موقف ---------- 269
✤ مدفن سر حسین رضی اللہ عنہ کی بابت اختلاف کا سبب ---------- 270
✤ کربلا ---------- 271
✤ دمشق ---------- 272
✤ رقہ ---------- 272
✤ عسقلان ---------- 273

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- ✤ قاہرہ ---------- 273
- ✤ مدینہ منورہ ---------- 276
- ✤ قتل حسین رضی اللہ عنہ کی بابت یزید کا موقف ---------- 278
- ✤ آل حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں یزید کا موقف ---------- 291

دوسری بحث...... بیعت یزید، شوریٰ، عقیدۂ مظلومیت اور عاشوراء ---------- 297

- ✤ بیعتِ یزید اور شوریٰ ---------- 297
- ✤ پہلی وجہ ---------- 305
- ✤ دوسری وجہ ---------- 307
- ✤ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد ---------- 323
- ✤ مظلومیت کا عقیدہ ---------- 323
- ✤ حسینی رسومات ائمہ کے عہد میں نہ تھے ---------- 326
- ✤ پہلا دَور ---------- 329
- ✤ دوسرا دَور ---------- 329
- ✤ تیسرا دَور ---------- 329
- ✤ چوتھا دَور ---------- 329
- ✤ پانچواں دَور ---------- 330
- ✤ نوحہ خوانی اور سینہ کوبی کی بدعت کے موجد اہل تشیع ہیں ---------- 331
- ✤ نوحہ خوانی اور سینہ کوبی کے جواز کا فتویٰ ---------- 335
- ✤ تشیع کی بے حرمتی کے وقت زنجیر زنی اور سینہ کوبی کی حرمت ---------- 339
- ✤ نوحہ خوانی کی حرمت ---------- 340
- ✤ سینہ کوبی اور چہرہ پیٹنے کی حرمت ---------- 344
- ✤ دس محرم اور سیاہ لباس ---------- 347
- ✤ شیعہ ذاکروں کو ایک نصیحت جو نوحہ خوانی اور سینہ کوبی کو جائز قرار دیتے ہیں ---------- 348
- ✤ عورتیں اور حسینیات ---------- 350
- ✤ ایک کھلا تضاد ---------- 353

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- تیجانی کا ایک اور جھوٹ ---------- 354
- عاشوراء کے روزے کا انکار ---------- 354
- زیارتِ حسین اور شیعی روایات ---------- 364
- روضۂ حسین کی بدعت ---------- 366
- پہلی روایت ---------- 368
- دوسری روایت ---------- 369
- آمدم برسرِ مطلب ---------- 370
- غمِ حسین اور امت ---------- 374
- خاتمہ ---------- 378
- سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ازواج واولاد ---------- 385
  - ۱۔ رباب کلبیہ بنت امرأ القیس ---------- 385
  - ۲۔ لیلیٰ بنت ابی مرہ ---------- 385
  - ۳۔ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ ---------- 385
  - ۴۔ شہر بانو یا شاہِ زنان ---------- 385
  - ۵۔ عائشہ بنت خلیفہ ---------- 385
  - ۶۔ حفصہ بنت عبدالرحمٰن ---------- 385
  - ۷۔ عاتکہ بنت زید بن عمرو ---------- 385
  - ۸۔ قصاعیہ ---------- 385
  - ۹۔ غزالہ ---------- 386
- فضائل امہات المؤمنین ---------- 387
- اہم وقفہ ---------- 388
- ازواج مطہرات دنیا کی افضل ترین عورتیں ---------- 391
- کثرتِ ازواج کی حکمت ---------- 393
- امہات المؤمنین کے عام فضائل ---------- 395
- ازواج مطہرت کے خصوصی فضائل ---------- 398

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

- حضرت سودہ کے فضائل اور مناقب ---------- 400
- حضرت حفصہ کے فضائل ومناقب ---------- 405
- ام سلمہ کے فضائل ومناقب ---------- 406
- سیّدہ زینب بنت جحش کے فضائل ومناقب ---------- 408
- سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب ---------- 410
- سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب ---------- 411
- سیّدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے فضائل اور مناقب ---------- 412
- سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب ---------- 412
- امہات المومنین کی دعوتی سرگرمیاں ---------- 414
- امہات المومنین کے سلسلے میں چند عام معلومات ---------- 417
- کثرتِ روایتِ حدیث کے اعتبار سے امہات المومنین کی ترتیب ---------- 418
- ا۔ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا ---------- 418
- ۲۔ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ---------- 418
- ۳۔ سیّدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا ---------- 418
- ۴۔ ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا ---------- 419
- ۵۔ سیّدہ حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا ---------- 419
- ۶۔ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا ---------- 419
- ۷۔ سیّدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا ---------- 420
- ۸۔ سیّدہ جویریہ بنت حارث بن ابوضرار رضی اللہ عنہا ---------- 420
- ۹۔ سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ---------- 420
- روایتِ حدیث میں امہات المومنین کی ترتیب واضح کرنے والا جدول ---------- 421
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے معاشرتی حالات ---------- 422
- خلاصہ کلام ---------- 425
- ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ---------- 426
- وضاحت ---------- 427

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❖ ذریت طاہر ---------- 427
❖ بیٹے ---------- 427
❖ بیٹیاں ---------- 427
❖ نواسے نواسیاں ---------- 427
❖ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دَور میں ---------- 428
❖ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دَور میں ---------- 429
❖ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دَور میں ---------- 432
❖ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دَور میں ---------- 434
❖ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ امیر المومنین حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے دَور میں ---------- 436
❖ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی خالائیں ---------- 439
❖ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ---------- 439
❖ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ---------- 440
❖ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ---------- 443
❖ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ ---------- 446
❖ جگر گوشۂ رسول سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ---------- 446
❖ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بہن بھائی ---------- 448
❖ سیّدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا ---------- 448
❖ سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا ---------- 448
❖ سیدنا محسن بن علی رضی اللہ عنہما ---------- 450
❖ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے تیسرے پھول ---------- 450
❖ اہل سنت کے علماء اور اہل تشیع کے ائمہ معصومین ---------- 451
❖ مشرقِ وسطیٰ میں مسلمانوں کی آبادی ---------- 452

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتساب

سیّدنا حسین بن علی، آلِ بیت اطہار
حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
اور امت مسلمہ کے ہر مظلوم کے نام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرضِ ناشر

جب نبی کریم ﷺ اپنی عمر کے چالیسویں سال کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نذیر اور بشیر بنا کر قوم کے پاس بھیجا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے رسالت اور نبوت کا حق ادا کر دیا اور آپ کے رب نے آپ کو جس پیغام کے پہنچانے کا حکم دیا آپ نے اسے من وعن پہنچا دیا تا کہ آپ لوگوں کو کفر وشرک کے اندھیروں سے نکال کر ایمان و اسلام کی روشنی میں لے آئیں۔ آپ تیرہ (۱۳) سال تک مسلسل دعوت الی اللہ میں مکہ مکرمہ میں مصروف رہے۔ پھر اللہ نے آپ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا جسے اللہ نے اپنے پیارے رسول ﷺ کے ذریعے سے منور کر دیا۔ آخر تکمیل دین کی آیت نازل ہوئی اور دین مکمل ہو گیا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ٥﴾ (المائدۃ: ۳)

’’آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا، پھر جو شخص بھوک کی کسی صورت میں مجبور کر دیا جائے، اس حال میں کہ کسی گناہ کی طرف مائل ہونے والا نہ ہو تو بے شک اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔‘‘

پھر اس عظیم آیت کے نازل ہونے کے بعد ایک ایسا وقت امت اسلام پر آیا کہ مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اس قرآن کی آیت پر غور کیجیے:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ٥﴾ (آل عمران: ۱٤٤)

’’اور نہیں ہے محمد مگر ایک رسول، بے شک اس سے پہلے کئی رسول گزر چکے۔ تو کیا اگر وہ فوت ہو جائے، یا قتل کر دیا جائے تو تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے؟ اور جو اپنی ایڑیوں پر پھر جائے تو وہ اللہ کو ہرگز کچھ بھی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جلد جزا دے گا۔‘‘

آسمان سے نازل ہونے والی آیات پوچھ رہی ہیں کیا تم صدموں کی وجہ سے اللہ کے دین سے نکل جاؤ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

گے اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔

جب آپ ﷺ کے ارتحال کا سانحہ پیش آیا تو گویا دنیا پر تاریکی چھا گئی اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ آپ خود فرما چکے تھے کہ جب تم میں سے کسی کو مصیبت پہنچے تو وہ اس مصیبت کو یاد کرے جو اسے میرے (دنیا سے چلے جانے کے صدمے سے) پہنچے گی۔ کیونکہ وہ تمام مصائب سے بڑھ کر ہو گی۔ جب سے اللہ نے اس کائنات کو پیدا فرمایا ہے اس وقت سے لے کر آج تک کوئی ایسی مصیبت نہیں آئی جو حضرت نبی کریم ﷺ کی وفات سے بڑھ کر ہو اور ادھر یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں جو فرما رہے ہیں کہ جب حضرت رسول کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس کے در و دیوار روشن ہو گئے اور جب آپ کی وفات ہوئی تو ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا۔

آپ کی وفات کے صدمے سے خلیفہ دوم جناب عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ ان کی کیا حالت ہوئی اور یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جو رسول کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ ہمارے ساتھ چلیے ہم ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کر آئیں۔ جب ان کے پاس پہنچتے تو وہ رو پڑیں۔ انہوں نے فرمایا آپ کس وجہ سے رو رہی ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے پاس اپنے رسول ﷺ کے لیے بہتر سے بہتر مقام ہے۔ فرمانے لگیں میں اس بات سے لاعلمی کی وجہ سے نہیں روتی کہ اللہ کے پاس اپنے رسول کے لیے کیا ہے، میں تو اس بنا پر روتی ہوں کہ آسمان سے وحی آنا بند ہو گئی ہے۔ اس جملے نے ان دونوں اصحاب کو تڑپا دیا اور وہ بھی رونے بیٹھ گئے۔

ذرا غور کیجیے! کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور دن یا رات غم والی ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ قیامت تک اس سے بڑی مصیبت اور کوئی نہیں آ سکتی۔ ہمارے اسلاف کا کیا کردار رہا ہے یا قرآن و سنت میں مصیبت کو دور کرنے کی کیا عملی شکل ہے؟ ذرا غور ضرور کیجیے!!

آپ ﷺ کی پاکیزہ روح اپنے خالق و مالک کے پاس پہنچ گئی اور اب اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین قیامت تک کے لیے زمین پر باقی ہے اور باقی رہے گا کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے خود لیا ہے۔ جو بھی انسان اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ دین کا کوئی بھی مسئلہ ہو قرآن و سنت کی طرف رجوع کرے۔ بڑے افسوس کی بات ہے ہم اسلام کے دعوے دار ہیں لیکن نہ ہم قرآن کو اپنی تعلیم کے لیے کافی سمجھتے ہیں نہ عمل کے لیے سنت رسول ﷺ کو۔ بتائیے! ہم قیامت کے دن محمد ﷺ کا سامنا کیسے کریں گے؟

الحمد للہ ادارہ ''مکتبہ الفرقان'' دن رات اپنی کاوش اور علمائے کرام کے مشوروں اور امت مسلمہ کی دعاؤں سے محترم قارئین کے لیے کتابیں پیش کر رہا ہے اور یہ سلسلہ جاری ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلفائے راشدین کے بعد سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما پر ہماری کتاب شائع ہو چکی ہے اور یہ بات ہم بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ایسی ضخیم کتاب پہلی بار دنیا کے سامنے آئی ہے۔ تو خیال ہوا کیوں نہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر کتاب لائی جائے کیونکہ ہم ڈاکٹر علی محمد صلابی کی کتب شائع کر رہے ہیں اس لیے ہم لوگ تلاش میں لگ گئے۔ آخر کار عبدالرؤف بھائی -اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے- نے اس موضوع پر ڈاکٹر صاحب کی کتاب ڈھونڈ ہی نکالی۔ بڑی خوشی ہوئی۔ مجھے بتایا گیا تو میں نے ایک دوسری کتاب تلاش کر کے رکھی ہوئی تھی جو اس موضوع پر معیاری کتاب تھی۔ وہ کتاب بھی فوراً ریاض سے لاہور روانہ کر دی۔ کتاب کو بہترین مترجم مولانا ابوقیدار آصف نسیم کے حوالے کیا گیا جو عربی اور اُردو ادب کے ماہرین میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے ترجمے کا کام بڑی محنت سے جلد ہی مکمل کر دیا، اور اب یہ کتاب دو مولفین کی کتاب ہے۔ ان کتابوں میں سے اخذ شدہ مواد آپ کے ہاتھ میں ہے۔

علمائے اہل سنت جہاں کہیں بھی ہوں، ان کے درمیان کتنے فاصلے کیوں نہ ہوں، زمان و مکان کا فرق کیوں نہ ہو، ان کا منہج ایک ہی ہے۔ سبحان اللہ، یہ ہے صداقت۔ دوسری طرف آپ دیکھیں گے کیا کیا کذب بیانی کی جاتی ہے اہل بیت کے ائمہ کے ساتھ۔ میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے توفیق بخشی کہ میں عظیم اہل بیت کے ائمہ پر کتابیں لا سکوں۔ بس اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کے ذریعے سے بہت بڑے اختلاف کا خاتمہ ہو اور ہمارے لیے آخرت میں نجات کا ذریعہ بنے۔

میں ان سب ہاتھوں کا ممنون ہوں جنھوں نے اس کتاب کی تیاری میں ہماری مدد کی۔ خاص طور پر عبدالرؤف بھائی کا جنھوں نے بہت جلد یہ کتاب طباعت کے تمام مراحل سے گزار کر میری خوشی میں اضافہ کیا اور میں دونوں مترجمین کا بھی بے حد شکر گزار ہوں۔ پروفیسر جار اللہ سے میری ملاقات نہیں ہو سکی لیکن ان کے کام کی عمدگی دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اس ترجمے میں اُردو ادب کو بطورِ خاص ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو مزید بہتر سے بہتر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اے اللہ! ہم سب کی خطاؤں کو معاف فرما اور ہم سب کو عمل صالح کی توفیق عطا فرما اور تو ہی سب سے بہتر سننے والا ہے۔

ابو ساریہ عبدالجلیل

ریاض، سعودی عرب

۲۸-۱۰-۲۰۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

اللہ تعالیٰ کے دین پر اکٹھے ہو کر مضبوطی سے قائم رہنا اور فرقہ بندی کا شکار نہ ہونا، اسلام کا عظیم بنیادی اصول ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران: ۱۰۳)

''اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جدا جدا نہ ہو۔''

بلاشبہ مسلمانوں کی جماعت سے نکلنے والے اور سنت سے پہلو تہی کرنے والے فرقوں کی حالت و کیفیت بیان کرنا ابہام دُور کرنے، حق کو واضح کرنے، اللہ تعالیٰ کا دین پھیلانے اور ان فرقوں پر حجت قائم کرنے کے لیے ازحد ضروری ہے تاکہ جو جیے تو دلیل کے ساتھ جیے، جو مرے تو بھی دلیل کے ساتھ مرے، کیونکہ حق کسی پر چھپ نہیں سکتا۔ علمائے سُوء اپنے پیروکاروں کو صرف شکوک و شبہات اور وہم پیدا کرنے والے اقوال کے ذریعے سے گمراہ کرتے ہیں اس لیے ان گروہوں کے ماننے والے یا تو زندیق ہیں یا پھر جاہل۔ جاہل کو تعلیم دینا ضروری ہے اور زندیق کی زندیقیت کو بیان کرنا بے حد ضروری ہے۔ کتاب و سنت کے مخالفین ائمہ بدعت کی حقیقت کو بیان کرنا تمام مسلمانوں کے اتفاق کی رُو سے واجب ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی جو روزہ رکھتا ہے، نماز پڑھتا ہے اور اعتکاف کرتا ہے کیا وہ آپ کو زیادہ پسند ہے یا وہ جو اہل بدعت کے بارے میں گفتگو کرتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: روزہ، نماز اور اعتکاف تو اس کے اپنے لیے ہے اور اہل بدعت کے متعلق گفتگو کرنا، یہ تمام مسلمانوں کے لیے ہے اور یہ افضل ہے۔ اگر یہ لوگ نہ ہوتے جنہیں اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً ان فرقوں کے شر کو دُور کرنے کے لیے کھڑا کرتا رہتا ہے تو اب تک دین کا حلیہ بگڑ چکا ہوتا۔ دین کا بگاڑ جنگ کے نتیجے میں دشمن کے غلبے کی وجہ سے ہونے والے بگاڑ سے کہیں بڑھ کر ہے، کیونکہ دشمن، دین اور دلوں کو براہِ راست خراب نہیں کرتا جبکہ یہ گمراہ فرقے ابتداء ہی دلوں کو خراب کرنے سے کرتے ہیں۔

اُمت اسلامیہ کے خلاف گھات میں رہنے والے دشمن کو سانحہ کربلا سے (جو انہوں نے خود برپا کیا) امت میں فتنہ پیدا کرنے کے لیے ایک مضبوط ہتھیار مل گیا ہے۔ یہ عظیم سانحہ برپا کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اسی کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ دشمنان اسلام ان فرقوں کی تاریخ اور عقائد کا اہتمام کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں اور اُن کو اپنا مشیر بنا کر اسلامی ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لیے حکمت عملی تیار کرتے ہیں اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بعض فرقوں کی بھرپور معاونت کرتے ہیں اور انہیں اقتدار کے ایوانوں تک پہنچانے کے لیے مکمل وسائل مہیا کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ان فرقوں کے متعلق حق بیانی دشمن کے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اختلاف کی خلیج وسیع کرنا، نیز ان زندیقوں اور بدعتیوں کو عامۃ الناس کو گمراہ کرنے، اپنے گروہ کی تعداد میں اضافہ کرنے، ان کے ذریعے سے لوگوں کو فریب دینے اور اپنے عقیدہ وعمل کو اسلام باور کرانے کی کھلی چھٹی دینا اللہ کے دین اور اس کی شریعت سے بدظن اور بدگمان کرنے کے مترادف ہے۔ ملحدوں کے دین سے خروج کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام وہی ہے جس پر ان بدعتی فرقوں کا عمل ہے اور وہ عقل کی رُو سے باطل ہے، لہٰذا انہوں نے اصل دین ہی کا انکار کر دیا!!

الحمد للہ آج بھی بہت سارے اہل سنت کے علماء ایسے ہیں جنھوں نے یہ بیڑا اُٹھا رکھا ہے کہ کیسی ہی مشکلات کیوں نہ ہوں وہ اسلام کا دفاع کرنے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ اہل سنت والجماعت اللہ اور اس کے رسول کے بعد اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کو اپنے اوپر واجب سمجھتے ہیں اور قاتل حسین رضی اللہ عنہ کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتے ہیں کیونکہ وہ بہتر جاننے والا اور حساب لینے والا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یعنی حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کو شہید کرنے والا اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بار بار زہر دینے والا اور بے رحمی سے آل بیت اور جنت کے سردار سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والا اللہ کی پکڑ سے بچ نہیں سکے گا، اس پر اللہ اور اس کے فرشتے لعنت کرتے ہوں گے کیونکہ انہوں نے امت کے شیرازہ کو بکھیر دیا۔

یہاں ایک اہم بات کہ کیا یہ انصاف ہے کہ ہم ایک کی محبت میں دوسروں پر لعنت کریں؟ وہ بھی ان ہستیوں پر جن کا شمار اصحاب رسول میں ہو، جن کے ایمان کی گواہی کتاب اللہ دے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم جسے اپنا ساتھی کہیں۔

سبحان اللہ! اہل سنت والجماعت ایسے قبیح فعل سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ اللہ اہل ایمان کی حفاظت فرمائے جنھوں نے آج تک اہل بیت کا دامن نہیں چھوڑا اور حقائق سے امت کو آگاہ کیا ہے اور ہمیشہ کرتے رہیں گے۔ قتل حسین رضی اللہ عنہ اُمت مسلمہ کے لیے بہت بڑی آزمائش تھی اور آج تک امت مسلمہ اس آزمائش میں مبتلا ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی کو جنھوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما کی نہایت عمدہ پیرائے میں سیرت بیان کی ہے، اور ڈاکٹر حامد خلیفہ نے بھی خوب لکھا اور کافی حد تک دفاع اسلام اور دفاع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت میں کامیاب نظر آئے اور ہمارے اسلاف یہ کام کرتے آئے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ کتاب میں بہت ساری خوبیاں ایک ساتھ جمع ہوگئی ہیں، الحمد للہ۔ بہت ساری غلط فہمیاں دُور ہوگئی ہیں۔ خاص کر نواسہ رسولؐ کے سر مبارک کی بحث خاص طور پر بہت علمی ہے۔ پوری کتاب کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے کیونکہ تمام فصلیں غور کرنے کے قابل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ کو اور توفیق بخشے کہ اس طرح کام آتا رہے اور غلط فہمیاں دُور ہوتی رہیں۔ جزاک اللہ خیرا

ابوشاہین

ریاض، سعودی عرب

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی بحث:

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور خروج

نامِ ونسب اور کچھ فضائل:

ان کا پورا نام ہے: ابوعبداللہ حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ آپ نبی کریم ﷺ کے نواسے، محبوب اور ان کی خوشبو تھے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ ۴ ہجری میں پیدا ہوئے اور دس محرم ۶۱ ہجری کو سرزمین عراق میں کربلا کے مقام پر جامِ شہادت نوش فرما گئے۔ ❶

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب میں بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں، ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ یعلی عامری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ کھانے کی کسی دعوت میں شریک ہونے کے لیے نکلے۔ آپ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف فرما تھے اور حسین رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، نبی کریم ﷺ نے انہیں پکڑنے کا ارادہ کیا تو وہ اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ نبی کریم ﷺ بھی ان سے خوش طبعی کرنے لگے یہاں تک کہ انہیں پکڑ لیا۔ راوی کہتا ہے: آپ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا انہیں بوسہ دیا اور فرمایا:

> ''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، یا اللہ تو اس سے محبت کر جو حسین سے محبت کرتا ہے، حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔'' ❷

۲۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک عراقی نے ایسے محرم کے بارے میں سوال کیا جو احرام کی حالت میں مکھی مار ڈالے تو انہوں نے فرمایا: عراقی مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں حالانکہ ان لوگوں نے نواسہ رسول ﷺ کو قتل کر ڈالا، جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: ''یہ دونوں (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میری خوشبو ہیں۔'' ❸

---

❶ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۲۸۰۔ الاصابۃ: ۱/ ۳۳۱-۳۳۴.

❷ فضائل الصحابۃ امام احمد: ۲/ ۷۷۲ . اس کی سند حسن ہے۔

❸ بخاری، رقم الحدیث: ۳۷۵۳ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔'' ❶

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب میں اور بھی کئی احادیث وارد ہیں۔

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کے اسباب اور وہ فتویٰ جس پر ان کا خروج مبنی ہے:

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما یزید کی بیعت کے بارے میں مخالفانہ موقف رکھتے تھے اور جس میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی شریک تھے اور اس کا سبب ان کا اس امر پر حریص ہونا تھا کہ اسے شوریٰ پر چھوڑ دیا جائے اور منصب خلافت پر امت کے کسی نیک اور صالح فرد کا تقرر کیا جائے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی طرف سے اس شدید مزاحمت نے بعدازاں عملی شکل اختیار کر لی۔ حسین رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کے بھی خلاف تھے البتہ انہوں نے اپنے بھائی حسن رضی اللہ عنہ کی وجہ سے اسے قبول فرمالیا۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ اہل کوفہ کے ساتھ مسلسل رابطہ میں تھے اور انہوں نے ان سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد معارضہ کا وعدہ کر رکھا تھا، ہمارے اس موقف کی دلیل یہ ہے کہ ان کی وفات کے فوراً بعد اہل کوفہ کے زعماء نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ خط و کتابت شروع کر دی اور ان سے فوراً کوفہ روانگی کا مطالبہ کیا۔ ❷

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ ارادۂ اللہ عزوجل:...... اللہ رب کائنات جس چیز کا ارادہ کرے وہ ہو کر رہتی ہے۔ اس کے حکم اور قضاء و قدر کو ردّ نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ اپنے حکم کو نافذ کر کے رہتا ہے اگرچہ سب کے سب لوگ اس کے روکنے پر اتفاق کر لیں۔ ❸

۲۔ اقتدار کو شوریٰ سے موروثی بادشاہت میں تبدیل کرنا:...... امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جن شرائط پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ صلح کا معاہدہ کیا وہ ان کے التزام سے قاصر رہے، ان میں سے بقول ابن حجر ہیثمی یہ تھی کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد مسلمانوں کی خلافت کا مسئلہ ان کی مشاورت سے حل کیا جائے گا۔ ❹

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نزدیک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد مقرر کرنے کی کوشش کرنا انتقال اقتدار کے بارے میں منہج، اسلام کے مطابق نہیں تھا، مگر اس کے باوجود انہوں نے ان کے خلاف خروج کرنے کا نہیں سوچا تھا اس لیے کہ وہ ان سے خلافت کی بیعت کر چکے تھے اور انہوں نے اس عہد کی

---

❶ سنن ترمذی ٥/ ٦٥٦، رقم الحدیث: ٣٧٦٨۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلہ احادیث صحیحہ میں اسے صحیح کہا ہے: ٢/ ٤٤٨.

❷ مواقف المعارضة، ص: ١٨٠.   ❸ مواقف المعارضة، ص: ٢٤٠.

❹ الصواعق المرسلة: ٢/ ٢٩٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاسداری کی۔ ❶ مگر ان کی وفات کے بعد صورت حال تبدیل ہو گئی۔ حسین رضی اللہ عنہ نے یزید سے کوئی ایسی بیعت نہیں کی تھی جو ان کے لیے سمع و طاعت کو واجب قرار دیتی، اس کی دلیل والی مدینہ ولید بن عتبہ کی طرف سے حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیعت لینے کی کوشش تھی، مگر وہ دونوں مکہ مکرمہ چلے گئے اور والی مدینہ ان سے بیعت لینے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ❷

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا موقف اور اموی حکومت کے خلاف ان کا فتویٰ دو مراحل سے گزرا۔

پہلا مرحلہ (یزید کی عدم بیعت اور ان کے مکہ جانے کا مرحلہ):...... اس مرحلہ میں حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی حکومت کے بارے میں اپنے سیاسی موقف کی بنیاد رکھی جو بنوامیہ کی حکومت کے بارے میں ان کے نقطہ نظر پر مبنی تھا۔ ان کے نزدیک یزید کی بیعت کا کوئی جواز نہیں تھا، جس کی ایک وجہ شخصی اور دوسری سیاسی تھی۔ شخصی حوالے سے حسین رضی اللہ عنہ اس سے افضل بھی تھے اور اس سے زیادہ منصب خلافت کے حق دار بھی۔ اس لیے کہ وہ علم و صلاح اور کفاءت میں اس سے بڑھ کر تھے اور یزید سے کہیں زیادہ لوگوں میں مقبول بھی تھے۔ جہاں تک سیاسی وجہ کا تعلق ہے تو شوریٰ کی شرط معدوم تھی اور اموی حکومت کے تسلط کا خطرہ تھا اور یہ سب کچھ حکومت کے بارے میں اسلامی منہج کے خلاف تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم سے بخوبی آگاہ تھے کہ: ''جو شخص اس حال میں مرا کہ اس کی گردن میں بیعت نہ ہوئی تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔'' ❹ مگر ان کے نزدیک یہ حدیث اس شخص کے بارے میں ہے جو منصب خلافت کی صلاحیت و اہلیت رکھتا ہو اور وہ مسلمانوں کی مشاورت سے منتخب ہوا ہو۔ ❺ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے یزید کی عدم بیعت کے معنی یہ تھے کہ اموی حکومت شرعی اور قانونی جواز سے محروم ہے۔ جس کے اموی حکمران بڑی شدت کے ساتھ حریص تھے۔ یزید نے مدینہ منورہ میں اپنے والی کے نام حسین، ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے بیعت لینے کے لیے لکھا اور یہ بھی کہ اگر اس کے لیے سختی کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اس سے بھی گریز نہ کیا جائے۔ ❻

دوسرا مرحلہ: ...... یہ مرحلہ اموی حکومت کے خلاف عملی اقدامات کرنے اور اپنے آپ کو متبادل

❶ انساب الاشراف: ۳/ ۱۵۲۔ مواقف المعارضة، ص: ۱۸۰۔

❷ ایضا، ص: ۱۸۰۔

❸ الفقهاء و الخلفاء، ص: ۲۱۔

❹ مسلم، رقم الحديث: ۱۸۵۱۔

❺ الفقهاء و الخلفاء، ص: ۲۲۔

❻ تاریخ طبری: ۶/ ۲۵۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکمران کے طور پر پیش کرنے سے عبارت ہے اور یہ وہ چیز ہے جسے فقہائے کرام امام کے خلاف خروج سے تعبیر کرتے ہیں اس جگہ اس بات کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ عراق روانگی سے قبل کئی مہینوں تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے، وہ اس طرح کہ آپ تین شعبان ۶۰ ہجری کو مکہ مکرمہ تشریف لائے اور اسی سال آٹھ ذوالحجہ کو عراق کے لیے روانہ ہوئے۔ ❶ اس دوران میں آپ اہل عراق سے خط و کتابت کرتے رہے اور مختلف وفود آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے، اسی دوران میں وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ ظلم کا مقابلہ کرنا اور منکر کا خاتمہ کرنا ضروری ہو چکا ہے اور یہ ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے۔ عراق میں ان کے شیعہ ان سے رابطے میں تھے اور ان کے درمیان مراسلت کا سلسلہ جاری تھا۔ ❷ حسین رضی اللہ عنہ کے نقطہ نظر سے یزید نے حکومت کے بارے میں حدود اللہ کا التزام نہیں کیا اور یہ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے منہج کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوا ہے، حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے فتویٰ کی بنیاد شرعی منطق کے تسلسل پر رکھی اور وہ یہ کہ یزید کی عدالت وصلاحیت میں شک ان پر عدم بیعت کو واجب قرار دیتا ہے۔ چونکہ حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت نہیں کر رکھی تھی اور ان کا شمار علمائے امت اور ساداتِ امت میں ہوتا ہے لہٰذا وہ حدود اللہ کے قیام کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔ اس بنا پر ان کا موقف امام کے خلاف خروج نہیں بلکہ برائی کا خاتمہ، باطل کا مقابلہ اور حکم کو صحیح اسلامی راہ پر نئے سرے سے چلانا کہلائے گا۔ ❸ اس امر کی دلیل کہ حسین رضی اللہ عنہ اس بات کے حریص تھے کہ یزید کی حکومت کے مقابلہ میں ان کا فتویٰ اور سیاسی سرگرمیاں اسلامی تعلیمات وقواعد سے ہم آہنگ تھیں ان کا یزید کے ساتھ مقابلہ کرنے کے عزم کے وقت مکہ مکرمہ میں قیام سے انکار تھا تا کہ اس کی حرمت پامال نہ ہو اور وہ خوں ریزی اور قتل وقتال کے لیے میدان جنگ نہ بنے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا: ''اگر مجھے فلاں فلاں جگہ قتل کر دیا جائے تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ مجھے مکہ میں قتل کیا جائے اور میری وجہ سے اس کی حرمت کو پامال کیا جائے۔'' ❹

---

❶ تاریخ الطبری: ٦/ ٣٠٤- البدایة و النهایة: ١١/ ٤٩٤ .

❷ تاریخ الطبری: ٦/ ٢٧٣، ٢٧٤ .

❸ الفقهاء و الخلفاء، ص: ٢٣ .

❹ تاریخ طبری نقلا عن الفقهاء و الخلفاء، ص: ٢٥ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا کوفہ جانے کا ارادہ، صحابہ وتابعین کی انہیں نصیحتیں اور ان کے کوفہ جانے کے بارے میں صحابہ وتابعین کی رائے

ا۔کوفہ روانگی کے لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا عزم:

کوفہ کے سرکردہ لوگوں کی طرف سے خطوط کی آمد کے بعد جن میں ان سے جلد از جلد کوفہ آنے کا مطالبہ کیا گیا تھا انہوں نے صورت حال سے آگاہ ہونے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے عم زاد بھائی مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجا تاکہ وہ اصل حالات سے آگاہ ہو کر انہیں تحریری طور پر ان سے آگاہ کریں اور اگر ان کے بیانات درست ہوں تو وہ کوفہ چلے آئیں گے۔ ❶ مسلم بن عقیل عبدالرحمٰن بن عبداللہ ارجی، قیس بن مسہر صیداوی اور عمارہ بن عبید سلولی کے ساتھ کوفہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ جب مسلم مدینہ منورہ پہنچے تو انہوں نے دو راستہ دکھانے والے اپنے ساتھ لے لیے جن میں سے ایک کوفہ کے راستے میں پیاس کی شدت کی وجہ سے ہلاک ہو گیا۔ چونکہ مسلم بن عقیل کو ان مشکلات کا بخوبی احساس ہو گیا تھا جس کا انہیں کوفہ میں سامنا کرنا پڑ سکتا تھا لہٰذا انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو انہیں واپس بلانے کی درخواست پر مشتمل خط لکھا مگر انہوں نے ان کے اس مطالبہ کو مسترد کرتے ہوئے انہیں کوفہ کی طرف اپنا سفر جاری رکھنے کا حکم دیا۔ ❷ جب مسلم بن عقیل کوفہ پہنچے تو مختار بن ابی عبید کے مکان پر اترے۔ ❸ مگر جب ابن زیاد نے کوفہ کی امارت سنبھالی اور وہ لوگوں پر تشدد کرنے لگا تو مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ کے پاس منتقل ہو گئے۔ جب انہیں یہاں بھی ابن زیاد سے خطرہ محسوس ہوا تو انتہائی مختصر عرصہ کے لیے ایک سرگرم شیعہ مسلم بن عوسجہ اسدی کے پاس ٹھہرے رہے۔ ❹ جب اہل کوفہ کو مسلم بن عقیل کی آمد کی خبر ملی تو وہ ان کی طرف دوڑے چلے آئے اور بارہ ہزار کوفیوں نے ان سے بیعت کر لی، ❺ جب مسلم بن عقیل کو حسین رضی اللہ عنہما اور ان کی کوفہ آمد میں لوگوں کی دلچسپی کا یقین ہو گیا تو انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ تمام اہل کوفہ آپ کے ساتھ ہیں، آپ میرا خط پڑھتے ہی اِدھر چلے آئیں۔ ❻ خط پڑھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اہل کوفہ کے ارادوں کی سچائی کا یقین ہو گیا اور جیسا کہ کوفہ والوں نے اس سے قبل انہیں بتایا تھا کہ ان کا کوئی امام نہیں ہے، ❼ لہٰذا اب ان کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اہل کوفہ کے نام خط لکھا:

❶ تاریخ الطبری: ٦/ ٢٦٧. ❷ ایضا: ٦/ ٢٦٧.

❸ ایضا: ٦/ ٢٦٧. ❹ ایضا: ٦/ ٢٨٤.

❺ تهذیب الکمال: ٢/ ٣٠١- مواقف المعارضة، ص: ٢٣٢.

❻ انساب الاشراف: ٣/ ١٦٧.

❼ تاریخ الطبری: ٦/ ٢٧٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں نے تمہارے پاس اپنے بھائی اور عم زاد کو بھیجا ہے اور میں نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ تمہارے حالات اور رائے سے مجھے تحریری طور پر آگاہ کرے، اس نے مجھے لکھا ہے کہ تمہارے سرکردہ اور عقل مند لوگوں کا مجھ پر اتفاق ہو چکا ہے۔ میں ان شاء اللہ تمہارے پاس آنے ہی والا ہوں۔'' ❶

جب حسین رضی اللہ عنہ کو مسلم بن عقیل کا وہ خط ملا جس میں ان سے کوفہ آنے کی درخواست کی گئی تھی اور انہیں بتایا گیا تھا کہ کوفہ کے حالات ان کے لیے سازگار ہیں تو وہ اپنے اہل خانہ اور دیگر متعلقین کے ساتھ کوفہ جانے کی تیاری کرنے لگے۔ ❷

۲۔ حسین رضی اللہ عنہ کی روانگی کے بارے میں صحابہ وتابعین کا موقف:

الف: محمد بن حنفیہ:...... ان اپنے بھائی کی کوفہ روانگی کا علم ہوا تو وہ آپ کے پاس آئے اور سخت مضطرب ہو کر کہنے لگے: میرے بھائی! آپ مجھے سب لوگوں سے پیارے ہیں اور میری نظروں میں آپ کی عزت بھی بہت زیادہ ہے، مخلوق میں ایسا کوئی شخص نہیں جو میری نصیحت کا آپ سے زیادہ حق دار ہو، آپ یوں کریں کہ خود بھی یزید بن معاویہ کی بیعت نہ کریں اور جہاں تک ہو سکے دوسرے شہروں کو بھی اس سے روکیں، پھر لوگوں کے پاس اپنے قاصد بھیج کر انہیں اپنی طرف بلائیں اگر وہ لوگ آپ کی بیعت کر لیں تو ہم اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں گے اور اگر ان کا کسی اور پر اتفاق ہو جائے تو اس سے اللہ تعالیٰ نہ آپ کے دین میں کمی کرے گا اور نہ آپ کی عقل میں اور نہ اس سے آپ کی مردانگی میں کوئی کمی ہی آئے گی۔ میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ آپ کسی شہر میں داخل ہو کر کسی جماعت کے پاس جائیں اور ان کا آپس میں اختلاف ہو جائے، کہ ان میں سے کچھ لوگ آپ کے ساتھ ہوں اور کچھ آپ کے خلاف اور پھر وہ آپس میں لڑ پڑیں اور آپ پہلے نیزے کا شکار بن جائیں اور اس طرح اس امت کے ہر اعتبار سے بہتر اور افضل انسان کا خون رائیگاں چلا جائے۔ مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے بھائی! میں تو جا رہا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: پھر آپ مکہ چلے جائیں، اگر آپ کو وہاں اطمینان میسر آئے تو ٹھیک ہے ورنہ شہر شہر پھرتے رہیں اور لوگوں کے فیصلے کا انتظار کریں۔ انہوں نے جواب دیا: میرے بھائی! تم نے میری خیر خواہی فرمائی اور امید کرتا ہوں کہ تمہاری رائے درست ہو گی۔ ❸ مگر وہ اپنی کوفہ روانگی پر مصر رہے۔

❶ تاریخ الطبری: ٦/ ٢٧٤۔ ❷ ایضا: ٦/ ٣٠٥۔

❸ انساب الاشراف: ٤/ ١٥-١٦۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ب: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:...... جب ان کی روانگی کا علم ان کے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ہوا تو وہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے: لوگ یہ سن کر بڑے پریشان ہیں کہ آپ عراق جا رہے ہیں۔ مجھے اصل حقیقت سے آگاہ کیجیے! حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے عزم کرلیا ہے کہ آج یا کل روانہ ہو جاؤں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا آپ ایسے لوگوں میں جا رہے ہیں جنہوں نے اپنے دشمن کو نکال دیا ہے اور ملک پر قبضہ کرلیا ہے، اگر تو وہ ایسا کر چکے ہیں تو بڑے شوق سے جائیں، لیکن اگر ایسا نہیں ہوا، حاکم بدستور ان کی گردنیں دبائے بیٹھا ہے اور اس کے کارکن مسلسل اپنی کارستانیاں کر رہے ہیں تو پھر وہ آپ کو فتنہ اور جنگ کی طرف بلا رہے ہیں، میں ڈرتا ہوں کہ وہ آپ کو دھوکا نہ دیں اور جب دشمن کو طاقت ور دیکھیں تو آپ کے ساتھ لڑنے کے لیے تیار نہ ہو جائیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کروں گا اور صورت حال پر نگاہ رکھوں گا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی گفتگو اور تیاری سے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ روانگی کے لیے پرعزم ہیں لیکن چونکہ میں اس سے خوش نہیں ہوں لہٰذا وہ اصل بات مجھ سے چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب ان کی روانگی کا وقت قریب آ گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما پھر دوڑے آئے اور کہنے لگے: اے چچا زاد! میں خاموش رہنا چاہتا تھا مگر خاموش رہ نہیں سکتا، میں اس راہ میں آپ کی ہلاکت اور بربادی دیکھ رہا ہوں، اہل عراق دغاباز قسم کے لوگ ہیں ان کے دھوکے میں نہ آئیں، یہیں قیام کریں، یہاں تک کہ جب عراق والے اپنے دشمن کو نکال باہر کریں تو پھر وہاں ضرور تشریف لے جایئے۔ اگر آپ حجاز سے جانا ہی چاہتے ہیں تو پھر یمن چلے جائیں وہاں قلعے اور دشوار گزار پہاڑ ہیں اور ملک کشادہ ہے۔ وہاں کے لوگ آپ کے والد کے ہم نوا ہیں۔ ان لوگوں سے الگ تھلگ رہیں، خطوط اور قاصدوں کے ذریعے سے اپنی دعوت پھیلاتے رہیں، مجھے یقین ہے کہ آپ یہ کام کریں گے تو اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اے چچا زاد! میں جانتا کہ آپ میرے خیر خواہ ہیں لیکن اب میں روانگی کا عزم کر چکا ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر آپ نے جانا ہی ہے تو عورتوں اور بچوں کو ساتھ نہ لے جائیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ ان کے سامنے اس طرح قتل نہ کر دیے جائیں جس طرح عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنے گھر والوں کے سامنے قتل کر دیئے گئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پرجوش انداز میں کہا: اگر مجھے یقین ہوتا کہ میں آپ کے بال پکڑ لوں اور اس پر لوگوں کے جمع ہونے سے آپ رک جائیں گے تو میں یہ کام بھی کر ڈالوں۔ مگر آپ پھر بھی اپنے ارادے پر قائم رہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شرعی اعتبار سے یزید کے خلاف ان کے خروج کے خلاف نہیں تھے البتہ وہ اس حکمت عملی کے خلاف تھے۔ ان کے نزدیک حسین رضی اللہ عنہما کو اس وقت تک عراق کے لیے روانہ نہیں ہونا چاہیے تھا جب تک انہیں وہاں موجود اپنے حمایتیوں کی طاقت کا علم نہ ہو جائے اور امویوں کے اثر ونفوذ کے خاتمہ کا یقین نہ ہو جائے اور اگر وہ کہیں جانے پر مصر ہی ہیں تو پھر یمن چلے جائیں جو اموی اثر ونفوذ سے دُور ہے اور وہاں ان کے انصار و معاونین بھی ہیں اور چھپنے کے کئی ایک مقامات بھی، اس طرح وہ یزید کے مقابلے میں اپنی تمام قوتوں کو یکجا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

ج: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:...... انہوں نے کئی مواقع پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ خیر خواہی کی، جب انہیں یہ خبر ملی کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما یزید کی بیعت کو ردّ کر کے مکہ مکرمہ جا رہے ہیں تو وہ ان سے کہنے لگے: میں تم دونوں کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ یہیں سے لوٹ جاؤ اور حالات کا انتظار کرو۔ اگر لوگوں کا اس پر اتفاق ہو جائے تو تم اس سے علیحدہ نہ رہو اور اگر اس پر اتفاق نہ ہو سکے تو اس سے تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ [1] جب مدینہ منورہ آنے پر انہیں ان کے کوفہ روانہ ہونے کی خبر ملی تو وہ رات کی مسافت پر انہیں پیچھے سے جا ملے اور ان سے دریافت کیا کہ آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہم عراق جا رہے ہیں۔ اس وقت ان کے پاس کئی خطوط بھی تھے، ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: تم کوفہ والوں کے پاس مت جاؤ۔ انہوں نے کہا: یہ ان کے خطوط اور بیعت کا عہد ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت میں سے کسی ایک کے انتخاب کا اختیار دیا تو انہوں نے آخرت کو پسند کیا، جبکہ تم بھی انہی کا ایک حصہ ہو۔ تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی اقتدار نہیں سنبھال سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بہتر چیز کے لیے ہی تم سے دنیا کو دُور کیا ہے۔ لہٰذا تم لوٹ چلو۔ مگر انہوں نے اس سے انکار کر دیا، اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہما ان سے بغل گیر ہو کر فرمانے لگے: اے مقتول! میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ [2] عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کے بعد فرمایا کرتے تھے: حسین بن علی رضی اللہ عنہما خروج کے بارے میں ہم پر غالب آ گئے۔ مجھے میری زندگی کی قسم یقیناً انہوں نے اپنے باپ اور بھائی میں عبرت کا سامان دیکھ لیا ہو گا۔ ایسے حالات میں ان کے لیے متحرک ہونا درست نہیں تھا۔ انہیں لوگوں کے ساتھ ہی رہنا چاہیے تھا اس لیے کہ جماعت میں خیر ہوتی ہے۔ [3]

ج: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما:...... بعض ضعیف روایات میں ان پر یہ تہمت لگائی گئی ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کو روانگی پر

[1] الطبقات الکبری، تحقیق سلمی: ١/ ٤٤٤.

[2] سیر اعلام النبلاء: ٣/ ٢٩٢. [3] مختصر تاریخ دمشق: ٧/ ١٣٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطمئن کرنے والوں میں وہ بھی شامل تھے۔ حالانکہ ان کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ انہوں نے انہیں کوفہ جانے سے خبردار کرتے ہوئے اور ان کی خیرخواہی کرتے ہوئے فرمایا تھا: آپ ان لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جنھوں نے آپ کے باپ کو قتل کیا اور بھائی کو زخمی کیا۔ اس پر انہوں نے فرمایا: اگر مجھے فلاں فلاں جگہ قتل کر دیا جائے تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میری وجہ سے مکہ مکرمہ کی حرمت پامال کی جائے۔ ❶

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کو صاحب بیعت امام کے خلاف خروج سے تعبیر کیا تھا۔ انہوں نے ان کے خروج کو اس طرح بھی دیکھا کہ طرفین کے لیے اس کے جو بھی نتائج ہوں یہ امت کے لیے شر اور آزمائش کا پیغام لے کر ہی آئے گا۔ ❷

د: ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ:...... انہوں نے فرمایا تھا: حسین رضی اللہ عنہ خروج کے حوالے سے مجھ پر غالب آ گئے۔ میں نے ان سے کہا تھا: اپنی ذات کے بارے میں اللہ سے ڈریں، اپنے گھر میں ٹکے رہیں اور اپنے امام کے خلاف خروج نہ کریں۔ ❸

ھ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما:...... آپ فرماتے ہیں: میں نے حسین رضی اللہ عنہ سے بات کی اور ان سے کہا: اللہ سے ڈریں اور لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف نہ بھڑکائیں۔ اللہ کی قسم تم جو کچھ کر رہے ہو وہ لائق ستائش نہیں ہے۔ مگر انہوں نے میری ایک نہ مانی۔ ❹

و: عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما:...... انہوں نے آپ کے نام خط لکھا اور اسے اپنے دو بیٹوں محمد اور عون کے ہاتھوں ان تک پہنچایا، انہوں نے اس میں لکھا تھا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ یہ خط پڑھتے ہی اپنے ارادے سے باز آ جائیں۔ اس لیے کہ اس راہ میں آپ کے لیے ہلاکت اور اہل بیت کی بربادی ہے۔ ❺ مگر حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی اس درخواست کو مسترد کر دیا۔ اس سے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کا سبب یزید کے والی عمرو بن سعید بن العاص کا خوف ہے۔ چنانچہ انہوں نے عمرو بن سعید سے مطالبہ کیا کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے نام خط لکھ کر انہیں ہر طرح سے مطمئن کر دو۔ عمرو نے کہا: آپ جو کچھ چاہیں لکھ لائیں، میں اس پر مہر لگا دوں گا۔ ❻ چنانچہ انہوں نے والی عمرو بن سعید کی جانب سے یہ خط لکھا:

---

❶ مصنف ابن ابی شیبۃ: ۵/ ۹۵۔ حسن سند کے ساتھ۔

❷ مواقف المعارضة، ص: ۲۳۶.

❸ تهذيب الكمال: ٦/ ٤٦١۔ الطبقات: ١/ ٤٤٥.

❹ ایضا.

❺ تاريخ الطبری: ٦/ ٣١١.

❻ ایضا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اس راستہ سے دُور کر دے جس میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے اور اس راستہ کی طرف رہنمائی کر دے جس میں سلامتی ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ عراق جا رہے ہیں، میں آپ کی ہلاکت سے ڈرتا ہوں۔ میں عبداللہ بن جعفر اور یحییٰ بن سعید کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں، ان کے ساتھ واپس آ جائیں، میرے پاس آپ کے لیے امن، نیکی، احسان اور حسن جوار ہے، اللہ اس پر شاہد ہے اور وہی اس کا نگہبان اور کفیل ہے۔'' والسلام ❶

مگر حسین رضی اللہ عنہ نے اس پیش کش کو بھی مسترد کر دیا اور اپنا سفر جاری رکھا۔

ز: ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ:...... ان سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں: مجھے حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کی خبر ملی تو میں نے انہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہا کہ آپ ایسا نہ کریں، یہ خروج کرنے کے لیے مناسب وقت نہیں ہے۔ اس طرح آپ اپنے آپ کو ہلاکت سے دوچار کر دیں گے۔ مگر انہوں نے کہا کہ میں واپس نہیں جاؤں گا۔ ❷

د: عمرہ بنت عبدالرحمٰن:...... انہوں نے ایک خط کے ذریعے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ان کے اس فعل کی سنگینی سے آگاہ کیا اور انہیں اطاعت اور لزوم جماعت کا مشورہ دیا اور انہیں بتایا کہ انہیں ان کے مقتل کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ ❸

ح: ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہ:...... آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: میرے عم زاد! رشتہ داری مجھے تم پر رحم کرنے کے لیے مجبور کرتی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں تمہاری خیر خواہی کیسے کروں؟ انہوں نے فرمایا: ابوبکر! آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں ضرور کہیں۔ انہوں نے فرمایا: اہل عراق نے تمہارے باپ اور تمہارے بھائی کے ساتھ جو کچھ کیا وہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ تم ان لوگوں کے پاس جانا چاہتے ہو حالانکہ وہ دنیا کے پجاری ہیں، تمہارے ساتھ وہی لوگ قتال کریں گے جنہوں نے تم سے مدد کا وعدہ کیا ہے اور تمہیں وہی لوگ بے یار و مددگار چھوڑیں گے جنہیں تم ان لوگوں سے زیادہ پیارے ہو جن کی وہ معاونت کریں گے۔ میں تمہارے بارے میں تمہیں اللہ یاد کراتا ہوں۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا: میرے عم زاد! اللہ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ میرے بارے میں اللہ جو بھی فیصلہ کر چکا ہے وہ نافذ ہو جائے۔ اس پر ابوبکر نے انا للہ پڑھا اور فرمایا: ابوعبداللہ! ہم اللہ سے ثواب حاصل کریں گے۔ ❹

---

❶ تاريخ الطبرى: ٦/ ٣١٢. ❷ مختصر تاريخ دمشق: ٧/ ١٣٩.
❸ ايضا: ٧/ ١٤٠. ❹ البداية و النهاية: ١١/ ٥٠٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ط: عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ:...... انہوں نے کہا: میرے والدین آپ پر قربان، اپنی ذات سے ہمیں فائدہ پہنچائیں اور عراق جانے کا ارادہ ترک کر دیں، اللہ کی قسم اگر ان لوگوں نے آپ کو قتل کر دیا تو یہ ہمیں غلام بنا لیں گے۔ ❶

ی: سعید بن مسیّب:...... امام ذہبی نے ان سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اگر حسین رضی اللہ عنہ عراق نہ جاتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔ ❷

ك: عمرو بن سعید بن العاص:...... انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا: میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو صحیح راستہ القا کرے اور تباہ کن چیز سے دُور ہٹا دے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے عراق جانے کا عزم کر لیا ہے، میں تمہیں تشتت و اختلاف سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ ❸

ل: فرزدق:...... مشہور محبِّ اہل بیت شاعر فرزدق نے صفاح کے مقام پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، آپ نے اس سے پوچھا: تیرے پیچھے لوگوں کا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا: لوگ آپ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں مگر ان کی تلواریں بنو امیہ کے ساتھ ہیں۔ اور فیصلے آسمان پر ہوتے ہیں۔ ❹

دوسری روایت میں آتا ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے حسین رضی اللہ عنہ سے کہا: اہل عراق تمہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے، ان کے پاس مت جائیں۔ مگر انہوں نے میری بات نہیں مانی۔ ❺

حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی عراق روانگی کے بارے میں صحابہ و تابعین کے موقف کے بارے میں یہ ہیں ان کے اقوال اور اس اہم ترین قضیہ کے بارے میں ان کا فلسفہ۔ انہوں نے یزید کی بیعت اس لیے نہیں کی تھی کہ وہ اسے دیگر صحابہ کرام اور تابعین سے افضل خیال کرتے تھے بلکہ انہوں نے مسلمانوں میں اختلاف اور تفرقہ بازی سے بچنے کے لیے اس سے بیعت کی تھی۔ اس کی دلیل حمید بن عبدالرحمٰن سے مروی ان کا یہ بیان ہے کہ جب یزید بن معاویہ کو خلیفہ بنایا گیا تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا: کیا تم لوگ یہ کہتے ہو کہ یزید امت محمدیہ کا بہتر آدمی نہیں ہے، زیادہ سمجھ دار بھی نہیں ہے اور نہ زیادہ عز و شرف والا ہے؟ ہم نے کہا: ہاں۔ انہوں نے فرمایا: میں بھی یہی کہتا ہوں، مگر اللہ کی قسم!

❶ مختصر تاريخ دمشق: ٧/ ١٣٩ .

❷ سير اعلام النبلاء: ٣/ ٢٩٦ .

❸ تاريخ دمشق: ١٤/ ٢٠٩ـ احداث و احاديث فتنة الهرج، ص: ٢١٢ .

❹ مختصر تاريخ دمشق: ٧/ ١٤٤ .

❺ تاريخ دمشق: ١٤/ ٢١٤ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امت محمدیہ کا اجتماع مجھے ان کے افتراق سے زیادہ پسند ہے۔ ❶ یہ بات خاص طور پر نوٹ کی جائے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے تمام خیر خواہوں کا اس بات پر اتفاق تھا کہ انہیں عراق نہیں جانا چاہیے اور یہ کہ اہل عراق پر قطعاً اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک خط میں لکھا تھا کہ انہیں عراقیوں کے خطوط کے دھوکے میں نہیں آنا چاہیے۔ انہیں یہ بھی نصیحت کی گئی تھی کہ وہ حرم میں ہی موجود رہیں اگر لوگوں کو ان کی ضرورت ہوگی تو وہ خود ان کی طرف دوڑے چلے آئیں گے اس طرح وہ پوری قوت اور تیاری کے ساتھ عراق روانہ ہوسکیں گے۔ ❷

ناصحینِ حسین رضی اللہ عنہ کا اس بات پر بھی اتفاق تھا کہ اہل عراق خائن لوگ ہیں لہٰذا وہ کسی بھی صورت قابل اعتماد نہیں ہیں۔ مزید برآں وہ سب کے سب ان کی شہادت کا خطرہ بھی محسوس کر رہے تھے اور یہ سب کچھ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خیرخواہ یہ علماء نئے حالات و واقعات سے بخوبی آگاہ تھے اور ان گزشتہ واقعات سے بھی جو فتنہ کے دوران میں سیّدنا علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان وقوع پذیر ہوئے۔ ❸

کوفہ کے واقعات کے بارے میں یزید کا موقف:

جب یزید کو یقین ہوگیا کہ حسین رضی اللہ عنہ اہل کوفہ کی دعوت کو قبول کرنے کے لیے پرعزم ہیں تو اس نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو خط لکھا کہ مشرق سے کچھ لوگوں نے حسین رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر انہیں خلافت کا لالچ دیا ہے۔ اگر وہ ان کی باتوں میں آ گئے ہیں تو انہوں نے قرابت داری کی رسیوں کو منقطع کر دیا ہے۔ آپ اپنے گھرانے کے بڑے فرد اور منظورِ نظر ہیں۔ لہٰذا انہیں تفرقہ بازی کی کوششوں سے روکیں۔ ❹ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یزید کے خط کے جواب میں لکھا: مجھے امید ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کا خروج کسی غیر پسندیدہ مقصد کے تحت نہیں ہوگا۔ میں ہر اس چیز کو بروئے کار لانے کی پوری پوری کوشش کروں گا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ باہمی الفت کو قائم رکھے اور شورش کی آگ کو ٹھنڈا کر دے۔ ❺

اس کے بعد واقعات بڑی سرعت کے ساتھ تبدیل ہونے لگے، اہل کوفہ مسلم بن عقیل کے پاس آنے اور بڑی کثرت کے ساتھ ان سے بیعت کرنے لگے۔ جب والی کوفہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے صورتِ حال کی خطرناکی کو محسوس کیا تو انہوں نے حق تعالیٰ کی حمد وثنا کرنے کے بعد فرمایا: لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور فتنہ وفساد

---

❶ الطبقات: ٧/ ١٤٧۔ تاریخ خلیفة، ص: ١٦٤.

❷ مختصر تاریخ دمشق: ٧/ ١٤٠.

❸ اثر العلماء فی الحیاة السیاسیة، ص: ٤٨١.

❹ تهذیب الکمال: ٦/ ٤١٩۔ مواقف المعارضة، ص: ٢٤٣.

❺ سیر اعلام النبلاء: ٣/ ٣٠٤۔ مواقف المعارضة، ص: ٣٤٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی طرف نہ دوڑو۔ اس میں لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں، خوں ریزی ہوتی ہے اور مال و اسباب چھن جاتے ہیں۔ نعمان رضی اللہ عنہ بڑے بردبار اور زاہد شخص تھے۔ انہوں نے کہا: جو شخص مجھ سے جنگ و جدال نہیں کرے گا میں بھی اس سے جنگ آزمائی نہیں کروں گا، جو مجھ پر حملہ آور نہیں ہوگا میں بھی اس پر حملہ نہیں کروں گا، میں نہ گالی گلوچ کروں گا نہ کسی پر سختی کروں گا، افتراء، بدگمانی اور تہمت پر گرفت نہیں کروں گا، لیکن اگر تم نے روگردانی کرتے ہوئے نقض عہد کیا اور بیعت کو توڑا، اپنے امام کی مخالفت کی، تو قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں جب تک میرے ہاتھ میں تلوار رہے گی میں تم پر وار کرتا چلا جاؤں گا، تم میں سے کوئی شخص میرا شریک اور مددگار ہو یا نہ ہو۔ البتہ مجھے امید ہے کہ تم لوگوں میں حق کے طرف دار ان لوگوں سے زیادہ ہوں گے جنہیں باطل نے تباہ کر رکھا ہے۔ ❶

یہ سن کر عبداللہ بن مسلم بن سعید حضرمی جو بنو امیہ کا وفادار اور حلیف تھا اٹھا اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ تمہارا یہ طریقہ کمزور لوگوں کا طریقہ ہے، جو کچھ تم دیکھ رہے ہو اس کی اصلاح سخت گیری کے بغیر ممکن نہیں۔ جو لوگ کوفہ کے امن و امان کی صورتِ حال کو خراب کرنے کے درپے ہیں ان کے خلاف طاقت استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے اس کا جو جواب دیا اس سے یہ واضح تھا کہ وہ اپنی سیاست میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنے کے حامی تھے۔ ❷

یزید کو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی یہ سیاست پسند نہ آئی چنانچہ اس نے انہیں کوفہ کی ولایت سے معزول کر کے ان کی جگہ عبیداللہ بن زیاد کو والی کوفہ متعین کر دیا اور اس کی طرف یہ خط لکھا: میرے وفادار اہل کوفہ نے مجھے خبر دی ہے کہ مسلم بن عقیل کوفہ میں آ کر مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے لوگوں کو جمع کر رہے ہیں، میرا یہ خط پڑھتے ہی کوفہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور وہاں ابن عقیل کو اس طرح تلاش کرو جس طرح کوئی نگینہ کو تلاش کرتا ہے، انہیں گرفتار کر لو، یا قتل کر دو، یا شہر سے نکال باہر کرو۔ ❸

دوسرے دن ابن زیاد نے اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو بصرہ پر اپنا جانشین بنایا ❹ اور مسلم بن عمرو باہلی، شریک بن اعور حارثی اور اپنے حشم و خدم اور اہل و عیال کے ہمراہ بصرہ سے کوفہ روانہ ہو گیا۔ ❺ جب ابن زیاد کوفہ پہنچا تو اس وقت اس نے سر پر کپڑا لپیٹ رکھا تھا، ادھر لوگوں کو حسین رضی اللہ عنہ کی آمد کی بھی خبر ہو چکی تھی اور وہ ان کی شہر میں تشریف آوری کا انتظار کر رہے تھے، جب عبیداللہ ادھر آیا تو لوگوں نے سمجھا کہ حسین

---

❶ تاریخ الطبری: ٦/ ٧٧. ❷ ایضا.
❸ ایضا: ٦/ ٢٧٨. ❹ ایضا: ٦/ ٢٧٩.
❺ ایضا.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن علی رضی اللہ عنہما تشریف لے آئے ہیں لہٰذا وہ جہاں سے بھی گزرتے لوگ انہیں سلام کرتے ہوئے خوش آمدید کہتے اور جب اس کے پاس لوگوں کا ہجوم ہو گیا تو مسلم بن عمرو چلا کر کہنے لگا: پیچھے ہٹ جاؤ، یہ امیر عبیداللہ بن زیاد ہیں۔ جب وہ محل میں اترا تو "الصلاۃ جامعة" کی آواز دی گئی، جب لوگ جمع ہو گئے تو وہ ان کے پاس آیا اور انہیں خطبہ دیتے ہوئے اطاعت گزاروں سے خیر کا وعدہ کیا اور فتنہ کھڑا کرنے کے لیے کوشاں مخالفین کو شر اور برائی کی دھمکی دی۔ ❶

مسلم بن عقیل کے خاتمہ کے لیے عبیداللہ بن زیاد کے اقدامات:

ا۔ مسلم بن عقیل کی تنظیم کا توڑ:...... عبداللہ بن زیاد نے اپنے جاسوسوں کے ذریعہ سے مخالف گروہوں کے بارے میں معلومات اکٹھی کیں اور پھر ان کی روشنی میں مسلم بن عقیل کے پیروکاروں کو توڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اس مہم کو سر کرنے کے لیے معقل نامی ایک شامی شخص کی خدمات حاصل کیں اور اس کے لیے اسے تین ہزار درہم کی رقم فراہم کی، وہ یہ رقم وصول کر کے مسلم بن عقیل کی تلاش کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور آخر کار بڑی آسانی کے ساتھ انہیں تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ وہ شہر کی بڑی مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ مسجد کے ستون کے ساتھ ایک آدمی بڑی کثرت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔ وہ اس کے قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس سے کہنے لگا: میں تم پر قربان، میں شام کا رہنے والا ہوں اور بنو کلاع کا آزاد کردہ غلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اہل بیت کی محبت اور ان سے محبت کرنے والوں کی محبت سے نوازا ہے۔ میرے پاس تین ہزار درہم ہیں اور میں یہ رقم ان میں سے کسی ایک شخص تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کا کوئی نمائندہ یہاں پہنچا ہے۔ کیا تم مجھے اس کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو؟ تاکہ میں یہ رقم اس تک پہنچا سکوں؟ اور وہ اپنے بعض معاملات میں اس سے فائدہ اٹھا سکے اور اپنے شیعوں میں سے جس پر چاہے خرچ کر سکے، وہ آدمی کہنے لگا: مسجد میں اور بھی کئی لوگ موجود ہیں مگر تم نے مجھ سے ہی یہ سوال کیوں کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: اس لیے کہ میں نے تم میں خیر کی کچھ علامات دیکھی ہیں جن سے مجھے یہ امید ہوئی کہ تمہارا شمار اہل بیت سے محبت کرنے والوں میں ہوتا ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا: تو نے صحیح سمجھا، میرا شمار بھی تیرے بھائیوں میں ہوتا ہے۔ میرا نام مسلم بن عوسجہ ہے، مجھے تم سے مل کر بہت خوشی ہوئی، میں اہل بیت کے شیعہ میں سے ہوں اور مجھے اس سرکش ابن زیاد سے خوف محسوس ہوتا ہے تم مجھ سے اللہ کے نام پر وعدہ کرو کہ تم یہ بات سب لوگوں سے مخفی رکھو گے۔ اس نے ان

❶ تاریخ الطبری: ٦/ ٢٨٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے یہ وعدہ کر لیا۔ شامی نے اپنی کوششیں جاری رکھیں اور آخرکار وہ مسلم بن عقیل تک رسائی میں کامیاب ہو گیا، وہ ان سے براہ راست ملاقاتیں کرتا، وہ دن بھر ان کے ساتھ رہتا اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہتا اور رات کے اندھیروں میں عبیداللہ بن زیاد کے پاس جا کر اسے جملہ معلومات سے آگاہ کر دیتا اور اسے یہ بھی بتاتا کہ انہوں نے کیا کہا اور کیا کیا، ایک دن اس نے ابن زیاد کو یہ بھی بتا دیا کہ مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ کے گھر میں مقیم ہیں۔ ❶ اس طرح ابن زیاد نے مسلم بن عقیل کی سرگرمیوں سے آگاہی حاصل کر لی۔ ❷

۲۔ ہانی بن عروہ کی گرفتاری:...... محمد بن اشعث اور اسماء بن خارجہ عبیداللہ بن زیاد کو سلام کرنے کے لیے جایا کرتے تھے۔ ایک دن ابن زیاد نے ان سے پوچھا: ہانی بن عروہ نے کیا کیا؟ انہوں نے جواب دیا: وہ کئی دنوں سے بیمار ہے۔ اس پر ابن زیاد کہنے لگا: وہ کیسے، مجھے تو یہ خبر ملی ہے کہ وہ سارا دن گھر کے دروازے پر بیٹھا رہتا ہے۔ اسے ہمارے پاس آنے اور ہمیں سلام کہنے سے کس چیز نے روک رکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم اسے اس سے مطلع کریں گے اور اسے بتائیں گے کہ تم امیر کے پاس حاضر ہونے میں تاخیر کر رہے ہو۔ پھر وہ یہاں سے نکل کر ہانی بن عروہ کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ امیر نے ان سے کیا کہا اور ہم نے اسے کیا جواب دیا۔ پھر کہنے لگے: تم اسی وقت ابن زیاد کے پاس جانے کے لیے ہمارے ساتھ چلو تاکہ تمہارے بارے میں اس کا دل صاف ہو جائے۔ ہانی اپنے خچر پر سوار ہو کر ابن زیاد کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہ قصر امارت کے قریب پہنچا تو ان کی نیت میں خلل آ گیا اور ان دونوں سے کہنے لگے: مجھے تو اس آدمی سے ڈر لگتا ہے۔ انہوں نے کہا: وہ کیوں؟ تم تو بالکل صاف ہو۔ وہ ان کے ساتھ چلے یہاں تک کہ ابن زیاد کے پاس پہنچ گئے۔ انہیں دیکھ کر ابن زیاد نے یہ شعر پڑھا:

اريـــد حيـــاتـــه ويـــريـــد قتـــلـــي
عـــذيـــرك مـــن خـــليـــلك مـــن مـــراد

''میں اس کی زندگی چاہتا ہوں جبکہ وہ میرے قتل کا خواہش مند ہے۔ اپنے دوست مرادی کے لیے میرا عذر سن رکھو۔''

ہانی کہنے لگے: امیر محترم! اس کا کیا مطلب؟

ابن زیاد بولا: اس سے بڑی بات کیا ہو گی کہ تو نے مسلم بن عقیل کو لا کر اسے اپنے گھر میں ٹھہرا رکھا ہے

❶ الاخبار الطوال، ص: ۲۱۸۔ تاریخ الطبری: ٦/ ٢٨٤.
❷ تاریخ الطبری: ٦/ ٢٨٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس سے بیعت کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہے؟ اس پر ہانی کہنے لگے: میں نے نہ تو یہ کام کیا ہے اور نہ اس بارے کچھ جانتا ہی ہوں۔ عبیداللہ نے یہ سن کر اسی غلام کو جو ان کی جاسوسی پر مامور تھا اپنے پاس بلایا۔ ابن زیاد نے ہانی بن عروہ سے پوچھا: اسے جانتے ہو؟ ہانی اسے دیکھ کر سمجھ گئے کہ یہ ہماری جاسوسی کر رہا تھا اور اس نے اسے سب کچھ بتا ہی دیا ہوگا۔ ہانی کہنے لگے: امیر محترم! میں تمہارے سامنے سچ بولوں گا، اللہ کی قسم! میں نے مسلم بن عقیل کو نہیں بلایا اور نہ مجھے اس کے بارے میں کچھ علم ہی تھا، مگر اب میں انہیں اپنے گھر سے نکال دوں گا تاکہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں اور میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ تیرے پاس دوبارہ آؤں گا۔ اس پر ابن زیاد نے کہا: تم اسے میرے پاس لانے تک یہاں سے نہیں جا سکتے۔ ہانی بولے: یہ میرے لیے اچھا نہ ہو گا کہ میں اپنے مہمان اور پڑوسی کو قتل کروانے کے لیے تیرے حوالے کر دوں۔ اللہ کی قسم! میں ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر عبیداللہ نے عصا اٹھا کر ان کے چہرے پر مارا جس سے ان کی پیشانی اور ناک زخمی ہو گئی [1] اور پھر انہیں ایک گھر میں بند کر دیا گیا۔ عمرو بن حجاج زبیدی کو خبر ملی کہ ہانی کو قتل کر دیا گیا ہے وہ اپنے قبیلہ مذحج کے ساتھ آیا اور آتے ہی محل کا محاصرہ کر لیا اور پھر یہ اعلان بھی کر دیا کہ میں نے بیعت نہیں توڑی، میں تو صرف ہانی کی سلامتی کے بارے میں اطمینان حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر ابن زیاد نے قاضی شریح کو حکم دیا کہ وہ ہانی کے پاس جائیں اور اسے دیکھ کر بنو مذحج کے لوگوں کو بتائیں کہ وہ زندہ و سلامت ہے۔ چنانچہ انہوں نے ابن زیاد کے حکم کی تعمیل کر دی۔ [2] اس پر اس قبیلہ کا سردار عمرو بن حجاج کہنے لگا: جب تمہارا ساتھی زندہ ہے تو پھر اپنے آپ کو مصیبت میں نہ ڈالو، تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ۔

۳۔ کوفہ کی سرکشی ختم کرنے کے لیے ابن زیاد کی نگرانی:...... جب مسلم بن عقیل کو ہانی بن عروہ کے چہرے پر ضرب لگنے کی خبر ملی تو اس نے حکم دیا کہ اس کی بیعت کرنے والے اس کے اصحاب کو آواز دی جائے۔ یہ اعلان سن کر وہ لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے اس وقت ان کی تعداد چار ہزار تھی۔ [3] مسلم بن عقیل عبیداللہ بن عمرو بن عزیز کندی، مسلم بن عوسجہ اسدی، ابوثمامہ صائدی اور عباس بن جعدہ جدلی کو ساتھ لے کر قصر امارت کی طرف بڑھے، جب زیاد کو ان کے آنے کی اطلاع ملی تو اس نے قصر میں اپنی حفاظت کا انتظام کیا اور اس کے سب دروازے بند کرا دیئے۔ [4] ابن زیاد بہت بڑا مکار اور دھوکے باز

---

[1] الاخبار الطوال، ص: ۲۱۹۔ تاریخ الطبری: ۶/ ۲۸۸.

[2] الاخبار الطوال، ص: ۲۱۹.

[3] تاریخ الطبری: ۶/ ۲۸۹.

[4] ایضا: ۶/ ۲۹۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آدمی تھا، اس نے محل میں داخل ہونے کے ساتھ ہی کوفہ کے کئی سرکردہ لوگوں کو اپنے پاس جمع کر لیا اور ان کے ذریعے سے اپنی حفاظت کو یقینی بنانے لگا۔ مسلم بن عقیل اپنی سپاہ کے ساتھ اس محل کی طرف بڑھے جس میں ابن زیاد نے اپنے آپ کو محفوظ بنا رکھا تھا۔ جب ابن زیاد نے محل کے باہر لوگوں کی بھاری تعداد کو دیکھا تو اس نے اپنے پاس موجود زعمائے کوفہ سے مطالبہ کیا کہ وہ ان لوگوں کو سمجھائیں اور انہیں شامیوں کے قریب آنے سے خبردار کریں اور یہ کہ اگر وہ واپس نہ لوٹے تو انہیں مالی تعاون سے محروم کر دیا جائے گا اور انہیں سرحدوں کی طرف دھکیل دیا جائے گا اور انہیں سخت ترین سزا دی جائے گی۔ ❶ صورت حال کو کنٹرول کرنے کے لیے صرف امراء نے ہی کردار ادا نہیں کیا بلکہ اس مقصد کے لیے عورتیں بھی میدان عمل میں اتر آئیں اور انہوں نے ابن عقیل کے حامیوں کی حوصلہ شکنی کے لیے بڑا بھرپور کردار ادا کیا، اس طرح ان کے بزرگوں اور معمر لوگوں نے بھی اسی قسم کا کردار ادا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، عورتیں اور مرد محل کا محاصرہ کرنے والے اپنے خونی رشتہ داروں کو شامیوں کی آمد سے ڈرانے اور انہیں یہاں سے واپس جانے پر آمادہ کرنے کے لیے ترغیب و ترہیب کے تمام حربے اختیار کرتے۔ ❷ اس نفسیاتی جنگ کے نتیجے میں مسلم بن عقیل کے حامی واپس جانے لگے اور ان کی تعداد میں بڑی تیزی کے ساتھ کمی آنے لگی یہاں تک کہ شام ہونے تک ان کی تعداد زیادہ سے زیادہ پانچ سو رہ گئی۔ ❸ مسلم بن عقیل کے ساتھ باقی رہ جانے والے لوگوں کی غالب اکثریت کا تعلق بنو مذحج کے ساتھ تھا، عبیداللہ نے کثیر بن شہاب حارثی کو بلا کر اسے حکم دیا کہ قبیلہ مذحج کے جو لوگ اس کی اطاعت میں ہیں انہیں ساتھ لے کر کوفہ میں پھرے اور لوگوں کو مسلم بن عقیل کا ساتھ چھوڑنے پر آمادہ کرے، انہیں جنگ کا خوف دلائے اور سلطانِ وقت کی سزا سے ڈرائے۔ ❹ پھر اس نے محمد بن اشعث کو حکم دیا کہ کندہ اور حضرموت کے جو لوگ اس کی اطاعت میں ہیں انہیں ساتھ لے کر نکلے اور امان کا علم بلند کر کے لوگوں کو ادھر آنے پر امان دینے کا اعلان کرے۔ اس نے یہی احکام قعقاع بن شور ذہلی، شبث بن ربعی تمیمی، حجار بن ابجر عجلی اور شمر بن ذوالجوشن عامری کو بھی دیئے اور جو رؤسائے شہر اس کے پاس موجود تھے انہیں اپنے پاس روک کر رکھا اور انہیں سختی کے ساتھ باہر جانے سے منع کر دیا اس لیے کہ اس کے پاس بہت کم لوگ موجود تھے۔ ❺ مسلم بن عقیل کے بہی خواہوں کے خلاف ابن زیاد کی ان تیز رفتار

---

❶ تاریخ الطبری: ٦/ ٢٩٣۔ ❷ ایضا: ٦/ ٢٩٣۔

❸ ایضا۔ ❹ ایضا: ٦/ ٢٩١۔

❺ تاریخ الطبری: ٦/ ٢٩١۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کارروائیوں اور ان کے خلاف شروع کی گئی اس بھرپور نفساتی جنگ کی وجہ سے مسلم بن عقیل کے طرف داروں کی تعداد کم ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ ان کے پاس صرف ساٹھ آدمی باقی رہ گئے۔ ❶ اس کے بعد مسلم بن عقیل اور ان کے پیروکاروں اور محمد بن اشعث، قعقاع بن شور اور شبث بن ربعی کے درمیان معرکہ ہوا۔ بظاہر ایسا لگتا ہے کہ یہ معرکہ زیادہ طویل نہیں تھا اور یہ اس لیے کہ جب قعقاع کو معلوم ہوا کہ یہ جنگجو صرف جان بچانے کے لیے لڑ رہے ہیں تو اس نے انہیں راستہ دینے کا حکم دیا۔ اس طرح وہ مسجد کی طرف بھاگ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد مسلم بن عقیل اکیلے ہی کوفہ کی گلیوں میں مارے مارے پھرتے نظر آئے۔ ❷

۴۔ مسلم بن عقیل کی گرفتاری اور قتل:...... مسلم بن عقیل تن تنہا کوفہ کی گلیوں میں پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر آنے جانے لگے، وہ ایک گھر کے دروازے پر آئے تو ایک عورت گھر سے باہر آئی، آپ نے اس سے پانی مانگا، اس نے پانی پلایا اور پھر گھر کے اندر چلی گئی، جب تھوڑی دیر کے بعد باہر نکلی تو مسلم بن عقیل دروازے پر ہی موجود تھے، وہ کہنے لگی: آپ کا اس جگہ بیٹھنا مشکوک ہے لہٰذا یہاں سے اٹھ جائیں۔ انہوں نے کہا: میں مسلم بن عقیل ہوں۔ کیا تیرے ہاں مجھے جگہ مل سکتی ہے۔ اس نے کہا: ہاں، پھر اس نے آپ کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ اس خاتون کا بیٹا محمد بن اشعث کا آزاد کردہ غلام تھا وہ اس کے پاس گیا اور اسے صورت حال سے مطلع کر دیا۔ اس پر عبیداللہ نے مسلم کو گرفتار کرنے کے لیے پولیس بھیجی، آپ تلوار لہراتے گھر سے باہر آئے اور لڑنے لگے مگر ابن اشعث نے انہیں امان دے دی اور آپ نے اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دیا۔ ❸ ابن زیاد کی طرف جاتے ہوئے مسلم بن عقیل رونے لگ گئے۔ ان سے کہا گیا: جو لوگ آپ جیسے مقاصد کے متلاشی ہوتے ہیں وہ رویا نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم میں نہ تو اپنے لیے روتا ہوں اور نہ مجھے اپنے قتل کیے جانے کا کوئی غم ہے بلکہ میں اپنے ان اہل خانہ کے لیے روتا ہوں جو کوفہ آ رہے ہیں، میں حسین اور آل حسین رضی اللہ عنہم کے لیے روتا ہوں۔ پھر مسلم بن اشعث کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے: مجھے لگتا ہے کہ تو میری امان سے عاجز آ جائے گا، کیا تو ایسا کر سکتا ہے کہ کسی آدمی کے ہاتھ میرا خط حسین رضی اللہ عنہ کو پہنچا دے؟ میرے خیال میں وہ اور ان کے اہل بیت یہاں آنے کے لیے روانہ ہو چکے ہوں گے۔ انہیں بتایا جائے کہ مسلم بن عقیل

❶ مواقف المعارضة، ص: ۲۵۷۔ الطبقات: ۵/ ۳۷۴.

❷ تاريخ الطبرى: ٦/ ٢٩٣ .

❸ سير اعلام النبلاء: ٣/ ٣٠٨ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوفہ والوں کی قید میں ہے اور شاید اسے کسی وقت بھی قتل کر دیا جائے، اس کا آپ کے لیے پیغام ہے کہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ یہیں سے لوٹ جائیں اور اہل کوفہ کے دھوکہ میں نہ آئیں۔ اہل کوفہ تمہارے باپ کے وہ ساتھی ہیں جن سے وہ طبعی موت یا قتل کے ذریعے سے جدا ہونے کے متمنی تھے، اہل کوفہ نے تمہاری بھی تکذیب کی اور میری بھی، اور جھوٹے آدمی کی کوئی رائے نہیں ہوتی۔ محمد بن اشعث کہنے لگا: واللہ! میں ایسا ضرور کروں گا، اور میں ابن زیاد کو یہ بھی بتلا دوں گا کہ میں نے تمہیں امان دے دی ہے۔ پھر اس نے ایاس بن عباس طائی کو بلایا اور اس سے کہا کہ جاؤ اور حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے ان تک یہ خط پہنچاؤ، پھر اس نے اس کے لیے سواری کا انتظام کیا اور اس کے گھر اور اہل وعیال کی ذمہ داری قبول کر کے اسے حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھجوا دیا۔ ❶ بعد ازاں ابن اشعث نے مسلم بن عقیل کو ابن زیاد کے حوالے کر دیا اور اسے بتایا کہ میں انہیں امان دے چکا ہوں، اس پر ابن زیاد کہنے لگا: ہم نے تجھے انہیں امان دینے کے لیے نہیں بھیجا تھا۔ پھر اس نے اس کی امان کو مسترد کر دیا۔ ❷ ابن زیاد کے محل کے دروازے پر انہوں نے پانی کا مطالبہ کیا تو عمار بن عقبہ ٹھنڈا پانی لے کر آیا مگر آپ کو اسے پینے کی ہمت نہ ہوئی اس لیے کہ اس میں اس کا خون ملا تھا۔ جب مسلم ''ابن زیاد'' کے پاس گئے تو وہ کہنے لگا: میں تمہیں قتل کرنے والا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: اگر مجھے اجازت ہو تو میں اپنی قوم کے بعض افراد کو وصیت کرلوں، اس نے اس کی اجازت دے دی تو آپ نے وہاں موجود لوگوں کی طرف دیکھا تو ان میں عمر بن سعد بن ابی وقاص نظر آئے۔ آپ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا: عمر! میرے اور تمہارے درمیان قرابت داری ہے اور مجھے تم سے ضروری کام ہے۔ تم میرے ساتھ محل کے کونے تک چلو تاکہ میں تم سے کوئی بات کرسکوں۔ مگر اس نے ابن زیاد کی اجازت کے بغیر ایسا کرنے سے انکار کر دیا، وہ وہاں سے اٹھ کر ابن زیاد کے قریب ہوئے تو مسلم اس سے کہنے لگے: کوفہ کے کچھ لوگوں کا میرے ذمے سات سو درہم قرضہ ہے وہ میری طرف سے ادا کرنا، میرا جثہ ابن زیاد سے وصول کر کے اس کو دفنا دینا اور حسین رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام بھجوانا۔ قبل ازیں میں نے انہیں لکھا تھا کہ لوگ ان کے ساتھ ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اب وہ ادھر آ رہے ہوں گے۔ یہ سب کچھ سن کر عمر نے ابن زیاد کو مسلم بن عقیل کی باتوں سے مطلع کیا۔ ابن زیاد نے ان تمام باتوں کو نافذ کر دیا اور پھر کہنے لگا: اگر حسین ہمارے پاس نہ آئے تو ہم ان کے پاس نہیں جائیں گے اور اگر انہوں نے ہمارے بارے میں کوئی غلط ارادہ کیا تو ہم

---

❶ البداية و النهاية: ١١/ ٤٨٨۔ تاریخ الطبری: ٦/ ٢٩٧ .

❷ تاریخ الطبری: ٦/ ٢٩٨ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان سے اپنے ہاتھ نہیں روکیں گے۔ پھر اس نے مسلم بن عقیل کے بارے میں حکم دیا تو انہیں محل کی چھت پر پہنچایا گیا، اس دوران میں وہ تکبیر وتہلیل، تسبیح وتحمید اور توبہ واستغفار کر رہے تھے۔ آپ یہ بھی فرما رہے تھے: اے اللہ! ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان جنہوں نے ہم سے جنگ کی اور ہمیں بے یار و مددگار چھوڑا فیصلہ فرما، پھر بکیر بن حمران نام کے آدمی نے ان کی گردن اڑا دی پھر ان کا سر محل سے نیچے پھینک دیا اور اس کے بعد ان کا جسم بھی۔ ❶

۵۔ ہانی بن عروہ کا قتل:...... عبیداللہ بن زیاد کی کارروائیاں اس کے ظلم و جبر اور قساوت قلبی پر دلالت کرتی ہیں، اس کے حکم سے ہانی بن عروہ کو بازار میں لا کر قتل کر دیا گیا، ہانی اپنے قبیلے مذحج کو چیخ چیخ کر بلاتے رہے مگر کوئی بھی ان کی مدد کے لیے آگے نہ بڑھا، ہانی اور مسلم کو بازار میں لوگوں کے سامنے صلیب پر لٹکا دیا گیا۔ ❷ پھر ان لوگوں کی بھی گردنیں اڑا دی گئیں جو مسلم بن عقیل کی مدد کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے اور پھر انہیں بھی بھرے بازار میں صلیب پر لٹکا دیا گیا۔ ❸ ابن زیاد یہ بھی کر سکتا تھا کہ وہ مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کو دمشق میں خلیفہ کے پاس بھجوا دیتا اور وہ انہیں قید میں ڈال دیتا یا ان کے بارے میں درگزر سے کام لیتے ہوئے آئندہ کے لیے مسلمانوں کو خوں ریزی سے بچا لیتا اور ان میں عداوت اور بغض وکینہ جیسے جذبات کو مزید بڑھنے سے روک لیتا۔ اس طرح ابن زیاد نے اپنی حکومت کے متشددانہ اور ظالمانہ ہونے کا ثبوت فراہم کر دیا اور یہ کہ وہ اپنے باپ زیاد سے بھی زیادہ خوں ریزی کی قیمت پر اپنے اقتدار کو بچانے اور اسے طول دینے کی پالیسی پر گامزن تھا۔ بظاہر یوں دکھائی دیتا ہے کہ مسلم بن عقیل رحمہ اللہ ایسے تجربہ کار سیاست دان نہیں تھے جو بڑے محتاط انداز میں مستقبل کا جائزہ لیتا اور مختلف امور کو گزشتہ واقعات کے ترازو میں تولتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بیعت کرنے والوں کی کثرت، ان کے رونے دھونے اور حسین رضی اللہ عنہ کی مدد کے پختہ وعدوں کے دھوکے میں آ گئے اور پھر جلد بازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حسین رضی اللہ عنہ کو فوراً کوفہ آنے کے لیے خط لکھ دیا جس میں انہیں یہ بھی بتایا کہ ان کی بیعت کے لیے حالات سازگار ہیں۔ ❹

نظام بدلنے اور حکومتیں تبدیل کرنے کے لیے صرف جذبات کافی نہیں ہوا کرتے بلکہ اس کے لیے

---

❶ البداية و النهاية: ١١/ ٤٩٠ .

❷ ايضا: ١١/ ٤٩٠ ـ تاريخ الطبرى: ٦/ ٣٠٢ .

❸ تاريخ الطبرى: ٦/ ٣٢٠ .

❹ الامويون بين الشرق و الغرب: ١/ ٢٠٥ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیادت راشدہ، محکم تنظیم، طویل منصوبہ بندی، افراد کی توثیق اور مادی و معنوی تیاری کی شدید ضرورت ہوا کرتی ہے۔ ہم یہ بات برملا کہہ سکتے ہیں کہ مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ نے جن تخمینوں پر اعتماد کیا تھا وہ بالکل غلط اور غیر صحیح تھے۔ مسلم بن عقیل رحمہ اللہ نے یہ سمجھا کہ بہت سارے عوام الناس کے جذبات ہی کامیابی کا واحد راستہ ہیں۔ لہٰذا انہوں نے نہ تو کوفہ کے زعماء کی تائید حاصل کرنے یا ان کے ساتھ رابطہ قائم کرنے کی ضرورت محسوس کی اور نہ اپنی ہم نوا جمعیتوں کو ان کی معینہ خصوصیات کے مطابق منظم ہی کیا۔ دوسری طرف ان کے حامی و مددگار ہانی بن عروہ تھے جن کا شمار ان ممتاز لوگوں میں ہوتا تھا جنہوں نے مسلم بن عقیل کی مدد کی، انہوں نے اپنے قبیلے کی قوت اور کثرت پر اعتماد کیا اور وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ چونکہ وہ مراد قبیلے کے سردار ہیں جس کے جنگجو زرہ پوش جوانوں کی تعداد تیس ہزار افراد تک پہنچتی تھی لہٰذا وہ کسی بھی قسم کی سزا سے بالاتر ہیں۔ مگر ان کا تخمینہ بھی غلط ثابت ہوا۔ اس لیے کہ لوگوں کے وہ قدیم روابط کمزور پڑ گئے تھے جن کی وجہ سے قبیلہ کو طاقت کا مرکز سمجھا جاتا تھا اور قبیلہ کا سردار قوم کا ایسا قائد ہوتا تھا جس کے احکام کی بلا تردد تعمیل کی جاتی تھی۔ زیاد بن ابی سفیان کی ولایت کے ایام میں ارباع کی تقسیمات کا ان روابط کو کمزور بنانے میں بڑا اہم کردار تھا، اسی طرح عطیات کے نظام نے قبائل کے مفادات کو اموی اقتدار کے ساتھ مربوط کر دیا تھا۔ جن تخمینہ جات پر ہانی بن عروہ نے ارتکاز کیا اور جس کے لیے انہوں نے قبیلہ پر اعتماد کیا وہ سب کچھ ناکارہ ثابت ہو گیا۔ ❶ مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کی شہادت پر یہ مرثیہ کہا گیا:

فان کنت لا تدرین ما الموت فانظری
الی ھانی فی السوق و ابن عقیل
اصابھما امر الامام فاصبحا
احادیث من یسعی بکل سبیل
الی بطل قد ھشم السیف وجھہ
و آخر یھوی من طمار قتیل
تری جسدا قد غیر الموت لونہ
و نضح دم قد سال کل مسیل
فان انتم لم تثاروا باخیکم
فکونوا بغیا ارضیت بقلیل ❷

❶ مروج الذھب: ٣/ ٦.
❷ البدایۃ و النھایۃ: ١١/ ٤٩٠، ٤٩١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اگر تجھے معلوم نہیں کہ موت کیا ہوتی ہے تو بازار میں ہانی اور ابن عقیل کی طرف دیکھ۔
انہیں امام کے حکم سے مارا گیا اور وہ راستوں میں چلنے والے مسافروں کے لیے باتیں بن گئے۔
اس بہادر کی طرح جس کے چہرے کو تلوار نے توڑ دیا ہے اور دوسرا مقتول کے کپڑوں میں ہلاک ہوا پڑا ہے۔
تو ایک جسم کو دیکھے گا جس کے رنگ کو موت نے تبدیل کر دیا ہے اور خون کے چھڑکاؤ کو دیکھے گا جو ہر جگہ بہہ رہا ہے۔
اور اگر تم نے اپنے بھائی کا بدلہ نہ لیا تو پھر فاحشہ عورت بن جاؤ جسے تھوڑی چیز پر راضی کر لیا جاتا ہے۔''

مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر کا حسین رضی اللہ عنہما تک پہنچنا اور ابن زیاد کے لشکر سے ملاقات کرنا:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ ۸ ذوالحجہ ۶۰ ہجری کو مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے تو والی مکہ عمرو بن سعید بن العاص نے اپنے بھائی یحییٰ بن سعید بن العاص کی سربراہی میں ان کے پاس ایک وفد بھیجا جس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو واپس لانے کی کوشش کی مگر انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ اللہ سے نہیں ڈرتے، آپ مسلمانوں کی جماعت سے نکل رہے ہیں اور اس امت میں اختلاف پیدا کر رہے ہیں۔ اس پر انہوں نے اس قرآنی آیت کی تلاوت کی:

﴿لِّيْ عَمَلِيْ وَ لَكُمْ عَمَلُكُمْ اَنْتُمْ بَرِيْٓـُٔوْنَ مِمَّآ اَعْمَلُ وَ اَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ۝﴾

(یونس: ٤١)

''میرے لیے میرا عمل اور تمہارے لیے تمہارا عمل ہے۔ تم میرے اعمال سے لاتعلق ہو اور میں تمہارے اعمال سے لاتعلق ہوں۔''

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے اہل بیت اور اہل کوفہ کے ساتھ شیوخ کے ساتھ عراق روانہ ہوئے تھے۔ ❶ آپ کی روانگی کے وقت مروان بن حکم نے ابن زیاد کو لکھا: حسین بن علی رضی اللہ عنہ تیری طرف آ رہے ہیں۔ حسین رضی اللہ عنہما فاطمہ الزہرا کے فرزند ارجمند ہیں اور فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہیں۔ اللہ کی قسم حسین رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر ہمیں کوئی شخص پیارا نہیں ہے، خبردار غصے میں آ کر کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جس کا کوئی چیز ازالہ نہ کر سکے، اسے عوام الناس بھلا نہ سکیں اور اس کی یاد ہمیشہ آتی رہے۔ و السلام علیك۔ ❷ اسی

❶ تاریخ الطبری: ٦/ ٣٠٩۔ مواقف المعارضة، ص: ٢٦٢.

❷ الطبقات: ٥/ ١٦٧۔ تهذيب الكمال: ٦/ ٤٢٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح عمرو بن سعید بن العاص نے اسے حسین رضی اللہ عنہ سے تعرض کرنے سے منع کیا اور ان کے ساتھ معاملہ کرتے وقت محتاط رہنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: اما بعد! حسین بن علی رضی اللہ عنہ تیری طرف آ رہے ہیں اور اس قسم کے موقعہ پر یا تو تو آزاد ہوگا یا غلاموں کی طرح غلام بن جائے گا۔ ❶

کوفہ جاتے وقت ''ذاتِ عرق'' کے مقام پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ملاقات مشہور شاعر فرزدق کے ساتھ ہوئی، آپ نے اس سے اہل کوفہ کے بارے میں دریافت کیا تو وہ کہنے لگا: اہل کوفہ آپ کو بے یارو مددگار چھوڑ دیں گے لہٰذا آپ ان لوگوں کے پاس نہ جائیں، اس لیے کہ آپ ان لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جن کے دل آپ کے ساتھ ہیں اور تلواریں بنوامیہ کے ساتھ۔ ❷ جب یزید بن معاویہ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مکہ سے کوفہ کے لیے روانگی کا علم ہوا تو اس نے ابن زیاد کو لکھا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ حسین (رضی اللہ عنہ) عراق کے لیے روانہ ہو چکے ہیں، ان کی وجہ سے تیرا زمانہ، تیرا شہر اور خود تو آزمائش سے دوچار ہو گے، اس نازک موقع پر یا تو تو آزاد ہو جائے گا یا غلاموں کی طرح دوبارہ غلام بن جائے گا۔ ❸

ا۔ ابن زیاد اور تدابیر امن:...... ابن زیاد نے اہل کوفہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے درمیان رابطہ منقطع کرنے کے لیے اور کوفہ پر اپنا اقتدار مستحکم کرنے کے لیے کئی تدابیر اختیار کیں، اس نے جنگجو لوگوں کو جمع کیا اور ان کی وفاداریاں خریدنے کے لیے ان میں عطیات تقسیم کیے۔ ❹ پھر صاحب شرطہ حصین بن تمیم طہوی کو بھیجا تاکہ وہ قادسیہ میں پڑاؤ کرے۔ قادسیہ سے مقام خفضان اور قادسیہ سے قطقطان اور لعلع کے مقام تک شہسواروں کو منظم کیا اور حصین بن تمیم کو حکم دیا کہ وہ ہر اجنبی شخص کو گرفتار کرے۔ ❺ ابن زیاد نے مقام واقصہ سے شام کے راستے تک اور بصرہ کے راستے تک آنے جانے والے ہر شخص کو حراست میں لینے کا بھی حکم جاری کیا۔ ❻

اس آخری کارروائی کا مقصد اہل کوفہ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے درمیان باہمی روابط کو منقطع کرنا تھا، آپ کوفہ کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے مگر کوفہ میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں سے لاعلم تھے جب ''ذوالرمہ'' نامی وادی کی بلند جگہ پر پہنچے تو قیس بن مسہر صیداوی کو ایک خط دے کر کوفہ بھیجا جس میں انہیں اپنی آمد سے مطلع کیا

❶ تهذيب الكمال: ٦/ ٤٢٢ـ مواقف المعارضة، ص: ٢٦٣ .

❷ البداية و النهاية: ١١/ ٥١٠ .

❸ مجمع الزوائد: ٩/ ١٣٩ـ المعجم الكبير: ٣/ ١١٥ .

❹ الطبقات: ٥/ ٣٧٦ـ مواقف المعارضة، ص: ٢٦٤ .

❺ انساب الاشراف: ٣/ ١٦٦ـ الطبقات: ٥/ ٣٧٦ .

❻ انساب الاشراف: ٣/ ٥٧٣ـ مواقف المعارضة، ص: ٢٦٥ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا تھا۔ ❶ مگر جب وہ قادسیہ پہنچا تو صاحب شرطہ حصین بن تمیم نے اسے گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس کوفہ بھیج دیا جس نے اسے وہاں آتے ہی قتل کر ڈالا۔ ❷

اس کے بعد حسین رضی اللہ عنہ نے ایک قاصد مسلم بن عقیل کے پاس بھیجا مگر وہ بھی حصین بن تمیم کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا جس نے اسے بھی ابن زیاد کے پاس بھیج دیا اور اس نے اسے بھی قتل کروا ڈالا۔ ❸ ان حفاظتی اقدامات نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پیروکاروں کو بہت متاثر کیا اب انہیں یقین ہو گیا تھا کہ اب جو شخص بھی حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ کوئی تعلق رکھے گا اس کا انجام قتل ہو گا۔ لہٰذا جو کوئی بھی حسین رضی اللہ عنہ کی طرف داری کا سوچ رہا ہے اسے یہ بھی سوچ لینا چاہیے کہ اس کا انجام انتہائی الم ناک ہو گا۔ ❹ ابن علی رضی اللہ عنہما کو احساس ہو رہا تھا کہ کوفہ میں حالات سازگار نہیں ہیں۔ خاص طور پر اس وقت جب بادیہ نشین لوگوں نے انہیں یہ خبر دی کہ کوفہ میں کسی بھی شخص کو نہ تو داخل ہونے کی اجازت ہے اور نہ اس سے باہر آنے کی۔ ❺ اس قسم کی خطرناک اطلاعات انہیں عرب قبائل کے بعض لوگوں سے بھی ملی تھیں۔ ان لوگوں نے انہیں اس خطرے سے بھی آگاہ کر دیا تھا جس کی طرف وہ خود بڑھ رہے ہیں۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ تھے کہ وہ اپنی مہم کی کامیابی کی دلیل کے طور پر اپنے سے بیعت کرنے والے ان کثیر التعداد ناموں کی طرف اشارہ کر رہے تھے جو ان کے پاس محفوظ تھے۔ ❻ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ زبالہ ❼ یا شراف ❽ کے مقام پر پہنچے تو انہیں مسلم بن عقیل، ہانی بن عروہ اور عبداللہ بن یقطر کے قتل کی خبر ملی علاوہ ازیں انہیں یہ دل فگار اطلاع بھی ملی کہ اہل کوفہ نے ان کی نصرت و معاونت سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ ❾ اس اچانک اور الم ناک خبر سے حسین رضی اللہ عنہ شدید طور پر متاثر ہوئے، یہی وہ لوگ تھے جو ان سے سب سے زیادہ قریب تھے جنہیں قتل کر دیا گیا تھا جبکہ اہل کوفہ ان کی نصرت سے دست بردار ہو چکے تھے۔ ❿

---

❶ البداية و النهاية: ۱۱/ ۵۱۲.

❷ الطبقات: ۵/ ۳۷٦۔ انساب الاشراف: ۳/ ۱٦۷.

❸ انساب الاشراف: ۳/ ۱٦۸۔ مواقف المعارضة، ص: ۲٦٦.

❹ مواقف المعارضة، ص: ۲٦٦.

❺ انساب الاشراف: ۳/ ۱٦۸۔ مواقف المعارضة، ص: ۲٦٦.

❻ الطبقات: ۵/ ۳۷۱.

❼ زبالة: مکہ مکرمہ سے کوفہ کے راستہ میں معروف منزل۔

❽ شراف: واقصہ اور فرعاء کے درمیان ایک جگہ جو احساء سے آٹھ میل کی مسافت پر ہے۔

❾ تاریخ طبری: ٦/ ۳۲۲.

❿ مواقف المعارضة، ص: ۲٦۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ حسین رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو واپس جانے کی اجازت دیتے ہیں:...... جب حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے عم زاد مسلم بن عقیل کی شہادت اور ان کے ساتھ لوگوں کی بے وفائی کی خبر ملی تو انہوں نے اس سے اپنے ساتھیوں کو مطلع کرتے ہوئے فرمایا: تم میں سے جو شخص واپس جانا چاہتا ہو وہ ایسا کر سکتا ہے، ان کا یہ اعلان سن کر کئی لوگ اِدھر اُدھر ہو گئے۔ ❶ ان کے ساتھ باقی رہ جانے والے لوگوں میں سے بعض نے ان سے کہا: ہم آپ کو اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ یہیں سے لوٹ جائیں، کیونکہ کوفہ میں آپ کا کوئی بھی مددگار اور شیعہ نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں تو یہ خوف لاحق ہے کہ وہ آپ کے خلاف لڑیں گے۔ اس پر مسلم بن عقیل کے بھائی جوش میں آ کر کہنے لگے: اللہ کی قسم! ہم اپنے بھائی کا بدلہ لے کر رہیں گے یا ان کی طرح موت کا ذائقہ چکھ لیں گے۔ ❷

۳۔ حر بن یزید سے ملاقات:...... لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے الگ ہونا شروع ہو گئے یہاں تک کہ آپ کے ساتھ وہی چند لوگ باقی رہ گئے جو مکہ سے آپ کے ساتھ آئے تھے۔ آپ نے اپنا سفر جاری رکھا یہاں تک کہ آپ مقام شراف تک جا پہنچے، وہاں آپ نے اپنے خادموں کو حکم دیا کہ پانی پی لیں اور بھر بھی لیں، پھر وہاں سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب دوپہر ہو گئی تو ان کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے اللہ اکبر کہا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اللہ اکبر کہا اور پوچھا: تم نے اللہ اکبر کس بات پر کہا؟ اس نے جواب دیا: مجھے کھجوروں کے درخت نظر آ رہے ہیں۔ یہ سن کر دو آدمی کہنے لگے: ہم نے تو یہاں کھجوروں کے درخت نہیں دیکھے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم کیا دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہمیں تو مقدمۃ الجیش معلوم ہوتا ہے۔ اس پر وہ آدمی کہنے لگا: مجھے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ ❸ پھر واقعی حر بن یزید اپنی ایک ہزار فوج کی قیادت کرتے ہوئے آپ کے سامنے کھڑا تھا، جب حسین رضی اللہ عنہ نے اس سے واپس جانے کی اجازت دینے کا مطالبہ کیا تو اس نے اس سے انکار کر دیا اور آپ کو بتایا کہ مجھے کوفہ تک آپ کے ساتھ رہنے کا حکم ہے۔ اس پر حسین رضی اللہ عنہ نے ایسے خطوط سے بھرے ہوئے دو تھیلے اس کے سامنے رکھ دیئے جن میں ان سے کوفہ آنے کا مطالبہ کیا گیا تھا مگر حر اور اس کے ساتھیوں نے ان خطوط کے ساتھ اپنے کسی بھی تعلق سے انکار کر دیا۔ ❹ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حر کے ساتھ کوفہ جانے سے انکار کر دیا اور وہ اس پر سختی سے جمے رہے۔ اس پر حر نے تجویز پیش کی کہ آپ کسی ایسے راستے پر چلیں جو نہ کوفہ کو جاتا ہو اور نہ مدینہ منورہ کو، اس تجویز کا مقصد یہ تھا کہ حر ابن

❶ تاريخ الطبری: ٦/ ٣٢٣.
❷ ایضا، ص: ٣٢٢.
❸ ایضا: ٦/ ٣٢٥.
❹ ایضا، ص: ٣٢٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیاد کو ان کے معاملے کے بارے میں لکھ دے اور حسین رضی اللہ عنہ یزید کو ابن زیاد کے بارے میں۔ ❶

چنانچہ آپ عذیب اور قادسیہ کے راستے سے شام کے راستے پر شمال کی طرف مڑ گئے۔ ❷ اس دوران میں حر بن یزید بھی آپ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ وہ آپ کو عدم قتال کی نصیحت کر رہا تھا اس نے آپ پر یہ بات واضح کر دی کہ اگر آپ قتال کریں گے تو قتل کر دیئے جائیں گے۔ ❸ جب نماز کا وقت ہوتا تو حسین رضی اللہ عنہ فریقین کو نماز پڑھایا کرتے۔ ❹

۴۔ عمر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات اور مذاکرات:...... جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کربلا پہنچے تو عمر بن سعد کے شہسوار آپ کے سامنے کھڑے تھے، اس وقت اس کے ساتھ شمر بن ذوالجوشن اور حصین بن تمیم بھی تھا۔ ❺ جس لشکر کی عمر بن سعد قیادت کر رہا تھا وہ چار ہزار کی نفری پر مشتمل تھا۔ جب ابن زیاد نے اس سے حسین رضی اللہ عنہ سے جنگ کا مطالبہ کیا تو اس نے اسے ردّ کر دیا مگر جب اس نے اسے منصب سے معزول کر کے اسے قتل کرنے اور اس کا گھر گرانے کی دھمکی دی تو وہ اس کے لیے آمادہ ہو گیا۔ ❻

جب حسین رضی اللہ عنہ کربلا پہنچے تو انہیں شہسواروں نے گھیر لیا۔ اس پورے علاقہ کو ''طرف'' کہا جاتا ہے اور پھر انہوں نے عمر بن سعد کے ساتھ مذاکرات شروع کر دیئے، اس دوران میں آپ نے اس پر اس امر کو واضح کر دیا کہ وہ صرف اہل کوفہ کے مطالبہ پر یہاں آئے ہیں اور دلیل کے طور پر انہوں نے دو بڑے بڑے تھیلوں کی طرف اشارہ کیا جن میں انہیں کوفہ بلانے والوں اور ان سے بیعت کرنے والوں کے خطوط اور نام موجود تھے۔ عمر بن سعد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے جو کچھ سنا اس کی روشنی میں اس نے ابن زیاد کو لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، میں جب یہاں آ کر حسین رضی اللہ عنہ کے مقابل اترا تو ان کے پاس ایک قاصد بھیجا، میں نے ان سے دریافت کیا کہ وہ یہاں کس مقصد کے لیے آئے ہیں اور وہ کیا چاہتے ہیں؟ تو انہوں نے اس کا یہ جواب دیا کہ مجھے اس شہر کے لوگوں نے خطوط لکھے، میرے پاس ان کے قاصد آئے اور اس بات کے خواست گار ہوئے کہ میں یہاں آؤں، اس پر میں ادھر چلا آیا، اب اگر انہیں میرا آنا ناگوار ہے اور انہوں نے قاصدوں کے ذریعے سے جو کچھ کہلا بھیجا تھا اب ان کی رائے اس کے خلاف ہو گئی ہے تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ جب یہ خط ابن زیاد کو سنایا گیا تو اس نے یہ شعر پڑھا:

---

❶ تاریخ الطبری: ٦/ ٣٢٨۔ ❷ تاریخ طبری: ٦/ ٣٢٨۔

❸ ایضا: ٦/ ٣٢٨۔ ❹ ایضا۔

❺ انساب الاشراف: ٣/ ١٦٦۔

❻ تاریخ الطبری: ٦/ ٣٣٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلْاٰن اذا علـقـت مخـالبـنـا بـه
یـرجـو الـنـجـاة ولات حین منـاص

''اب جب کہ وہ ہمارے پنجہ میں پھنس گئے ہیں تو اس سے نکلنا چاہتے ہیں مگر اب ان کے لیے کوئی جائے مفر نہیں۔''

پھر ابن زیاد نے اس خط کا ابن سعد کو یہ جواب دیا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، امابعد! مجھے تمہارا خط ملا، تم نے جو کچھ لکھا میں نے اسے بخوبی سمجھ لیا ہے، حسین رضی اللہ عنہ سے کہہ دو کہ وہ خود اور ان کے تمام انصار یزید بن معاویہ کی بیعت کریں، اگر انہوں نے بیعت کر لی تو پھر ہم جو مناسب سمجھیں گے کریں گے۔ جب ابن سعد نے ابن زیاد کا یہ خط پڑھا تو اسے بہت دکھ ہوا۔ وہ کہنے لگا: ابن زیاد کو امن و سلامتی سے کوئی غرض نہیں ہے۔ ❶

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اس پیش کش کو رد کر دیا، مگر جب انہیں ابن زیاد کے موقف کی سختی اور خطرناکی کا اندازہ ہوا تو انہوں نے ابن سعد سے دوبارہ ملاقات کر کے اس سے فرمایا کہ میں اس وقت تمہارے سامنے تین تجاویز پیش کرتا ہوں تم ان میں سے جسے چاہوں میرے لیے پسند کر لو: ❷

الف: میں جدھر سے آیا ہوں مجھے اس طرف واپس جانے دیا جائے۔

ب: مجھے مسلمانوں کی کسی سرحد کی طرف نکل جانے دیا جائے وہاں میں ان لوگوں میں ایک عام شخص بن کر رہوں گا اور میرا نفع ونقصان ان کے نفع ونقصان کے ضمن میں ہوگا۔

ج: تم میرے راستے سے ہٹ جاؤ تاکہ میں شام چلا جاؤں اور اپنا ہاتھ یزید بن معاویہ کے ہاتھ میں دے دوں۔ ❸

ان تجاویز میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے پاس جانے کے مطالبہ سے موافقت کر لی تھی۔ ❹

اس کے بعد عمر بن سعد نے ابن زیاد کی طرف خط لکھ کر اسے بتایا کہ یہ پیچیدہ مسئلہ حل کر لیا گیا ہے اور سلامتی کا ماحول میسر آنے کے قریب ہے۔ اب اس کے لیے صرف ابن زیاد کی موافقت درکار ہے۔ ❺

عین ممکن تھا کہ ابن زیاد اس سے موافقت کر لیتا اور پھر انہیں یزید کے پاس بھیج دیتا، مگر شمر بن ذوالجوشن نے جو خط وصول کرتے وقت اسی مجلس میں بیٹھا تھا مداخلت کرتے ہوئے ابن زیاد کی اس رائے پر اعتراض کر دیا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کے پاس بھیج دیا جائے۔ اس نے ابن زیاد کے سامنے اس امر کو واضح کیا کہ

---

❶ تاریخ الطبری: ٦/ ٣٣٧.
❷ المحن لابی العرب، ص: ١٥٤.
❸ ایضا، ص: ١٥٤.
❹ ایضا، ص: ١٥٤۔ انساب الاشراف: ٣/ ١٧٣، ٢٢٤.
❺ تاریخ الطبری: ٦/ ٣٤٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امر صائب یہ ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے انصار سب تیرے حکم کے سامنے سر جھکا دیں اور ان کے بارے میں تیرا ہی فیصلہ نافذ العمل ہو۔ ❶ جب یہ خبر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ملی تو انہوں نے اس مطالبہ کو ردّ کرتے ہوئے فرمایا: واللہ میں کبھی ابن زیاد کے سامنے سر نہیں جھکاؤں گا۔ ❷ پھر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم میری اطاعت سے آزاد ہو۔ مگر انہوں نے آپ کا ساتھ دینے اور شہادت تک آپ کے ساتھ مل کر لڑنے پر اصرار کیا۔ ❸ ابن زیاد نے مقام نخیلہ ❹ کی طرف روانگی کے وقت احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہوئے عمرو بن حریث کو کوفہ کا عامل مقرر کیا اور پل پر سے لوگوں کے گزرنے پر پابندی لگا دی، کیونکہ اسے معلوم ہوا تھا کہ کوفہ سے بعض لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف چوری چھپے جانا شروع ہو گئے ہیں۔ ❺

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت پر منتج ہونے والی فیصلہ کن جنگ:

محرم ۶۱ ہجری جمعہ کی صبح حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو منظّم کیا اور جنگ کے لیے کمربستہ ہو گئے، اس وقت ان کے ساتھ بتّیس سوار اور چالیس پیادے تھے۔ آپ نے میمنہ پر زہیر بن قیس کو اور میسرہ پر حبیب بن مظاہر کو مقرر کیا اور اپنا علم اپنے بھائی عباس بن علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور خیموں کو پشت پر رکھا، آپ نے حکم دیا کہ خیموں کے پیچھے لکڑیاں اور بانس جمع کر کے ان میں آگ لگا دی جائے۔ خوف یہ تھا کہ دشمن پیچھے سے حملہ آور ہو سکتا ہے۔ ❻ دوسری طرف عمر بن سعد نے بھی اپنے لشکر کو منظّم کیا اس نے حر بن یزید کی جگہ جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا ملے تھے میمنہ پر عمرو بن حجاج زبیدی کو مقرر کیا اور میسرہ پر شمر بن ذی الجوشن کو۔ رسالہ غررہ بن قیس کو دیا اور پیادہ فوج کو شبث بن ربعی کے حوالے کیا اور پرچم اپنے آزاد کردہ غلام زوید کو دیا۔ ❼ پھر فوراً ہی جنگ شروع ہو گئی۔ آغاز میں جنگ مبارزت کی صورت میں لڑی گئی۔ جنگ کے آغاز میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس میں شامل نہ ہوئے اس دوران میں آپ کے ساتھی آپ کا دفاع کرتے رہے۔ جب وہ شہید ہو گئے تو دشمن کے لشکر سے کسی کو بھی آپ کو شہید کرنے کی جرأت نہیں ہو رہی تھی۔ عمر بن سعد کے لشکر کا ہر فرد آپ کو شہید کرنے سے ڈرتا تھا مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کسی نرمی کا مظاہر نہ کیا۔ آپ ان کے ساتھ بڑی دلیری کے ساتھ لڑتے رہے۔ ایسے میں شمر بن ذی الجوشن کو یہ خوف لاحق ہوا کہ حالات اس کے

---

❶ تاريخ الطبرى: ٦/ ٣٤٠، ٣٤١.

❷ حقبة من التاريخ، ص: ١٣٢، تاريخ الطبرى: ٦/ ٣٤٢.

❸ تاريخ الطبرى: ٦/ ٣٤٦. ❹ نخيلة: کوفہ کے قریب ایک جگہ۔

❺ الطبقات: ٥/ ٣٧٨. ❻ تاريخ الطبرى: ٦/ ٣٤٩.

❼ ايضا: ٦/ ٣٥٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قابو سے باہر ہو جائیں گے۔ اب اس نے چلاتے ہوئے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ وہ آپ پر ٹوٹ پڑے۔ پہلے زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ پر تلوار سے وار کیا پھر سنان بن انس نخعی نے آپ کو برچھا مارا اور سر کاٹ دیا۔ ❶ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کو عمرو بن بطار ثقفصی اور زید بن رقادہ حسینی نے قتل کیا تھا۔ ❷ اس بارے میں شمر بن ذی الجوشن کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو خولی بن یزید نے ابن زیاد کے پاس پہنچایا۔ ❸ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ محرم ۶۱ ہجری کو پیش آیا، ❹ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ۷۲ لوگوں نے جام شہادت نوش کیا۔ جبکہ عمر بن سعد کے لشکر کے ۸۸ لوگ مارے گئے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد عمر بن سعد نے حکم دیا کہ کوئی بھی شخص حسین رضی اللہ عنہ کی عورتوں اور بچوں کے پاس نہ جائے اور ان کے ساتھ کسی قسم کی بدسلوکی کا مظاہرہ نہ کرے۔ ❺ پھر عمر بن سعد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اور ان کی خواتین اور بچوں کو ابن زیاد کے پاس بھجوا دیا۔ ❻ معرکہ کربلا میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ، جعفر، عباس، ابوبکر، محمد اور عثمان، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد سے علی الاکبر اور عبداللہ، حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے عبداللہ، قاسم اور ابوبکر، عقیل رضی اللہ عنہ ابی طالب کی اولاد سے عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبداللہ بن مسلم، عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے عون اور محمد مقتول ہوئے۔ جبکہ مسلم بن عقیل کو کوفہ میں قتل کر دیا گیا تھا۔ ❼ ان سب کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے سے ہے۔

مگر یہ بات کس قدر عجیب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے جو لوگ اس موقعہ پر شہید ہوئے ان میں ابوبکر بن علی، عثمان بن علی اور ابوبکر بن حسین کے نام بھی آتے ہیں۔ مگر جب آپ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے موضوع پر تالیف کردہ شیعہ کتب پڑھیں گے تو ان کا کہیں نام و نشان تک نہیں ملے گا، تاکہ یہ نہ کہا جا سکے کہ علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کے نام ابوبکر و عمر اور عثمان کے ناموں پر رکھے تھے یا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام ابوبکر رکھا تھا۔ ❽

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کا یہ قول مروی ہے کہ جب عبیداللہ بن زیاد کے سامنے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا تو وہ آپ کے لبوں پر چھڑی

---

❶ تاریخ الطبری، نقلا عن مواقف المعارضة، ص: ۲۷۶.

❷ ایضا، ص ۲۷۶.

❸ تاریخ طبری: ٦/ ۳۸۵. ❹ ایضا.

❺ الطبقات: ٥/ ۳۸۵۔ تاریخ طبری: ٦/ ۳۸۵.

❻ الطبقات: ٥/ ۳۸۵۔ مواقف المعارضة، ص: ۲۷۷.

❼ تاریخ خلیفة، ص: ۲۳٤. ❽ حقبة من التاریخ، ص: ۱۳۵، ۱۳٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مارتے ہوئے کہنے لگا: یہ بہت خوبصورت تھے؟ جب اس نے بار بار یہی حرکت کی تو میں نے کہا: اللہ کی قسم میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہونٹ ان ہونٹوں پر رکھتے اور ان کا بوسہ لیتے تھے۔ ❶ یہ سن کر وہ اس حرکت سے باز آ گیا۔ ❷

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا تو اس نے اسے ایک تھال میں رکھا اور اس پر چھڑیاں مارنے لگا اور ان کے حسن و جمال کے بارے میں کوئی قابل اعتراض بات کی۔ اس پر انس رضی اللہ عنہ کہنے لگے: حسین رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گہری مشابہت رکھتے تھے۔ اس وقت ان کے داڑھی اور سر کے بالوں پر وسمہ کا خضاب تھا۔ ❸

جب اہل بیت کی خواتین اور بچے عبیداللہ بن زیاد کے سامنے پہنچے تو اس نے انہیں ایک الگ مکان فراہم کرنے کا حکم دیا۔ انہیں خوراک فراہم کی اور انہیں کپڑے اور دیگر اخراجات فراہم کرنے کا حکم دیا۔ ❹

بعض روایات میں بتایا گیا کہ ابن زیاد نے ہر اس بچے کو قتل کرنے کا حکم دیا جس کے زیر ناف بال اگ آئے ہوں، ان روایات میں بتایا گیا ہے کہ جب انہوں نے علی بن حسین (زین العابدین) رضی اللہ عنہما کے جسم سے کپڑا اٹھایا تو معلوم ہوا کہ ان کے زیر ناف بال اگ آئے ہیں تو اس نے انہیں قتل کرنے کا حکم جاری کر دیا مگر ان کی بہن زینب آڑے آئیں جس سے ان کی زندگی بچ گئی۔ ❺ مگر یہ سب باتیں غلط اور بے اصل ہیں، یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کہ ابن زیاد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی خواتین کے ساتھ بدسلوکی کی تھی یا انہیں شام بھیجتے وقت ان کے ساتھ غیر مناسب رویہ اختیار کیا۔ تاریخی روایات بتاتی ہیں کہ ابن زیاد نے اہل بیت کی خواتین کو الگ رہائش فراہم کرنے اور انہیں خوراک، لباس اور دیگر اخراجات مہیا کرنے کا حکم دیا تھا۔ ❻ ان روایات کی تردید کرتے ہوئے ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''یہ کہنا کہ ابن زیاد نے اہل بیت کی خواتین کو قیدی بنا لیا، انہیں مختلف شہروں میں گھمایا اور انہیں اونٹوں کی ننگی پیٹھوں پر سوار کیا، تو یہ سب کچھ جھوٹ اور باطل ہے۔ بحمد اللہ مسلمانوں نے کبھی کسی ہاشمی خاتون کو قیدی نہیں بنایا اور نہ امت محمدیہ نے کبھی کسی ہاشمی خاتون کو حلال ہی سمجھا۔ جاہل اور نفسانی خواہشات کے پجاریوں کا شیوہ ہی بکثرت کذب بیانی سے

❶ مسند ابو یعلیٰ، رقم: ٣٩٨١.

❷ مسند ابو یعلی، رقم: ٣٩٨١.

❸ بخاري، رقم: ٣٧٤٨.

❹ انساب الاشراف: ٣/ ٢٢٦، اس کی سند صحیح ہے۔

❺ ابو العرب، ص: ١٥٧، تاريخ الطبري: ٦/ ٣٨٨.

❻ الدولة الاموية المفترى عليها، ص: ٣٢٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کام لینا ہے۔'' ❶ راجح امر یہ ہے کہ جب ابن زیاد پر سے کامیابی کا نشہ اترا تو اسے اپنی غلطی کا شدت کے ساتھ احساس ہوا بلکہ اس کے خاندان کے بعض افراد کو تو یہ احساس اس سے بھی کہیں زیادہ تھا۔ اس کی ماں اس سے کہا کرتی تھی: تیرے لیے ہلاکت ہو، تو نے یہ کیا کر ڈالا۔ ❷ اس کا بھائی عثمان بن زیاد کہا کرتا تھا: میں چاہتا ہوں کہ زیاد کے بیٹوں میں سے ہر شخص کی ناک میں قیامت تک نکیل پڑی رہتی مگر حسین رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کیا جاتا۔ ابن زیاد یہ بات سنتا مگر عثمان کی اس بات کی تردید نہ کرتا۔ ❸

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں خوبصورت مواقف:

واقعہ کربلا کے حوالے سے بعض ایسے خوبصورت مواقف بھی کتب تاریخ میں محفوظ ہیں جو ہمارے مشاعر کو جھنجوڑ کر رکھ دیتے ہیں، تاریخ نے ان مواقف کو اپنے اصحاب کے لیے اس لیے محفوظ رکھا ہے تاکہ لوگوں پر یہ بات عیاں رہے کہ ہر زمانے میں کچھ ایسی شخصیات موجود رہی ہیں جو رجال کار کے پہلو میں ان کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے ڈٹ کر کھڑی ہو جایا کرتی ہیں تاکہ ان کی حرمت کا پاس رہے اور جب لوگ ایک دوسرے کے بالمقابل کھڑے ہوں تو ان میں تقابل کرتے وقت حق کو ظاہر کیا جا سکے۔ وہ لوگوں کے اجتماعی مقام و مرتبہ کی وجہ سے ان کی قدر کرتے اور دوسروں پر انہیں ترجیح دیتے تھے اور یہ اس لیے کہ وہ علم و شجاعت اور تقویٰ و طہارت جیسے اوصاف سے متصف ہوتے ہیں اگرچہ دوسرے لوگ حکام و امراء ہی کیوں نہ ہوں، انہیں نہ تو حاکم کا خوف ہی رجال کار کی قدر و منزلت سے ناآشنا کرتا ہے نہ ان کا ظلم و جور انہیں نفاق اور مصلحت پسندی کی طرف منحرف کرتا ہے اور نہ ان کے عہدے اور مناصب ہی انہیں حق گوئی اور ادبی شجاعت سے باز رکھتے ہیں۔ ❹

۱۔ ولید بن عتبہ بن ابوسفیان رحمہ اللہ کا موقف: ...... ولید بن عتبہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ سنگ دلی کا مظاہرہ کرنے اور سختی برتنے سے انکار کرتے ہوئے کہا: واللہ مجھے یہ بات پسند نہیں کہ مجھے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے عوض ساری دنیا کا مال و زر مل جائے، سبحان اللہ، کیا میں حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کروں گا۔ اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ جس شخص سے حسین رضی اللہ عنہ کے خون کا حساب لیا جائے گا قیامت کے دن اس کا ترازو ہلکا ہوگا۔ جب ولید نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ قابل تعریف موقف اختیار کیا اس وقت وہ مدینہ منورہ کا امیر تھا اور اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اس کا یہ موقف اس کی امارت مدینہ منورہ

---

❶ منهاج السنة: ۲/ ۲٤۹.

❷ تاريخ الطبرى، نقلا عن الدولة الاموية، ص: ۳۲۲.

❸ الكامل فى التاريخ: ۲/ ۵۸۲.

❹ الامويون فى الشرق و الغرب: ۱/ ۲٤۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے معزولی کا سبب بنے گا بلکہ یہ موقف اس کی ہلاکت پر بھی منتج ہو سکتا ہے، مگر وہ اس کے باوجود دنیوی ہلاکت اور حکومت و بادشاہت کے زوال کو اس بات پر ترجیح دیتا ہے کہ وہ حسین رضی اللہ عنہ کے خون کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے۔

۲۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کا موقف:...... نعمان بن بشیر کوفہ کے امیر تھے جب انہیں حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی روانگی اور ان کے لیے بیعت لینے کی غرض سے مسلم بن عقیل کی کوفہ آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے لوگوں کو امام کے خلاف خروج کرنے سے خبردار کیا اور انہیں فتنہ کے لیے کوشاں ہونے کے خطرات سے آگاہ کیا اور انہیں اس بات کی یاددہانی کرائی کہ اس سے ہر خاص و عام کو کس قسم کی تباہی اور ہلاکت سے واسطہ پڑ سکتا ہے۔ مگر وہ اس کے ساتھ ساتھ بڑی نرم خوئی کا مظاہرہ بھی کر رہے تھے۔ انہوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو مجھ سے جنگ نہیں کرے گا میں بھی اس سے جنگ آزمائی نہیں کروں گا، جو مجھ پر حملہ آور نہیں ہو گا میں بھی اس پر حملہ آور نہیں ہوں گا۔ انہوں نے خطبہ کے آخر میں سختی کرتے ہوئے فرمایا: اگر تم نے روگردانی کی، بیعت کو توڑا، اپنے امام کی مخالفت کی تو اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں جب تک میرے ہاتھ میں تلوار رہے گی میں تم پر وار کرتا رہوں گا، خواہ تم میں سے کوئی میرا معاون و مددگار ہو یا نہ ہو، مگر اس کے باوجود بنو امیہ کے طرف داروں نے ان پر کمزوری دکھانے کا عیب لگایا اور کہنے لگے: تمہاری یہ رائے کمزور لوگوں کی رائے ہے، اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا: اطاعت باری تعالیٰ کے ساتھ میرا شمار کمزور لوگوں میں ہونا اس سے بہتر ہے کہ میرا شمار اس کی معصیت کے ساتھ طاقت ور لوگوں میں ہو۔ [1] اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا حصول ایسی گراں قدر چیز ہے جس کے لیے مومن بندہ مہنگی سے مہنگی اور عمدہ سے عمدہ چیز بھی قربان کر دیا کرتا ہے اور یہ ایسی عظیم نعمت ہے جس کے ساتھ اللہ رب العالمین قیامت کے دن اپنے مومن بندوں پر تجلی فرمائے گا۔ [2] ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾

(التوبة: ۷۲)

”اللہ تعالیٰ نے ان ایمان دار مردوں اور عورتوں سے ان جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے اور ان صاف ستھرے پاکیزہ محلات کا

[1] تاریخ الطبری: ۶/ ۲۵۹۔ [2] الامویون بین الشرق و الغرب: ۱/ ۲۴۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جو ان ہمیشگی والی جنتوں میں ہیں اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے، یہی زبردست کامیابی ہے۔''

۳۔ حر بن یزید رحمہ اللہ کا موقف: ......لشکر کوفہ سے حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے والے یہ پہلے شخص تھے اور انہوں نے ہی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے واپسی کو ناممکن بنایا تھا، مگر اس کے ساتھ ساتھ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا رویہ انتہائی لائق ستائش تھا، انہوں نے آپ سے کہا: مجھے آپ کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا مگر مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر میری آپ سے ملاقات ہو جائے تو آپ کو کوفہ لے جاؤں۔ مگر میں پھر بھی آپ سے کہوں گا کہ آپ اپنے لیے کسی ایسی جگہ کا انتخاب کر لیں جو نہ آپ کو کوفہ پہنچائے اور نہ مدینہ منورہ واپس ہی لے جائے۔ اس کے بعد میں یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ یا ابن زیاد کو خط لکھ دوں گا اور اگر آپ چاہیں تو خود بھی یزید یا ابن زیاد کو لکھیے شاید اللہ میرے لیے خلاصی کی کوئی صورت پیدا کر دے اور میں آپ کے بارے میں امتحان سے بچ جاؤں۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں عمر بن سعد بن ابی وقاص ایک لشکر کی قیادت کرتے ہوئے آ گیا اور فریقین آمنے سامنے نظر آنے لگے، اس سے حر کو یقین ہو گیا کہ اب فریقین میں جنگ ہو کر رہے گی۔ اس وقت حر نے عمر بن سعد سے کہا: اللہ تجھے ہدایت دے، کیا تم اس شخص سے لڑو گے؟ عمر نے جواب دیا: ہاں اللہ کی قسم! کم از کم ایسی جنگ جو سر اڑائے اور ہاتھوں کو شل کر دے۔ اس وقت حر نے اپنے گھوڑے کو ضرب لگائی اور جا کر حسین رضی اللہ عنہ کی جماعت میں شامل ہو گئے، پھر کہنے لگے: اے اہل کوفہ! اللہ تمہیں ہلاک و برباد کرے، تم نے حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی۔ جب وہ چلے آئے تو انہیں دشمن کے حوالے کر دیا۔ تم کہتے تھے کہ ان پر اپنی جانیں نثار کر دیں گے اور اب انہیں قتل کرنے کے لیے ان پر حملہ آور ہو رہے ہو اور تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی وسیع و عریض زمین میں جانے سے روک دیا حالانکہ اس میں آنے جانے سے کتوں اور خنزیروں کو بھی نہیں روکا جاتا۔ تم ان کے اور دریائے فرات کے پانی کے درمیان حائل ہو گئے ہو جس سے کتے اور خنزیر بھی پیا کرتے ہیں اور ان کا حال یہ ہے کہ پیاس کی شدت نے ان سب لوگوں کو ہلاک کر رکھا ہے۔ تم لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کی ذریت سے کتنا برا سلوک کیا، اگر تم آج اور اسی وقت اپنے ارادہ سے باز نہ آئے اور تم اللہ کے حضور توبہ نہ کی تو اللہ تمہیں قیامت کے دن بڑی تشنگی سے دوچار کرے۔

حر نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنے پہلے موقف کے بارے میں معذرت کی جسے انہوں نے قبول فرما لیا، جب ان کے بعض ساتھیوں نے حسین رضی اللہ عنہ کی صف میں شامل ہونے پر انہیں ملامت کی تو وہ کہنے لگے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واللہ! میں اپنے نفس کو جنت یا جہنم میں سے کسی ایک کے انتخاب کا اختیار دیتا ہوں اور واللہ! میں جنت کے علاوہ کسی اور چیز کا انتخاب نہیں کروں گا، اگرچہ میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور مجھے جلا دیا جائے۔ ❶

حر بن یزید نے حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنا موقف تبدیل کر لیا، جب انہوں نے صلح کی طرف اپنا میلان ظاہر کیا اور انہیں اس بات کا علم ہو گیا کہ حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف میرا موقف عدل و انصاف پر مبنی نہیں ہے اور میں اس آدمی سے کیسے جنگ کروں جو صلح کی دعوت دیتا، اس کا مطالبہ کرتا اور صلح کرنے کے لیے دشمن کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے، مردانگی اس امر کی متقاضی ہے کہ اس صلح جو آدمی کے بارے میں میرا موقف یہ ہونا چاہیے کہ اس سے تعاون کیا جائے اور اس کے موقف کو تقویت دی جائے اور عقل کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ حق صلح پسند آدمی کے ساتھ ہے۔ حر بن یزید رحمہ اللہ جانتے تھے کہ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑے ہونا اور ان کی طرف میلان رکھنا، اس کے موت کے علاوہ اور کوئی معنی نہیں ہیں، مگر انہوں نے اس موت کو پسند کیا جو انہیں جنت تک رسائی دلا دے۔ ❷

۴۔ نوار بنت مالک حضرمیہ کا موقف:...... یہ اس خولی بن یزید کی بیوی ہے جسے عمر بن سعد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر دے کر عبید اللہ بن زیاد کے ساتھ بھیجا تھا۔ جب خولی سر مبارک لے کر کوفہ پہنچا تو قصر امارت کا دروازہ بند ہو چکا تھا، چنانچہ وہ سر مبارک کو گھر لے گیا اور اسے ٹب کے نیچے رکھ دیا پھر جب وہ اپنی بیوی کے پاس گیا تو اس نے پوچھا: کیا خبر لے کر آئے ہو؟ اس نے جواب دیا: یہ حسین کا سر ہے جو تیرے گھر میں تیرے پاس رکھا ہے۔ وہ کہنے لگی: تیرے لیے ہلاکت ہو، لوگ سونا اور چاندی لے کر آئے ہیں اور تو نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سر لے کر آیا ہے، ہرگز نہیں، تیرا اور میرا سر ایک گھر میں اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ ❸ یہ خاتون عرصہ دراز تک اپنے خاوند کا انتظار کرتی رہی، پھر جب انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں تو وہ ایسی خبر لے کر آیا جس نے اس کی زندگی کو مکدر کر دیا، وہ تو اس بات کی آس لگائے بیٹھی تھی کہ اس کا خاوند ایسی خوش کن خبریں لے کر آئے گا جو اسے خوش کر دیں گی۔ یہ درست ہے کہ اس کے خاوند کی صحیح و سالم واپسی اس کے لیے بڑی خوبصورت اور دل آویز خبر تھی، اگر وہ خالی ہاتھ بھی آتا تو بھی اسے اس کے آنے کی خوشی ہوتی مگر وہ تو اپنے ساتھ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک لے کر آیا تھا، پھر اس نے اپنی بیوی کو بڑی خوشی کے ساتھ یہ خبر سنائی۔

❶ تاریخ الطبری: ٦/ ٣٥٥، ٣٥٦.

❷ الامویون، وکیل: ١/ ٢٥٢.

❸ تاریخ الطبری: ٦/ ٣٨٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ اس بات کی دلیل تھی کہ وہ اس پر راضی بھی ہے اور شاداں و فرحاں بھی۔ مگر کیا وہ اس سے خوش ہو سکتی تھی؟ اگر وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو اپنے ساتھ لائے بغیر اسے یہ خبر سناتا تو اس کے حزن و ملال کے لیے یہی کچھ کافی تھا، مگر اس وقت اس کا کیا حال ہوا ہوگا جب وہ اس خبر کے ساتھ ان کا سر مبارک بھی اپنے ساتھ لے کر آ گیا۔ یہ خبر تو ہر بندۂ مومن کو غم ناک کر دینے والی اور اسے تڑپا دینے والی تھی۔ لہٰذا اس نے اپنے خاوند کے بستر کو چھوڑ دیا اور آئندہ کے لیے ایک گھر میں اس کے ساتھ نہ رہنے کی قسم اٹھا لی۔ ❶

حسین، ابنائے حسین اور ذریت حسین رضی اللہ عنہم کی شہادت کے بارے یزید کا موقف:

عبیداللہ بن زیاد نے خط لکھ کر یزید بن معاویہ کو واقعہ کربلا کے بارے میں آگاہ کیا اور فرزندان حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی خواتین کے بارے میں اس سے مشورہ طلب کیا، جب یزید کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو وہ رونے لگا، اس نے کہا: اے اہل عراق! میں قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بغیر بھی تمہاری اطاعت پر راضی تھا، بغاوت اور نافرمانی کی یہی سزا ہوا کرتی ہے، اللہ تعالیٰ پسر مرجانہ پر لعنت کرے، اگر اس میں اور ان لوگوں میں قرابت ہوتی تو وہ ان سے یہ سلوک نہ کرتا۔ اللہ کی قسم اگر میں وہاں ہوتا تو میں حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں درگزر سے کام لیتا، اللہ حسین رضی اللہ عنہما پر رحم فرمائے۔ ❷

دوسری روایت میں ہے کہ اس نے کہا: واللہ! اگر میں وہاں ہوتا اور اپنی عمر کے کچھ حصے کے بغیر ان سے قتل کو نہ روک سکتا تو ایسا ضرور کرتا۔ ❸

یزید نے یہ اطلاع ملنے پر قیدیوں کو اپنے پاس بھیجنے کا حکم دیا، ذکوان ابو خالد نے انہیں دس ہزار درہم دیئے جن کے ساتھ انہوں نے سفر کی تیاری شروع کر دی۔ ❹ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن زیاد نے آل حسین رضی اللہ عنہ کو تکلیف دہ صورت میں اونٹوں پر سوار نہیں کرایا تھا اور نہ انہیں زنجیروں میں جکڑا ہی تھا، جیسا کہ بعض روایات میں وارد ہوا ہے۔ ❺ ہم قبل ازیں پڑھ چکے ہیں کہ ابن زیاد نے واقعہ کربلا کے قیدیوں کو ایک الگ مکان میں ٹھہرایا، انہیں لباس دیا، اخراجات ادا کیے اور ان کی خوراک کا بندوبست کیا۔ ❻

عوانہ کی روایت بتاتی ہے کہ مخضر بن ثعلبہ پسران حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کے پاس لے کر آیا، ❼ جب وہ یزید

❶ الامویون بین الشرق و الغرب: ۱/ ۱۵۳.

❷ انساب الاشراف: ۳/ ۲۱۹، ۲۲۰، حسن سند کے ساتھ۔ مواقف المعارضۃ، ص: ۲۰۸.

❸ الاباطیل و المناکیر، جوزقانی: ۱/ ۲۶۵۔ اس کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں، البتہ شعبی اور مدائنی میں انقطاع ہے۔

❹ الطبقات: ۵/ ۳۹۳.

❺ المحن، ص: ۱۵۵۔ مواقف المعارضۃ، ص: ۲۸۲.

❻ مواقف المعارضۃ، ص: ۲۸۳. ❼ تاریخ طبری: ۵/ ۳۹۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے دربار میں پہنچے تو فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما کہنے لگیں: اے یزید! کیا بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیدی ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، آزاد ہیں، باعزت ہیں، تم اپنے چچا کی بیٹیوں کے پاس چلی جاؤ، وہ تمہارے ساتھ وہی سلوک کریں گی جو میں نے کیا۔ فاطمہ کہتی ہیں: جب میں ان کے پاس گئی تو ابوسفیان کی اولاد میں سے کوئی عورت ایسی نہ ہوگی جو حسین رضی اللہ عنہ کے غم میں رو نہ رہی ہو۔ ❶ جب علی (زین العابدین) بن حسین (رضی اللہ عنہ) اندر تشریف لائے تو یزید کہنے لگا: تمہارے باپ نے مجھ سے قرابت کو منقطع کیا اور مجھ پر ظلم کیا، اب اللہ نے ان کے ساتھ جو کچھ کیا تو وہ تم دیکھ ہی رہے ہو۔ علی بن حسین رضی اللہ عنہ معرکہ کربلا میں اپنی بیماری کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے، انہیں دوسرے بچوں اور عورتوں کے ساتھ یزید کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ ❷ علی بن حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے جواب میں اس قرآنی آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ﴾ (الحدید: ٢٢)

''نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ خاص تمہاری جانوں پر مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوتی ہے یہ کام اللہ تعالیٰ کے لیے بالکل آسان ہے۔''

یزید نے اپنے بیٹے خالد سے اس کا جواب دینے کا مطالبہ کیا تو وہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ یزید کہنے لگا: اس کے جواب میں یہ آیت پڑھ دے:

﴿وَمَا اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیبَةٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ وَیَعْفُوْ عَنْ کَثِیْرٍ﴾

(الشوری: ٣٠)

''تمہیں جو بھی مصیبتیں پہنچتی ہیں وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی کا نتیجہ ہیں اور وہ بہت سی باتوں سے درگزر فرما دیتا ہے۔''

بعض تاریخی روایات میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ کسی شامی نے یزید سے مطالبہ کیا کہ حسین رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی اسے دے دی جائے۔ ❸ مگر یہ کھلا جھوٹ ہے جو کسی صحیح سند سے ثابت نہیں ہے علاوہ ازیں یہ آل حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ یزید کے احترام پر مبنی رویے کے بھی خلاف ہے، اس کے علاوہ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ یزید نے آل حسین رضی اللہ عنہ کو عوام الناس کے سامنے پیش نہیں کیا تھا کہ ان میں سے جو چاہے اور جسے چاہے پسند کر لے۔ ❹

❶ تاریخ طبری: ٥/ ٣٩٥. ❷ الطبقات: ٥/ ٢٢١۔ مواقف المعارضة، ص: ٢٧٨.

❸ تاریخ طبری: ٦/ ٣٩٢۔ ابومخنف کی روایت۔ ❹ البدء و التاریخ: ٦/ ١٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یزید نے ہر ہاشمی خاتون کو پیغام بھیج کر اس سے دریافت کیا کہ اس سے کیا کچھ لیا گیا ہے۔ جس خاتون نے جو دعویٰ کیا اس نے اس سے دوگنا اسے واپس کیا۔ یزید صبح و شام کا کھانا علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھاتا، ❶ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک یزید کے پاس دمشق بھیجا گیا مگر یہ بات ثابت نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس کوفہ میں ہی موجود رہا۔ ❷

آل حسین رضی اللہ عنہ اور پسران حسین رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ واپسی:

یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خواتین اور دختران کو مدینہ منورہ روانگی کے لیے تیار ہونے کو کہا، پھر اس نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ان لوگوں کی روانگی کا سامان تیار کرو۔ خواتین نے اس سے جو بھی مطالبہ کیا اس نے ہر مطالبہ پورا کیا اور مدینہ منورہ میں ان کی ضرورت کی جملہ اشیاء فراہم کیں۔ ❸ ان کی روانگی سے قبل یزید نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر تم ہمارے پاس رہنا پسند کرو تو ہمیں خوشی ہوگی مگر انہوں نے اس سے انکار کرتے ہوئے مدینہ منورہ جانے کو پسند کیا۔ یزید نے دوسرے پسران حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاں قیام کرنے یا مدینہ منورہ واپس جانے میں کسی ایک چیز کے انتخاب کرنے کے لیے کہا مگر انہوں نے مدینہ منورہ واپسی کو ترجیح دی۔ ❹ دمشق چھوڑتے وقت یزید نے علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے دوبارہ معذرت کرتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ ابن مرجانہ (عبیداللہ) پر لعنت کرے، واللہ اگر حسین رضی اللہ عنہ میرے پاس آتے تو وہ مجھ سے جس چیز کے خواستگار ہوتے میں وہی کرتا، اور جس طرح مجھ سے بن پڑتا انہیں ہلاکت سے بچا لیتا، اگرچہ اس میں میری اولاد میں سے بھی کوئی تلف ہو جاتا۔ مگر اللہ کو وہی منظور تھا جو تم نے دیکھا۔ تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو مجھے لکھ بھیجنا۔ ❺

یزید نے حکم دیا کہ آل ابی سفیان کے موالی میں سے ایک وفد آل حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جائے، ❻ یہ تیس شہسوار تھے۔ یزید نے انہیں حکم دیا کہ مدینہ منورہ کے یہ مسافر جہاں چاہیں اور جب چاہیں سواریوں سے اتریں اور آرام کریں۔ انہیں کسی قسم کی رکاوٹ کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس نے ان کے ساتھ محرز بن حریث کلبی اور ایک دوسرے آدمی کو بھی بھیجا، ان دونوں کا شمار اہل شام کے فاضل لوگوں میں ہوتا تھا۔ ❼ آل حسین رضی اللہ عنہ دمشق سے مدینہ منورہ پورے احترام سے پہنچے۔ یزید کے بارے میں ابن کثیر فرماتے ہیں: اس نے آل حسین رضی اللہ عنہ کی عزت کی، ان کی ہر گم شدہ چیز دوگنی کر کے واپس کی اور انہیں باعزت طریقے سے سواریوں

❶ الطبقات: ٥/ ٣٩٧.
❷ حقبة من التاريخ، ص: ١٤١.
❸ الطبقات: ٥/ ٣٩٧- تاريخ الطبری: ٦/ ٣٩٣.
❹ منهاج السنة: ٤/ ٥٥٩.
❺ تاريخ الطبری: ٦/ ٣٩٣.
❻ الطبقات: ٥/ ٣٩٧- مواقف المعارضة، ص: ٢٨٦.
❼ الحجة فی بيان المحجة: ٢/ ٥٢٥، ٥٢٦- مواقف المعارضة، ص: ٢٨٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر بٹھا کر مدینہ منورہ پہنچایا ❶ اور یزید کے گھر والوں نے ان کے لیے گریہ وزاری کی۔ ❷

قتل حسین رضی اللہ عنہ کے ذمہ دار:

ا۔ اہل کوفہ:...... اہل کوفہ ہی وہ لوگ تھے جنہوں نے مدینہ منورہ میں حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو خطوط لکھے اور ان سے کوفہ آمد کی درخواست کی، اس پر آپ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تنبیہات کے باوجود ان کی طرف روانہ ہو گئے، پھر جب ابن زیاد کو کوفہ کا امیر متعین کیا گیا تو اہل کوفہ نے نہ صرف یہ کہ ان کی نصرت و حمایت سے ہاتھ کھینچ لیا بلکہ وہ ان کے ساتھ جنگ کرنے والے اور قاتل گروہ میں شامل ہو گئے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہل کوفہ کے موقف کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

اہل کوفہ کے اکثر لوگوں نے انہیں دشمن کے حوالے کر دیا، بعض نے لالچ میں آ کر اور بعض نے ڈرتے ہوئے ان کی تائید و نصرت سے ہاتھ کھینچ لیا، جب حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کوفی لشکر کے بالمقابل آئے تو آپ نے اہل کوفہ کے زعماء کو آواز دیتے ہوئے فرمایا: اے شبث بن ربعی، اے حجار بن ابحر، اے قیس بن اشعث اور اے یزید بن حارث کیا تم نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ پھل پک کر تیار ہو چکے اور صحن سرسبز و شاداب ہو چکے، آپ ایک تیار اور مسلح لشکر کے پاس آئیں گے، لہٰذا تشریف لے آئیے۔ وہ کہنے لگے: ہم نے تو ایسا کوئی کام نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ، کیوں نہیں، واللہ تم نے یہ کام کیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: لوگو! اگر تم مجھے ناپسند کرتے ہو تو میں لوٹ جاتا ہوں۔ ❸

اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کو مدنظر رکھا جائے تو قتل حسین رضی اللہ عنہ کی تہمت اہل عراق کے سر آتی ہے۔ جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر ملی تو انہوں نے اہل عراق پر لعنت کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، اللہ انہیں ہلاک کرے، انہوں نے انہیں دھوکہ دیا، اللہ ان پر لعنت فرمائے۔ ❹

جب ایک عراقی وفد نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حالت احرام میں مچھر کے دَم کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: اہل عراق! تم پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے کہ تم نے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تو قتل کر ڈالا اور مچھر کے دَم کے بارے میں سوال کرتے ہو۔ ❺

---

❶ مواقف المعارضة، ص: ٢٨٦.

❷ البداية و النهاية نقلا عن مواقف المعارضة، ص: ٢٤٧.

❸ انساب الاشراف: ٣/ ٢٢٧. ❹ فضائل الصحابة: ٢/ ٧٨٢.

❺ مسند احمد، رقم الحديث: ٥٥٦٨۔ اس کی سند صحیح ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بغدادی اپنی کتاب "الفرق بین الفرق" میں رقم طراز ہیں: کوفہ کے رافضی غدر و بخل کے ساتھ مصروف ہیں، یہاں تک کہ ان کے بارے میں ضرب المثل ہے: "کوفی سے زیادہ بخیل اور کوفی سے بڑھ کر بے وفا"

اہل کوفہ کی غداری اور بے وفائی کے بارے میں تین چیزیں بڑی مشہور ہیں:

(۱) انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی اور پھر ان کے ساتھ بے وفائی کرتے ہوئے سنان جعفی نے انہیں نیزہ مار کر زخمی کر دیا۔

(۲) انہوں نے یزید کے خلاف حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی مدد کرنے کے لیے انہیں خطوط لکھ کر کوفہ آنے کی دعوت دی جن کی وجہ سے آپ ان کے دھوکے میں آ گئے اور پھر ان کی طرف روانہ ہو گئے۔ مگر جب وہ کربلا پہنچے تو ان کے ساتھ غداری کرتے ہوئے عبیداللہ کے ساتھ جا ملے، یہ انہی کی بے وفائی کا نتیجہ تھا کہ نہ صرف یہ کہ آپ خود بلکہ آپ کے خاندان کے زیادہ تر افراد کو کربلا کے میدان میں شہید کر دیا گیا۔

(۳) انہوں نے زید بن علی بن حسین کے ساتھ بے وفائی کرتے ہوئے نقض بیعت کا ارتکاب کیا اور انہیں ہولناک جنگ کے دوران میں بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ [1]

قتل حسین رضی اللہ عنہ کی زیادہ تر ذمہ داری اہل کوفہ پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے بزدلی کا مظاہرہ کیا اور اپنے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا۔

۲۔ عبیداللہ بن زیاد:...... ابن زیاد نے حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف اپنی طاقت اور جبر و استبداد کا بھرپور استعمال کیا۔ اس کوفی نے ابن زیاد کو جو پہلے ہی شر کی طرف میلان رکھتا تھا، اور طبعی طور پر انتہا پسند اور لوگوں کے خون کا پیاسا تھا اسے مزید شر کی طرف دھکیل دیا، اس کے لیے ممکن تھا کہ وہ شمر کے متشددانہ مذموم مقاصد کو ناکام بناتے ہوئے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ امن و سلامتی کی تجاویز کو قبول کر لیتا، کم ظرف اور گھٹیا لوگ جو انحطاط کے بعد اوپر کو اٹھتے، کمزوری کے بعد طاقت پکڑتے اور محرومی کے بعد اقتدار حاصل کرتے ہیں ان کے لیے معزز و محترم اور باعزت لوگوں کے مقام و مرتبہ کا پاس کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ جن باوقار لوگوں کو عوام الناس کا پیار حاصل ہے اور وہ انہیں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں انہیں اس منصب سے محروم کر دیا جائے۔ ابن زیاد کا شمار بھی اس قسم کے گھٹیا اور کمینے لوگوں میں ہوتا تھا، دنیوی اعتبار سے اس کا جو بھی مقام تھا مگر حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی، یہی وجہ ہے کہ ابن علی رضی اللہ عنہما نے ابن زیاد سے بیعت کرنے کی تجویز کو مسترد کر دیا اور فرمایا: میں ایک ذلیل غلام کی طرح اس سے بیعت

[1] الفرق بین الفرق، ص: ۳۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرسکتا۔ جب عمر بن سعد کو ابن زیاد کا خط ملا تو اس نے کہا: اللہ کی قسم حسین رضی اللہ عنہ سر تسلیم خم نہیں کریں گے۔ حسین رضی اللہ عنہما ایک خوددار اور غیور انسان ہیں۔ ❶ عبیداللہ بن زیاد بد باطن اور ظالم حکمران تھا، یہ وہی ابن زیاد ہے کہ جب صحابی رسول عائذ بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے تو انہوں نے اس سے فرمایا: میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: سب سے برا چرواہا بے رحم چرواہا ہوتا ہے، تو اپنے آپ کو ان میں شمار ہونے سے بچا، اس پر ابن زیاد نے ان سے کہا: بیٹھ جا، تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوسی ہے۔ انہوں نے فرمایا: کیا اصحاب رسول بھی بھوسی ہیں؟ اس قسم کے لوگ ان کے بعد آئے اور ان کے غیر میں آئے۔ ❷

ابن زیاد کے لیے ضروری تھا کہ وہ حسین رضی اللہ عنہ کے مطالبات کو تسلیم کر لیتا اور انہیں یزید کے پاس جانے کے لیے آزاد چھوڑ دیتا یا وہ جہاں بھی جانا چاہتے ان کے راستے میں کوئی رکاوٹ کھڑی نہ کرتا اور خاص طور پر ان کے لیے کوفہ کا راستہ کھلا چھوڑ دیتا۔ ❸

ابن صلاح اپنے فتاویٰ میں رقم طراز ہیں: ''اصل بات یہی ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دینے والا جس کا نتیجہ قتل حسین رضی اللہ عنہ کی صورت میں سامنے آیا وہ ابن زیاد ہی ہے۔'' ❹

یوسف العش رقم طراز ہیں: ''ہمارے لیے یہ کہنا مناسب ہے کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ کا پہلا ذمہ دار شمر ہے اور دوسرا عبیداللہ بن زیاد۔'' ❺

صحیح بات یہ ہے کہ اس دل فگار واقعہ کی پہلی ذمہ داری اور سب سے بڑا گناہ ابن زیاد کے کندھوں پر ہے، کیونکہ اس سارے واقعہ کے پیچھے اسی کا شیطانی دماغ کام کر رہا تھا اور اسی نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیش کش کو مسترد کیا تھا۔ تاریخ ہمیشہ اس کے اس فعل بد کی بڑی شدت کے ساتھ مذمت کرتی رہے گی اور اس پر بربریت وسرکشی کا الزام لگاتی رہے گی۔ ❻

امام ذہبی عبیداللہ بن زیاد کے ترجمہ کے آخر میں لکھتے ہیں: ''اہل تشیع جب تک ابن زیاد اور اس جیسے دوسرے لوگوں پر لعنت نہ کریں ان کا دل ٹھنڈا نہیں ہوتا، مگر ہم اللہ کے لیے ان سے نفرت کرتے ہیں، ان سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں، مگر ان پر لعنت نہیں کرتے، ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔'' ❼

۳۔ عمر بن سعد بن ابی وقاص:...... قتل حسین رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری اپنے لشکر کے قائد عمر بن سعد پر بھی عائد

---

❶ تاریخ الطبری: ٦/ ٣٤٢ . ❷ بخاری، رقم الحدیث: ٧١٥٠ .
❸ مواقف المعارضة، ص: ٢٩٧ . ❹ القيد الشريد، ورقة: ١٣ .
❺ الدولة الاموية، ص: ١٧٢ .
❻ عبدالملك بن مروان و الدولة الاموية، ص: ١٠٥ . ❼ ايضا، ص: ١٠٥ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتی ہے۔ یہ سلف کا بدترین خلف یا ایک عظیم باپ کا انتہائی گھٹیا بیٹا تھا، اس کے بعد قتل حسین رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری اس کے لشکر پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے آل حسین رضی اللہ عنہ پر ترس کھائے بغیر اس کے ظالمانہ احکامات کی تعمیل کی، اس کے لشکر کے لیے اس واقعہ سے الگ رہنا یا حسین رضی اللہ عنہ کی صفوں میں شامل ہونا ممکن تھا، جیسا کہ اس کے پہلے قائد حر بن یزید نے کیا، جب انہوں نے دیکھا کہ ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں نے حسین رضی اللہ عنہ کی منصفانہ درخواست کو رد کر کے ظلم و زیادتی کا ارتکاب کیا ہے تو وہ حسین رضی اللہ عنہ کے کیمپ میں چلے گئے اور آخر لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ❶

ابن سعد شروع میں حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نہیں نکلا تھا بلکہ وہ چار ہزار جنگجوؤں کے ساتھ ''دیلم'' سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہو چکا تھا، جب ابن زیاد کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں اطلاع ملی تو اس نے ابن سعد کو حسین رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کے لیے ان کی طرف بھیج دیا اور اس سے کہا: حسین کے ساتھ قتال کرو اور ادھر سے فارغ ہو کر دیلم کی طرف پلٹ جانا۔ ابن زیاد نے اسے ''رے'' کی امارت دے رکھی تھی، اس نے ابن زیاد سے اس بارے میں معذرت کی مگر ابن زیاد نے اسے ''رے'' کی امارت سے معزول کر دینے کی دھمکی دی تو وہ لوگوں سے مشورہ کرنے لگا ان سب نے اسے حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑنے کے لیے روانگی سے منع کیا، اس کے بھانجے حمزہ بن مغیرہ بن شعبہ نے اس سے کہا: ماموں! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف مت اٹھیں، اگر آپ نے یہ کام کیا تو اپنے رب کی نافرمانی کریں گے اور قطع رحمی کے مرتکب ہوں گے، اگر آپ اپنی دنیا، اپنے مال اور حکومت سے محروم ہو جائیں تو یہ آپ کے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ آپ حسین رضی اللہ عنہ کے ناحق خون سے اپنے رب سے ملاقات کریں۔ ❷ اس کے جواب میں ابن سعد نے کہا: میں ان شاء اللہ ایسا ہی کروں گا۔ مگر چونکہ اس کا نفس دنیا اور امارت کی محبت میں گرفتار تھا اس لیے وہ خیر خواہوں کی نصیحت اور ڈرانے والوں کی ترہیب کے باوجود ایسا کرنے سے قاصر رہا۔ یہ کہنا بجا ہے کہ اس نے حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے جنگ سے بچنے کا کوئی راستہ تلاش کرنے کی کوشش کی مگر اسے اس کی توفیق ارزاں نہ ہوئی۔ دنیا کی ہوس رکھنے والے لوگ دنیا کے حصول کے لیے مردان کار کی شہامت اور باعزت لوگوں کی مروت کو بھی بھول جایا کرتے ہیں۔ بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہی کے لیے کھڑا ہونے کو بھی بھول جاتے ہیں اور اس امر کو بھی کہ ان کے ہر عمل کا مواخذہ ہوگا، بلکہ وہ تو دنیا کے نشے میں بدیہی امور کو بھی طاق نسیان پر رکھ دیتے ہیں، وہ اس حقیقت کو بھول

---

❶ عبدالملك بن مروان و الدولة الاموية، ص: ۱۰۵۔

❷ انساب الاشراف: ۳/ ۲۱۹، ۲۲۰۔ حسن سند کے ساتھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں کہ آخر دنیا کو فنا ہونا ہے، مقام و منصب کو زوال آنا ہے اور اقتدار و اختیار کا خاتمہ ہو کر رہنا ہے، ابن سعد کو غداروں اور خائنوں کے ناموں کی فہرست میں اپنا نام لکھوانے اور مجرموں اور ظالموں کے رجسٹر میں نام مندرج کروانے کی ضرورت نہیں تھی، اگر وہ اپنے مقام و منصب کی قربانی دیتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو قبول کر لیتا تو متاع دنیا سے اس کا جو حصہ مقرر تھا وہ اسے مل کر ہی رہتا اور اللہ کے نزدیک نیک اور پارسا لوگوں میں شمار ہوتا۔ ❶

۴۔ یزید بن معاویہ: ...... جہاں تک یزید کا تعلق ہے تو ظاہر امر یہ ہے کہ اس نے قتل حسین کو ناپسند کیا لیکن اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو خروج سے منع کیا تھا، اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو خروج سے منع کیا جائے۔ جب آپ کا سر مبارک اس کے سامنے رکھا گیا تو اس نے کہا: اللہ ابن مرجانہ پر لعنت کرے، میں قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بغیر بھی تمہاری اطاعت سے راضی ہو جاتا، ❷ اللہ کی قسم! اگر ان کا صاحب میں ہوتا تو ان سے درگزر کرتا، مگر یزید کی طرف سے قتل حسین پر آہ و بکا کرنا اور ابن مرجانہ کو سب و شتم کرنا اسے حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقا کے قتل کی ذمہ داری سے مکمل آزاد نہیں کرتا اور یہ اس لیے کہ وہ ابن زیاد کو واضح حکم دے سکتا تھا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے سے باز رہنا اور ان کے ساتھ حکمت اور عقل مندی پر مبنی رویہ اپنانا تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی رشتہ داری اور قرابت داری کا پاس کیا جا سکے اور مسلمانوں کے دلوں میں ان کا جو احترام ہے اسے ملحوظ رکھا جا سکے۔

بہر حال ایک درجے میں قتل حسین رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری یزید پر عائد ہوتی ہے، اس لیے کہ وہ اس کے دورِ حکومت میں شہید ہوئے اور اس زمین پر ہوئے جس پر اس کی افواج کا قبضہ تھا۔ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تو عراق یا شام میں غیر ہموار راستے کی وجہ سے بکری یا خچر کی ذمہ داری بھی قبول کرتے تھے، لیکن اگر اس کے قاتل ان کے اپنے ہی لشکری ہوتے تو پھر کیا ہوتا؟ ❸ قتل حسین رضی اللہ عنہ یزید بن معاویہ کے دورِ حکومت پر رہتی دنیا تک سیاہ داغ رہے گا۔

یزید کے بارے میں لوگوں کے اقوال، نیز کیا اسے لعنت کرنا جائز ہے؟

یزید کے بارے میں لوگ تین گروہوں میں منقسم ہیں:

ایک گروہ کے نزدیک یزید کافر و منافق تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انتقام لینے کی غرض سے

❶ الامویون بین الشرق و الغرب: ۱/ ۲۴۴.

❷ العالم الاسلامی فی العصر الاموی، ص: ۴۷۸.

❸ الامویون بین الشرق و الغرب: ۱/ ۲۴۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نواسہ رسول ﷺ کو قتل کرنے کے لیے کوشاں رہا، وہ حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے اپنے دادا عتبہ، اس کے بھائی شیبہ، ولید بن عتبہ اور ان لوگوں کا انتقام لینا چاہتا تھا جو جنگ بدر کے دن اصحاب رسول ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ جو روافض ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو کافر کہتے ہیں ان کے لیے یزید کو کافر کہنا اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔

دوسرے گروہ کے نزدیک وہ ایک صالح انسان اور عادل امام تھا اور اس کا شمار ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے جو نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے، نبی مکرم ﷺ نے اسے اپنے ہاتھوں میں اٹھایا اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی، ان میں سے بعض لوگ تو اسے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دیتے ہیں جبکہ ان میں سے کچھ لوگ اسے نبی بھی تسلیم کرتے ہیں۔ مگر یہ دونوں قول باطل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سنت میں مشغول اہل علم اور کسی عقل مند شخص کی طرف منسوب نہیں ہیں۔ [1]

تیسرا قول یہ ہے کہ یزید دوسرے مسلمان بادشاہوں کی طرح ایک بادشاہ تھا، اس کے نامہ اعمال میں کچھ نیکیاں بھی ہیں اور کچھ برائیاں بھی اور یہ کہ وہ کافر نہیں تھا۔ اس کے دورِ حکومت میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ مقتول ہوئے اور اہل حرہ کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ یزید نہ تو صحابی رسول تھا اور نہ اس کا شمار اولیاء اللہ میں ہی ہوتا ہے۔ یہ قول اکثر اہل سنت والجماعت اور اہل عقل وعلم کا ہے۔

اس کے بعد یہ فرقہ تین مزید فرقوں میں تقسیم ہوگیا:

ایک فرقہ اس پر لعنت کرتا ہے۔ ایک فرقہ اس سے محبت کرتا ہے اور تیسرا نہ تو اس سے محبت کرتا ہے اور نہ اسے لعنت ہی کرتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ سے یہی منصوص ہے، ان کے شاگردوں میں سے میانہ رو اور دیگر تمام مسلمانوں کا یہی مذہب ہے۔

صالح بن احمد کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ سے کہا: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ یزید سے محبت کر سکتا ہے؟ میں نے کہا: ابا جان! تو پھر آپ اس پر لعنت کیوں نہیں کرتے؟

انہوں نے فرمایا: تو نے اپنے باپ کو کسی کو لعنت کرتے کب دیکھا تھا؟

جب ابو محمد مقدسی سے یزید کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اسے نہ تو گالی دی جائے اور نہ اس سے محبت ہی کی جائے۔ یہ یزید اور اس جیسے دیگر لوگوں کے بارے میں عادلانہ اور خوبصورت اقوال ہیں۔ جہاں تک اسے سب وشتم اور لعنت نہ کرنے کا تعلق ہے تو یہ اس بنا پر ہے کہ اس سے اس فسق وفجور کا صدور ثابت نہیں ہے جو ان کا متقاضی ہو، یا وہ اس بنا پر ہے کہ معین فاسق

[1] الفتاوی: ٤/ ٢٩٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو اسے خاص کر کے لعنت نہیں کی جاتی اور یہ ممانعت یا تو تحریمی طور پر ہے یا تنزیہی طور پر۔ صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ''حمار'' کے قصہ میں ثابت ہے کہ جب اس نے بار بار شراب نوشی کی اور اسے بار بار کوڑے بھی مارے گئے تو جب بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر لعنت کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسے لعنت نہ کرو، یہ شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔'' ❶

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کو لعنت کرنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔'' ❷

یہ اس امر کے باوجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمومی طور پر شراب نوشی کرنے والے کے لیے لعنت کرنا ثابت ہے اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہ یتیم کا مال کھانے والے، زانی اور چور کے لیے عمومی طور پر وعید کی نصوص وارد ہیں۔ مگر ہم کسی معین شخص کے لیے اس کے جہنمی ہونے کی شہادت نہیں دے سکتے۔ اس لیے کہ ممکن ہے اس نے توبہ کر لی ہو، یا اس نے گناہوں کو مٹانے والی نیکیاں کی ہوں، یا اسے گناہوں کا کفارہ بننے والے مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہو، یا اس کے حق میں کسی کی سفارش قبول ہو جائے۔ ❸

یزید پر لعنت کرنے والے بعض لوگوں کے نزدیک ترک لعنت فضول گفتگو کے حوالے سے تمام مباح امور کے ترک جیسا ہے۔

جو علماء اس پر لعنت کرتے ہیں مثلاً ابو الفرج ابن جوزی اور کیا الہراسی ❹ وغیرہ، تو یہ اس بنا پر ہے کہ ان کے نزدیک اس سے ایسے متعدد افعال کا صدور ہوا جو اس کے لیے لعنت کو مباح قرار دیتے ہیں، پھر وہ کبھی تو یہ کہتے ہیں کہ یزید فاسق ہے اور فاسق کو لعنت کی جا سکتی ہے اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ صاحب معصیت کو لعنت کی جا سکتی ہے اگرچہ اس پر فسق کا حکم نہ لگایا جا سکے۔ اس پر اس کے کبیرہ گناہوں کی وجہ سے بھی لعنت کی جا سکتی ہے اگرچہ تمام فاسقوں پر لعنت نہیں کی جا سکتی جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی قسم کے اہل معاصی اور کئی عصاۃ پر لعنت فرمائی اگرچہ تمام اہل معاصی پر لعنت نہیں کی جا سکتی۔ یزید کو لعنت کرنے کے یہ تین مآخذ ہیں۔ ❺

رہے وہ لوگ جو یزید کے ساتھ محبت کو جائز قرار دیتے یا اس سے محبت کرتے ہیں مثلاً غزالی اور دستی، تو ان کے پاس دو مآخذ ہیں:

پہلا ماخذ:...... یزید مسلمان ہے اور اس نے عہد صحابہ میں منصب خلافت سنبھالا اور اس وقت تک موجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا ساتھ دیا اور اس میں کچھ خصال محمودہ بھی تھیں۔ رہے قابل اعتراض واقعات مثلاً

---

❶ بخاری، رقم الحدیث: ٦٧٨٠. ❷ بخاری: ٦٦٥٢. ❸ الفتاوی: ٤/ ٢٩٦

❹ یعنی علی بن محمد طبری متوفی ۵۰۴ ہجری، ان کا لقب عماد الدین ہے۔

❺ الفتاوی: ٤/ ٢٩٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واقعہ حرہ وغیرہ، تو وہ ان کے بارے میں تاویل پر تھا، ان کا کہنا ہے کہ یزید مجتہد مخطی تھا۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ اہل حرہ اس سے نقض بیعت کے مرتکب ہوئے جسے ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ نے بھی کراہت کی نظر سے دیکھا۔ جہاں تک قتل حسین رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو یزید نے اس کا حکم نہیں دیا تھا اور اسے پسند بھی نہیں کیا تھا بلکہ اس نے تو ان کے قتل پر افسوس کا اظہار کیا اور ان کے قاتل کی مذمت کی۔ حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اس کے سامنے پیش نہیں کیا گیا تھا بلکہ اسے ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔

دوسرا ماخذ:...... صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسطنطنیہ سے جنگ کرنے والے پہلے لشکر کی مغفرت کر دی گئی ہے۔'' ❶ جس پہلے لشکر نے قسطنطنیہ سے جنگ کی اس کا امیر یزید تھا۔

تحقیق یہ ہے کہ ان دونوں اقوال میں اجتہاد کی گنجائش موجود ہے، اسی طرح اس شخص سے محبت کرنا جو نیک اعمال بھی کرتا ہے اور برے بھی، بلکہ ہمارے نزدیک تو اس امر میں بھی منافات نہیں ہے کہ ایک ہی آدمی میں حمد و ذم اور ثواب و عقاب جمع ہو جائے۔ اسی طرح اس امر میں بھی منافات نہیں ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے، اس کے لیے دعا کی جائے اور اس پر لعنت بھی کی جائے اور اس پر سب وشتم بھی کیا جائے، اس لیے کہ اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ملت اسلامیہ کے فاسق لوگ بھی ایک نہ ایک دن جنت میں ضرور داخل ہوں گے، اگرچہ وہ جہنم میں داخل بھی ہو جائیں یا اس کے مستحق قرار پائیں۔ اس طرح ان میں ثواب و عقاب اکٹھے ہو جائیں گے۔ مگر خوارج اور معتزلہ اس سے انکار کرتے ہیں، ان کے نزدیک ثواب کا مستحق عقاب کا مستحق نہیں اور جو مستحق عقاب ہے وہ مستحق ثواب نہیں۔ ❷ جہاں تک آدمی کے لیے دعا یا بددعا کا تعلق ہے تو ہر فوت شدہ نیک و بد مسلمان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اگرچہ اس کے ساتھ ساتھ فاجر کو باالتعیین یا بالنوع لعنت کرنا بھی جائز ہے۔ مگر پہلی حالت زیادہ عادلانہ ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے جب ایک مغل ایلچی نے یزید کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے فرمایا: ہم نہ تو اسے گالی گلوچ کرتے ہیں اور نہ اس سے محبت ہی کرتے ہیں، یزید کوئی نیک انسان نہیں تھا کہ ہم اس سے محبت کریں اور ہم کسی مسلمان کا نام لے کر اسے سب وشتم نہیں کرتے۔ اس نے کہا: تم اس پر لعنت کیوں نہیں کرتے؟ کیا وہ ظالم نہیں تھا؟ کیا وہ حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: جب ہمارے سامنے حجاج بن یوسف اور اس جیسے ظالم حکمرانوں کا ذکر ہوتا ہے تو ہم اسی طرح کہتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: ﴿أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّٰلِمِينَ﴾ (ھود: ۱۸) ''خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو۔'' ہم

❶ بخاری، رقم الحدیث: ۲۹۲۴. ❷ الفتاوی: ۴/ ۲۹۷.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کسی کا نام لے کر اس پر لعنت کرنے کو پسند نہیں کرتے، جبکہ بعض علماء اس پر لعنت بھی کرتے ہیں اور اس میں اجتہاد کی گنجائش موجود ہے لیکن پہلا قول زیادہ پسندیدہ اور احسن ہے۔ مگر جس شخص نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا یا اس کے لیے تعاون کیا یا اسے پسند کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اس کی کوئی بھی نفل یا فرض عبادت قبول نہیں کرے گا۔ اس نے سوال کیا: اہل بیت کے ساتھ محبت کرنے کے بارے میں تمہارا کیا اعتقاد ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہمارے نزدیک اہل بیت سے محبت کرنا فرض ہے اور اس سے آدمی کو اجر ملتا ہے۔ صحیح مسلم میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع غدیر خم کے مقام پر ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''لوگو! میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں: ''کتاب اللہ اور میری عترت میرے اہل بیت۔'' [1] امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس سے فرمایا: ''ہم اپنی نمازوں میں ہر روز یہ درود پڑھتے ہیں:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ))

''یا اللہ! رحم و کرم فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تو نے رحم و کرم فرمایا ابراہیم پر، بے شک تو تعریف کے قابل اور بزرگی والا ہے، اے اللہ برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمدؐ پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم پر، بے شک تو تعریف کے قابل اور بزرگی والا ہے۔''

مغل ایلچی کہنے لگا: اہل بیت سے بغض رکھنے والے کے بارے میں آپ کیا کہنا چاہیں گے؟ آپ نے فرمایا: اہل بیت سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ اس سے نہ نفلی عبادت قبول فرمائے گا نہ فرضی۔ اس کے بعد ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مغل وزیر سے فرمایا: تم نے یزید کو ناصبی کیوں کہا؟ اس نے جواب دیا: لوگوں نے اسے بتایا ہے کہ اہل دمشق ناصبی تھے۔ یہ سن کر ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بآواز بلند فرمایا: یہ کہنے والا جھوٹ بولتا ہے اور جس نے بھی یہ بات کی اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، اللہ کی قسم اہل دمشق ناصبی نہیں تھے اور نہ مجھے وہاں موجود کسی ناصبی کا علم ہی ہے۔ اگر دمشق میں کوئی شخص علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرتا تو مسلمان اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے۔ [2] ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ یزید کو لعنت کرنے کا رواج دولت عباسیہ کے قیام کے بعد پڑا جب بنو امیہ پر اعتراضات کرنے کے لیے لوگوں کو وسیع مواقع میسر

---

[1] مسند احمد: ٤/ ٣٦٧.

[2] الفتاوی: ٤/ ٢٩٧، ٢٩٨.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آئے۔ ❶ رہی یہ مرفوع حدیث کہ ''میری امت کا معاملہ قائم رہے گا یہاں تک کہ بنوامیہ میں سے ایک شخص، جسے یزید کہا جائے گا، اس میں دراڑیں ڈال دے گا۔'' تو یہ حدیث صحیح نہیں ہے، اس لیے کہ اس میں کئی ایک علل ہیں۔ ❷ اس حدیث کو ابویعلیٰ نے اپنی مسند میں صدقۃ السمین کے طریق سے روایت کیا ہے، وہ ہشام سے، وہ مکحول سے اور وہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتا ہے اور اس میں دو علتیں ہیں:

الف: صدقۃ السمین کا ضعف:...... اس کا پورا نام ابومعاویہ صدقہ بن عبداللہ السمین دمشقی ہے۔ اسے ابن معین، بخاری، ابوزرعہ اور نسائی نے ضعیف کہا ہے۔ احمد فرماتے ہیں: اس کی کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے اور یہ منکر ہے اور اس نے مکحول سے جو حدیث مرسل بیان کی ہے وہ زیادہ نرم ہے اور یہ بہت زیادہ ضعیف ہے۔ مزید فرماتے ہیں وہ کسی چیز کو درست نہیں رکھتا، اس کی احادیث منکر ہیں۔ دارقطنی فرماتے ہیں: وہ متروک ہے۔ ❸

ب: مکحول اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے درمیان انقطاع ہے، اس لیے کہ اس نے ان سے ملاقات نہیں کی۔ ❹

ابن کثیر یزید کی مذمت میں وارد احادیث کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ابن عساکر نے یزید کی مذمت میں جتنی بھی روایات ذکر کی ہیں وہ ساری کی ساری موضوع ہیں اور ان میں سے کوئی ایک بھی صحیح نہیں ہے، ان میں سے سب سے عمدہ حدیث ''ضعیف'' ہے جس کی سند منقطع ہے۔ ❺

قتل حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں وارد قصے کہانیاں:

اہل تشیع نے اس حادثہ فاجعہ کی تفصیلات نقل کرنے میں مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے اور ان کی کتابیں عجیب وغریب واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ مثلاً قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بعد آسمان کے کنارے سرخ ہو گئے، پتھروں کے نیچے سے خون نکلنے لگا اور جنات رونے لگے اور یہ اس قسم کی دیگر بے سروپا باتیں شیعہ نے اس وقت ہی گھڑ لی تھیں اور جنہیں وہ آج تک اس واقعہ کی اہمیت کو بڑھانے اور دیگر واقعات کو گہنانے کے لیے دہرائے چلے جاتے ہیں۔ ❻ مگر جو شخص ان اخبار ومرویات کی اسناد کا جائزہ لے گا تو اسے سوائے ضعف کے اور کچھ نظر نہیں آئے گا یا پھر اسے کوئی ایسا مجہول راوی نظر آئے گا جس کی اصل غیر معروف ہوگی یا پھر وہ ایسا مدلس ہوگا جس کا مقصد لوگوں کو حقائق تک رسائی سے روکنا ہوگا۔ ❼

---

❶ مواقف المعارضة، ص: ٥٠١.

❷ احداث و احاديث فتنة الهرج، ص: ٢٠٤، مسند ابو يعلى، رقم: ٨٧٠.

❸ تهذيب التهذيب: ٤/ ٣٨١. ❹ احداث و احاديث، ص: ٢٠٤.

❺ البداية و النهاية نقلا عن احداث و احاديث، ص: ٢٠٤.

❻ احداث و احاديث، ص: ٢٠٤. ❼ ايضا، ص: ٢١٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے جھوٹوں پر بطور مثال ہم یہ روایت ذکر کریں گے کہ واقعہ کربلا میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد جب قیدی خواتین کو بے لباس کر کے اونٹوں کی ننگی پیٹھوں پر سوار کیا گیا تو خراسانی اونٹوں کی کوہانیں اگ آئیں تاکہ اس طرح ان کی شرم گاہوں کو آگے پیچھے سے ڈھانپا جا سکے۔ ❶

ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

''روافض نے یوم عاشوراء کے بارے میں بڑی مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے مثلاً جو بھی پتھر اٹھایا جاتا اس کے نیچے خون نظر آتا، آسمان کے کنارے سرخ ہو گئے، سورج طلوع ہوتا تو اس کی شعائیں خون کی طرح سرخ ہوتیں، آسمان خون کے لوتھڑے کی طرح ہو گیا، ستارے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے اور آسمان نے سرخ خون برسایا اور یہ کہ اس سے قبل آسمان پر شفق کی سرخی نہیں ہوتی تھی۔ جب وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو قصر امارت میں لے کر گئے تو اس کی دیواریں خون برسانے لگیں اور زمین تین روز تک تاریک رہی، بیت المقدس کے جس پتھر کو بھی اٹھایا جاتا اس کے نیچے سے تازہ خون نمودار ہو جاتا، حسین رضی اللہ عنہ کے جن اونٹوں کو انہوں نے مال غنیمت کے طور پر سمیٹا جب انہوں نے ان کا گوشت پکایا تو وہ اندرائن کی طرح کڑوا ہو گیا اور اس قسم کے دیگر اکاذیب اور موضوع احادیث وغیرہ جن میں سے کوئی چیز بھی صحیح نہیں ہے۔'' ❷

حسین رضی اللہ عنہما کے قاتلوں سے اللہ تعالیٰ کا انتقام:

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بارے میں جو امور و فتن بیان کیے گئے ان میں سے زیادہ تر صحیح ہیں، جن لوگوں نے آپ کو قتل کیا ان میں سے کوئی بھی اس دنیا میں ذلت و آفت اور مصیبت سے بچ نہ سکا ان میں سے زیادہ تر کو جنون لاحق ہو گیا اور کوئی کسی موذی مرض میں مبتلا ہو گیا۔ روافض نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے بارے میں بے شمار جھوٹ وضع کیا اور جھوٹی خبریں پھیلائیں، ہم نے جو کچھ بیان کیا وہ کافی ہے اور اس کا بعض حصہ محل نظر ہے، اگر ابن جریر وغیرہ نے اس کا ذکر نہ کیا ہوتا تو میں بھی اسے ذکر نہ کرتا، اس کا زیادہ تر حصہ ابو مخنف لوط بن یحییٰ کی روایات پر مبنی ہے، جو شیعہ تھا اور ائمہ حدیث کے نزدیک ضعیف الحدیث ہے، لیکن وہ حافظ مورخ ہے اور اس کے پاس وہ چیزیں ہیں جو دوسروں کے پاس نہیں ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد آنے والے اکثر مصنفین اس کی اتباع کرتے ہیں۔'' ❸

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

❶ البداية و النهاية: ١١/ ٥٦٤، ٥٦٥.

❷ البداية و النهاية: ١١/ ٥٧٦. ❸ البداية و النهاية: ١١/ ٥٧٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

”رہا اہل بیت کو قیدی بنانے اور انہیں ننگی پیٹھ کے اونٹوں پر سوار کرانے کا سوال، تو یہ انتہائی قبیح اور واضح جھوٹ اور زنادقہ اور منافقین کی افترا پردازی ہے جس سے ان کے پیش نظر اسلام اور اہل اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرنا ہے، وہ اہل بیت ہوں یا دوسرے مسلمان، اس لیے کہ جو شخص اس قسم کی باتوں اور ان میں موجود کذب و افترا کو سنے گا وہ یہی سمجھے گا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء کی کرامات بھی اس جنس سے ہیں۔“

پھر جب یہ بات واضح ہو جائے گی کہ امت نے اپنے نبی کے اہل بیت کے ساتھ اسی قسم کا ناروا سلوک کیا تو اس سے اس بہترین امت پر اعتراض آئے گا جسے لوگوں کے لیے نکالا گیا، اس لیے کہ ہر عاقل شخص اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ خراسانی اونٹ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور اہل بیت کے وجود سے پہلے بھی موجود تھے اور اس طرح موجود تھے جس طرح دوسرے اونٹ، بکریاں، گائیں، گھوڑے اور خچر موجود تھے۔“ [1]

مگر یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ تاریخ طبری اور تاریخ ابن عساکر جیسے اسلامی تاریخی مصادر بھی ان جیسی خرافات سے بھرے پڑے ہیں۔ یہ صورت حال اس امر کی متقاضی ہے کہ ان دونوں کتابوں کی خاص طور پر اور دیگر تاریخی کتب کی عام طور پر علمی تحقیق کی جائے۔ [2]

---

[1] الفتاوی: ٤/ ٣٠٦.

[2] احداث و احادیث، ص: ٢١٣.

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دوسری بحث:

اہم تر دروس وعبر اور فوائد

(اوّل) یوم عاشوراء:

ماہ محرم کا دسواں دن یوم عاشوراء کہلاتا ہے۔ اس دن میں کئی منکر بدعات ایجاد کی گئی اور اس دن کے بارے میں دو جماعتیں افراط وتفریط کا شکار ہو کر ہلاک ہو گئیں، اگر ایک جماعت اسے خوشی و مسرت اور شادمانی کا دن قرار دیتی ہے تو دوسری حزن و ملال اور نوحہ خوانی کا۔ ❶

کچھ لوگوں نے قتل حسین رضی اللہ عنہ میں آخری حد تک غلو سے کام لیتے ہوئے ان کے یوم شہادت ۱۰ محرم الحرام کو حزن وغم، رونے پیٹنے اور ماتم کا دن قرار دے دیا جسے وہ ہر سال دہرایا کرتے ہیں، انہوں نے اس فعل پر ایسے اجر وثواب کو مرتب کر رکھا ہے۔ ان کے نزدیک یہ سب کچھ مغفرت و رحمت کا موجب اور ذنوب و خطایا کا کفارہ ہے۔ ❷

طوسی اپنی امالی میں اپنی سند سے علی رضا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: جو شخص عاشوراء کے دن اپنی ضروریات کے لیے حزن وغم اور رونے کا دن بناتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کو خوشی و شادمانی کا دن بنا دے گا اور جنت میں اس کی آنکھیں ٹھنڈی کر دے گا۔ ❸ جعفر بن محمد فرماتے ہیں: جس شخص نے ہمارے گرائے گئے خون کے لیے یا ہمارے سلب کیے گئے حق کے لیے یا ہماری پامال کی گئی عزت کے لیے یا ہمارے شیعہ میں سے کسی ایک کے لیے اپنی آنکھ سے آنسو بہایا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے کئی صدیوں تک جنت میں ٹھہرائے گا۔ ❹ برقی اپنی سند کے ساتھ جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''جس شخص کے پاس حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا جائے اور اس کی آنکھ سے مچھر کے پر کے برابر آنسو نکل آئے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔'' ❺ مجلسی نے ایک باب اس عنوان سے قائم کیا ہے: ''حسین (رضی اللہ عنہ) اور دیگر تمام ائمہ کے مصائب پر

---

❶ الاعیاد و اثرها علی المسلمین، ص: ۲۶۱.

❷ العقیدة فی اهل البیت بین الافراط و التفریط، ص: ۴۹۰.

❸ امالی الطوسی، ص: ۱۹۴، بحار الانوار: ۴۴/ ۲۸۴.

❹ ایضا: ۴۴/ ۲۷۹۔ امالی المفید، ص: ۱۱۲.

❺ المحاسن، ص: ۳۶۔ بحار الانوار: ۴۴/ ۲۸۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رونے کا ثواب'' اس باب کے تحت اس نے اڑتیس سے زیادہ روایات ذکر کی ہیں۔ ❶

ان میں سے ایک روایت یہ ہے کہ ابوعبداللہ فرماتے ہیں: ہر جزع وفزع اور رونا مکروہ ہے، علاوہ حسین (رضی اللہ عنہ) پر رونے دھونے اور جزع وفزع کرنے کے۔ ❷ بلکہ ان کا تو یہ بھی دعویٰ ہے کہ قتل حسین (رضی اللہ عنہ) پر آسمان بھی روئے اور زمین بھی، آسمان نے خون اور سرخ مٹی کی بارش برسائی۔ قتل حسین (رضی اللہ عنہ) پر فرشتے، جن اور تمام مخلوق روئی۔ ❸ صرف اسی پر بس نہیں بلکہ انہوں نے یوم عاشوراء کی حرمت کا فتویٰ جاری کیا اور یہاں تک کہہ ڈالا کہ یوم عاشوراء کا روزہ رکھنے والا حسین (رضی اللہ عنہ) اور اہل بیت کا دشمن ہے۔ ❹

کلینی اپنی سند سے جعفر بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں نے علی رضا رحمہ اللہ سے یوم عاشوراء کے روزے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: تو مجھ سے ابن مرجانہ کے روزے کے بارے میں سوال کرتا ہے؟ یہ وہ دن ہے جس میں آل زیاد کے حرام زادوں نے قتل حسین کی وجہ سے روزہ رکھا اور وہ ایسا دن ہے جس کے ساتھ آل محمد اور مسلمان بدفالی لیتے ہیں، اس دن نہ تو روزہ رکھا جائے اور نہ اس کے ساتھ تبرک حاصل کیا جائے اور سوموار کا دن منحوس ہے، اس دن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو قبض کیا، آل محمد کو جو بھی تکلیف پہنچی سوموار کے دن پہنچی۔ ہم تو اس دن کے ساتھ بدفالی لیتے ہیں جبکہ ابن مرجانہ اس کے ساتھ تبرک حاصل کرتا ہے، جو شخص ان دونوں دنوں کا روزہ رکھے یا ان کے ساتھ تبرک حاصل کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا دل مسخ ہو چکا ہوگا اور اس کا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جنہوں نے ان دونوں دنوں کے روزے کو رواج دیا اور ان کے ساتھ برکت حاصل کی۔ ❺

۳۵۲ ہجری میں بنو بویہ کی حکومت کے دوران میں معزالدولہ بن بابویہ نے اہل بغداد کو عاشوراء کے دن حسین رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرنے کا حکم دیا، اس کے حکم سے بازار بند کر دیئے جاتے، کھانا پکانے والوں کو کھانے پکانے سے روک دیا جاتا، عورتیں ننگے منہ باہر نکلتیں اور اپنے سینوں اور چہروں پر طمانچے مارتے ہوئے لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر نوحہ کرنے کا یہ پہلا واقعہ تھا۔ ❻ اسی طرح دولت عبیدیہ فاطمیہ نے یوم عاشوراء کو حزن و

❶ بحار الانوار: ٤٤/ ٢٧٨-٢٨٩ . ❷ البحار: ٤٤/ ٢٨٠ .
❸ ایضا: ٤٤/ ٢٥٥، ٢٥٦ .
❹ العقیدة فی اهل البیت، ص: ٤٩٢ .
❺ الکافی: ٤/ ١٤٦- الاستبصار: ٢/ ٣٥- البحار: ٤٥/ ٥٩ .
❻ العبر للذهبی: ٢/ ٨٩- البدایة و النهایة: ١١/ ٥٧٧ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غم اور نوحہ کے دن کے طور پر منایا، اس دن بازار بند کر دیئے جاتے، گلیوں بازاروں میں نوحہ خوانی ہوتی، خود خلیفہ اور اس کے ساتھ قاضی حضرات، امراء اور معززین غم ناک حالت میں بیٹھ جاتے، بازاروں میں ننگے پاؤں چلتے، شعراء اہل بیت کے مرثیے پڑھتے اور واعظین و خطباء شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے حوالے سے من گھڑت قصے کہانیاں بیان کرتے، خود بھی روتے اور دوسروں کو بھی رلاتے۔ [1]

ان دنوں گلیوں بازاروں میں تعزیتی جلوس نکالے جاتے، رخسار پیٹے جاتے اور زنجیر زنی کی جاتی جس سے خون بہہ پڑتا ہے۔ [2]

ابن کثیر ۴۰۰ ہجری کی حدود میں بنو بویہ کی حکومت کے ایام میں کتاب وسنت کی حدود سے متجاوز عاشورۂ محرم کی تصویر کشی کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: ''اس دن بغداد اور دوسرے شہروں میں ڈھول بجائے جاتے، راستوں اور بازاروں میں راکھ اور توڑی اڑائی جاتی، دکانوں پر ٹاٹ لٹکا دیئے جاتے اور لوگ غم کا اظہار کرتے اور روتے پیٹتے، بہت سے لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے غم اور ان کی موافقت میں پانی نہ پیتے اس لیے کہ انہیں شدید پیاس کی حالت میں قتل کیا گیا تھا، پھر عورتیں چہرے کھول کر نوحہ کرتیں، روتیں اور بین کرتیں، اپنے سینوں اور چہروں پر طمانچے مارتے ہوئے ننگے پاؤں بازاروں میں نکلتیں، اس قسم کے اور بھی کئی رسوائی کے کام کیے جاتے، قبیح بدعات وخرافات کا ارتکاب کیا جاتا، اس قسم کے کاموں سے ان کا اصل مقصد بنوامیہ کی حکومت کو بدنام کرنا ہوتا تھا اس لیے کہ حسین رضی اللہ عنہ ان کے دورِ حکومت میں قتل ہوئے تھے۔ [3]

اثنا عشری علماء تعزیتی جلوسوں کے جواز کے قائل ہیں۔ میرے ایک سوال کے جواب میں محمد حسین غروی نے لکھا:

۱۔ عاشورۂ محرم کے دن گلیوں اور بازاروں میں تعزیتی جلوسوں کے جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے، یہ ہر قریب اور بعید تک حسینی پیغام پہنچانے کا آسان ترین طریقہ ہے اور اس سے مظلوم شہید کو پرسا دینے کی رسم بھی ادا ہوتی ہے۔

۲۔ رخساروں اور سینوں پر طمانچے مارنے کے جواز میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے۔ بلکہ ایک حد تک زنجیر زنی کا جواز بھی موجود ہے۔ اگر زنجیر زنی سے قدرے خون نکل آئے اور اس سے ماتمی حضرات کو تکلیف پہنچے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، اگر تلوار زنی سے اس قدر خون بہ نکلے کہ وہ زیادہ ضرر رساں نہ ہو تو راجح قول کی رُو سے اس کا جواز بھی موجود ہے۔

---

[1] الخطط للمقریزی: ۱/ ۴۳۱ . [2] العقیدہ فی اهل البیت، ص: ٤٩٤ .

[3] البدایة و النهایة: ۱۱/ ۵۷۷ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۔ رونے، رلانے اور عزا داری کے لیے امامیہ شیعہ جو صدیوں سے تشبیہات و تمثیلات کا رواج اپنائے ہوئے ہیں تو ان کے جواز میں بھی کوئی اشکال نہیں ہے۔ ان کے نزدیک آج یہ فتویٰ معمول بہا ہے اور اس پر ان کا اجماع ہے۔ اکثر اثنا عشری علماء تو اسے واجب قرار دیتے ہیں۔ ❶

ان مظاہر کے بارے میں ناصر الدین شاہ رقم طراز ہیں: ''ہندوستان، پاکستان، ایران اور عراق میں لوگ گلیوں بازاروں میں تعزیے نکالتے، ان کے ساتھ ننگے پاؤں چلتے اور لوہے کی ایسی زنجیروں سے ماتم کرتے ہیں جن کے ساتھ چھوٹے چھوٹے اور تیز دھار بلیڈ یا چھریاں بندھی ہوتی ہیں۔ بعض لوگ تو اس زور سے ماتم کرتے ہیں کہ ان کے جسم سے خون بہنے لگتا ہے، اور بعض لوگ مر بھی جاتے ہیں، جبکہ عورتیں گھروں میں بیٹھ کر آہ و بکا کرتیں اور اپنے ہاتھوں سے ماتم کرتی ہیں اور یہ سب کچھ اس حسین رضی اللہ عنہ کے غم اور احترام میں ہوتا ہے جو ان کے خیال میں مظلومانہ انداز میں مقتول ہوئے۔'' ❷

سیّد محسن امین حسینی ماتمی مجالس کے انعقاد کے اسباب گنواتے ہوئے رقم طراز ہے:

''اس قسم کے ماتمی پروگراموں کا مقصد ان کی مظلومانہ شہادت پر کبھی آواز کے ساتھ اور کبھی آواز کے بغیر رونا، حزن و تاسف اور تکلیف والم کا اظہار کرنا ہوتا ہے اور اس دوران مرثیہ خوانی اور نوحہ خوانی کے ذریعے سے معتقدین کو غم کے اظہار پر اور رونے کے لیے آمادہ کرنا ہوتا ہے۔'' ❸

خمینی لکھتا ہے:

''سیّد الشہداء پر رونے اور حسینی مجالس کے انعقاد نے ہی چودہ صدیوں سے اسلام کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دے رکھا ہے۔'' ❹

حسین رضی اللہ عنہ مذکورہ بالا افعال سے بری الذمہ ہیں، اس لیے کہ جس اسلام کو ان کے نانا (صلی اللہ علیہ وسلم) لے کر آئے تھے وہ تو ان جیسے افعال کو جائز قرار نہیں دیتا۔ ان کا تو ارشاد گرامی ہے:

''رخسار پیٹنے والا، گریبان چاک کرنے والا اور جاہلیت کی باتیں لکھنے والا ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔'' ❺

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ارشاد مبارک ہے: ''اگر نوحہ کرنے والی مرنے سے پہلے پہلے توبہ نہ کرے تو اسے

---

❶ مقتل الحسين و فتاوى العلماء الاعلام في تشجيع الشعائر، شيخ مرتضى عباد، ص: ۱۲-۴۰۔ العقيدة في اهل البيت، ص: ۴۹۵.

❷ العقائد الشيعية، ص: ۱۳۵. ❸ اقتناع اللائم على اقامة المآتم، ص: ۲.

❹ عقيدة اهل السنة في اهل البيت، ص: ۴۹۶۔ نقلا عن كشف الاسرار.

❺ بخاری، رقم الحديث: ۱۲۹۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قیامت کے دن اس حال میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس نے گندھک کی شلوار اور خارشی قمیص پہن رکھی ہوگی۔'' ❶

آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''میں چیخنے چلانے والی، بال نوچنے والی اور گریبان چاک کرنے والی سے لاتعلق ہوں۔'' ❷

حسینیت کے شعائر کے تحت جو کیا جاتا ہے مثلاً طمانچے مارنا، نوحہ کرنا، سیاہ لباس پہننا وغیرہ اور جس کے جواز کا ان کے علماء و مفتیان فتویٰ دے رہے ہیں وہ آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک اور ائمہ اہل بیت کی زبانوں سے حرام قرار پا چکا ہے اور یہ سب کچھ شیعہ کے قدیم اور جدید مصادر میں موجود ہے اور اس تحریم کا ان کے شیوخ اور سرکردہ لوگ اعتراف کرتے ہیں۔

محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی، جو صدوق کے لقب سے معروف ہے، کا کہنا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: ''نوحہ کرنا زمانہ جاہلیت کا فعل ہے۔'' ❸

محمد باقر مجلسی نے بھی اسے انہی الفاظ میں روایت کیا ہے۔ ❹

یہ لوگ جس نوحہ اور آہ و بکا پر نسلاً بعد نسل عمل پیرا ہیں وہ زمانہ جاہلیت کا عمل ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے مطلع فرمایا ہے۔ ❺ جو روایات شیعہ کو ان امور سے منع کرتی ہیں جن کا ارتکاب وہ اپنی مجالس و محافل میں کیا کرتے ہیں ان میں سے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد بھی ہے: ''اس شہر میں میت پر نوحہ کرنے سے منع کرو جہاں تمہاری حکومت ہو۔'' ❻

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کا ارشاد ہے: ''تین کام زمانہ جاہلیت کے اعمال میں سے ہیں جن پر لوگ قیامت تک عمل کرتے رہیں گے: (۱) ستاروں کی وجہ سے بارش مانگنا (۲) انساب میں طعن کرنا اور (۳) مردوں پر نوحہ کرنا۔'' ❼ امام محمد باقر کا قول ہے: ''چہرہ اور سینہ پیٹنا اور بال نوچنا بے صبری کی انتہاء ہے، نوحہ کرنے والا صبر کا دامن چھوڑ دیتا اور غلط راستہ اختیار کرتا ہے۔'' ❽

سر پر خنجر اور تلواریں مارنے اور خون بہانے کے بارے میں شیخ حسن مغنیہ فرماتے ہیں: امر واقع یہ ہے

❶ مسلم، رقم الحديث: ٩٣٤.
❷ ايضا، رقم الحديث: ١٦٧.
❸ من لا يحضره الفقيه: ٤/ ٢٧١، ٢٧٢.
❹ بحار الانوار: ٨٢/ ١٠٣.
❺ من قتل الحسين، ص: ٧٣.
❻ مستدرك الوسائل للنوری: ١/ ٤٤.
❼ بحار الانوار: ٨٢/ ١٠١.
❽ الكافي، الكليني: ٣/ ٢٢٢، ٢٢٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ان چیزوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ان کے بارے میں کوئی صریح نص وارد نہیں ہے، مگر یہ ایک عمدہ اور قابل تعریف جذبہ ہے، جس سے مومنین کے نفوس میں اس لیے جوش دلایا جاتا ہے کہ کربلا کے دل فگار واقعہ میں مقدس خون بہائے گئے۔ ❶

مگر یہ بات یقینی ہے کہ ان امور کا شمار منکرات اور بدترین قسم کی بدعات میں ہوتا ہے۔ ❷ اسلام نے ہمیں آداب مصائب کی تعلیم دی ہے۔ شہادت حسین رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑی مصیبت ہے اور مصائب کے مواقع پر چند آدابِ اسلام مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ **مصائب پر صبر کرنا:**...... مصیبت کا سب سے بڑا ادب یہ ہے کہ انسان مصیبت آنے پر صبر کرے، صبر کا تقاضا یہ ہے کہ انسان دل کو ناراضی سے زبان کو شکوہ وشکایت سے اور جوارح کو ان اعمال وافعال سے روکے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بنتے ہیں، مثلاً رخسار پیٹنا، گریبان چاک کرنا، چہرے پر خراشیں لگانا، بال نوچنا اور جاہلانہ انداز میں واویلا کرنا۔ اسلامی تعلیمات کی رُو سے مصیبت کی خبر سننے کے ساتھ ہی انسان کو صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''صبر پہلے صدمہ کے وقت ہوتا ہے۔'' ❸

۲۔ **مصیبت پر صبر کر کے ثواب حاصل کرنا:**...... انسان کو چاہیے کہ وہ مصیبت پر صبر کر کے اس پر اللہ تعالیٰ سے اجر وثواب کی امید رکھے، کیونکہ ایسا کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ (لقمٰن: ۱۷)

''اور تم پر جو مصیبت آئے اس پر صبر کرنا، یقیناً یہ بڑے تاکیدی کاموں میں سے ہے۔''

انسان اگر کسی پیاری چیز کو گم پائے تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد کرنا چاہیے: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے بندے کی کسی پیاری چیز کو قبض کرلوں اور وہ اس سے ثواب کا ارادہ کرے تو میرے پاس جنت کے علاوہ اس کی اور کوئی جزا نہیں ہے۔'' ❹ پیاری چیز، مثلاً بیٹا، باپ یا اس جیسی کوئی چیز۔ اللہ رب کائنات نے مصائب پر صبر کرنے کے بدلے اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ صبر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لیے ہو، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ﴾ (الرعد: ۲۲)

---

❶ آداب المنابر، ص: ۱۸۲۔ ❷ من قتل الحسین، ص: ۸۳۔

❸ بخاری، رقم الحدیث: ۱۲۸۳۔

❹ بخاری، رقم الحدیث: ٤٦٢٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور وہ لوگ جو اپنے رب کی رضامندی کی جستجو کے لیے صبر کرتے ہیں۔''

لہٰذا صبر اللہ رب العزت کے لیے ہونا چاہیے، اس آدمی جیسا صبر جو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی ہو اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ ❶

۳۔ ''اِنَّا لِلّٰہِ'' اور مصیبت کی دعا پڑھنا:...... جب کوئی مصیبت آئے تو آدمی یہ دعا پڑھا کرے:

((اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَ اَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا))

''ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، یا اللہ! مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور مجھے اس کا نعم البدل عطا فرما۔''

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ o الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ o اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ o﴾

(البقرة: ١٥٥--١٥٧)

''جنہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملک ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس بندۂ مسلم کو کوئی مصیبت آئے پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ((اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَ اَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا)) پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا نعم البدل عطا فرمائے گا۔'' ❷

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''جب میرے خاوند ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو میں نے کہا: مسلمانوں میں ابوسلمہ سے بہتر کون ہے؟ پھر میں انا للہ پڑھتی رہی تو اللہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ عطا فرما دیے۔'' ❸

مصیبت زدہ انسان یہ دعا بھی پڑھا کرے:

---

❶ موسوعة الآداب الاسلامية، عبدالعزيز فتحي: ٢/ ٧٨٦.

❷ مسلم: ٩١٨. ❸ أيضا.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

((اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا شَرِيْكَ لَهٗ))

''اللہ میرا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔''

یہ دعا پڑھنے کی وجہ سے باذن اللہ اس کی مصیبتیں اور پریشانیاں دُور ہو جائیں گی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو کوئی پریشانی، غم، بیماری یا کوئی سختی لاحق ہو جائے اور وہ یہ دعا پڑھے: ((اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا شَرِيْكَ لَهٗ)) تو اس سے ان چیزوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔'' ❶ اسی طرح وہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم کردہ دعائے مکروب پڑھا کرے، آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''مصیبت زدہ کی دعائیں یہ ہیں:

((اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَ اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ)) ❷

''اے اللہ! میں تیری رحمت کی اُمید رکھتا ہوں، تو پل بھر کے لیے بھی مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر اور میرا سارا معاملہ درست کر دے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''جب اسے کسی رنج و کرب کا سامنا ہو تو وہ یہ دعا پڑھا کرے:

((يَا حَیُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ)) ❸

''اے زندہ اور تھامنے والے! میں تیری رحمت کی مدد مانگتا ہوں۔''

۴۔ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی ہر چیز سے اجتناب کرنا:...... مثلاً زبان سے برائی کا اظہار کرنا، چہرے پر طمانچے مارنا، گریبان چاک کرنا، بال نوچنا، نوحہ کرنا، لوگوں سے شکایت کرنا، موت اور بربادی کی دعا کرنا، وغیرہ، یہ سب کام اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے اور صبر و رضا کے منافی ہیں۔ ❹

۵۔ نبی کریم ﷺ کی وفات کو یاد کر کے اپنی مصیبت کو کم تر خیال کرنا:...... اس لیے کہ آپ ﷺ کی وفات اور اس کی وجہ سے آسمان سے وحی کے سلسلہ کا منقطع ہو جانا امت اور اس کے ہر فرد کے لیے بہت بڑی مصیبت تھی۔ اگر مصیبت زدہ شخص اس بات کو یاد کرے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کی مصیبت کے مقابلہ میں اس مصیبت کی کوئی حیثیت نہیں ہے تو اس کی مصیبت آسان پڑ جائے گی، اس لیے کہ بڑی مصیبت صرف اسی صورت میں ہلکی نظر آئے گی جب اس سے بھی بڑی مصیبت کو یاد کیا

---

❶ صحيح الجامع، رقم الحديث: ٦٠٤٠.

❷ سنن ابی داود، رقم الحديث: ٥٠٩٠۔ صحيح الجامع، رقم: ٣٣٨٨.

❸ سنن الترمذی، رقم: ٣٥٤٠.

❹ موسوعة الآداب الاسلامية: ٢/ ٧٨٨.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''جب تم میں سے کسی شخص کو کوئی مصیبت آئے تو وہ اس مصیبت کو یاد کرے جو اسے میری وجہ سے پہنچی، اس لیے کہ یہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔'' ❶

۶۔ **مصیبت کے وقت نعمت کا مشاہدہ کرنا:**...... مصیبت کے بعد اسلامی ادب کا تقاضا یہ ہے کہ بندۂ مسلم اس میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کا مشاہدہ کرے، اگر قتل حسین رضی اللہ عنہ عظیم سانحہ اور بہت بڑا شر ہے تو یہ ان کے لیے باعث خیر و اکرام بھی ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب حسین رضی اللہ عنہ عاشوراء کے دن ظالم اور باغی گروہ کے ہاتھوں مقتول ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اس طرح عزت سے نوازا جس طرح اس نے ان کے اہل بیت کو نوازا اور ان کے ساتھ حمزہ، جعفر اور ان کے والد گرامی علی رضی اللہ عنہم کو نوازا، تو اللہ تعالیٰ نے اس شہادت کی وجہ سے ان کے مقام و مرتبہ کو بہت بلند فرما دیا۔ آپ اور آپ کے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔ اعلیٰ مقامات ابتلاء و آزمائش کے بغیر میسر نہیں آیا کرتے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انبیاء کی، پھر صالحین کی، پھر درجہ بدرجہ آدمی کو اس کی دین داری کے حساب سے آزمایا جاتا ہے، اگر اس کے دین میں پختگی ہوگی تو اس کی آزمائش میں مزید اضافہ کر دیا جائے گا اور اگر اس کے دین میں کمزوری ہوگی تو اس سے تخفیف کر دی جائے گی، اور بندۂ مومن کو مسلسل آزمایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر اس طرح چلتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ ❷

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلند تر مقام و مرتبہ پر فائز کیا گیا مگر انہیں اس آزمائش سے دوچار نہیں کیا گیا جس سے ان کے پاک اسلاف کو کیا گیا تھا۔ ان دونوں نے اسلام کی آغوش میں آنکھ کھولی، عزت و کرامت میں نشوونما پائی اور مسلمان ان کی تعظیم و توقیر اور ان کا اکرام کیا کرتے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے رحلت فرمائی تو اس وقت تک انہوں نے سن تمیز مکمل نہیں کیا تھا، یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر احسان تھا کہ اس نے ان کی آزمائش کر کے انہیں ان کے اہل بیت کے ساتھ ملا دیا، قبل ازیں ان سے بھی افضل لوگوں کی آزمائش کی جا چکی تھی، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان دونوں سے افضل تھے اور انہیں بھی شہادت سے مشرف کیا گیا تھا۔ ❸

---

❶ البیهقی فی شعب الایمان، رقم: ۱۰۱۵۲۔ صحیح الجامع: ۳۴۷.

❷ ترمذی، رقم الحدیث: ۲۳۹۸۔ حسن صحیح.

❸ الفتاوی: ۲۵/ ۱۶۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۔ قضا و قدر کو یاد کرنا:...... جب بندۂ مسلم کو یہ یقین ہو جائے کہ مجھ پر جو بھی مصیبتیں آئیں یہ میرے مقدر میں تھیں اور اللہ نے میرے مقدر میں جو کچھ لکھ دیا وہ بہرصورت ہو کر ہی رہنا تھا اور اس سے بچ پانا ممکن نہیں تھا اور یہ کہ ان مصائب میں بھی اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہے، جب انسان ان امور کو یاد کرے گا تو پھر اس کے لیے یہ مصیبتیں ہلکی ہو جائیں گی۔ [1] ارشاد باری ہے:

﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝﴾ (الحديد: ٢٢-٢٣)

''زمین میں کوئی مصیبت نہیں آتی اور نہ (خاص) تمہاری جانوں میں مگر اس سے پہلے کہ ہم اسے پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوئی ہے، تا کہ تم اپنے سے فوت شدہ کسی چیز پر رنجیدہ نہ ہو جایا کرو اور نہ عطا کردہ چیز پر اترا جاؤ، اور اللہ تعالیٰ اترانے والے اور فخر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

۸۔ عاشورۂ محرم کے دن کی بدعات کے بارے میں ابن تیمیہ اور ابن کثیر رحمہما اللہ کی رائے:

الف: ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شیطان نے قتل حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے دو بدعتیں جاری کرا دیں، ایک عاشورۂ محرم کے دن غم و حزن اور آہ و بکا کی بدعت، مثلاً طمانچے مارنا، رونا دھونا، چیخنا چلانا، مرثیے پڑھنا اور پھر سلف صالحین کو سب و شتم کرنا، انہیں لعن طعن کرنا اور بے گناہوں کو گناہ گاروں میں شامل کرنا، یہاں تک کہ السابقون الاوّلون کو گالی گلوچ کرنا۔ اس دن ان کی شہادت کے حوالے سے ایسے واقعات پڑھے اور سنائے جاتے ہیں جن میں سے زیادہ تر جھوٹے اور خود وضع کردہ ہوتے ہیں۔ ان باتوں کو جس نے بھی رواج دیا اس کے پیش نظر امت محمدیہ میں فتنہ کھڑا کرنا اور تفرقہ بازی کا دروازہ کھولنا تھا۔ اس لیے کہ اس قسم کے امور نہ تو فرض ہیں اور نہ واجب اور اس پر اہل اسلام کا اتفاق ہے۔ بلکہ گزشتہ مصائب پر نوحہ کرنا ایسا عمل ہے جسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار دیا ہے۔ [2]

اگر مصیبت تازہ ہو تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر صبر کرنے، صبر پر ثواب حاصل کرنے اور ''انا للّٰہ'' پڑھنے کا حکم دیا ہے، اگر تازہ مصیبت کے بارے میں شریعت کا حکم ہے تو پھر عرصہ دراز پہلے آنے والی مصیبت کے بارے اس کا کیا حکم ہوگا؟

[1] موسوعة الآداب الاسلامية: ٢/ ٧٩٠.

[2] منهاج السنة: ٤/ ٥٥٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یوم عاشورہ کو ماتم، آہ و بکا اور نوحہ جیسے کاموں سے مزین کیا جاتا ہے اور جس میں ایسی روایات اور واقعات بیان کیے جاتے ہیں جن میں جھوٹ زیادہ اور سچ نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے تو کیا یہ سب کچھ غم کو تازہ کرنے کے مقصد سے ہے؟ تاکہ مسلمانوں میں فتنے کھڑے کیے جائیں ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے بارے میں نفرت و عداوت کے جذبات پیدا کیے جائیں اور انہیں ایک دوسرے سے ٹکرا دیا جائے اور اس سے سلف صالحین کو گالی گلوچ کرنے اور دنیا میں کذب بیانی اور فتنہ سازی کو فروغ دیا جائے۔ ❶

ب: ابن کثیر فرماتے ہیں: شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے ہر مسلمان غم ناک ہے اس لیے کہ ان کا شمار مسلمانوں کے سادات اور علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے اور آپ نواسہ رسول ہیں۔ حسین بن علی رضی اللہ عنہما بڑے عبادت گزار، بڑے دلیر اور سخی تھے، مگر ان کی شہادت کے موقعہ پر جو کچھ اہل تشیع کرتے ہیں وہ ہرگز مستحسن نہیں ہے اور اس کا زیادہ تر حصہ تصنع اور ریاکاری پر مبنی ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے والد گرامی حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے افضل تھے مگر حسین رضی اللہ عنہ ان کی طرح ان کا ماتم نہیں کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو اس وقت شہادت سے مشرف ہوئے جب آپ جمعہ کے دن صبح کی نماز کے لیے گھر سے نکل کر نماز فجر کی ادائیگی کے لیے آ رہے تھے۔ اسی طرح عثمان رضی اللہ عنہ جو اہل سنت کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں، ۳۵ ہجری، ماہ ذوالحجہ اور ایام تشریق میں ان کے گھر کا محاصرہ کر کے انہیں قتل کر دیا گیا مگر لوگوں نے ان کی شہادت کے دن کو ماتم کا دن نہیں بنایا۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جو عثمان و علی رضی اللہ عنہما سے افضل ہیں انہیں اس وقت موت کی نیند سلا دیا گیا جب وہ مسجد نبوی کی محراب میں صبح کی نماز پڑھا رہے اور تلاوت قرآن کر رہے تھے مگر کسی نے بھی اس دن کو ان کے ماتم کے لیے مخصوص نہ کیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان سے بھی افضل تھے مگر لوگوں نے ان کے یوم وفات کو بھی یوم ماتم نہیں بنایا۔ پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دنیا و آخرت میں اولاد آدم کے سردار ہیں وہ بھی اس دنیا سے رحلت فرما گئے جس طرح کہ دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام آپ سے پہلے وفات پا گئے تھے مگر کسی ایک نے بھی آپ کے یوم وفات کو یوم ماتم بنا کر اس میں وہ کچھ نہ کیا جو کچھ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے دن لوگ کیا کرتے ہیں اور نہ کسی نے ان کی وفات کے دن کے بارے میں اس قسم کی چیزیں بیان کیں جن کا یہ لوگ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے دن کے بارے میں دعوے کیا کرتے ہیں۔ مثلاً سورج کو گرہن لگنا اور آسمان میں ہر طرف سرخی کا پھیل جانا وغیرہا۔ ان اور ان جیسے دیگر مصائب کے ذکر کے موقعہ پر کی جانے والی باتوں میں سے سب سے خوبصورت وہ بات ہے جسے حسین بن علی رضی اللہ عنہما اپنے دادا سے روایت

❶ الفتاوی: ۲۵/ ۱۶۵، ۱۶۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''جس مسلمان کو کوئی بھی مصیبت آئے پھر وہ اسے یاد کرے اگر چہ وہ بڑی قدیم ہو اور وہ اس پر انا للہ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اسے اتنا ہی اجر دیتا ہے جتنا اسے اس مصیبت کے آنے کے دن دیا گیا تھا۔'' ❶

اس حدیث کی تعلیق میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیٹی فاطمہ رحمہا اللہ نے روایت کیا ہے جو ان کی شہادت کے موقعہ پر موجود تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ پر ٹوٹنے والی مصیبت کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ یہ اسلام کی خوبی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت کی آگے تبلیغ کر دی اور وہ یہ کہ شہادت کا یہ واقعہ جب بھی یاد آئے انا للہ پڑھ لیا جائے۔ اس طرح انسان کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس دن ملا تھا جب مسلمانوں کو اس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر جو شخص اتنا عرصہ بیت جانے کے بعد وہ کام کرے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا جیسا کہ رخسار پیٹنا، گریبان چاک کرنا اور جاہلانہ انداز میں واویلا کرنا وغیرہ تو اس کی سزا بھی بڑی سنگین ہوگی۔ ❷

۹۔ **یوم عاشوراء کو عید کے طور پر منانے والے:**...... یوم عاشوراء کو عید کے طور پر منانے والے ناصبی لوگ ہیں، یہ ایک بدعتی گروہ ہے جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں صحیح اعتقاد رکھنے کی توفیق میسر نہ آئی، یہ لوگ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے محبت رکھنے کے بجائے ان سے بغض و عداوت رکھتے اور ان کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے وہ بری ہیں ان میں سے بعض ان کے بیٹے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی بغض رکھتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والوں، ان کی گستاخی کرنے والوں اور ان سے انحراف کرنے والوں کو ناصبی کہا جاتا ہے۔ نصب رفض جیسا ہی ہے، اس لیے کہ رفض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض و عداوت، ان کی گستاخی اور انہیں سب و شتم کرنے سے عبارت ہے۔ یہ دونوں گروہ ہی گمراہ اور اللہ تعالیٰ کے منہج سے دُور ہیں، جو اصحاب رسول کے ساتھ محبت کو واجب قرار دیتا اور امت کو اس امر سے آگاہ کرتا ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے آگے بڑھ کر اسلام کو گلے لگایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ سرانجام دیا۔ ❸

اگر اہل تشیع نے یوم عاشوراء کو ماتم اور غم کا دن قرار دیا تو ایک دوسرے گروہ نے اسے عید اور خوشی و

---

❶ سنن ابن ماجه، رقم: ١٦٠٠۔ اس کی سند میں ضعف ہے۔ ضعيف ابن ماجه، رقم: ٣٤٩.

❷ الفتاوى: ٤/ ٣١٢.

❸ عقيدة اهل السنة و الجماعة في الصحابة الكرام: ٣/ ١١٩٣، ١١٩٤.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مسرت کا دن قرار دے دیا، وہ یا تو حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کے خلاف تعصب رکھنے والے ناصبی ہیں یا وہ جاہل ہیں جو فاسد کا فاسد سے، جھوٹ کا جھوٹ سے، شر کا شر سے اور بدعت کا بدعت سے مقابلہ کرتے ہیں۔

چنانچہ وہ عاشوراء کے دن غسل کرتے، سرمہ لگاتے، خوبصورت کپڑے پہنتے، معمول سے ہٹ کر کھانے تیار کرتے اور اہل وعیال پر کھلے دل سے خرچ کرتے اور اس دن کو عید بنا دیتے ہیں، جس سے ان کا مقصود روافض کی مخالفت کرنا ہوتا ہے۔ یہ ایک دوسری بدعت ہے۔ اس بارے میں مندرجہ ذیل موضوع اور جھوٹی روایات پیش کی جاتی ہیں:

الف: حدیث: ''جو شخص عاشوراء کے دن اپنے اہل وعیال پر وسعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر سال بھر وسعت فرمائے گا۔'' ❶

ب: شب عاشوراء اور یوم عاشوراء کے دن مخصوص نماز کی بدعت: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص عاشوراء کے دن ظہر اور عصر کے درمیان چالیس رکعت نماز ادا کرے، ہر رکعت میں ایک بار سورۂ فاتحہ، دس بار آیۃ الکرسی، گیارہ بار قل ھو اللہ احد، پانچ بار معوذتین پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد ستر بار استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت الفردوس میں سفید قبہ عطا فرمائے گا۔'' ❷

علاوہ ازیں اس دن کے لیے اور بھی کئی بدعات ایجاد کر لی گئی ہیں جن کی اللہ کے دین میں کوئی اصلیت نہیں ہے۔ ❸ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ بعض لوگ عاشورۂ محرم کے دن سرمہ لگاتے، غسل کرتے، مہندی لگاتے، ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے، کھانے پکاتے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور ان سب چیزوں کو شارع علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں، تو کیا اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث وارد ہے یا نہیں؟ اور اگر اس بارے میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہے تو کیا یہ سب کچھ بدعت کے زمرے میں آئے گا یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا: اس بارے میں کوئی صحیح حدیث نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے اور نہ آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سے۔ نہ تو مسلمانوں کے ائمہ میں اور ائمہ اربعہ میں سے کسی نے اسے مستحق سمجھا ہے اور نہ کسی اور نے۔ معتمد کتابوں کے مؤلفین نے بھی اس بارے میں کوئی چیز روایت نہیں کی، نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اور نہ تابعین رحمہم اللہ سے، نہ کوئی صحیح چیز اور نہ ضعیف، نہ کتب

---

❶ الموضوعات لابن جوزی: ۲/ ۲۰۳.

❷ الموضوعات: ۲/ ۱۲۲، ۱۲۳.

❸ المدخل لابن الحاج: ۱/ ۲۹۰، ۲۹۱۔ الاعیاد، ص: ۲۷٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیحہ میں، نہ سنن میں اور نہ مسانید میں، اس قسم کی کوئی حدیث بھی قرون فاضلہ میں معروف نہیں تھی۔ یہ بدعات یوم عاشوراء کے حوالے سے معرض وجود میں آئیں اور یہ اس لیے کہ کوفہ میں دو قسم کی جماعتیں موجود تھیں۔ ان میں سے ایک جماعت رافضیوں کی تھی اور یہ لوگ اہل بیت کے ساتھ جھوٹ موٹ کی دوستی کو ظاہر کرتے جبکہ درحقیقت یہ لوگ بے دین قسم کے ملحد تھے یا پھر جاہل اور نفسانی خواہشات کے پجاری تھے۔ دوسری جماعت ناصبیوں کی تھی اور یہ لوگ علی رضی اللہ عنہ اور اصحاب علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے تھے۔ ❶ جب ان دونوں گروہوں میں عصبیت کا ظہور ہوا تو انہوں نے عاشوراء محرم کے بارے میں کئی آثار وضع کر لیے۔ رافضیوں نے عاشورۂ محرم کو ماتم کے لیے مخصوص کر لیا جبکہ ناصبیوں نے اسے یوم عید قرار دے ڈالا، جبکہ یہ دونوں گروہ ہی غلطی پر ہیں۔ ان میں بھی بدعات اور گمراہی ہے ❷ اور پھر دونوں نے ہی دین اسلام میں بدعات جاری کیں اور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت کی۔ ❸

۱۰۔ **یوم عاشوراء کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات:**...... یوم عاشوراء کا شمار ایامِ فاضلہ میں ہوتا ہے اور جن کے روزوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دلائی ہے۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہر مہینہ کے تین روزے اور ماہِ رمضان آئندہ ماہ رمضان تک زمانے بھر کے روزے ہیں اور یوم عرفہ کا روزہ رکھنا۔ میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ اس کی وجہ سے وہ اس سے ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ معاف فرما دے گا اور یوم عاشوراء کے روزے کے بارے میں مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ اس سے گزشتہ سال کے گناہ معاف فرما دے گا۔" ❹

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے نہیں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے دن کے روزے کی جستجو کرتے ہوں جسے آپ نے دوسرے دنوں پر ترجیح دی ہو بجز یوم عاشوراء کے اور اس ماہ یعنی ماہ رمضان کے۔ ❺ اس بنا پر اس دن کا مسنون عمل صرف روزہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کا روزہ رکھا بھی اور اس دن کے روزے کی فضیلت کے بارے میں مطلع بھی فرمایا، جیسا کہ گزشتہ حدیث میں مذکور ہے۔ اس بارے میں مزید صحیح احادیث بھی وارد ہیں۔

---

❶ الفتاوی: ٢٥/ ١٦١ .

❷ اقتضاء الصراط المستقیم: ٢/ ٦٢٢، ٦٢٣ .

❸ الاعیاد و اثرها علی المسلمین، ص: ٢٧٦ .

❹ مسلم، رقم الحدیث: ١١٦٢ .

❺ صحیح بخاری، رقم الحدیث: ٢٠٠٦ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الف: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ ماہ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے اس دن کا روزہ رسول اللہ ﷺ نے بھی رکھا اور مسلمانوں نے بھی، پھر جب ماہ رمضان کے روزے فرض قرار دے دیئے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عاشوراء اللہ کے دنوں میں سے ایک دن ہے، جو کوئی چاہے اس کا روزہ رکھ لے اور جو چاہے ترک کر دے۔'' ❶

ب: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کا یہ قول مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہودیوں کو یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' انہوں نے جواب دیا: یہ نیک دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات دی تو موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ رکھا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ حق دار ہیں۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے اس دن کا خود بھی روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی دیا۔ انہی سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یوم عاشوراء کے روزے کا حکم دیا۔ ❷

ج: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کا یہ قول مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشوراء کا حکم دیا اور اس کے روزے کا حکم دیا تو لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! یہ وہ دن ہے جس کی یہود و نصاریٰ تعظیم کیا کرتے ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ہم ان شاء اللہ آئندہ سال نو تاریخ کا روزہ بھی رکھیں گے۔'' مگر رسول اللہ ﷺ آئندہ سال سے پہلے ہی وفات پا گئے۔ دوسری روایت میں ہے: ''اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نو تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا۔'' ❸

انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یوم عاشوراء کا روزہ رکھا کرو اور اس بارے میں یہود کی مخالفت کرو، ایک دن اس سے پہلے اور ایک دن اس کے بعد روزہ رکھا کرو۔'' ❹

علماء بتاتے ہیں کہ یوم عاشوراء کے روزے کے تین مراتب ہیں:

(۱) نو، دس اور گیارہ کا روزہ۔ اس لیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایک دن اس سے قبل اور ایک دن اس کے بعد روزہ رکھا کرو۔''

(۲) نو اور دس کا روزہ۔ اس لیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہم ان شاء اللہ آئندہ سال نو تاریخ کا روزہ بھی رکھیں گے۔''

---

❶ مسلم، رقم الحدیث: ۱۱۲۶.

❷ مسلم، رقم الحدیث: ۱۱۳٤. ❸ ایضا.

❹ السنن الکبری للبیهقی، کتاب الصیام: ٤/ ۲۸۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳) صرف یوم عاشوراء کا روزہ رکھنا۔ یہ ان احادیث کی بنا پر ہے جن میں اس دن کے روزے کی تاکید کی گئی ہے۔ ❶

یہ ہیں یوم عاشوراء کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور اسی سے اہل السنۃ والجماعۃ کی میانہ روی عیاں ہوتی ہے، ان کے مذہب میں نہ افراط ہے اور نہ تفریط، اہل سنت کا مذہب رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات وارشادات سے وابستگی اور آپ کے احکامات کی تعمیل سے عبارت ہے جس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔

(دوم) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے مکان کے بارے میں تحقیق:

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کی جگہ کے بارے میں اختلاف کا سبب وہ متعدد زیارت گاہیں ہیں جو مسلمانوں کے مختلف علاقوں میں پھیلی ہوئی ہیں اور جو فکری اور اعتقادی انحطاط کے زمانوں میں قائم کی گئیں۔ یہ تمام زیارت گاہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کے وجود کی مدعی ہیں، پھر چونکہ ان کے سر کی جگہ کے بارے میں ناواقفیت ہے لہٰذا ہر گروہ اپنے ہاں رأس حسین رضی اللہ عنہ کے وجود کے دعوے کو ثابت کرنے کے لیے کئی باتیں بناتا ہے۔ اگر ہم حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی جگہ کے بارے میں تحقیق کرنا چاہیں تو ہمیں اس کے لیے معرکہ کربلا کے اختتام سے ہی اس کی موجودگی کا کھوج لگانا ہوگا۔ ❷ یہ بات تو ثابت ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک ابن زیاد کے سامنے لایا گیا تو اس نے اسے ایک تھال میں رکھا اور پھر اس چھڑی سے اسے ضربیں لگانے لگا جو اس کے ہاتھ میں تھی، یہ منظر دیکھ کر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے اور فرمایا: حسین رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے۔ ❸ اس کے بعد رأس حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایات و آراء کا واضح اختلاف سامنے آتا ہے۔ لیکن ان روایات کے بعد جو یہ بتاتی ہیں کہ ابن زیاد نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک یزید بن معاویہ کے پاس بھجوا دیا تھا، مجھے معلوم ہوا کہ ان میں سے بعض روایات بتاتی ہیں کہ جب ان کا سر یزید کے پاس پہنچایا گیا تو وہ ان کے منہ پر چھڑیاں مارنے لگا، جب اس نے یہ حرکت کی تو ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے اس کے اس فعل پر اعتراض کیا، مگر یہ روایت ضعیف ہے۔ ❹ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس روایت کے ضعف پر اس بات سے استدلال کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

❶ زاد المعاد: ۲/ ۷٦۔ فتح الباري: ٤/ ۲٤٦ .

❷ مواقف المعارضة، ص: ۳۰۸ .

❸ سنن الترمذي: ٦٥٩٥ذ۔ حسن صحيح غريب .

❹ المجمع: ۹/ ۱۹۵ اس میں ضعف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سے جو لوگ اس واقعہ کے وقت وہاں موجود بتائے گئے ہیں وہ شام میں نہیں بلکہ عراق میں موجود تھے۔ ❶ جو بات اس روایت کے متن کے فساد پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ متن ان صحیح روایات کے مخالف ہے جو آل حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ یزید کے اچھے برتاؤ اور قتل حسین رضی اللہ عنہ پر اس کے اظہار افسوس اور رونے کی صراحت کرتی ہیں۔ ❷

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حسین رضی اللہ عنہ کا سر ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا تھا اور جیسا کہ صحیح طور پر ثابت ہے اسی نے اسے چھڑیاں ماری تھیں۔ ❸ جس روایت میں حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو یزید کے پاس بھجوانے کا ذکر ہے تو وہ روایت باطل ہے اور اس کی سند منقطع ہے۔ ❹ دوسری طرف ابن کثیر کا موقف ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کا سر یزید کے پاس بھجوایا گیا تھا، فرماتے ہیں: علماء کا حسین رضی اللہ عنہ کے سر کے بارے میں اختلاف ہے کہ کیا ابن زیاد نے آپ کے سر مبارک کو یزید کے پاس بھجوایا تھا۔ اس بارے میں بہت سے آثار وارد ہیں۔ ❺ واللہ اعلم.

امام ذہبی کی بھی یہی رائے ہے۔ ❻

تاریخی کتب میں مذکور ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک مندرجہ ذیل چھ شہروں میں مدفون ہے:

(۱) دمشق:...... بیہقی اپنی کتاب ''المحاسن والمساوی'' میں ذکر کرتے ہیں کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر دھونے کا حکم دیا، اسے ریشم کے کپڑے میں رکھا، اس پر خیمہ نصب کیا اور اس پر پچاس آدمیوں کو مقرر کیا۔ ❼ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں یزید بن معاویہ کی دایا ربّا سے نقل کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک سلیمان بن عبدالملک کے زمانہ تک اسلحہ خانہ میں موجود رہا، پھر اسے سلیمان کے پاس لایا گیا اس وقت وہ ہڈیوں کی صورت میں ہی باقی رہ گیا تھا۔ اس نے اسے کفن دیا، خوشبو لگائی اس پر نماز جنازہ پڑھی اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا۔ پھر جب بنو عباس آئے تو انہوں نے اسے قبر سے نکالا، پھر اللہ بہتر جانتا ہے کہ انہوں نے اس کے ساتھ کیا کیا۔ ❽ ربّا خاتون کے اس بیان کو ابن عساکر نے جرح و تعدیل کے بغیر ذکر کیا ہے اور یہ روایت مجہول ہے، ❾ ساقط الاعتبار ہے اور اس پر کسی بھی حالت میں اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ ❿

❶ منهاج السنة: ٤/ ٥٥٧.
❷ مواقف المعارضة، ص: ٣٠٨.
❸ منهاج السنة: ٨/ ١٤١.
❹ منهاج السنة: ٨/ ١٤٢.
❺ البداية و النهاية: ١١/ ٥٨٠.
❻ تاريخ الاسلام، ص: ١٠٦.
❼ المحاسن و المساوی، ص: ٨٤.
❽ تاريخ ابن عساكر، نقلا عن مواقف المعارضة، ص: ٣١١.
❾ مواقف المعارضة، ص: ٣١٣.
❿ ايضا، ص: ٣١٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذہبی نے اپنی سند کے ساتھ کریب سے نقل کیا ہے کہ میں باب توما سے نکلا، جب میں نے ٹوکری کو کھولا تو اس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر پڑا تھا اور اس پر لکھا تھا کہ یہ حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کا سر ہے میں نے اس میں اپنی تلوار سے گڑھا کھودا اور اسے اس میں دفن کر دیا۔ ❶ یہ روایت بہت ضعیف ہے۔ ❷ پھر یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کے سر مبارک کو اسلحہ خانہ میں محفوظ رکھنے کا یزید کو کیا فائدہ تھا؟ ❸

(۲) کربلا:...... شیعہ امامیہ کے علاوہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ شہادت کے چالیس دن بعد آپ کا سر دوبارہ کربلا میں لایا گیا اور اسے ان کے جسد مبارک کے ساتھ دفنا دیا گیا۔ ❹ ان کے ہاں یہ دن زیارت اربعین کے نام سے مشہور ہے۔ مگر اس کی تردید کے لیے یہی بات کافی ہے کہ اس قول کے ساتھ شیعہ امامیہ متفرد ہیں مگر اس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ ابونعیم فضل بن وکین بعض لوگوں کے اس دعویٰ کی تردید کرتے ہیں کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر کو پہچانتے ہیں۔ ❺ ابن جریر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جگہ کا نشان مٹا دیا گیا تھا تاکہ کوئی شخص اس کی تعیین نہ کر سکے۔ ❻

(۳) رقہ:...... سبط ابن جوزی اس خبر کو وارد کرنے کے ساتھ منفرد ہیں کہ آپ کے سر مبارک کو رقہ میں دفن کیا گیا، فرماتے ہیں: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر دریائے فرات کے کنارے رقہ کی مسجد میں مدفون ہے۔ جب آپ کا سر یزید کے سامنے رکھا گیا تو وہ کہنے لگا: میں اسے رقہ میں مقیم آل ابو معیط کے پاس بھیجوں گا۔ انہوں نے اسے اپنی کسی حویلی میں دفن کر دیا۔ بعدازاں یہ حویلی جامع مسجد میں شامل ہو گئی۔ ❼ مگر یہ خبر غیر معتبر ہے اور اس روایت کی سند بھی غیر موجود ہے۔ مزید برآں اس خبر میں واضح نکارت ہے اس لیے کہ یہ ان صحیح نصوص کے برعکس ہے جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آل حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ یزید نے اچھا سلوک کیا۔ ❽ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مذکورہ سبط ابن جوزی کے بارے میں امام ذہبی فرماتے ہیں: میں نے اس کی ایک کتاب دیکھی ہے جو اس کے تشیع پر دلالت کرتی ہے۔ ❾

---

❶ السیر: ۳/ ۳۱۶۔ سمط النجوم العوالی: ۳/ ۸۶ . ❷ مواقف المعارضة، ص: ۳۱۳ .

❸ ایضا . ❹ ایضا، ص: ۳۱۳۔ نور الابصار، ص: ۱۲۱ .

❺ تاریخ بغداد: ۱/ ۱۴۳، ۱۴۴۔ ترجمة الحسین: ۲۷۶ .

❻ البدایة و النهایة: ۱۱/ ۵۸۰ .

❼ شخصیات اسلامیة، عقاد: ۳/ ۲۹۸۔ مواقف المعارضة، ص: ۳۱۴ .

❽ مواقف المعارضة، ص: ۳۱۴ . ❾ السیر: ۲۳/ ۲۹۷ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴) عسقلان:...... محققین کی ایک جماعت اس خبر کا انکار کرتی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو عسقلان میں دفن کیا گیا تھا۔ قرطبی فرماتے ہیں: یہ قول بالکل باطل ہے کہ آپ کا سر عسقلان میں مدفون ہے۔ ❶ ابن تیمیہ بھی رأس حسین رضی اللہ عنہ کی عسقلان میں موجودگی کا انکار کرتے ہیں۔ ❷ ابن کثیر بھی اس سے انکاری ہیں۔ ❸

(۵) قاہرہ:...... لگتا ہے کہ عبیدی (فاطمی) حکمرانوں کا جادو اکثر لوگوں پر چل گیا۔ جب ۵۴۹ ہجری میں صلیبیوں نے عسقلان پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنایا تو فاطمی وزیر صالح طلائع بن زریک اپنے لشکر کے ساتھ ننگے پاؤں صالحیہ کی طرف نکلا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لے کر اسے سبز رنگ کے ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر آبنوس کی کرسی پر رکھ دیا اور اس کے نیچے عنبر، کستوری اور خوشبو کا چھڑکاؤ کیا اور پھر خان خلیلی کے قریب مشہد حسینی میں دفن کر دیا اور یہ اتوار ۸ جمادی الاولیٰ ۵۴۸ ہجری کا واقعہ ہے۔ ❹ فاروقی نے ذکر کیا ہے کہ فاطمی خلیفہ خود باہر نکلا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر اٹھا کر لایا ❺ اور شبنجی نے ذکر کیا ہے کہ فاطمی وزیر صالح طلائع نے فرنگیوں کے عسقلان پر قبضہ جما لینے کے بعد بڑی بھاری رقم ادا کر کے ان سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک حاصل کیا۔ ❻

بعض مؤرخین نے یہ ثابت کرنے کی بڑی کوشش کی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک واقعی عسقلان سے مصر منتقل کیا گیا تھا اور مصر میں موجود حسینی مشہد کو حقیقتاً رأس حسین رضی اللہ عنہ پر تعمیر کیا گیا۔ ❼ متاخرین میں سے ایک شخص حسین محمد یوسف نے ثابت کیا ہے کہ مشہد حسینی میں مدفون سر واقعی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر ہے اور اس کے علاوہ جتنے بھی اقوال ہیں وہ سب غلط ہیں، اس کے لیے اس نے بعض صوفیہ کے خوابوں سے استدلال کیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ رأس حسین رضی اللہ عنہ کے قاہرہ میں موجود ہونے کی وجہ شک کا یقین کے ساتھ متعارض ہونا ہے اور یقین ''اصحاب کشف'' ہیں۔ ❽ مگر یہ استدلال تو عقل، منطق اور علمی دلیل پر مبنی نہیں ہے، چہ جائیکہ یہ استدلال اسلامی منہج

❶ التذكرة: ٢/ ٢٩٥.

❷ تفسير سورة الاخلاص لابن تيمية، ص: ٢٦٤.

❸ البداية و النهاية: ١١/ ٥٨٢.

❹ المقريزي: ١/ ٤٢٧۔ بدائع الزهور: ١/ ٢٢٧.

❺ تاريخ ميارقين، ص: ٧٠.

❻ نور البصائر، ص: ١٢١۔ مشاهد الصفا، ص: ٣١٦.

❼ مواقف المعارضة، ص: ٣١٧.

❽ الحسين سيّد شباب اهل الجنة، ص: ١٤٩-١٥٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے قواعد پر مبنی ہو۔ قاہرہ میں رأس حسین رضی اللہ عنہ کے وجود پر استدلال اس کی اسی دلیل پر مبنی ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کا سر عسقلان میں مدفون تھا۔ جبکہ ہم کچھ دیر قبل اس کا بطلان ثابت کر چکے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قاہرہ میں لایا گیا سر اور اس پر تعمیر کردہ مشہور مشہد حسینی یہ سب کچھ کذب ہے اور اس کا رأس حسین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ عسقلان میں مدفون سر اصلاً حسین رضی اللہ عنہ کا سر نہیں تھا تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کس نے دعویٰ کیا کہ حسین رضی اللہ عنہ کا سر عسقلان میں مدفون تھا اور یہ سر کس کا تھا؟

نویری رقم طراز ہے: ''عسقلان میں مقیم ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ کا سر فلاں جگہ مدفون ہے تو اس نے وہ جگہ اکھیڑ دی۔ یہ مصر کے حکمران مستنصر باللہ عبیدی کے دورِ حکومت اور بدر جمالی کی وزارت کے ایام کا واقعہ ہے۔ بدر جمالی نے اس پر عسقلان میں مشہد (زیارت گاہ) تعمیر کروا دیا۔'' ❶ اس کے بعد افضل نے اسے نکال کر اسے خوشبو میں بسایا اور عسقلان میں ہی ایک دوسری جگہ دفنا کر اس پر ایک بڑا مشہد تعمیر کر دیا۔ ❷

ہوسکتا ہے کہ آپ محض ایک شخص کے خواب کی بنیاد پر عبیدیین کی طرف سے اس سر پر مشہد تعمیر کرنے کے لیے ان کی جلد بازی پر حیران ہوں۔ لیکن اگر آپ عبیدیین کی تاریخ سے واقف ہوں تو معاملہ اس حد تک قابل تعجب نہیں رہے گا۔ چونکہ انہیں اس بات کا بخوبی احساس تھا کہ لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی نسبت کی تصدیق نہیں کرتے لہٰذا انہوں نے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لیے عسقلان میں حسین رضی اللہ عنہ کے سر کی موجودگی کا پروپیگنڈا کیا اور اسے بہت زیادہ اہمیت دیتے ہوئے اس پر مشہد تعمیر کر دیا اور اس کی تحسین وتجمیل کے لیے بھاری رقوم خرچ کیں تاکہ لوگ ان کے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیں کہ اگر انہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ نسبی تعلق نہ ہوتا تو وہ اس حد تک اس کا اہتمام نہ کرتے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کا ایک سیاسی مقصد بھی تھا، اور وہ تھا بلاد شام میں قائم ہونے والی چھوٹی چھوٹی سنی ریاستوں کے مقابلہ کی کوشش کرنا اور یہ بات سبھی کے علم میں ہے کہ مستنصر باللہ عبیدی کی حکومت کا سنی دولت سلاجقہ کے ساتھ پالا پڑا جس کا قائد طغرل بک سلجوقی ۴۴۷ ہجری میں بغداد میں داخل ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ ❸

عسقلان میں حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو نئے سرے سے وجود دینا اور پھر اسے مصر منتقل کرنا صرف عبیدی منصوبہ تھا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ مستنصر فاطمی سے قبل کسی بھی کتاب میں یہ بات وارد نہیں ہوئی تھی کہ

---

❶ نهاية الادب: ٢٠/ ٤٢٨ . ❷ اتعاظ الحنفاء، مقريزى: ٣/ ٢٢ .

❸ النجوم الزاهرة: ٥/ ٥٧ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر عسقلان میں موجود و مدفون ہے، اس سے عبیدیین کی کذب بیانی اور اس بارے میں ان کے مخصوص اغراض و مقاصد کا پتا چلتا ہے۔ ❶

ابن تیمیہ رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں کہ جس سر کے بارے میں یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر ہے تو اس کی اس کے علاوہ اور کوئی اصلیت نہیں ہے کہ وہ ایک راہب کا سر تھا۔ ❷

ابن دحیہ نے اپنی کتاب ''العلم المشہور'' میں عسقلان یا مصر میں رأس حسین رضی اللہ عنہ کے وجود کے کذب پر اجماع نقل کیا ہے، جس طرح کہ انہوں نے قاہرہ میں موجود مشہد حسینی کے کذب و افتراء پر اجماع نقل کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ سب کچھ عبیدیین کی اختراع ہے اور انہوں نے اپنے مذموم مقاصد کے لیے اس مشہد کو تعمیر کیا، آخر اللہ نے اس حکومت کا خاتمہ فرمایا اور یوں ان کے مذموم مقاصد کو ناکامی سے دوچار کر دیا۔ ❸

رأس حسین رضی اللہ عنہ کی مصر میں موجودگی کا ان علماء و محققین نے انکار کیا ہے:

ابن دقیق العید، ابومحمد بن خلف دمیاطی، ابومحمد بن قسطلانی اور ابوعبداللہ قرطبی وغیرہم۔

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مصر کے حکمران فاطمی گروہ نے دعویٰ کیا ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کا سر مصر پہنچا تو انہوں نے اسے وہاں دفن کیا اور اس پر مصر میں موجود مشہد تعمیر کیا جسے تاج الحسین کہا جاتا ہے۔ متعدد ائمہ اہل علم نے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ اس دعویٰ کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور اس میں وہ جھوٹے اور خائن ہیں۔ اس کی تعصیص قاضی باقلانی اور ان کی دولت کے کئی جید علماء نے کی ہے۔ میں کہتا ہوں: اکثر لوگوں نے ان کے اس دعویٰ کو تسلیم کر لیا کہ انہوں نے رأس حسین رضی اللہ عنہ کو عسقلان سے لا کر مسجد مذکور میں دفن کیا۔ ❹

۶۔ مدینہ طیبہ:...... جن شہروں کا اوپر ذکر ہوا ان میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کا وجود ثابت کرنے کے لیے ہمارے پاس کوئی معتبر دلیل نہیں ہے۔ اب ہمارے سامنے صرف مدینہ منورہ ہی باقی رہ گیا ہے۔ ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک والی مدینہ عمرو بن سعید کے پاس مدینہ منورہ بھجوا دیا۔ اس نے اسے کفن دیا اور اسے ان کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بقیع میں دفنا دیا۔ ❺

❶ مواقف المعارضة، ص: ۳۱۹.

❷ رأس الحسين، ص: ۱۸۷ نقلا عن مواقف المعارضة، ص: ۳۲۰.

❸ رأس الحسين، ص: ۱۸٦۔ نقلا عن مواقف المعارضة، ص: ۳۲۰.

❹ رأس الحسين، ص: ۱۸٦، ۱۸۷.

❺ البداية و النهاية: ۱۱/ ۵۸۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کے بقیع میں دفنانے کی شہادت قوم کی عادت سے بھی ملتی ہے۔ وہ لوگ فتنہ کے دَور سے گزر رہے تھے۔ جب ان میں سے کوئی آدمی قتل ہو جاتا تو وہ اس کا سر اور جسم اس کے اہل خانہ کے حوالے کر دیتے تھے جیسا کہ حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا، اس نے انہیں قتل کرنے اور مصلوب کرنے کے بعد ان کی لاش کو ان کے اہل خانہ کے حوالے کر دیا تھا اور یہ بات سبھی کے علم میں ہے کہ حجاج کا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کے لیے کوشاں ہونا اور ان کے درمیان جس قسم کی جنگ تھی وہ صورت حال اس سے کہیں سنگین تھی جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے مخالفین کے درمیان تھی۔ ❶

اس رائے کی تائید حافظ ابویعلی ہمدانی کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو ان کی ماں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے قریب دفن کیا گیا اور یہ اس بارے میں صحیح ترین قول ہے۔ ❷ زبیر بن بکار اور محمد بن حسن مخزومی جیسے علمائے نسب کا بھی یہی مذہب ہے۔ ❸ ابن ابوالمعالی اسعد بن عمار نے اپنی کتاب "الفاصل بین الصدق و اعین فی مقر رأس الحسین" میں ذکر کیا ہے کہ ابن ابی الدنیا، ابوالموید خوارزمی اور ابوالفرج ابن الجوزی جیسے ثقہ علماء کی ایک جماعت نے اس بات کو تاکید کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک مدینہ منورہ میں بقیع میں مدفون ہے۔ ❹ اس بارے میں قرطبی نے بھی ان کی متابعت کی ہے۔ ❺ زرقانی فرماتے ہیں: ابن دحیہ فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ دوسرا کوئی قول صحیح نہیں ہے۔ ❻

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا اس طرف میلان ہے کہ سر حسین رضی اللہ عنہ کو یزید نے مدینہ میں اپنے والی عمرو بن سعید کے پاس مدینہ بھیجا اور اس سے مطالبہ کیا کہ اسے ان کی ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفنایا جائے۔ وہ اپنے اس قول کی وجہ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں: رأس حسین رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ منتقل کرنے کا ذکر کرنے والے قابل اعتماد علماء اور ثقہ مورخین ہیں، مثلاً زبیر بن بکار مؤلف "کتاب الانساب" اور محمد بن سعد، واقدی کے کاتب اور مؤلف "طبقات" اور ان جیسے دوسرے لوگ جو علم ثاقت اور اطلاع کے ساتھ معروف ہیں اور وہ اس موضوع کے بارے میں زیادہ علم رکھتے اور زیادہ سچے ہیں۔ ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی صادق تو ہو مگر اسے اسانید کا تجربہ نہ ہو، اس طرح وہ مقبول اور مردود میں فرق کرنے سے قاصر ہوتا ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ

❶ الطبقات: ٥/ ٢٣٨۔ تاریخ الاسلام، ص: ٢٠۔ حوادث: (٦٠-٨١ هجرية).
❷ مواقف المعارضة، ص: ٣٢٠. ❸ التذكرة: ٢/ ٢٩٥.
❹ ايضا. ❺ الرد على المتعصب العنيد نقلا عن مواقف المعارضة، ص: ٣٢٣.
❻ التذكرة: ٢/ ٢٩٥۔ مواقف المعارضة، ص: ٣٢٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آدمی کا حافظہ خراب ہوتا ہے یا وہ روایت میں کذب بیانی اور جعل سازی کے ساتھ متہم ہوتا ہے، جیسا کہ اکثر اخباریین اور مؤرخین کا حال ہے۔ ❶

ابو عمر عبداللہ بن محمد الہادی فرماتے ہیں: اسی طرح انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی جگہ کے بارے میں بھی اختلاف کیا ہے۔ ان میں سے ہر کسی کا یہ مقصد ہے کہ وہ اسے اپنے پاس موجود ثابت کر سکے تاکہ زیارات کی کثرت ہو، قبر پر زیادہ سے زیادہ مال اکٹھا ہو تاکہ اس کے مجاوروں، متولیوں اور گدی نشینوں کو بکثرت مال میسر آئے۔ اس اختلاف کی وجہ سے انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے تین سر بنا ڈالے۔ حالانکہ ان کا سر تو ایک ہی تھا۔ ❷ تحقیق سے پتا چلتا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا جسم تو کربلا میں جبکہ ان کا سر مدینہ منورہ کے جنت البقیع میں مدفون ہے۔ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ.

(سوم) شیعہ کے نزدیک قبر حسین اور دیگر ائمہ کی قبور کی تقدیس و تعظیم:

اہل تشیع نے اپنے ائمہ کی قبور کی تقدیس و تعظیم میں مبالغہ کرتے ہوئے انہیں اس قدر عز و شرف عطا کیا جو کعبہ مشرفہ اور مدینہ منورہ کو بھی حاصل نہ ہو سکا، انہوں نے علی (زین العابدین) بن حسین رضی اللہ عنہ کی طرف یہ روایت منسوب کر دی کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کعبہ مشرفہ کی زمین کو پیدا کرنے سے چوبیس ہزار سال پہلے کربلا کی زمین کو پر امن حرم قرار دیا تھا اور اسے تقدیس و برکت عطا فرمائی تھی۔ یہ زمین تخلیق کائنات سے قبل سے لے کر آج تک مقدس و بابرکت ہے اور اس کی یہ حیثیت قیامت تک برقرار رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت کی افضل ترین جگہ اور رہائش گاہ قرار دے گا جس میں اس کے اولیاء سکونت پذیر ہوں گے۔ ❸

اسی طرح انہوں نے جعفر الصادق کی طرف بھی یہ قول غلط طور پر منسوب کر دیا کہ کعبہ مشرفہ کی زمین فخریہ انداز میں کہنے لگی: میرے جیسا کون ہو سکتا ہے؟ میری پیٹھ پر بیت اللہ تعمیر کیا گیا، دُور دُور سے لوگ میری زیارت کے لیے آتے ہیں اور مجھے اللہ کا حرم اور امن قرار دیا گیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی کہ زیادہ باتیں نہ کر، ارض کربلا کے مقابلے میں تیری وہی حیثیت ہے جو سمندر میں ایک سوئی کی ہوتی ہے، جسے اس میں ڈبو دیا جائے اور وہ اس کا پانی اپنے ساتھ اٹھا کر لائے، یاد رکھ! کہ اگر خاک کربلا نہ ہوتی تو میں تجھے یہ فضیلت بھی نہ دیتا اور اگر وہ فیوض و برکات نہ ہوتے جن پر ارض کربلا مشتمل ہے تو نہ میں تجھے پیدا کرتا اور نہ اس گھر کو جس پر تو فخر کر رہی ہے، لہٰذا آرام سے ٹکی رہ، متواضع اور ذلیل بن جا اور ارض کربلا کے مقابلہ میں فخر اور غرور نہ کر اور اگر تو اس سے باز نہ آئی تو میں تجھ سے ناراض ہو کر تجھے جہنم میں

---

❶ رأس الحسین، ص: ۱۷۰.
❷ شرح الصدور ببیان بدع الجنائز والقبور، ص: ۱۲۷.
❸ بحار الانوار: ۱۰۱-۱۰۷۔ اصول مذهب الشیعة.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھینک دوں گا۔ ❶

ظاہر ہے ارض کربلا کو یہ مقام و مرتبہ اسی لیے حاصل ہوا کہ وہ ان کے اعتقاد کی رُو سے حسین رضی اللہ عنہ کا مدفن ہے، واقعہ کربلا سے لے کر آج تک شعراء کی زبانوں اور لکھنے والوں کی قلموں سے کعبہ مشرفہ اور کربلا کے درمیان اس مقارنہ کا اظہار ہوتا چلا آیا ہے اور وہ نظم ونثر کے مختلف اسالیب سے اس کی تقدیس وفضیلت اور عز وشرف کا اثبات کرتے رہے اور ہر خطہ ارضی کے مقابلے میں اس کی فضیلت وشرافت کے بیان کے لیے زمین وآسمان کے قلابے ملاتے رہے ہیں اور اس سرزمین کو یہ عظیم شرف حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے حاصل ہوا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ اللہ نے اسے یہ عز وشرف حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی وجہ سے دیا۔ ❷

ائمہ کرام کے بارے میں ان کے اعتقاد اور اس میں غلو کی وجہ سے اور لوگوں کو ان کی قبروں اور زیارت گاہوں کے ساتھ مربوط کرنے کے لیے انہوں نے ان کی زیارت کرنے والوں کے لیے بڑی بڑی فضیلتوں اور بہت زیادہ اجر وثواب کی داستانیں بنا رکھی ہیں۔ مثلاً انہوں نے ابوعبداللہ جعفر الصادق کی طرف ان کا یہ قول منسوب کر دیا کہ اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ زیارت حسین رحمہ اللہ کس قدر فضیلت کی حامل ہے تو وہ اس کے شوق میں جانیں کھپا دیں، میں نے کہا: اس کی کیا فضیلت ہے؟ انہوں نے فرمایا: شوق کے ساتھ زیارت حسین کرنے والے کے لیے اللہ تعالیٰ ایک ہزار حج مقبول اور ایک ہزار عمرۂ مبرور لکھ دیتا ہے، شہدائے بدر کے ثواب کے برابر ایک ہزار شہید، ایک ہزار روزے دار، ایک ہزار صدقہ مقبولہ اور ایک ہزار نسخہ کا اجر وثواب لکھ دیتا ہے، وہ اس سال ہر آفت سے محفوظ رہتا ہے جن سے سب سے ہلکی آفت شیطان ہے، اللہ تعالیٰ اس پر ایک باعزت فرشتے کو مقرر کر دیتا ہے جو اس کی اس کے آگے پیچھے، دائیں بائیں اور اوپر نیچے سے حفاظت کرتا ہے اور اگر وہ اسی سال مر جائے تو رب رحمٰن کے فرشتے اس کے غسل اور کفن دفن میں شریک ہوتے، اس کے لیے استغفار کرتے اور اسے قبر تک پہنچاتے ہیں، حد نگاہ تک اس کی قبر کھلی کر دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے عذاب قبر اور منکر ونکیر سے پرامن رکھتا ہے۔ اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جاتا ہے، اسے روزِ قیامت ایسا نور عطا کیا جائے گا جس کی وجہ سے مشرق اور مغرب کے درمیان کا سارا علاقہ منور ہو جائے گا اور پھر ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ یہ ازراہِ شوق زائرین حسین رضی اللہ عنہ میں سے ہے، اس روز ہر شخص یہ تمنا کرے گا کہ کاش وہ بھی زائرین حسین میں شامل ہوتا۔ ❸

---

❶ كامل الزيارات، ص: ٢٧٠ - بحار الانوار: ١٠١-١٠٩ - اصول مذهب الشيعة: ٢/ ٤٦٤ .

❷ اصول مذهب الشيعة: ٢/ ٤٦٤ .

❸ تاريخ كربلا، ص: ١٠٢ - القبورية في اليمن، ص: ١٥٥ - وسائل الشيعة: ١/ ٣٥٣ - بواسطه اصول مذهب الشيعة: ٢/ ٤٥٦ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ائمہ شیعہ کے فضائل و مناقب اور مافوق البشر انہیں جو صفات عطا کی گئی ہیں ان کا مبالغہ آمیزی کی حد تک ذکر کرتے ہوئے ان کا ایک عالم رقم طراز ہے: ''یہ ان لوگوں کے لیے کچھ زیادہ نہیں جنہیں اللہ تعالیٰ مومنین کا امام مقرر کر دے اور جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے زمینوں اور آسمانوں کو پیدا فرمایا اور انہیں اپنا راستہ، صراط، عین، دلیل اور ایسا باب بنایا جس کے ذریعہ سے ان تک رسائی حاصل کی جاتی ہے اور ائمہ کرام کی قبروں کے لیے مال خرچ کیا جاتا، ان سے امیدیں وابستہ کی جاتیں، ان کے لیے گھر بار چھوڑا جاتا، تکالیف برداشت کی جاتیں، تجدید میثاق ہوتا، شعائر پر حاضری ہوتی اور مشاعر کو حضور حاصل ہوتا ہے۔'' ❶

ان قبروں کی تقدیس میں اس حد تک مبالغہ کیا گیا ہے کہ شیعہ نے ان کے لیے مخصوص مناسک وضع کر رکھے ہیں اور یہ مناسک صرف قبر حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ ان کے ائمہ کی تمام قبروں کے لیے عام ہیں۔ ❷

شیخ آغا بزرگ طہرانی لکھتے ہیں: ''ان کے شیوخ نے مزار اور مناسک مزار کے بارے میں ستر کتابیں لکھی ہیں، ان مناسک کی تفصیل بقول جعفر صادق اس طرح سے ہے: جب تو قبر حسین کی زیارت کے لیے روانگی کا ارادہ کرے تو بدھ، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھ اور جب گھر سے نکلے تو اپنے اہل وعیال اور اولاد کو جمع کر کے دعا سفر پڑھ، گھر سے نکلنے سے پہلے غسل کر اور غسل کرتے وقت فلاں فلاں دعا پڑھ اور دریائے فرات پر پہنچنے سے پہلے نہ تو آنکھوں میں سرمہ لگا اور نہ تیل استعمال کر، بات چیت اور مزاح کم از کم کر اور اللہ کا ذکر زیادہ سے زیادہ کر، مزاح اور لڑائی جھگڑے سے اجتناب کر، اگر تو پیدل یا سوار ہو تو یہ دُعا پڑھ، کسی چیز سے خوف آئے تو یہ دُعا پڑھ، جب دریائے فرات پر پہنچے تو اسے عبور کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھ اور اسے عبور کرنے کے بعد یہ۔ یہ تمام مناسک ادا کر، پھر اپنا رخسار حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کی قبر پر رکھ کر یہ دعا پڑھ...... پھر ان کے پیچھے سے گھوم کر ان کے سر کے قریب آ، اور وہاں کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھ، پھر قبر سے ہٹ کر یہ دعا پڑھ...... پھر سقیفہ سے نکل کر شہداء کی قبروں کے سامنے کھڑا ہو کر ان تمام کی طرف اشارہ کر۔'' ❸ علاوہ ازیں ان تمام امور کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں جو شیعہ وہاں ادا کرتے ہیں۔ مثلاً قبروں کا طواف کرنا، دوران نماز میں ان کی طرف منہ کرنا وغیرہ وغیرہ، جنہیں میں اختصار کے پیش نظر ترک کر رہا ہوں۔ ❹ جس کا کچھ حصہ کتاب ''اصول مذہب شیعہ'' میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ ❺ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام، ائمہ اور اسلامی شخصیات کے مزارات تعمیر

---

❶ القبورية في اليمن، ص: ۱۵۷.

❷ الذريعة الى تصانيف الشيعة نقلا عن اصول الشيعة: ۲/ ٤٦٧.

❸ تاريخ كربلا، ص: ۱۲۹- القبورية في اليمن، ص: ۱۵۸.

❹ القبورية في اليمن، ص: ۱۵۸. ❺ اصول مذهب الشيعة: ۲/ ٤٦٧-٤٧٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ ان معتقدات کی تردید اس طرح سے ہے:

(۱) کربلا کا تقدس:...... کتاب اللہ، صحیح و ثابت سنت رسول اللہ ﷺ، خلفائے راشدین اور خیر القرون کے علمائے امت سے ایسی کوئی نص نہیں ملتی جو کربلا کی قدسیت اور اس کے اور نجف وغیرہ دیگر مقامات کے فضائل پر دلالت کرتی ہو، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں جن مقامات اور اشیاء کے تقدس اور فضائل کا ذکر ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں: مسجد حرام، اس کے اندر اور باہر مشاعر مقدسہ، مثلاً کعبہ مشرفہ، مقام ابراہیم، بیر زمزم، صفا و مروہ، منیٰ، عرفات، مزدلفہ، مسجد نبوی، اس میں نماز پڑھنے کی فضیلت، بیت رسول اور منبر رسول کی درمیانی جگہ کی فضیلت، مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کی طرف سواریاں دوڑا کر جانے کا جواز، فضائل مدینہ، فضائل مسجد قبا، مدینہ منورہ کی برکت کے لیے آنحضرت ﷺ کا دعا فرمانا، اہل مدینہ کے صاع کے لیے برکت کی دعا اور اس کا وجود، رسول اللہ ﷺ کا مدینہ منورہ کو حرم قرار دینا، وہاں شکار کرنے اور اس کے درختوں کو کاٹنے کو حرام قرار دینا، وادی عقیق کی فضیلت اور اس کی برکت، مسجد اقصیٰ کے فضائل و برکات، اس میں نماز پڑھنے کی فضیلت، اس کے اردگرد برکت کا وجود، مسجد حرام کے بعد زمین پر بنائی گئی اس کا دوسری مسجد ہونا اور وہاں سے رسول اللہ ﷺ کو معراج کروانا، اسی طرح قرآنی آیات اور احادیث نبویہ میں تمام مساجد اور اللہ کے گھروں کی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس بات کی وضاحت فرما دی ہے کہ مسجدیں زمین پر اللہ کے گھر ہیں، اسی طرح آپ ﷺ نے مسجدوں کی طرف لپک کر جانے، ان میں جی لگانے اور انہیں تعمیر کرنے کی فضیلت بھی بیان فرمائی ہے۔ [1]

مگر کربلا کی قدسیت اور اس کے فضائل کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی صحیح نہیں ہے۔ اس حکم کا اطلاق ان تمام شہروں، علاقوں، قبرستانوں اور قبروں پر ہوتا ہے جن کے تقدس کا دعویٰ شیعہ یا جاہل سنی کرتے ہیں۔

(۲) زیارت قبور کے لیے اسلام کی رہنمائی:...... جس طرح جملہ تعلیماتِ اسلام اعتدال و سماحت پر مبنی ہیں اور ان پر عمل کرنے والا فوز و فلاح اور دنیوی و اخروی سعادت سے ہم کنار ہوتا اور ان کی وجہ سے دنیا و آخرت میں ہر طرح کی گمراہی اور بدنصیبی سے محفوظ رہتا ہے، اسی طرح اسلام میں زیارت قبور کی مشروعیت بھی مذکورہ بالا اوصاف کی حامل ہے۔ جب لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے اور انہیں ترک شرک و کفر اور غیر اللہ کی عبادت پر ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا تو نبی کریم ﷺ نے انہیں قبروں کی

[1] من قتل الحسین، ص: ۱۱۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیارت سے منع فرما دیا تاکہ شرک و توحید اور جاہلیت و اسلام کے ادوار میں حد فاصل قائم کی جا سکے، پھر جب ان کے قلوب و اذہان میں اسلامی عقائد و تعلیمات مستحکم ہو گئے اور زمین اور زمین والوں کے تقدس کی طرف ان کا التفات نہ رہا ❶ تو نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے فرمایا:

''میں قبل ازیں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا کرتا تھا مگر اب تم ان کی زیارت کر سکتے ہو، اس لیے کہ قبریں آخرت کو یاد دلاتی ہیں۔'' ❷

دوسری روایت میں ہے:

''اس لیے کہ قبروں کی زیارت کرنے سے یاددہانی ہوتی ہے۔''

ایک اور روایت میں ہے:

''قبروں کی زیارت آخرت یاد دلاتی ہے۔'' ❸

تیسری روایت میں ہے:

''ان کی زیارت کیا کرو اور چاہیے کہ ان کی زیارت تمہاری خیر میں اضافہ کرے۔'' ❹

چوتھی روایت اس طرح سے ہے:

''اس میں عبرت ہے۔'' ❺

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''پھر مجھے یہ بات آئی کہ زیارت قبور دل نرم کرتی، آنکھوں سے آنسو بہاتی، موت اور آخرت یاد کرواتی اور دنیا میں زاہد بناتی ہے۔''

زائر قبور کو اس امر کے لیے حریص ہونا چاہیے کہ اس کا یہ فعل اس کی خیر اور بھلائی میں اضافہ کرے۔ یہ سب چیزیں تو زائر کے اپنے حوالے سے تھیں۔ ❻

رہے شہر خموشاں کے باسی، تو اس سے انہیں بھی حصہ میسر آتا ہے۔ نبی کریم ﷺ جب بھی ان کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تو ان کے لیے رحمت کی دعا فرماتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب بھی میرے پاس رات گزارتے تو رات کے آخری حصے میں بقیع تشریف لے جاتے اور یہ دعا پڑھتے:

---

❶ القبورية في اليمن، ص: ٧٣. ❷ مسلم مع شرح نووي: ٧/ ٤٦. ❸ ايضا.

❹ سنن الترمذي: ٣/ ٣٦١۔ البانی نے اپنی صحیح میں اسے صحیح کہا۔

❺ مسند احمد: ١٧/ ٢٤٩۔ صحيح حديث.

❻ القبورية في اليمن، ص: ٧٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((السلام علیکم دار قوم مومنین ، اتاکم توعدون ، غدا موجلون و انا ان شاء اللّٰہ بکم لاحقون۔ اللھم اغفر لاھل بقیع الغرقد))

''سلام ہو تم پر اس گھر میں رہنے والی قوم، تمہارے پاس وہ چیز آ گئی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، تم کل (قیامت کے دن) تک مہلت دیئے گئے ہو اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ بقیع غرقد کے رہنے والوں کی مغفرت فرما دے۔'' ❶

ان احادیث میں اس امر کا بیان ہے کہ زیارت قبور کا ایک مقصد اہل قبور کو سلام کہنا، ان کے لیے سلامتی کی دعا کرنا اور ان کے لیے استغفار کرنا ہے، امام صنعانی ''سبل السلام'' میں زیارت قبور پر مشتمل احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ تمام احادیث زیارت قبور کی مشروعیت اور اس میں پنہاں حکمت پر دلالت کرتی ہیں اور یہ کہ زیارت قبور کا ایک مقصد عبرت کا حصول ہے۔ اگر زیارت قبور ان چیزوں سے عاری ہو تو پھر اس کا شرعاً کوئی جواز نہیں ہے۔ ❷

یہ ہیں زیارت قبور کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی تعلیم کردہ اسلامی تعلیمات۔ لہٰذا جو شخص ان مقاصد سے ہٹ کر کسی اور مقصد کے لیے ان کی زیارت کرے گا تو اسے اس پر رد کر دیا جائے گا۔ پھر ایسی زیارت یا تو بدعت پرستانہ ہوگی یا مشرکانہ، اور یہ فیصلہ اس کے اعتقاد اور اعمال کے حساب سے ہوگا۔ زیارت قبور کے یہ اہداف و مقاصد بالکل ٹھوس اور واضح ہیں اور یہ شرک اور غلو تک پہنچانے والے ہر ذریعہ سے دُور اور بہت دُور ہیں، اس حوالے سے بعض ایسی قیود بھی وارد ہیں جو شرک اور غلو کا سدباب کرتی ہیں۔ ❸

پہلی قید:...... قبروں کو عیدیں نہ بنایا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''اپنے گھروں کو قبریں نہ بنانا اور میری قبر کو عید نہ بنانا، اور مجھ پر درود بھیجنا، اس لیے کہ تم جہاں بھی ہو گے تمہارا درود مجھ تک پہنچ جائے گا۔'' ❹

زیارت قبور کے لیے کوئی دن، کوئی ہفتہ، کوئی مہینہ اور کوئی سال مخصوص نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا وتیرہ ہے۔ ❺

---

❶ مسلم مع شرح النووی، کتاب الجنائز: ۷/ ۴۰، ۴۱.

❷ سبل السلام شرح بلوغ المرام: ۲/ ۲۳۰، ۲۳۱.

❸ القبوریۃ فی الیمن، ص: ۷۵.

❹ مسند ابو یعلی ۱/ ۳۶۱، رقم الحدیث: ۴۶۹۔ اپنے شواہد کے ساتھ صحیح ہے، اس کے تمام طرق حسن ہیں۔

❺ القبوریۃ فی الیمن، ص: ۷۵.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دوسری قید: ...... ان کی طرف سواریاں نہ دوڑائی جائیں۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سواریاں نہ دوڑائی جائیں مگر صرف تین مسجدوں کی طرف: مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری مسجد۔'' ❶

اس سے مقصود ان تین مساجد کے علاوہ کسی مخصوص جگہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے سواریاں دوڑانا ہے۔ ❷ یہ بات کہیں بھی ثابت نہیں ہے کہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں سے کسی شخص نے کسی قبر یا زیارت گاہ کی صرف زیارت کے لیے ادھر کا سفر کیا ہو، اور نہ کسی نے اس عمل کے استحباب کی صراحت ہی کی ہے۔ ❸ علامہ صدیق حسن خان اپنی کتاب "السراج الوهاج من كشف مطالب صحيح مسلم ابن الحجاج" میں مختلف اقوال کو ذکر کرنے اور ان کے مناقشہ کے بعد فرماتے ہیں: زیارت قبور کے علاوہ کسی اور مقصد سے سفر کرنا صحیح دلائل سے ثابت ہے۔ ایسا آپ کے زمانہ مبارک میں ہوتا تھا اور آپ نے اسے برقرار بھی رکھا، لہٰذا اس سے روکنے کا تو کوئی جواز نہیں ہے۔ رہا قبروں کی زیارت کے لیے سفر کرنا، تو ایسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں ہوتا تھا۔ کسی ایک بھی حدیث میں اس کے جواز کی طرف اشارہ تک نہیں کیا گیا اور نہ آپ نے اپنی امت کے کسی فرد کے لیے اسے مشروع ہی فرمایا، نہ قولاً نہ فعلاً۔ ❹

(۳) قبروں پر عمارتیں کھڑی کرنا اور انہیں مسجدیں بنا لینا: ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو قبروں پر عمارتیں کھڑی کرنے اور ان کی کسی بھی طرح سے تعظیم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے آگاہ فرمایا کہ ایسا صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی مخلوق کے بدترین لوگ ہوتے ہیں، جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پانچ روز قبل آپ سے سنا:

''خبردار تم سے پہلے کے لوگ اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا کرتے تھے۔ خبردار، تم قبروں کو مسجدیں نہ بنانا، میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔'' ❺

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت کھڑی

---

❶ مسلم مع شرح النووی: ۹/ ۱۰۴-۱۰۶.

❷ القبورية في اليمن، ص: ۷۶

❸ ایضا، ص: ۷۷.

❹ السراج الوهاج: ۵/ ۱۱۶ـ القبورية في اليمن، ص: ۷۷.

❺ مسلم مع شرح النووی: ۵/ ۱۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے سے منع فرمایا۔ ❶ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے:

''لوگوں میں سے بدترین لوگ وہ ہوں گے جنہیں ان کی زندگی میں قیامت پالے گی اور جو قبروں کو مسجدیں بنالیں گے۔'' ❷

مذکورہ بالا احادیث میں قبروں کی ہر قسم کی تعظیم کی صراحتاً ممانعت وارد ہوئی ہے، انہیں مسجدیں بنانے سے منع کیا گیا ہے اور ان پر عمارتیں کھڑی کرنے، انہیں پختہ کرنے اور ان پر لکھنے سے منع کیا گیا ہے، اور یہ نہی سب سے پہلے انبیاء اور صالحین کی قبروں سے متعلق ہے اور یہ اس لیے کہ دیگر لوگوں کے مقابلہ میں ان کے بارے میں غلو کا زیادہ خدشہ ہوتا ہے اور ان کا فتنہ زیادہ سنگین ہوتا ہے اور امر واقع بھی یہی ہے اس لیے کہ ہر زیارت گاہ کے بارے میں یہی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسے کسی ایسے نیک ولی اللہ کی قبر پر تعمیر کیا گیا ہے جو بڑے فضائل ومناقب کا حامل ہے اور اس سے بڑی بڑی کرامات کا صدور ہوتا ہے اور یہ کہ اس سے نفع کی امید کی جاتی ہے اور اس کے انتقام سے ڈرا جاتا ہے یا پھر یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس جگہ کوئی نبی ہے جیسا کہ بہت سارے مقامات کے بارے میں ایسا کہا جاتا ہے۔ حالانکہ علماء نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے علاوہ کسی بھی نبی کے بارے میں یقین کی بنیاد پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ فلاں نبی کی قبر ہے۔ جیسا کہ فلسطین میں ابراہیم علیہ السلام کی قبر قبر خلیل کے نام سے معروف ہے۔ ❸

امام نووی گزشتہ حدیث نبوی کی تعلیق میں رقم طراز ہیں: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر مبارک کو مسجد بنانے سے منع فرمایا اس لیے کہ آپ کو اس کی تعلیم میں مبالغہ آمیزی اور اس کی وجہ سے لوگوں کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا خوف تھا جس کا نتیجہ کفر کی صورت میں بھی سامنے آسکتا تھا، جیسا کہ اکثر گزشتہ امتوں کے ساتھ ہوا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کو مسجد نبوی میں اضافہ کرنے کی ضرورت پڑی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے اردگرد گول دیوار کھڑی کر دی تاکہ وہ مسجد میں ظاہر نہ ہوسکے اور عوام الناس اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے امر محذور کے مرتکب نہ ہوں۔ پھر انہوں نے قبر کے شمال کی طرف دو ٹیڑھی دیواریں تعمیر کر دیں تاکہ کوئی شخص قبر شریف کی طرف منہ نہ کر سکے۔ اس لیے کہ حدیث میں آتا ہے کہ اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ کی قبر شریف کو ظاہر کر دیا جاتا۔ مگر آپ اس بات سے ڈرتے تھے کہ اسے مسجد نہ بنا لیا جائے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔'' ❹

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند قبروں کو برابر کرنے کا حکم جاری فرمایا تھا۔ ابوالہیاج اسدی سے مروی ہے کہ

---

❶ مسلم مع شرح النووی: ۷/ ۳۷۔ ❷ ایضًا

❸ الفتاوی: ۲۷/ ۱۴۰۔ ❹ شرح نووی: ۵/ ۱۲-۱۳۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مجھ سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تجھے اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا؟ اور وہ یہ کہ تجھے جو بھی مورتی نظر آئے اسے مٹا دے اور جو قبر اونچی نظر آئے اسے برابر کر دے۔ ❶ یہ ہیں امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ جنھوں نے پولیس کے سربراہ ابو الهیاج اسدی کو قبریں برابر کرنے کے لیے بھیجا جیسا کہ اس مقصد کے لیے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا۔ یعنی انہوں نے اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے جو کچھ سمجھا اس کی تطبیق کا اپنے رئیس شرطہ کو حکم جاری فرمایا۔ ❷

علماء نے اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ امت اسلامیہ کی ابتدائی بہترین صدیاں زیارت گاہوں کے وجود سے خالی تھیں، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کی زیارت گاہ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خلافت عباسیہ کے آغاز اور اس کی استقامت کے دَور میں اس قسم کی چیزوں کا کہیں کوئی وجود نہیں تھا، قبل ازیں عہد صحابہ و تابعین اور تبع تابعین میں بھی بلاد اسلامی مثلاً حجاز، یمن، شام، عراق، مصر، خراسان اور مغرب میں بھی ان مشاہد کا کہیں نام ونشان تک نہیں تھا، نہ تو کسی نبی کی قبر پر نہ اہل بیت میں سے کسی ایک کی قبر پر اور نہ کسی صالح انسان کی قبر پر، زیادہ تر زیارت گاہیں اس کے بعد کی پیداوار ہیں۔ ان کا ظہور اور انتشار اس وقت ہوا جب بنو عباس کی خلافت کمزور پڑ گئی، امت کی وحدت تقسیم ہوگئی، زنادقہ کی کثرت ہوگئی اور بدعت پرستوں کا پروپیگنڈا عام ہوگیا اور یہ تین ہجری کے اواخر میں مقتدر باللہ کی حکومت کے ایام میں ہوا۔ ان دنوں ارضِ مغرب میں قرامطہ عبیدیہ کا ظہور ہوا، بعد ازاں وہ مصر تک جا پہنچے۔ اس کے قریب ہی بنو بویہ کا ظہور ہوا جن کے زیادہ تر لوگ زندیق اور پرلے درجے کے بدعتی تھے، ان کی دولت میں سرزمین مصر میں بنو قداح نے زور پکڑا اور پھر انہی کی ریاست میں ہی نجف کے نواح میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب زیارت گاہ کا ظہور ہوا۔ قبل ازیں کوئی شخص بھی اس جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قبر کا قائل نہیں تھا، انہیں تو کوفہ میں قصر امارت میں دفن کیا گیا تھا۔ ہارون الرشید سے مروی ہے کہ وہ وہاں ایک قطعہ ارضی پر آیا اور وہاں مدفون شخص سے معذرت کرنے لگا، لوگ کہنے لگے کہ یہ علی رضی اللہ عنہ کی قبر ہے اور یہ ان سے اس زیادتی پر معذرت کر رہا ہے جو ان کی اولاد کے ساتھ روا رکھی گئی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ علی رضی اللہ عنہ کی قبر تھی جبکہ بعض کے نزدیک وہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی قبر تھی۔ ❸

امام ذہبی رحمہ اللہ عضد الدولہ ''بویہی'' کے حالات زندگی کے ضمن میں لکھتے ہیں: ''یہ غالی رافضی تھا جس نے نجف میں ایک قبر تیار کر کے مشہور کر دیا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ کی قبر ہے پھر اس نے اس پر زیارت گاہ تعمیر کر دی

❶ شرح النووی: ۷/ ۳٦.

❷ القبوریة فی الیمن، ص: ٥٤. ❸ الفتاوی: ۲۷/ ۲٤٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس پر رافضیوں کی علامات کھڑی کر کے عاشورۂ محرم کا ماتم شروع کروا دیا، میں کہتا ہوں: ۴۰۰ ہجری میں اسلام پر مغرب میں دولت عبیدیہ کی وجہ سے، مشرق میں دولت بویہیہ اور قرامطہ اعرابیوں کی وجہ سے شدید آفت ٹوٹی، مگر اختیارات کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔'' ❶

۳۴۷ ہجری کے حوادث کے ضمن میں ابن کثیر فرماتے ہیں: ''بنو بویہہ، بنو حمدان اور فاطمی حکمرانوں کی وجہ سے ان کے زیر نگیں علاقے رفض اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے سب وشتم سے بھر گئے تھے۔ مصر، شام، عراق اور خراسان وغیرہا، نیز حجاز اور غالب بلاد مغرب کے لوگ رافضی تھے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بکثرت سب وشتم کرتے اور ان پر کفر کے فتوے لگاتے۔'' ❷

سمہودی اپنی کتاب ''وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی'' میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور دیگر اسلاف کی قبریں لوگوں کے علم میں نہیں تھیں۔ وہ لوگ قبروں پر عمارتیں نہیں کھڑی کرتے تھے اور نہ انہیں پختہ ہی بناتے تھے۔'' ❸

امام شافعی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: ''میں نے انصار ومہاجرین کی قبریں پکی نہیں دیکھیں۔'' حضرت طاؤس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر عمارتیں کھڑی کرنے اور انہیں پختہ بنانے سے منع فرمایا۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میں نے ایک ایسا والی دیکھا جو مکہ مکرمہ میں ایسی قبریں گرا رہا تھا جن پر عمارتیں بنائی گئی تھیں مگر میں نے فقہاء کرام کو اس پر اعتراض کرتے نہیں دیکھا۔'' ❹

تاریخی حقیقت یہی بتاتی ہے کہ بڑی فضیلت کی حامل پہلی تین صدیوں میں نہ تو قبروں کی تعظیم کی جاتی تھی، نہ کہیں زیارت گاہیں تھیں، نہ قبے اور نہ قبر پرستی کے دیگر مظاہر، اس بارے میں شیعہ نے جو کچھ کرنے کی کوشش کی اس کی ابوجعفر منصور عباسی اور ہارون الرشید جیسے امراء وخلفاء کی طرف سے شدید مزاحمت کی گئی۔ ❺

(چہارم) خروج حسین رضی اللہ عنہ شرعی میدان میں:

یزید کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے معارضہ میں گہرے سوچ بچار کے فقدان اور اس واقعہ کی تاریخی روایات کے مطالعہ میں عدم تامل نے بعض لوگوں کو اس مقام پر لا کھڑا کیا کہ وہ اس بات کی طرف مائل نظر آنے لگے کہ حسین رضی اللہ عنہ نے امام کے خلاف خروج کیا تھا اور اس کا انہیں جو بھی نقصان اٹھانا پڑا وہ ایک

---

❶ سیر اعلام النبلاء: ١٦/ ٢٥٠-٢٥٢.
❷ البداية و النهاية: ١١/ ٢٣٣.
❸ وفاء الوفاء باخبار دار المصطفى: ٣/ ٩٠٦.
❹ الام للشافعي، نقلا عن القبورية فى اليمن، ص: ١١٩.
❺ القبورية فى اليمن، ص: ١٣٣، ١٣٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عادلانہ بدلہ تھا، ان کا کہنا ہے کہ ہمارا نظریہ ثابت شدہ ان نصوص نبویہ کے عین مطابق ہے جو ولاۃ الامور کے خلاف خروج کرنے سے باز رکھتی ہیں۔ مثلاً نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص مسلمانوں میں تفریق ڈالنا چاہے اور وہ اکٹھے ہوں تو اس کی تلوار سے گردن اُڑا دو خواہ وہ کوئی بھی ہو۔'' ❶

امام سیوطی فرماتے ہیں: ''اسے قتل کر ڈالو، وہ کہتر ہو یا مہتر۔'' ❷

اس حدیث کی تعلیق میں امام نووی فرماتے ہیں: ''امام کے خلاف خروج کرنے والے یا مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کا ارادہ کرنے والے کو اس سے روکا جائے گا اور اگر وہ اس سے باز نہ آئے تو اس سے قتال کیا جائے گا اور اگر پھر بھی وہ باز نہ آئے تو اسے قتل کر دیا جائے گا اور اس کا خون رائیگاں جائے گا۔'' ❸

اس حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث میں نبی ﷺ کی طرف سے یہ تاکید وارد ہے کہ مسلمانوں کے سلطان کے خلاف خروج کرنے والے کی سزا قتل ہے اور یہ اس لیے کہ وہ مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کے درپے ہے، ان نصوص کے ساتھ سطحی تعلق کی وجہ سے ہی ابوبکر بن العربی نے یہاں تک کہہ دیا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو ان کے نانا ﷺ کی تلوار سے ہی قتل کیا گیا تھا۔ ❹ اور انہی احادیث پر جمود کی وجہ سے ہی کرامیہ نے کہہ ڈالا کہ حسین رضی اللہ عنہ یزید کے باغی تھے لہٰذا ان کی یہی سزا تھی۔ ❺ بعض لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کے جواز کے قائل ہیں اور ان کے نزدیک ان کا یہ عمل مشروع تھا، وہ اپنے اس موقف کے لیے حسین رضی اللہ عنہ کی افضلیت اور ان کی یزید کے ساتھ عدم برابری پر اعتماد کرتے ہیں۔ ❻ جبکہ بعض دوسرے حضرات حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کو شرعی خروج قرار دیتے ہیں اس لیے کہ یزید سے متعدد منکرات کا ظہور ہوا تھا۔ ❼ لیکن اگر ہم خروج حسین رضی اللہ عنہ اور پھر شہادت حسین رضی اللہ عنہ کی تحصیل کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ نہ ان لوگوں کا موقف درست ہے اور نہ اُن لوگوں کا ہی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید سے بیعت نہیں کی تھی اور انہوں نے شوریٰ اور ان مبادیات اسلام کے دفاع میں حکومت میں وراثت کے تصور پر اعتراض کیا تھا جو امت کو اپنی مرضی سے حکمران کے انتخاب کا حق دیتی ہیں۔ مکہ جانے کے لیے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ تھے تا کہ وہ دونوں اپنے

---

❶ صحيح مسلم مع شرح النووي: ١٢/ ٢٤١.

❷ عقد الزبرجد، سيوطي: ١/ ٢٦٤.

❸ صحيح مسلم مع شرح النووي: ١٢/ ٢٤١.

❹ العواصم من القواصم، ص: ٢٤٤-٢٤٥.

❺ نيل الاوطار: ٧/ ٣٦٢. ❻ ايضا: ٧/ ٣٦٢.

❼ الارة فيما يجب اعتقاده، ص: ٣٧٦۔ مقدمة: ١/ ٢٧١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیروکاروں کو جمع اور مسلمانوں کو اس انحراف کے مقابلے میں ڈٹ جانے کی ترغیب دلا سکیں جس نے نظام حکومت کو شوریٰ سے وراثت میں منتقل کر دیا ہے، حسین رضی اللہ عنہ کے سفر کا آغاز اپنے انصار و اتباع کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی غرض سے تھا تا کہ وہ نظام حکومت میں در آنے والے بگاڑ کی تصحیح کر سکیں، نظام شوریٰ، منہج خلافت راشدہ اور مبادیات کریمہ کو واپس لا سکیں۔ بعض لوگوں کا یہ کہنا غلط ہے کہ آپ حکومت کے لالچ میں گھر سے نکلے تھے، حکومت کا لالچ ان کے اور ان کی ذریت کے شایان شان نہیں تھا، اس میں حسین رضی اللہ عنہ کا خسارہ تھا، ان کے اور ان کے اہل بیت کے منہج کا خسارہ تھا اور ان کے نانا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات عالیہ کا خسارہ تھا۔ ❶

حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے یزید بن معاویہ سے بیعت نہیں کی تھی اور وہ حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے تیاری میں مصروف ہو گئے تھے اور آپ نے ان اسلامی تعلیمات سے خروج نہیں کیا تھا جو ظالم حکمران کے خاتمہ کے لیے عمدہ تیاری کی شرط لگاتی ہیں۔ حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اپنے خیال میں کافی طاقت تیار کی تھی لیکن یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ ان کی شماریات غلط ثابت ہوئیں۔ ❷ مگر انہوں نے کسی ایسی شرعی غلطی کا ارتکاب نہیں کیا تھا جو نصوص شرعیہ کے خلاف ہو۔ خصوصاً جب ہم اس امر سے آگاہ ہیں کہ بعض احادیث نبویہ میں خروج کی نوع کی وضاحت کی گئی ہے۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرض نماز اپنے بعد کی نماز تک کے درمیانی عرصہ کے لیے کفارہ ہے۔ جمعہ آئندہ جمعہ اور مہینہ اگلے مہینہ (یعنی ماہ رمضان) کے درمیانی عرصہ کے لیے کفارہ ہے۔'' راوی کہتا ہے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مگر تین چیزوں کا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، بیعت توڑنا اور ترک سنت کرنا۔'' بیعت توڑنے سے مراد یہ ہے کہ آپ کسی شخص کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد اس کی مخالفت پر اتر آئیں اور اس کے ساتھ تلوار سے قتال کریں، جبکہ ترک سنت سے مراد مسلمانوں کی جماعت سے خروج کرنا ہے۔ ❸

حضرت حسین رضی اللہ عنہ قتال کے ارادے سے نہیں نکلے تھے بلکہ آپ کا خیال تھا کہ لوگ آپ کی اطاعت قبول کر لیں گے، مگر جب آپ نے دیکھا کہ وہ آپ سے منحرف ہو گئے ہیں تو انہوں نے اپنے وطن لوٹ جانے یا کسی سرحد پر جانے یا پھر یزید کے پاس جانے کا مطالبہ کیا۔ ❹ مگر ابن زیاد نے ان کی اس نرمی

---

❶ عمرو الحسین، علاء الدین المدرس، ص: ٦٢ .

❷ الدولة و المجتمع فی العصر الاموی، ص: ١٦٥ .

❸ مسند احمد: ١٢/ ٩٨۔ اس کی سند صحیح ہے۔ ❹ منهاج السنة: ٤/ ٤٢ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ملائمت کے سامنے سرکشی کا مظاہرہ کیا جبکہ اس پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی تھی کہ وہ آپ کا کوئی ایک مطالبہ تسلیم کر لیتا۔ اس کے برعکس اس نے نواسہ رسول اور فرزند علی حسین رضی اللہ عنہ سے ایک بہت بڑی چیز کا مطالبہ کر ڈالا اور وہ یہ کہ حسین رضی اللہ عنہ اس کا حکم تسلیم کریں۔ مگر یہ ایک فطری سی بات تھی کہ وہ اس مطالبے کو رد کر دیں اور انہوں نے واقعی اس کو رد کر دیا۔ اس لیے کہ ابن زیاد کے حکم کو تسلیم کرنے کے انجام کا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو علم نہیں تھا۔ یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ انہیں قتل کرنے کا حکم صادر کر دے۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ اس قسم کی پیش کش تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعدائے اسلام حربی کفار کو کیا کرتے تھے، مگر حسین رضی اللہ عنہ کا شمار تو ان لوگوں میں نہیں ہوتا تھا، بلکہ وہ تو مسلمانوں کے سردار تھے اور ان کا شمار ان کے بہترین لوگوں میں ہوتا تھا۔ ❶ اسی لیے ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن زیاد کے اس ناروا مطالبے کو پورا کرنا ان پر واجب نہیں تھا ❷ اور حقیقت تو یہ ہے کہ ابن زیاد نے حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے اقدام سے شرعی اور سیاسی پہلو کی مخالفت کی۔ ❸ ظالم تو ابن زیاد اور اس کا لشکر تھا جنہوں نے حسین رضی اللہ عنہ کی صلح کی پیش کش کو رد کر دیا اور پھر انہیں قتل کرنے کے لیے کمر بستہ ہو گئے پھر جہاں تک حسین رضی اللہ عنہ کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جذبہ خیر خواہی کا تعلق ہے تو اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ وہ انہیں امام کے خلاف خروج کرنے والا سمجھتے تھے، جیسا کہ یوسف العش کا خیال ہے۔ ❹ بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں اہل کوفہ کی خطرناکی کا بخوبی ادراک تھا اور وہ ان کی کذب بیانی سے بخوبی آگاہ تھے۔ ان کی نصائح کی مختلف تعبیریں انہی مفاہیم پر محمول ہوں گی۔ ❺

ابن خلدون رقم طراز ہیں: ''اس سے حسین رضی اللہ عنہ کی غلطی واضح ہوتی ہے، مگر یہ غلطی دنیوی معاملے میں تھی جو ان کے لیے ضرر رساں نہیں ہے، جہاں تک شرعی حکم کا تعلق ہے تو انہوں نے اس میں غلطی نہیں کی تھی، اس لیے کہ اس کا تعلق ان کے ظن کے ساتھ تھا اور وہ اپنے ظن کی رُو سے اس پر قادر تھے۔ ❻ رہے وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو حجاز، مصر، شام اور عراق میں موجود تھے، اور وہ لوگ جنہوں نے حسین رضی اللہ عنہما کی متابعت نہ کی، تو انہوں نے نہ تو ان پر اس کا انکار کیا اور نہ انہیں اس کے لیے گناہ گار ٹھہرایا، اس لیے کہ وہ مجتہد تھے۔'' ❼

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن احادیث میں جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے پر

❶ مواقف المعارضة، ص: ٣٢٩. ❷ منهاج السنة: ٤/ ٥٥٠.
❸ مواقف المعارضة، ص: ٣٢٩.
❹ الدولة الاموية، ص: ١٦٨.
❺ مواقف المعارضة، ص: ٣٣٠.
❻ المقدمة: ١/ ٢٧١.
❼ المقدمة لابن خلدون: ١/ ٢٧١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وعید سنائی ہے ان کا حسین رضی اللہ عنہ پر اطلاق نہیں ہوتا، اس لیے کہ انہوں نے جماعت سے علیحدگی اختیار نہیں کی تھی اور کسی کو قتل بھی نہیں کیا تھا۔ بلکہ انہوں نے اپنے وطن جانے کی اجازت دینے یا کسی سرحد پر بھیجنے یا یزید کے پاس بھجوانے کا مطالبہ کیا تھا، وہ جماعت میں داخل تھے اور امت کی تفریق سے گریزاں تھے، اگر یہ مطالبہ کوئی کم تر درجے کا آدمی بھی کرتا تو اسے پورا کرنا ضروری تھا پھر حسین رضی اللہ عنہ جیسے انسان کا یہ مطالبہ کیوں نہ تسلیم کیا گیا؟ ❶ ان سے اس لیے جنگ نہیں کی گئی تھی کہ انہوں نے ولایت وحکومت کا مطالبہ کیا تھا، انہیں تین میں سے کسی ایک جگہ واپس جانے کی پیش کش کے بعد قتل کیا گیا، انہیں ازراہ ظلم قتل کیا گیا۔ ❷

(پنجم) قصہ حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض خواب:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نصف النہار کے وقت خواب میں دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال پراگندہ اور جسم خاک آلود تھا، آپ کے پاس ایک شیشی تھی جس میں خون بھرا تھا، میں نے کہا: یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔''

راوی عمار کہتے ہیں: ہم نے اس بات کو یاد رکھا، ہم نے حسین رضی اللہ عنہ کو پایا کہ وہ اسی دن مقتول ہوئے۔ ❸ اس روایت کی سند ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح ہے۔ ❹

ابن سعد اپنی سندوں کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے بتایا: حسین رضی اللہ عنہ نے عذیب ❺ کا راستہ اختیار کیا، یہاں تک کہ جب آپ قصر ابو مقاتل میں اترے ❻ تو مضطرب ہو کر انا للہ پڑھا اور فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا، گویا ایک گھڑ سوار ہمارے ساتھ ساتھ چل رہا ہے اور کہہ رہا ہے: لوگ آگے چل رہے ہیں اور موتیں ان کی طرف چل رہی ہیں۔ ❼ بعض لوگ کہتے ہیں: حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کے خلاف اپنے خروج کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خواب پر رکھی اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک کام کرنے کا حکم دیا تھا اور وہ اس کی تعمیل کریں گے۔ ❽ بعض لوگ شرعی احکام اخذ کرنے کے لیے خوابوں کو بھی بنیاد بناتے ہیں جبکہ امام شاطبی فرماتے ہیں: سب سے کمزور استدلال ان لوگوں کا ہے جو اعمال اخذ کرنے کے لیے خوابوں پر

---

❶ منهاج السنة: ٤/ ٥٥٦۔ قدرے تصرف کے ساتھ۔

❷ ایضا: ٦/ ٣٤٠۔ قدرے تصرف کے ساتھ۔

❸ فضائل الصحابة، رقم: ١٣٨٠، اس کی سند صحیح ہے۔

❹ حقبة من التاريخ، ص: ١٣٧.

❺ عذیب: قادسیہ اور مغثیہ کے درمیان ایک جگہ۔

❻ یہ محل عین التمر اور شام کے درمیان واقع تھا۔ معجم البلدان: ٤/ ٣٦٤.

❼ سير اعلام النبلاء: ٣/ ٢٩٨. ❽ ایضا: ٣/ ٢٩٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعتماد کرتے ہیں۔ وہ خوابوں کی بنیاد پر عمل کرتے اور انہیں ترک کرتے ہیں، چنانچہ وہ کہا کرتے ہیں: ہم نے فلاں نیک آدمی کو خواب میں دیکھا تو اس نے ہم سے کہا: یہ کرو اور یہ نہ کرو۔ تصوف سے راہ و رسم رکھنے والے زیادہ تر لوگ اس قسم کی باتیں کیا کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو یوں بھی کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپ نے مجھ سے یہ فرمایا اور اس کام کے کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اس خواب کی بنیاد پر بعض کام کرتے اور بعض کو ترک کر دیتے ہیں، جبکہ شریعت کی وضع کردہ حدود کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ مگر یہ سب کچھ غلط ہے، اس لیے کہ انبیائے کرام کے علاوہ دوسرے لوگوں کے خوابوں کی بنیاد پر شرعاً کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا الا یہ کہ انہیں اپنے پاس موجود شرعی احکام پر پیش کیا جائے، اگر تو احکام شرعیہ سے ان کی تائید ہو جائے تو ان پر عمل کیا جا سکتا ہے بصورت دیگر انہیں ترک کرنا اور ان سے اعراض کرنا واجب ہوگا۔ خوابوں کا فائدہ محض بشارت یا تنبیہ ہے، ان سے ان کے استفادہ کرنے کا قطعاً کوئی جواز نہیں ہے۔ ❶ اس بنا پر انسان خواب میں جو کچھ دیکھتا ہے وہ کسی تقدس کا حامل نہیں ہوتا بلکہ اسے شریعت پر پیش کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر وہ شریعت سے ہم آہنگ ہو تو حکم شریعت کے مطابق ہوگا اس لیے کہ شرعی احکامات خوابوں پر موقوف نہیں ہیں، اور اگر وہ شریعت کے مخالف ہو تو اسے ردّ کر دیا جائے گا خواہ خواب دیکھنے والا کوئی بھی ہو اور اس نے جیسا بھی خواب دیکھا ہو، ایسے خوابوں پر یہ حکم لگایا جائے گا کہ وہ شیطانی وسوسہ ہے، جھوٹا اور پراگندہ خیال ہے۔ ❷

اگر یہ سوال کیا جائے کہ اگر حکم شریعت کے مطابق ہی ہوتا ہے ❸ تو پھر شریعت سے ہم آہنگ خوابوں کا کیا فائدہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا فائدہ تنبیہ کرنا اور خوشخبری دینا ہے۔ جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''نبوت سے مبشرات کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں رہا۔'' لوگوں نے سوال کیا: مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نیک خواب۔'' ❹ اس لیے کہ نیک آدمی کبھی کبھی خواب میں کوئی ایسی چیز دیکھتا ہے جو اسے خوش کر دیتی ہے یا پریشان کر دیتی ہے، جس سے وہ فعل مطلوب کو ادا کرتا اور امر محظور کو ترک کر دیتا ہے۔ ❺

---

❶ الاعتصام: ۱/ ۲٦۰۔ دراسة فی الاھواء و الفرق و البدع، ص: ۳۰۱.

❷ منهج الاستدلال علی مسائل الاعتقاد: ۲/ ٦۸۷.

❸ ایضا.

❹ بخاری، رقم الحدیث: ٦۹۹۰.

❺ منهج الاستدلال علی مسائل الاعتقاد: ۲/ ٦۸۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ششم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قتل حسین رضی اللہ عنہ کی اطلاع دینا:

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ''جبریل امین علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور حسین رضی اللہ عنہ میرے ساتھ کہ حسین رضی اللہ عنہ رونے لگے، میں نے انہیں چھوڑا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور ان سے قریب ہو گئے، اس پر جبریل علیہ السلام کہنے لگے: یا محمد! کیا آپ حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ''ہاں۔'' یہ سن کر جبریل علیہ السلام کہنے لگے: آپ کی امت انہیں قتل کر دے گی، اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو زمین کی وہ مٹی دکھا دوں جہاں انہیں قتل کیا جائے گا، چنانچہ انہوں نے آپ کو وہ جگہ دکھا دی، معلوم ہوا کہ اس زمین کا نام کربلا ہے۔''[1]

پھر عرصہ دراز بیت جانے کے بعد یہ واقعہ اسی طرح پیش آیا۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل ہے اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر برحق اور سچے رسول ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کی خبر وحی کے طریق سے دی تھی۔[2]

(ہفتم) قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کا انتقام:

اللہ تعالیٰ نے حسین شہید رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے زبردست انتقام لیا جن میں عبیداللہ بن زیاد سرفہرست ہے۔ جو شخص بھی اس قتل ناحق میں شامل تھا وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہ بچ سکا۔ عبیداللہ بن زیاد کو ابراہیم بن الاشتر نے قتل کیا اور اس کا سر کاٹ کر اسے مختار بن ابی عبید ثقفی کے پاس بھیج دیا۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: حسین رضی اللہ عنہ کو ۶۱ ہجری میں عاشورۂ محرم کے دن قتل کیا گیا تھا، پھر اللہ کا فیصلہ یہ ہوا کہ عبیداللہ بن زیاد کو بھی ۶۷ ہجری کو عاشورۂ محرم کے دن ہی موت کے گھاٹ اتارا گیا، اسے ابراہیم بن الاشتر نے ایک جنگ کے دوران میں قتل کر ڈالا اور اس کا سر مختار ثقفی کے پاس بھجوا دیا، مختار نے اسے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس اور انہوں نے اسے علی بن حسین رحمہ اللہ کے پاس بھجوا دیا۔[3]

عمار بن عمیر کہتے ہیں: ''عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لائے گئے تو ہم بھی وہاں جا نکلے۔ اچانک لوگ کہنے لگے: وہ آ گیا وہ آ گیا، پھر اچانک ایک سانپ نمودار ہوا یہاں تک کہ ابن زیاد کے نتھنے میں داخل ہو گیا۔ اس میں کچھ دیر رکا رہا اور پھر باہر نکل کر آنکھوں سے غائب ہو گیا، تھوڑی دیر کے بعد لوگ پھر کہنے لگے: وہ آ گیا، وہ آ گیا۔ پھر سانپ نمودار ہوا اور اس نے دو یا تین بار یہی کام کیا۔''[4]

---

[1] فضائل الصحابة، رقم: ١٣٩١۔ حسن سند کے ساتھ۔

[2] سیر الشهداء، ص: ٢٤٤.

[3] الاستيعاب حاشية الاصابة: ١/ ٣٨٢.

[4] سیر اعلام النبلاء: ٣/ ٥٤٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یزید بن معاویہ سے لوگ سخت ناراض ہوئے اور قتل حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے اس سے نفرت کرنے لگے اور متعدد لوگ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کے لوگ بھی اس کے خلاف بھڑک اٹھے، پھر وہ ایک دوسرے سنگین جرم کا مرتکب ہوا جو مدینہ منورہ میں واقعہ حرہ کے نام سے معروف ہے۔ اللہ رب کائنات نے اسے زیادہ مہلت نہ دی اور اس کی حکومت چار سال سے بھی کم عرصہ تک قائم رہ سکی۔ ❶

ابو رجاء عطاردی نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت میں سے کسی کو گالی نہ دیا کرو اس لیے کہ ایک دفعہ ایک آدمی کہنے لگا: کیا تم اس فاسق حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کی طرف نہیں دیکھتے اللہ اسے برباد کرے! اس کے یہ کہنے کی دیر تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھوں میں دو چمکدار چیزیں پھینکیں جس نے اس کی بینائی ختم کر دی۔ ❷

ابن کثیر فرماتے ہیں: قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ سے انتقام ایزدی پر مشتمل زیادہ تر احادیث و آثار صحیح ہیں۔ قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ میں ایسے لوگ بہت کم ہوں گے جو دنیا میں کسی آفت یا تباہی سے بچے ہوں گے۔ ان میں سے زیادہ تر پاگل پن کا شکار ہو گئے تھے۔ ❸

(ہشتم) اسلام مخالف قوتیں اور کربلا کا حادثۂ فاجعہ:

اسلام مخالف قوتیں واقعہ کربلا برپا کرنے میں کامیاب ہو گئیں اور اس کے بعد انہیں مسلمانوں میں نزاع کھڑا کر کے وحدت اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے کا سنہری موقع مل گیا، کوفہ غلط کار اور شریر لوگوں کا مرکز تھا، اس میں کچھ اچھے لوگ بھی موجود تھے۔ اس شہر میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آ بسے تھے جبکہ یہود و نصاریٰ بھی ادھر ادھر سے آ کر اس میں آباد ہو گئے تھے، کئی عرب قبائل اور موالی بھی ادھر چلے آئے تھے۔ کوفہ میں زندیقیت اور جادوگر کا دور دورہ تھا، یہودی "تلموذ" کی اشاعت میں لگ گئے اور نصاریٰ تجسید الوہیت کا پروپیگنڈہ کرنے لگے، انہوں نے خون حسین رضی اللہ عنہ سے فائدہ اٹھایا اور اسے قربانی کا گراں قدر خون قرار دیتے ہوئے اپنے عقیدہ کی رُو سے مسیح علیہ السلام کے خون کے مشابہ قرار دیا اور اس طرح وہ اہل فارس میں سے اسلام قبول کرنے والوں کے دلوں میں حکومت کے خلاف نفرت پیدا کرنے اور انہیں اس کے خلاف بھڑکانے کے لیے حسین رضی اللہ عنہ کے مقدس خون کو استعمال کرنے لگے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حمایت کے لیے وہ یہ دلیل پیش کرتے کہ وہ ان کے داماد تھے اور یہ اس لیے کہ انہوں نے علی بن حسین رضی اللہ عنہما کی ماں گیہان شاہ دختر یزدگرد سے شادی کی تھی۔ ❹ انہوں نے اس سانحہ فاجعہ کو انسانوں کے عام مصائب سے بڑھاتے ہوئے اسے

❶ الدولة النبوية، ص: ١٢٩.
❷ المعجم الكبير، طبرانی: ٣/ ١١٩ اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔
❸ البداية و النهاية، نقلا عن الدولة النبوية، ص: ١٢٩.
❹ فرق الشيعة، ص: ٥٣۔ الطبقات: ٥/ ١٥٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انبیائے کرام کے مصائب کے ہم پلہ قرار دے دیا ❶ اور یوں بڑی آسانی کے ساتھ اہل کتاب کے افکار و نظریات مسلمانوں کے ذہنوں میں سرایت کرنے لگے۔ نصاریٰ اور ان کے ہم نوا لوگوں نے یہ بھی اعتبار کر لیا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے اور اپنے اہل خانہ پر ٹوٹنے والے مصائب و آلام اور قتل و غارت سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی تھی بلکہ انہیں تکلیف اس بات سے ہوئی تھی کہ ان کے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ امت جس کی رشد و ہدایت کے وہ امام اور حجت ہونے کی وجہ سے ذمہ دار تھے وہ ان سے جنگ کر کے گمراہی کا شکار ہو گئی تھی۔ ❷

یہ بات ہمیں مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے اور انہیں عذاب سے دوچار کیے جانے کے بارے میں نصاریٰ کا عقیدہ یاد دلاتی ہے۔ انہوں نے بڑی آسانی اور سہولت کے ساتھ اپنا یہ نظریہ و عقیدہ نو مسلم افراد کے ذہنوں میں بھر دیا، موالی تشیع کی طرف متوجہ ہونے لگے اور انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ میں ایک ایسا روحانی انسان دیکھا جس کے مقدر میں اللہ تعالیٰ نے ازل ہی سے یہ بات طے کر دی تھی کہ وہ اپنے خون کی قربانی دیتے ہوئے اسلام کی حفاظت کریں گے اور اس طرح وہ مسیح علیہ السلام جیسا مخلصانہ کردار ادا کریں گے۔ ❸

(نہم) شہادت حسین رضی اللہ عنہ تشیع کی فکری اور اعتقادی تاریخ میں تبدیلی کا نکتہ آغاز ثابت ہوئی:

واقعہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کو تشیع کی فکری اور اعتقادی تاریخ میں تبدیلی کا نقطہ آغاز خیال کیا جاتا ہے، اس لیے کہ اس دردناک حادثہ کا اثر شیعہ میں تشیع کے جذبات بڑھانے اور ان کی صفوں میں اتحاد پیدا کرنے تک ہی محدود نہ رہا بلکہ اس واقعہ کی اہمیت اس بات سے بھی اجاگر ہوتی ہے کہ تشیع شہادت حسین رضی اللہ عنہما سے قبل محض ایک سیاسی رائے اور نظریہ تھا جس کی ابھی تک شیعہ کے عقائد تک رسائی نہیں ہوئی تھی، مگر جب حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا تو تشیع ان کے خونوں میں رچ بس گیا اور ان کے دلوں کی گہرائی تک اتر گیا اور ان کے نفوس میں ایک راسخ عقیدہ کی صورت اختیار کر گیا۔ ❹ انہوں نے شہادت حسین رضی اللہ عنہ کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی شہادت سے بھی اہم قرار دے دیا اس لیے کہ حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے فرزند ارجمند تھے۔ ❺ فارسیوں نے تشیع کی اساس کو گلے لگا لیا اور یوں شیعی عقائد کا مرکز حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد قرار پائے جبکہ حسن رضی اللہ عنہ اور ان کی ذریت کو یہ مرکزیت حاصل نہ ہو سکی۔ انہوں نے یہ مبدأ بھی قبول کر لیا کہ خلافت

---

❶ اثر اهل الكتاب فى الفتن و الحروب الاهلية، ص: ٤٩١۔ تاريخ الامامية و اسلافهم من الشيعة، ص: ٥٤ .

❷ اثر اهل الكتاب فى الفتن و الحروب الاهلية، ص: ٤٩٢ .

❸ ايضا، ص: ٤٩٤ .

❹ نظرية الامامة، ص: ٤٧۔ مواقف المعارضة، ص: ٣٣٨ .

❺ الخوارج و الشيعة، ص: ١٨٨۔ مواقف المعارضة، ص: ٣٣٩ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور ان کی ذریت کا الوہی حق ہے اور یہ کہ امامت کا انعقاد نص کی بنیاد پر ہوتا ہے نہ کہ اختیار کی بنیاد پر۔ ❶ بلکہ شیعہ نے میدان کربلا میں بہنے والے خون حسین رضی اللہ عنہ کو مسیحیت کے نزدیک مزعومہ خون حق کی طرح بڑی قدر و قیمت کا حامل قرار دے دیا۔ ❷ شہادت حسین کے بعد نہ صرف یہ کہ اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان فکری اور اعتقادی امتیاز ظاہر ہوا بلکہ قتل حسین رضی اللہ عنہ نے خود شیعہ کو بھی متاثر کیا اور وہ کئی فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔ ❸ لیکن چونکہ تمام شیعہ کے نزدیک شہادت حسین رضی اللہ عنہ کو خاص اہمیت حاصل ہے لہٰذا وہ یوم عاشوراء کی اہمیت پر بڑا زور دیتے اور اس دن غم کے اظہار کے لیے مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں۔

انہوں نے اس دن کی فضیلت کے لیے بے شمار احادیث و آثار بھی گھڑ رکھے ہیں، شیعہ کے نزدیک عاشورۂ محرم کے دن حسین رضی اللہ عنہ پر رونے سے گزشتہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اس دن کے انھی مزعومہ فضائل و مناقب کی وجہ سے ان کے نزدیک یوم عاشوراء منانا ایک دینی فریضہ بن چکا ہے جس میں حکام و محکومین سبھی شریک ہوتے اور اپنے مذہبی جذبات کے اظہار میں مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہیں۔ ❹

تشیع اور عقائد تشیع کے واضعین نے یوم عاشوراء کی اہمیت پر بڑا زور دیا ہے، ❺ تا کہ تشیع اس کے پیروکاروں کے دل میں بھڑکیلے عقیدے کی صورت میں باقی رہے۔ ہر شیعہ ریاست اس امر کا بڑا اہتمام کرتی رہی ہے۔ جیسا کہ عراق میں دولت بویہیہ اور مصر میں دولت عبیدیہ فاطمیہ۔ ❻

(دہم) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی دعا:

معرکہ سے قبل آپ نے یہ دعا فرمائی:

"میرے اللہ! میرا ہر مصیبت میں تجھ ہی پر بھروسہ ہے، میرا ہر سختی میں تو ہی پشت پناہ ہے، کتنی مصیبتیں آئیں، دل کمزور پڑ گیا، تدبیر نے جواب دے دیا، دوست نے بے وفائی دکھائی اور دشمن نے خوشیاں منائیں مگر میں نے تجھ ہی سے التجائیں کیں ❼ اور تو نے ہی میری دست گیری کی، تو ہی ہر نعمت کا مالک ہے اور تو ہی احسان والا ہے، آج بھی تجھ ہی سے التجا کی جاتی ہے۔"

❶ الوثائق السياسية للجزيرة العربية، ص: ١٩، ٢٠.
❷ مواقف المعارضة، ص: ٣٣٩۔ التاريخ السياسى، عبدالمنعم ماجد: ٢/ ٧٧.
❸ فرق الشيعة، نوبختى، ص: ٢٣۔ مواقف المعارضة، ص: ٣٣٩.
❹ ايران فى ظل الاسلام، عبدالمنعم حسنين، ص: ١٠٤۔ مواقف المعارضة، ص: ٣٣٩.
❺ مواقف المعارضة، ص: ٣٤٠.
❻ ايضا، ص: ٣٤٠.
❼ تاريخ الطبرى: ٦/ ٣٥٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسین رضی اللہ عنہ ہمیں حسن دعا اور اللہ تعالیٰ سے التجا کی تعلیم دے رہے ہیں۔ ہمارے لیے ان کی یہ بھی تعلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ہی اعتماد کرنا اور اسی پر توکل رکھنا چاہیے اور اسی کی طرف رغبت رہنی چاہیے۔ ان کے نانا آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی شے بھی عزت والی نہیں ہے۔'' ❶

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے نانا علیہ السلام سے یہ تعلیم حاصل کی کہ استعانت صرف اللہ سے ہونی چاہیے اور شکایت اسی کے حضور کرنی چاہیے، نہ کہ کسی نبی، امام یا نیک انسان کے سامنے۔ حسین رضی اللہ عنہ ہمیں اس بات کی بھی تعلیم دے رہے ہیں کہ دعا صرف اور صرف ایک اللہ سے کرنی چاہیے، اس مشکل ترین مرحلہ میں جس میں وہ اپنی زندگی کو بھی الوداع کہنے والے ہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے نہ تو اپنے نانا محمد ﷺ سے دعا کی اور نہ اپنے باپ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے، بلکہ صرف اللہ وحدہٗ لاشریک سے دعا کی، حسین رضی اللہ عنہ ہمیں اس دعا میں جس منہج کی تعلیم دے رہے ہیں ہمارے لیے ضروری قرار پاتا ہے کہ ہم اس سے انحراف نہ کریں، اور وہ منہج یہ ہے کہ انسان کو اگر کوئی حاجت درپیش ہو، اسے رزق کی ضرورت ہو یا مریض کے لیے شفا کی تو اس پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ایک اللہ سے دعا کرے اور اپنی دعا میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، وہ جو بھی ہو اور جتنا بڑا بھی ہو۔ ❷

لہٰذا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت رکھنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ حسین رضی اللہ عنہ کی طرح صرف اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور ''یا حسین'' اور ''یا علی'' نہ پکارا کرے، اس لیے کہ مخلوق سے دعا کرنے میں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور علمائے ربانیین کے طریقہ سے انحراف عظیم ہے جن میں ائمہ اہل بیت سرفہرست ہیں۔

شاعر کہتا ہے:

و افتنية الملوك محجبات
و باب الله مبذول الفناء
فما ارجو سواه لكشف ضرى
و لا افزع الى غير الدعا ❸

❶ سنن الترمذی، رقم: ۳۳۷۰۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع میں اسے حسن کہا ہے۔

❷ الحسين بن على بين الحقائق و الاوهام، عبدالرحمن بن عبدالله جميعان، ص: ٥٦ .

❸ الحسين بن على بين الحقائق و الاوهام، عبدالرحمن بن عبدالله جميعان، ص: ٥٦ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''بادشاہوں کے درباروں پر پہرے لگے رہتے ہیں جبکہ اللہ کا در سبھی کے لیے کھلا رہتا ہے میں اپنی تکلیف کے ازالے کے لیے اس کے سوا کسی سے امید نہیں رکھتا اور میں دعا کے علاوہ اور کوئی حیلہ نہیں کرتا۔''

www.KitaboSunnat.com

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کے پھول

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما

دوسرا حصہ

تالیف: ڈاکٹر حامد محمد الخلیفہ

مترجم: مولانا آصف نسیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہیں۔ ہم اسی اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں، اس سے مدد کے خواستگار ہیں، اس سے ہدایت کے طلب گار ہیں اور اس سے توبہ و استغفار کرتے ہیں اور اپنے نفس کے شرور اور اعمال کی برائیوں سے اس کی پناہ مانگتے ہیں، جسے اللہ سیدھی راہ پر ڈال دے اسے کوئی بہکانے والا نہیں اور جسے وہ بے راہ کر دے اسے سیدھی راہ پر ڈالنے والا کوئی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اکیلے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، کوئی اس کا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

(آل عمران : ۱۰۲)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو، جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم ہرگز نہ مرو، مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔''

اور فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (النساء : ۱)

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی پیدا کی اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں سے بھی، بے شک اللہ ہمیشہ تم پر پورا نگہبان ہے۔''

اور فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ○ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾

(الاحزاب : ۷۰-۷۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور بالکل سیدھی بات کہو۔ وہ تمھارے لیے تمھارے اعمال درست کر دے گا اور تمھارے لیے تمھارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے تو یقیناً اس نے کامیابی حاصل کر لی، بہت بڑی کامیابی۔''

اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کو عدم سے وجود بخشنے والے، چھپی اور ظاہر چیزوں کو جاننے والے، بے شک روزِ قیامت بندوں کے اختلافات کا فیصلہ تو ہی کرے گا۔ پس لوگوں نے حق بات میں بھی جو اختلاف کیا ہے، اس میں تو ہی مجھے اپنے حکم سے سیدھی راہ دکھا، بے شک جس کو تو چاہے سیدھی راہ کی ہدایت بخشتا ہے۔

اما بعد! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آنکھوں کی ٹھنڈک سیّدنا ابوعبداللہ حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے بارے میں ایک مستقل کتاب لکھنے کا میرا شروع سے کوئی ارادہ نہ تھا۔ لیکن جب میں نے چوتھے خلیفہ راشد سیّدنا علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ پر قلم اٹھایا اور اس غرض کے لیے کتب سیرت و تاریخ کے سمندر میں اتر گیا تو اس بحر ناپیدا کنار کی شناوری کرتے ہوئے مجھے اس بات کا شدت کے ساتھ احساس ہوا کہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے صرفِ نظر کر کے گزرنا میرے لیے ممکن نہیں اور یہی احساس خلیفہ راشد پر پہلے قلم اٹھانے کی راہ میں حائل ہو گیا۔

چنانچہ میں نے چمنستانِ سیرت سے حضرت ختمی مرتبت سیّد الاوّلین و الآخرین سیّدنا و سیّد العالمین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس پھول کی کلیوں، خوشبوؤں اور مہکوں کو جمع کرنا شروع کیا۔ جب معتبر و مستند معلومات کا ایک اچھا خاصہ ذخیرہ جمع ہو گیا تو ان سب کو کتاب و سنت کی روشنی میں ایک مرتب و مبوب سیرت کی صورت میں امت مسلمہ کے افراد و اشخاص اور عوام و خواص کے سامنے پیش کرنا نہایت مفید لگا، تا کہ ان کے سامنے سبطِ رسول اور ریحانۂ رسول سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور ان کے خاندان کا صحیح خاکہ ابھر کر سامنے آ سکے اور انہیں یہ بھی معلوم ہو کہ اس پاکیزہ خاندان اور بالخصوص سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے کیا فضائل و مناقب ہیں اور وہ یہ بھی جان لیں کہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ کے کس قدر مشابہ تھے، اور سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی پاکیزہ صورت و سیرت کی بنا پر امت مسلمہ کا سب سے بزرگ ترین طبقہ، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے کس قدر محبت کرتے تھے اور ان کے پاکیزہ دلوں اور پاک ذہنوں میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اس چشم و چراغ کی کس قدر تعظیم اور کتنا احترام تھا۔

دوسرے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی تحریک کی بابت کھرے اور کھوٹے اور سچے اور من گھڑت واقعات ایک دوسرے سے یوں جدا ہو جائیں جیسے سورج کے طلوع ہونے سے رات کا اندھیرا دن کے سپیدے اور چاندنے سے جدا ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی کینہ پرور باطنیت کی سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی بے داغ شخصیت کو مسخ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی بابت گمراہ کن کاوشوں کا اٹوٹ سلسلہ بھی ٹوٹ جائے اور حقائق کو بگاڑ کر پیش کرنے کی بابت ان کا رسوائے زمانہ گھناؤنا اور از حد خطرناک کردار بھی طشت از بام ہو جائے۔ جس نے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور آلِ بیت اطہار کے پاکیزہ خونوں کو ''ان کے دفاع'' کے نام سے امت مسلمہ میں فساد، انتشار اور انارکی پھیلانے اور باہم جنگ برپا کرنے کا ایک شرم ناک ہتھکنڈا بنا رکھا ہے تاکہ امت مسلمہ دوہری مصیبت میں گرفتار ہو، چنانچہ ایک تو وہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے جگر پاش واقعہ شہادت کا غم سہے، دوسرے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور آل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے دفاع کے نام پر تراش لی جانے والی رسموں کے سائے تلے عقائد کی تحریف اور اتفاق و اتحاد کی پراگندگی کا شکار بھی ہو۔

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور ان کی آل اطہار رضی اللہ عنہم کی شہادت کا الم ناک واقعہ امت مسلمہ کے عقیدہ اور وحدت پر اس کے مترتب ہونے والے آثار، سلف صالحین کے عقیدہ و عمل کو مضبوطی سے تھامنے والے مسلمانوں اور اس کے برعکس باطل سرابوں کے پیچھے اوندھے ہو کر دوڑنے والے نام نہاد مسلمانوں کو دیکھتے ہوئے جنھوں نے اپنی زبانوں، قلموں، جانوں اور مالوں کو خیر القرون اور ان کے خدا رسیدہ بندوں پر زبانِ طعن دراز کرنے کے لیے وقف کر رکھا ہے جبکہ دوسری طرف انہی لوگوں نے شر القرون اور ان کے رذیل و خسیس لوگوں کی عذر خواہیوں کا بیڑا اٹھا رکھا ہے، ضروری تھا کہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی سیرت پر ایک مختصر سا رسالہ تالیف کیا جائے جس میں سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کے واقعہ کو بلاکم و کاست بیان کیا جائے اور دھوکہ بازوں کے چہرے بھی بے نقاب کیے جائیں جنھوں نے پہلے تو خود آپ کو خطوط لکھے لیکن بعد میں کمال بے حیائی سے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔

اس کے بعد ہم نے اپنے اس رسالہ میں جن اہم ترین امور پر روشنی ڈالی ہے، وہ یہ ہیں:

- سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے خروج کی صورت اور اس کے اسباب و محرکات
- حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے خروج کے بارے میں موقف
- اہل کوفہ کا سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو بلوا کر بے یار و مددگار چھوڑ دینا
- میدانِ کربلا میں یزیدی افواج کا سامنا کرتے وقت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا ان کے بارے میں اور اہل کوفہ کے بارے میں موقف۔
- سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا اہل کوفہ کے سامنے ان تین باتوں کو پیش کرنا جن میں وحدت و اجتماع کی دعوت اور فتنوں سے بچنے کی وصیت تھی اور وہ تین باتیں یہ ہیں:

(۱)...... یا تو مجھے مدینہ واپس جانے دو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲)...... یا پھر سرحدوں پر جانے دو۔

(۳)...... یا پھر یزید کے پاس جانے دو تاکہ میں اس کے ہاتھ پر بیعت کرلوں۔

❀ یزیدیوں اور کوفیوں کا اس مبنی برانصاف بات کو ٹھکرانا۔

❀ صلح سے انکار اور بغاوت اور ظلم پر اصرار، جو ان کی بدنیتوں اور جان بوجھ کر فتنہ وفساد برپا کرنے اور بے وفائی، خیانت اور بدعہدی کے مرتکب ہونے کی غمازی کرتا ہے۔

❀ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا والی کوفہ عبیداللہ بن مرجانہ فارسیہ کے حکم پر اترنے سے انکار کرنا۔

❀ اس کوفی فوج کی شخصیت وحقیقت کی طرف اشارہ جس نے ریحانۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، جگر گوشۂ بتول رضی اللہ عنہا سیّدنا حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کو قتل کرنے کی ناپاک جسارت کی اور یہ کہ وہ وہی لوگ تو تھے، جو امیر المومنین خلیفہ راشد سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی فوج میں تھے اور یہ کہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی قاتل اس فوج میں ایک بھی شامی نہ تھا۔

ان تفصیلات کو بیان کرنے کے بعد ہم نے اس رسالہ میں ان باتوں کو بھی مشرح اور منقح کیا ہے:

❀ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو کیسے شہید کیا گیا؟

❀ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی نماز جنازہ۔

❀ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ جامِ شہادت نوش کرنے والے آلِ بیت اطہار کے افراد۔

❀ دشمنانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا آل بیت اطہار کے فرزندوں میں سے ابوبکر، عمر اور عثمان کے ناموں کو چھپانا جو سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے دوش بدوش مسندِ شہادت پر رونق افروز ہوئے تھے۔

❀ آل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا اس بات کو تاکید کے ساتھ بیان کرنا کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری اہل کوفہ کے سر ہے اور یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے بدعہدی کا ارتکاب کیا، انہیں بے یار و مددگار چھوڑا۔

❀ آل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا کوفیوں کی عیب کشائی کرنا، ان سے براءت کا اظہار کرنا، [1] ان پر بددعا کرنا، ان کے نئے روپ میں ظاہر ہونے والے پرانے مکر وفریب سے ڈرانا اور اس سے بچنے کی تاکید کرنا اور ان پر بھروسہ کرنے والوں یا تعاون کرنے والوں سے ہوشیار رہنے کی تاکید کرنا۔

[1] بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت رضی اللہ عنہم ان لوگوں سے اپنی براءت کا اظہار نہ کریں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ ''متعدد نصوص اور اخبار و آثار اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ابوبکر اور عمر کافر اور بے دین تھے اور ان پر لعنت کرنا اور ان سے براءت کا اظہار کرنا باعث ثواب اور موجب اجر ہے۔'' (بحار الانوار للمجلسی: ۳۰/ ۳۳۹۔ الفکر التکفیری عند الشیعة للشافعی، ص: ۱۲۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ سر حسین رضی اللہ عنہ کی جگہ کی تعیین، اس کے مشاہد ومزارات کی کثرت کا سبب اور جائے تدفین کی بات اختلاف
❀ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے قتل کی بابت امت مسلمہ کے موقف کا خلاصہ۔
❀ یزید کی بیعت اور اس کی وجوہ جواز کی طرف اشارہ اور اس بارے میں شوریٰ کے اثرات۔
❀ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت پر یزید کا موقف اور اس حادثۂ فاجعہ کے بعد آل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس کا حسن سلوک۔
❀ یزید کا دفاع کیے بغیر ان نصوص کا بیان جو اس پورے واقعہ کی بے لاگ منظر کشی کرتی ہیں، کیونکہ ایک تو یزید صحابی رسول نہ تھا، دوسرے اگرچہ اس نے جنگ کا آغاز خود نہ کیا تھا لیکن یزیدی افواج کے بعض لوگوں نے ان خروج کرنے والوں پر عقاب وعتاب کرنے میں بے جا زیادتی سے کام لیا تھا۔ کیونکہ انہوں نے مصلحت کیشی کی حدود سے تجاوز کیا تھا۔

ان نصوص کو لانے کی بنیادی غرض یہ ہے کہ رسالت نبوی کے مقاصد کو دنیا کے سامنے مشوش کر کے پیش کرنے والے خود غرضوں اور تشکیکی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر فتنوں میں اوندھے منہ جا گرنے والوں کے ہاتھ میں اپنی تضلیلی وتشکیکی مہم کے لیے کوئی وجہ جواز باقی نہ رہے۔

❀ اس سب کے بعد ہم نے ان منکوس العقل لوگوں کے وسائل اور سرگرمیوں کو بھی عالم آشکارا اور الم نشرح کیا ہے جو ان لوگوں کے خلاف مصروف عمل اور سرگرم ہیں جو امت مسلمہ کو فتنہ پروروں کے دامِ ہم رنگِ زمین سے آگاہ کرتے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف ان لوگوں نے ''فتنوں سے اجتناب'' کے نام پر اوہام وخرافات کی دکان بھی چمکا رکھی ہے، لیکن بظاہر یہ کلمہ حق ہے مگر اس سے مراد باطل ہے اور اس کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ یہ فتنہ اب ایک مجسم صورت اختیار کر چکا ہے جس کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں:

✱......حق سے عدمِ معرفت۔

✱......سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو پیش آنے والے حقیقی واقعات سے بے خبری۔

✱...... اس ہدایت یافتہ اور رب کے برگزیدہ طبقہ کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے والوں اور طعن صحابہ رضی اللہ عنہم کے اندھیرے گڑھے میں اوندھے منہ گرنے والوں کو برسر بازار رسوا اور بے نقاب کرنے سے دست کش ہونا۔

✱...... بالخصوص جب اس نام نہاد حق پرست اور حق کے علم بردار طبقہ کو ہم دو حصوں میں تقسیم دیکھتے ہیں کہ بعض تو ان میں سے امت مسلمہ کی وحدت وحمایت اور زنادقہ سے اس کی حفاظت وصیانت میں مصروف کار نظر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آتے ہیں جبکہ انہی میں سے بعض کو ہم امت کے قائدین سے غداری کرتے، امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرتے، اس کا شیرازہ بکھیرتے، یا اسی قماش کے لوگوں کے ہم نوالہ وہم پیالہ بنے دیکھتے ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ یہ طبقہ ''فتنوں سے اجتناب'' کے نام پر ان غداروں، عیاروں، فتنہ پروروں اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کرنے والوں کی طرف داری اور ان کے رسوائے زمانہ، قابل نفرت جرائم کی پردہ پوشی کرتا ہے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف شور وغوغا برپا کرنے والوں کا ہر طرح کا ساتھ دیتا ہے۔

بے شک یہ لوگ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کرتے ہیں، یہ آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غدار ہیں، ان کا کام قرآن وحدیث کے صریح مصداق کو مشکوک بنانا ہے، یہ ''دشمنانہ شعوبی ❶ ثقافت'' کے علم بردار ہیں، نفرتوں کے پیکر یہ لوگ ہر وقت شبہات اور کینوں کے پھیلانے میں لگے رہتے ہیں جو ان کے عقیدہ کا ایک حصہ ہے اور یہ باطل عقیدہ تاریخ فتن کے احیاء پر مبنی ہے اور تاریخ فتن کا یہ احیاء بھی برائے نام ہے، دراصل اس کی آڑ میں امت مسلمہ کو دھوکہ دینے کے لیے تاریخی واقعات کو بگاڑا اور ان کی صورت کو مسخ کیا جاتا ہے۔ تاریخ فتن میں اسی تلبیس وتزییف اور تحریف وتبدیل ہی کا تو نتیجہ ہے کہ آج حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلاف امت کو برملا گالیاں دینا عام ہوتا جا رہا ہے اور کوئی ان کی گرفت کرنے والا یا انہیں اس بات سے روکنے والا نہیں چہ جائیکہ انہیں اس کی سزا دی جائے اور رہی سہی کسر حق و باطل کو گڈمڈ کر دینے والے فتنہ وفساد کا شکار لوگوں کی تہذیب نے پوری کر دی جو مجرمانہ خاموشی، مداہنت اور ذہنی پستی اور وہم و باطل اور کھوٹ کو حقیقت، واقعیت، عقیدہ اور امت مسلمہ کی امن ومصلحت سمجھ کر قبول کر لینے کے داعی ہیں۔

انہی خطروں کے پیش نظر، جن کی زمام کاران لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو امت مسلمہ کو اپنی تاریخ اور اپنے دشمنوں کی معرفت سے ناآشنا رکھنا چاہتے ہیں، آج حقائق کو پردۂ خفا میں رکھنے کی ہرگز ہرگز بھی گنجائش نہیں اور یہ کہنا بالکل بے جا نہ ہوگا کہ جو خاموش رہا، وہ جھوٹا گواہ ہے، اور جس نے امت کے مخالفوں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کے جرائم پر اپنے لب سیے رکھے ان کے چہروں کو بے نقاب اور ان کی تزویری چالوں کو عالم آشکارا نہ کیا، اور ان گھناؤنے جرائم کے مرتکبین سے امت کو ہوشیار اور خبردار نہ کیا، وہ حق بات سے گونگا، فتنوں کو اور زیادہ ہوا دینے والا، امت مسلمہ کے امن وامان کو نیست ونابود کرنے والا، اور سلامتی وآشتی کو امت مسلمہ کے ہاتھوں سے چھین لینے والا ہے اور وہ کینوں کی آگ کو بھڑکانے، فرقہ پرستی کے شعلوں کو ہوا دینے اور بے خبر امت کو گروہی تعصب اور فرقہ واریت کی بھٹی میں جھونکنے کا کام کر رہا ہے۔

❶ شعوبیت: عباسی دَور میں ظہور پذیر ہونے والا ایک نظریہ، اس کے قائلین کے نزدیک عربوں کو غیر عربوں پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ اس نظریہ کے قائلین کو "شعوبیّ" کہا جاتا ہے۔ (القاموس الوحید، ص: ۸۶۶-۸۶۷) (نسیم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو بھی حقیقت کو مٹا دینا چاہتا ہے یا ان کتابوں، رسالوں اور اخباروں کی اشاعت کی اور نشری خطبوں کی راہ میں رکاوٹ بننا چاہتا ہے جو امت کو ان ظالموں، غاصبوں اور ان کے اعوان و انصار سے اور ان کی ''مکارانہ مظلومیت'' کے اُس عقیدہ پر مبنی ثقافت سے خبردار اور آگاہ کرتے ہیں، جو عقیدہ انہیں اس بات کی کھلی اجازت دیتا ہے کہ جب بھی ان کا سنّیوں پر بس چلے یہ انہیں پیس کر رکھ دیں، جیسے کل انہوں نے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے خون کو مباح سمجھا تھا۔ غرض جو بھی ان خطرات کے درپے نہیں ہوتا اور ان سے نبرد آزما ہونے کے لیے ان کے آگے سینہ سپر نہیں ہوتا وہ امت مسلمہ اور دین اسلام کی امانت کو ضائع کر دینے والا، امت مسلمہ کے امن اور وحدت کو تباہ و برباد کر دینے کی حوصلہ افزائی کرنے والا، فکری و سیاسی قیادت کا نااہل اور باطل کا سامنا کرنے سے خاموشی اختیار کر کے فتنوں کو دعوت دینے والا ہے۔

ایسا آدمی دراصل حقیقت کو باطل کے پردوں میں چھپا دینا چاہتا ہے اور خود اس کے وجود کی حقیقت اس پل سے زیادہ کی نہیں جس پر سے گزر کر سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے یہ گناہ گار، قاتل اور مکر و فریب کے یہ ورثاء پار اترنا چاہتے ہیں، جن کا کام امت مسلمہ کے قائدین سے غداری کرنا، امت کے عقیدہ پر زبانِ طعن دراز کرنا، امت کے مسلمات پر اعتراض کرنا اور انہیں مشکوک قرار دینا اور امت کے ائمہ کو گالیاں دینا ہے۔

ہمارا یہ مختصر سا رسالہ ایک مقدمہ اور تین فصلوں پر مشتمل ہے، جن میں یہ مضامین ہیں:

پہلی فصل:...... سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا نام و نسب، فضائل و مناقب اور ازواج و اولاد۔

دوسری فصل:...... سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں موقف، سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا خروج اور اس کی صفت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس کے بارے میں موقف، مسلم بن عقیل کا قتل، میدانِ کربلا میں کوفی فوجوں سے سامنا، ان کے سامنے تین تجاوز پیش کرنا، سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت، سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا قاتل اور ان سب واقعات کا خلاصہ۔

تیسری فصل:...... یزید کی بیعت اور شوریٰ، قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں یزید کا موقف، آلِ حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں یزید کا موقف، عقیدۂ مظلومیت، اس عقیدہ کے حامل لوگوں کا یومِ عاشوراء کا ناجائز استعمال کرنا یا دوسرے لفظوں میں یومِ عاشوراء کا فکری اغوا کرنا تاکہ امت مسلمہ کے افراد میں نفرتوں اور کینوں کو ہوا دی جا سکے اور فتنہ کی ثقافت کو نظریاتی غذا فراہم کی جا سکے جس کا لازمی نتیجہ قاتلانِ حسین کی معرفت سے توجہ کے ہٹ جانے کی صورت میں نکلتا ہے۔ آخر میں ایک خاتمہ کا اور اس بحث کے مشتملات و مندرجات کا بیان ہے۔

رب تعالیٰ کے حضور دست سوال دراز ہے کہ وہ اس رسالہ کے ذریعے سے غفلت میں پڑے بے خبروں کو بیدار کرے، نہ جاننے والوں کی معرفت کا سامان کرے، امت مسلمہ کے دلوں کو جوڑے، عمل کرنے والوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو اور زیادہ اجر دے اور اجتہاد کرنے والوں کے اجتہاد پر انہیں دوہرے اجر وثواب سے نوازے۔

اس رسالہ کو ان شرور وفتن کے دروازوں کے بند کرنے کا ذریعہ بنائے جن کی آگ کو اور زیادہ بھڑکانے میں یہ سلف صالحین کے قاتلین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت مطہرین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنے والے لگے ہوئے ہیں۔

اے اللہ! میرے اس عمل کو خالص اپنی رضا کے لیے بنا دے اور اسے ریاکاری، دکھلاوا اور شہرت پسندی کے عیوب سے خالی کر دے اور اے اللہ! اس کی بدولت اس دنیا میں میرے دل کو اور آخرت میں میری قبر کو روشن کر دے اور اس عمل کو میرے لیے، میرے والدین کے لیے، میری اولاد کے لیے اور اس کتاب کے سب مخلص قارئین کے لیے اس دن کے لیے نور بنا دے جس میں تیرے نور کے سوا کوئی نور اور تیرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے! اپنی رحمت سے یہ سب دعائیں قبول فرما! آمین یا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

حامد محمد خلیفہ عمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی فصل:

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا نام ونسب خاندان اور فضائل ومناقب

بحث اوّل : ...... نام ونسب، جائے ولادت اور خاندان

نام ونسب:

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا پورا نام یہ ہے:

حسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ❶ -بن ہاشم- ان کا نام عمرو ہے-بن عبد مناف- ان کا نام مغیرہ ہے-بن قصی- ان کا نام زید ہے-بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ❷ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ ❸

آپ کی والدہ ماجدہ سیّدۃ النساء فاطمہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور والد ماجد امیر المومنین خلیفہ راشد سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ ان کے دوسرے نورِ نظر تھے۔ جبکہ ان کے پہلے فرزند ارجمند سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما ہیں۔

تاریخ ولادت:

رب تعالیٰ نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سیّدہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا، جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چار اولادیں عطا فرمائی تھیں: ''حسن، حسین، زینب الکبریٰ اور ام کلثوم الکبریٰ۔'' (رضی اللہ عنہم) ❹ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنے بڑے بھائی سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بعد ۵ شعبان ۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ❺ جبکہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ شعبان یا

---

❶ ابو طالب کا نام عبد مناف اور عبدالمطلب کا نام شیبۃ الحمد ہے۔ (الاستیعاب لابن عبدالبر: ۳/ ۱۰۸۹)

❷ یہاں تک کا نسب نامہ ان کتب میں درج ہے: (سیر اعلام النبلاء للذھبی: ۱/ ۱۴۳، ۲/ ۴۹۵۔ البدایۃ و النھایۃ لابن کثیر: ۷/ ۳۳۳۔ الاصابۃ: ۱/ ۵۰۷)

❸ الطبقات الکبری لابن سعد: ۳/ ۱۹۔ تاریخ دمشق: ۱۴/ ۱۲۱۔ البدایۃ و النھایۃ: ۷/ ۳۳۳۔ اسد الغابۃ: ۲/ ۷۶۔

❹ الطبقات الکبری لابن سعد: ۳/ ۲۰۔

❺ المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۸۵۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رمضان ۳ ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ ❶ ان کے علاوہ اور بھی تواریخ مروی ہیں۔ ❷

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی ولادت کے درمیان فقط ایک طہر کا فاصلہ تھا۔ پھر اس کے بعد سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حاملہ ہوگئیں۔ جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: ''حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے درمیان صرف ایک طہر کا وقفہ تھا۔'' ❸ حاکم کہتے ہیں: بیان کیا جاتا ہے کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے درمیان صرف حمل کا زمانہ تھا۔ ❹ یعنی سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ایک سال بعد ہی سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہو گئے تھے۔ زبیر بن بکار کہتے ہیں: ''سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما ۵ شعبان ۴ ہجری کو پیدا ہوئے تھے۔'' ❺ اس قول کی بنا پر حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی ولادت کے درمیان ایک سال سے کم کا وقفہ بنتا ہے۔ زبیر بن بکار سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں کہتے ہیں: ''سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے بروز جمعہ ۱۰ محرم ۶۱ ہجری کو شہادت پائی۔ ❻ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ ایک ماہ کم سات برس کے تھے۔ کیونکہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ ۵ شعبان ۴ ہجری کو پیدا ہوئے تھے۔ ❼

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا نام رکھا جانا:

"المستدرك علی الصحیحین" میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولادت کے ساتویں روز سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا نام ''حسین'' رکھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ دونوں کی ولادت کے درمیان صرف حمل کا زمانہ ہی تھا۔ ❽ یعنی دونوں بزرگوں کی عمروں میں صرف زمانہ حمل کی مدت کا وقفہ ہی تھا۔

امیر المومنین سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے اپنے بڑے بیٹے کا نام حمزہ اور حسین رضی اللہ عنہ کا نام ان کے چچا کے نام پر جعفر رکھا تھا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کا نام حسن اور حسین رکھ دیا۔'' ❾

ممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دونوں نواسوں کے یہ عظیم نام رکھنے سے قبل سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان

---

❶ سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۳۴۳

❷ المستدرك للحاکم: ۴۷۸۹۔ علامہ ذہبی نے "التلخیص الحبیر" میں اس روایت پر سکوت کیا ہے۔

❸ المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۷۶۶۔

❹ المستدرك: ۴۸۰۳۔ تعلیق الذهبی فی التلخیص۔ علامہ ذہبی نے "التلخیص" میں اس پر سکوت کیا ہے۔

❺ المعجم الکبیر: ۲۸۵۲۔ ❻ المعجم الکبیر: ۲۸۵۲۔

❼ صحیح ابن حبان: ۹۰۹۔

❽ المستدرك للحاکم: ۴۸۰۳۔ تعلیق الذهبی فی التلخیص: علامہ ذہبی نے "التلخیص" میں اس پر سکوت کیا ہے۔

❾ المعجم الکبیر: ۲۷۸۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مختلف نام تجویز کیے ہوں۔ روایات میں حرب، حمزہ اور جعفر کے ناموں کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ''حسن'' کی ولادت ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''مجھے میرا بیٹا دکھلاؤ (اور بتلاؤ کہ) تم لوگوں نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟'' میں نے عرض کیا: میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں بلکہ ان کا نام ''حسن'' ہے۔'' پھر جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ''حسین'' نے جنم لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: ''مجھے میرا بیٹا دکھلاؤ، تم لوگوں نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟'' میں نے عرض کیا: میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں بلکہ اس کا نام ''حسین'' ہے۔'' پھر جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے تیسرے بیٹے کو جنم دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: ''مجھے میرا بیٹا دکھلاؤ، تم لوگوں نے اس کا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے اس کا نام حرب رکھا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''نہیں بلکہ اس کا نام ''محسن'' ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''میں نے ان تینوں کے یہ نام ہارون کے تین بیٹوں شبر، شبیر اور مشبر کے ناموں پر رکھے ہیں۔'' [1]

اس مقام پر میں چند اہم باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

ایک یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے نام تعریف کے الف لام کے بغیر حسن اور حسین رکھے (نہ کہ الحسن اور الحسین)۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما ہر قسم کی تعظیم و اجلال، تکریم و سیادت اور محبت و عقیدت کے مستحق ہیں۔

دوسرے یہ کہ تلاش بسیار کے باوجود مجھے کتب سیرت و تاریخ میں سے اس شخص کا نام نہیں مل سکا جس نے سب سے پہلے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو زہرا اور بتول کے لقب کے ساتھ پکارا۔

اسی طرح اس شخص کا نام بھی مجھے معلوم نہیں ہو سکا جس نے امیر المومنین سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے ''امام'' کا لقب دیا۔ خاص طور پر اپنے ایام خلافت میں آپ امیر المومنین کے لقب کے ساتھ پکارے جاتے تھے۔ مجھے کسی صحیح روایت میں یہ پڑھنے کو نہیں ملا کہ آپ کے اصحاب میں سے کسی نے آپ کو اس معنی میں ''یـــا امـــام'' کہہ کر مخاطب کیا ہو جو اہل تشیع کی زبانوں پر عام ہے اور نہ مجھے ''امیر المومنین'' کی کنیت ''ابو الحسین'' کا کوئی سراغ ہی مل سکا ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہ کنیت سب سے پہلے کس نے استعمال کی ہے۔ حالانکہ آپ کی کنیت ''ابو الحسن'' تھی۔ جہاں تک میری معلومات ہیں کسی روایت میں اس بات کا ذکر نہیں

[1] المستدرك للحاكم: ٤٧٧٣۔ قال صحیح الاسناد و لم یخرجاه۔ علامہ ذہبی نے اس کو صحیح کہا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کہ آپ نے اپنی کنیت ''ابوحسین'' رکھی ہو۔

یہاں یہ اہم سوال اٹھتا ہے کہ آخر یہ نسبتیں، القاب اور کنیتیں سب سے پہلے کس نے ایجاد کیں؟ کیا ان نسبتوں کا تعلق اس فکری جنگ سے تو نہیں جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں نے ان کے خلاف برپا کر رکھی ہے؟ اور وہ آج تک اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ امت مسلمہ کے قدم سنت نبویہ کے مسلمات پر سے اکھاڑ دیئے جائیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے بعض ناموں کو اتنا بلند کیا کہ انہیں پیغمبروں اور فرشتوں کے درجات سے بھی اوپر لے گئے اور اس فعل کا عذر یہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں ان ناموں سے بے حد پیار ہے، وہ ان ناموں کی بے حد تعظیم وتکریم کرتے ہیں اور ان کی امامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ جبکہ عین اسی وقت یہی نام نہاد محبانِ آلِ بیت بعض دوسرے بلکہ بسا اوقات باقی تمام صحابہ کرام بالخصوص حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور دیگر اسلاف امت اور ابرار و اخیار کے ناموں کو بے حد بگاڑتے ہیں اور ان مقدس ہستیوں کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جو لوگوں کو ان سے نفرت دلاتی اور ان کے نزدیک انہیں مبغوض بناتی ہیں اور یہ سب کچھ حب آل بیت کی چھتری تلے کیا جاتا ہے۔ کیا آلِ بیت رضی اللہ عنہم ایسے ہی تھے؟

تاریخ کا مطالعہ کرنے والا اس وقت حیران و پریشان رہ جاتا ہے جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ حب آل بیت رضی اللہ عنہم کے یہ نام نہاد دعوے داران کے انصار و اولیاء صحابہ رضی اللہ عنہم اور ان کے سچے پیروکاروں سے شدید بغض اور نفرت رکھتے ہیں اور سیّد آل بیت، حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ ان کا رویہ شدید کینہ پروری پر مشتمل ہے، یہ آل بیت کی زبان سے جو کتاب وسنت کی زبان ہے، برسرپیکار ہیں جبکہ اُس زبان پر فخر کرتے ہیں جس کا کتاب وسنت سے کوئی واسطہ نہیں۔

یہ سب سوالات اس بات کو لازم قرار دیتے ہیں کہ جسے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت وازواج، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچوں اور ان کی اولادوں سے، جن پر صدقات اور زکوٰۃ حرام ہے، محبت کرتا ہے، وہ ان بزرگ ہستیوں سے اعلیٰ درجہ کی محبت کرے، ان سے ولا و وفا کا بلند ترین تعلق رکھے اور یہ محبت و ولا خالص رب کی رضا کے لیے ہو جس میں عزت وشرافت، دانش وبینش، حزم واحتیاط اور ذکاوت و ذہانت کے دقیق ترین اور لطیف ترین پہلوؤں کی کمال رعایت کی گئی ہو۔ پس جو بھی آلِ بیت سے محبت کرتا ہے، وہ دراصل اپنے اوپر اس بات کو واجب کر دیتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اہل سے بھی محبت کرے گا جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت تھی۔ جن میں سرفہرست سیّدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا نام نامی اور اسم سامی آتا ہے جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انسانوں سے زیادہ محبت تھی۔

ایسا شخص اپنی ذات پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو وزیروں سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما کی محبت کو،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے مقام و مرتبہ اور قدر و منزلت کی معرفت کو اور ان دونوں پاکیزہ ہستیوں کی سیرت کی اقتدا کو واجب کرتا ہے۔ ایسے شخص پر لازم ہے کہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کے داماد اور آپ ﷺ کی دولخت جگر کے شوہر شہید مظلوم، سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے بھی بے پناہ محبت کرے اور اس سب پر مستزاد ایسے شخص پر کتاب و سنت سے محبت کرنا واجباتِ دینیہ میں سے ہے جن کی بابت ذرا سا بھی شک انسان کو دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ ایسے شخص پر کتاب و سنت کی نصرت کرنے والوں سے محبت کرنا بھی واجب ہے جن میں سرفہرست حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام آتا ہے جن کی خدمات نے انہیں ساری امت سے اونچا درجہ عطا کیا اور اس سبقت وفضیلت سے کسی ایک صحابی رسول کو بھی مستثنیٰ کرنا جائز نہیں

اس کے بعد کتاب وسنت کی زبان ''لغت عربیہ'' سے محبت کرنا بھی اس شخص کے فرائض میں داخل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آل بیت سے محبت کے دعوے دار پر لازم ہے کہ وہ کتاب و سنت، عربیت اور قرونِ ثلاثہ کے تہذیبی نتائج اور صحیح اسلامی اقدار و شعائر سے سچی اور کھری محبت کرے، جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسا شخص ہر اس انسان سے اپنی براءت کا اظہار کرے جو ان مسلمات، عقائد، اقدار اور شعائر میں سے کسی ایک کا بھی دشمن ہے، اس کے مکر وفریب سے خود کو بھی اور امت مسلمہ کو بھی بچانا واجب ہے۔

محبت آل بیت کے یہ نام نہاد دعوے دار بزعم خویش خود کو مسلمان اور آل بیت اطہار سے سچی محبت کرنے والا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ زمینی حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے کہ یہ آل بیت سے تعلق رکھنے والے ہر عقیدۂ قرابت، لغت، ثقافت اور تشخص سے برسر پیکار ہیں، انہیں حضرات محدثین، فاتحین اسلام اور سلف صالحین سے شدید بغض ونفرت ہے۔

نبی کریم ﷺ کے ''حسنین'' نام رکھنے میں کئی اہم اسباق ہیں جن سے گھر، خاندان اور قبیلہ کے ذمہ دار حضرات اکثر غافل رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ بچوں کا نام رکھنے میں کوئی پروا نہیں کرتے یا پھر اپنے باپ دادا کی رسموں کی پیروی کرتے ہیں چاہے وہ نام جنابِ رسول اللہ ﷺ کی سیرت سے کتنے ہی دُور کیوں نہ ہوں۔ بعض لوگ بچوں کا نام رکھنے میں سنتِ نبویہ اور عربی تشخص کا کوئی خیال نہیں رکھتے اور اہل مشرق یا اہل مغرب جیسے نام رکھ دیتے ہیں چاہے ان کا اسلامی مفاہیم اور صفاتِ حمیدہ سے دُور کا بھی واسطہ نہ ہو۔

اس لیے ہمیں بچوں کا نام رکھنے میں نبی کریم ﷺ کی ان نصیحتوں کو سامنے رکھنا چاہیے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''پیغمبروں کے ناموں پر نام رکھو اور اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور سب سے سچے نام حارث اور ہمام ہیں اور سب سے برے نام حرب اور مرہ ہیں۔'' ❶

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ایک آدمی کا بیٹا پیدا ہوا، اس نے اس کا نام قاسم رکھ دیا تو ہم نے کہا: ہم تمہیں ابو القاسم کہہ کر نہ پکاریں گے اور کوئی کراہت نہیں۔ نبی کریم ﷺ کو جب اس بات کی خبر دی گئی تو فرمایا: ''اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھو۔'' ❷

نبی کریم ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کی کنیت پر کوئی اپنی کنیت رکھے۔ چنانچہ فرمایا: ''میرے نام پر اپنے نام رکھو البتہ میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو اور جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا اور جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔'' ❸

اس ممانعت کی وجہ یہ ہوئی کہ بقیع میں ایک شخص نے کسی کو ابو القاسم کہہ کر پکارا تو آپ ﷺ نے مڑ کر اسے دیکھا، اس آدمی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے آپ کو نہیں بلایا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میرے نام پر نام رکھو البتہ میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو۔'' ❹ اور فرمایا: ''میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت پر کنیت مت رکھو، بے شک میں قاسم (تقسیم کرنے والا) ہوں اور میں تم لوگوں میں تقسیم کرتا ہوں۔'' ❺

نبی کریم ﷺ نے اچھے نام رکھنے کا حکم دیا۔ اسی لیے آپ ﷺ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا نام حرب سے بدل کر ''حسین'' رکھا۔ روایت میں آتا ہے کہ حضرت منذر بن اسید رضی اللہ عنہ جب پیدا ہوئے تو انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے انہیں اپنی ران پر رکھا اور اپنے سامنے رکھی کسی چیز کی طرف متوجہ ہو گئے (اور ذرا دیر کو سو گئے) اس پر ابو اسید رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو نبی کریم ﷺ کی ران سے اٹھا لیا۔ جب نبی کریم ﷺ متوجہ ہوئے تو دریافت فرمایا: ''بچہ کہاں ہے؟'' ابو اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم نے اسے واپس کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''اس کا نام کیا ہے؟'' ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ ''فلاں''۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ اس کا نام منذر ہے۔'' پس ابو اسید رضی اللہ عنہ نے اس دن سے اپنے بچے کا نام منذر رکھ دیا۔ ❻

---

❶ سنن ابی داود: ٤٩٥٠۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے سوائے اس جملہ کے ''پیغمبروں کے ناموں پر نام رکھو۔'' (الادب المفرد للبخاری: ٨١٤)

❷ الادب المفرد للبخاری: ٨١٥۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

❸ صحیح البخاری: ١١٠۔

❹ صحیح البخاری: ٢٠١٤-٢٠١٥۔

❺ صحیح مسلم: ٢١٣١۔

❻ الادب الفرد للبخاری: ٨١٦۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عاصیہ کا نام بدل کر جمیلہ رکھ دیا تھا۔ ❶

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''اللہ کے نزدیک سب سے برا نام اس شخص کا ہے جس نے اپنا نام ''ملک الاملاک'' (شاہِ شاہاں) رکھا ہو۔'' ❷

محمد بن عمرو بن عطاء کہتے ہیں: میں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے ساتھ میری بہن تھیں انہوں نے مجھ سے میری بہن کا نام پوچھا، میں نے بتلایا کہ اس کا نام برہ ہے، تو انہوں نے کہا: یہ نام بدل دو کہ کیونکہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا جب نبی کریم ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا تو ان کا نام بدل کر زینب رکھ دیا۔ ❸

یہ نصوص بتاتی ہیں کہ ایک نام کی جگہ اس سے زیادہ اچھا نام بھی رکھ سکتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ یہیں سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ جس نے برا نام رکھا ہو یا وہ نام مسلمانوں کے مناسب نہ ہو اس کے پاس اس برے نام سے چھٹکارا پانے اور سنت نبویہ کی پیروی کرنے کے لیے اس نام کے نہ بدلنے کا کوئی عذر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو پیدا ہونے والے بچے کی طرف سے دی جانے والی قربانی کا نام ''عقیقہ'' رکھنا بھی پسند نہ تھا۔ کیونکہ اس میں عقوق (نافرمانی) کا معنی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ جب نبی کریم ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ''عقوق'' پسند نہیں۔'' گویا آپ ﷺ نے عقیقہ نام کو ناپسند فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''جس کے ہاں بچہ پیدا ہو اور وہ اس کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو کر لے۔'' ❹

پیدا ہونے والے بچے کی بابت چند دوسری سنتیں بھی ہیں، حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جناب حسین رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے پر ان کے کانوں میں نماز والی اذان کہی۔ ❺

---

❶ الادب المفرد: ۸۲۰۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

❷ الادب المفرد: ۸۱۷۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

❸ الادب المفرد للبخاری: ۸۲۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

❹ الموطا: ۱۰۶۶۔ عَقِیقَة: یہ عَقٌّ سے مشتق ہے جس کے معنی پھاڑنے اور کاٹنے کے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ عقیقہ اصل میں نومولود بچے کے سر کی چوٹی کے ان بالوں کو کہتے ہیں جن کے منڈوانے پر جانور کی قربانی دی جاتی ہے، یا ان بالوں کو عقیقہ اس لیے کہتے ہیں کہ ان کو نومولود بچے کے سر پر سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ عقیقہ کرنا سنت ہے اور سنت یہ ہے کہ جانور ذبح کرنا، سر کے بال مونڈنا اور نام رکھنا یہ سب ساتویں روز کیا جائے۔ کیونکہ ولادت والے دن ہی یہ سب کام کرنے کی بابت کوئی روایت مروی نہیں۔ (صحیح البخاری، باب العقیقۃ ۵/ ۲۰۸۰)

❺ سنن الترمذی: ۱۵۱٤۔ قال الترمذی: حسن صحیح۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ (مسند احمد: ۲۳۹۲۰)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یہ وہ تربیتی مفاہیم و معانی ہیں جن کی اساس رب تعالیٰ کی عبودیت کے اخلاقیات پر ہے تاکہ ایک اسلامی معاشرہ عقیدۂ توحید اور اس کی مقاصد کی بنیادوں پر استوار و مستحکم ہو اور اس کے افراد کے مابین محبت و مودت کی بنیاد بھی صحیح عقائد پر ہو تا کہ ایک اسلامی معاشرہ فخر و غرور اور قطع تعلقی کے مظاہر سے کوسوں دُور ہو۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''رب تعالیٰ نے تم لوگوں سے جاہلیت کے عیب کو دُور کر دیا ہے اب یا تو مومن متقی ہے یا بد بخت فاجر ہے اور لوگ سب کے سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے ہیں۔'' ❶

عقیقہ:

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جناب حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنے بیٹے کی طرف ایک جانور عقیقہ میں قربان نہ کروں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں، البتہ تم اس کے بال مونڈ و اور ان کے وزن کے برابر چاندی محتاجوں اور مسکینوں پر صدقہ کر دو۔''

حضرت شریک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (حدیث میں مذکورہ لفظ) ''اوفاض'' (یعنی محتاجوں غریبوں) سے مراد اہل صفہ ہیں۔ چنانچہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا اور جب ان کے ہاں جناب حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو تب بھی ایسا ہی کیا تھا۔ ❷

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حسن اور جناب حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھا قربان کیا۔ ❸

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حسن و حسین رضی اللہ عنہما میں سے ہر ایک کی طرف سے دو ایک جیسے ہم وزن مینڈھے عقیقہ میں قربان کیے۔ ❹

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے دو مینڈھے عقیقہ میں قربان کیے۔ ❺ ایک اور روایت میں بھی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی الفاظ مروی ہیں۔ ❻

---

❶ سنن الترمذی: ۳۹۵۵ و قال: هذا حدیث حسن غریب۔ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

❷ السنن الکبری للبیهقی: ۱۹۰۸۲۔ المعجم الکبیر: ۹۱۷.

❸ سنن ابی داود: ۲۸٤۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے البتہ سنن نسائی کی روایت میں "کبشا کبشا" کے لفظ کے بجائے "کبشین کبشین" (دو دو مینڈھوں) کا لفظ آتا ہے اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

❹ المستدرك للحاکم: ۷۵۹۰۔ تعلیق الذهبی فی التلخیص۔ اس روایت کا ایک راوی ابوحمزہ سوار ضعیف ہے۔

❺ المعجم الاوسط للطبرانی: ۱۸۷۸۔ طبرانی کہتے ہیں: یہ حدیث قتادہ سے صرف جریر نے روایت کی ہے، وہ اس میں متفرد ہیں۔

❻ السنن الکبری للبیهقی: ۱۹۰۵۱.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے بچوں اور بچیوں کی طرف سے حسب استطاعت قربانی کرتے تھے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے گھر والوں میں سے جس نے بھی عقیقہ کرنے کا سوال کیا تو انہوں نے ان کے لیے قربانی کا جانور دے دیا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بچہ اور بچی دونوں میں سے ہر ایک کی طرف سے ایک ایک بکری عقیقہ میں قربان کیا کرتے تھے۔ ❶

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امر میں وسعت ہے کہ چاہے بکری دیجیے یا مینڈھا اور ایک دیجیے یا دو، یہ سب ثابت اور معمول بہ ہے اگرچہ زیادہ مشہور یہی ہے کہ بچے کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ میں قربان کی جائے۔

عقیقہ کرنے کا ایک مقصد معاشرتی تعلقات کو مضبوط کرنا، افرادِ خاندان میں تعلق کو استوار کرنا، دنیا میں آنے والے اس نئے مہمان کے بارے میں دنیا والوں کو آگاہ کرنا، اس کے پیدا ہونے سے خوش ہونا، اس کے نیک مستقبل کی بابت نیک فال لینا اور خاص طور پر اس کی ماں کو خوش کرنا ہے۔ جو پورے خاندان کے خوش ہونے کا قوی سبب ہوتا ہے جیسا کہ سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی ولادت سے جہاں ان کے والدین کریمین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بے حد خوش ہوئے تھے، وہیں ان کے نانا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی بے حد مسرور ہوئے تھے۔ اسی لیے خاندان، ماں اور بچے کی رعایت اسی میں ہے کہ سنت نبویہ نے جس چیز کی تعلیم دی ہے اس کا اہتمام کیا جائے اور اسلامی تعلیم کردہ خاندانی امور کا التزام کیا جائے۔

اسلام افراد خانہ اور افراد معاشرہ دونوں کے دلوں میں محبت ومودت کا بیج بونا چاہتا ہے تاکہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا دست و بازو، معاون و مددگار اور مونس وغم خوار بنے۔ عقیقہ جیسے احکام کی تعلیم انہی مقاصد کے حصول کے لیے ہے۔

---

❶ الموطأ: ٦٥٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما قربانی پر قیاس کرتے ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی اس روایت کی اتباع کرتے کے لیے بچہ اور بچی دونوں میں سے ہر ایک کی طرف ایک ایک بکری عقیقہ میں قربان کرتے تھے۔ وہ روایت اوپر مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب حسن اور جناب حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھا قربان کیا تھا۔ یہی امام مالک کا قول ہے۔ جبکہ دوسرے حضرات یہ کہتے ہیں کہ بچے کی طرف سے دو اور بچی کی طرف سے ایک مینڈھا دیا جائے۔ راجح قول لڑکے کی طرف سے دو جانور قربان کرنے کا ہے۔ اسی لیے ابن رشد مالکی کہتے ہیں: جس نے اس قول پر عمل کیا اس نے خطا نہیں کی بلکہ درستی کو پایا کیونکہ ترمذی نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم دیا کہ عقیقہ میں بچے کی طرف سے دو بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری دی جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ازواج واولاد

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے متعدد شادیاں کیں اور رب تعالیٰ نے ان سے آپ کو اولاد بھی عطا فرمائی، ذیل میں ان ازواج اطہار کے نام اور ان سے پیدا ہونے والی اولاد کا اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے:

لیلیٰ بنت ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفیہ:

رب تعالیٰ نے آپ کو ان سے علی اکبر عطا فرمائے جو میدانِ کربلا میں آپ کے ساتھ شہید ہوئے۔ ان کی شہادت پر آپ نے فرمایا: ''تیرے بعد دنیا ہلاک ہونے والی ہے۔'' آپ کی اہلیہ لیلیٰ حضرت ابوسفیان بن حرب بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں۔ ❶

ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہما:

رب تعالیٰ نے آپ کو ان سے ایک بیٹی فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما عطا فرمائی۔ ❷

رباب بنت امرؤ القیس بن عدی:

ان سے اللہ تعالیٰ نے آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی عبداللہ اور سکینہ عطا فرمائے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی بیٹی سکینہ اور ان کی والدہ رباب کے بارے میں یہ اشعار پڑھے:

لَعَمْرُكَ اِنَّنِیْ لَاُحِبُّ دَارا
تضیفها سكينة و الرباب
اُحِبُّهُمَا وَ اَبْذُلُ بَعْدَ مَالِی
وَ لَیْسَ لِلائِی فِیْهَا عَتَاب

''تیری عمر کی قسم! مجھے وہ گھر بھی محبوب ہے جس میں سکینہ اور رباب رہتی ہیں اور میں ان دونوں پر اپنا بہت زیادہ مال خرچ کرتا ہوں، اس بارے میں اگر کوئی مجھے ملامت کرتا ہے تو اس پر کوئی عتاب نہیں۔''

جعفر بن حسین رضی اللہ عنہ:

یہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے فرزندِ ارجمند ہیں۔ ان کی والدہ ''بنی بلی'' سے تھیں۔ کتب سیرت و تاریخ میں ان

❶ نسب قریش للزبیری: ٥٨۔ مقاتل الطالبین للاصفهانی: ٨٠۔ تاریخ الطبری: ٣/ ٣٣٠.

❷ نسب قریش، ص: ٥٨۔ مقاتل الطالبین، ص: ٨٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی والدہ کا نام مذکور نہیں ملتا۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی صرف یہی اولاد نہ تھی۔ آپ کی دیگر ازواج سے اور اولاد بھی تھی جن کا ذکر آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہونے والوں کے ناموں کے ضمن میں آ جائے گا۔

شہر بانو:

یہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ام ولد تھیں جن کے بطن سے علی اصغر پیدا ہوئے۔ طف ❶ کے دن میدانِ کربلا میں آپ بھی اپنے والد ماجد سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے۔ عمر مبارک اس وقت صرف تیئس برس تھی لیکن آپ بیمار تھے، اسی لیے کسی نے آپ سے تعرض نہ کیا۔ ❷

جناب علی اصغر کی مذکورہ والدہ یزدگرد بن کسریٰ کی بیٹی ہیں ان کے نام کی بابت متعدد روایات ہیں۔ چنانچہ ان کا نام شہبن، شاہ بانو اور "انساب الطالبیة" کی روایت کے مطابق شہر بانو بھی بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ انہیں شہر بانویہ، جیداء اور غزالہ کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ ❸

شاید یہ نسب آلِ بیت کے ساتھ اُس تعلق کے اسرار کو طشت از بام کرنے میں ہماری مدد کرے جو سنت نبویہ کے آداب سے خالی، بدعات و سیئات میں مستغرق اور آلِ بیت کی تعظیم کے نام پر متکبرانہ شعوبی ثقافت کا شاخسانہ ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جس شخص کو اہل بیت کے انصار صحابہ رضی اللہ عنہم سے بغض ہو، اس کے دل میں آلِ بیت نبوی کی تعظیم بھی ہو اور اس کی لغت قرآن وسنت کی لغت بھی ہو؟ ہرگز بھی نہیں۔ شاید اس نسب میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ آل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت و تعظیم کے اظہار میں کتاب وسنت کے معیارات کو ملحوظ رکھے۔ لہٰذا اگر کوئی آل بیت کے ساتھ محبت وعقیدت اور ولا و وفا کے اظہار میں سیّد آل بیت، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات کو ملحوظ نہیں رکھتا تو وہ یاد رکھے کہ بزعم خویش جن آلِ بیت کی تعظیم میں وہ لگا ہوا ہے وہ ہمارے پیغمبر کے آلِ بیت نہیں۔

اس لیے آل بیت سے محبت کرنے والے پر لازم ہے کہ اس کی محبت محبتِ اتباع ہو اور اس محبت کے اظہار میں وہ دشمنانِ اسلام اور اعدائے اہل بیت کے مکائد وفتن کے جال میں پھنسنے اور شرک و بدعت میں جا پڑنے سے از حد احتیاط کرے۔

---

❶ طف: عراق کے دیہات کی جانب عربوں کی بلند سرزمین۔ (القاموس الوحید، ص: ۱۰۰۲) (نسیم)

❷ نسب قریش، ص: ۵۷۔ ترجمة المصعب بن عبدالله بن مصعب، رقم الترجمة: ۲۳۶۔ تعلیق لیوی بروفنسال، دار المعارف: ۱۹۵۳۔

❸ المغرب فی ترتیب المعرب للطرزی: ۱/ ۴۵۸۔ تاج العروس: ۱/ ۶۴۶۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آلِ بیت نبوی کون ہیں؟

آلِ بیت نبوی وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ اور زکوٰۃ کا مال لینا حرام ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی ازواج، آپ ﷺ کی ذریت اور بنی ہاشم بن عبد مناف کا ہر مسلمان مرد اور عورت ہے۔ چنانچہ جب حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس بات کا مطالبہ لے کر گئے کہ انہیں بھی صدقات پر عامل بنا دیا جائے تو آپ ﷺ نے انہیں یہ ارشاد فرمایا: ''بے شک آلِ محمد کے لیے صدقہ جائز نہیں، یہ تو لوگوں (کے مالوں) کی میل کچیل ہے۔'' ❶

امام شافعی اور امام احمد وغیرہ نے صدقہ کی تحریم میں بنی مطلب کو بھی بنی ہاشم کے ساتھ ملحق کیا ہے کیونکہ مالِ غنیمت کے خُمس خُمس کے دیئے جانے میں بنی مطلب بھی بنی ہاشم کے شریک ہیں۔ اس کی دلیل یہ روایت ہے:

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت جبیر بن مطعم اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما غزوۂ حنین کے خمس کے بارے میں بات کرنے کے لیے خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے جس کو بنی مطلب اور بنی ہاشم کے درمیان تقسیم کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ ان دونوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمارے بھائیوں بنی مطلب بن عبد مناف کو خمس میں سے حصہ دیا جبکہ ہمیں کچھ بھی نہ دیا حالانکہ ہماری قرابت بھی ان کی قرابت کی طرح ہے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: ''میں ہاشم اور مطلب کو ایک سمجھتا ہوں۔''

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اس خمس میں سے نبی کریم ﷺ نے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کو کچھ بھی نہ دیا جس طرح کہ اس میں سے بنی ہاشم اور بنی مطلب کو دیا تھا۔'' ❷

رہ گئیں حضرت رسالت مآب ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تو ان کے آل بیت میں داخل ہونے کے بارے میں خود قرآن کریم ﷺ کی نص آ گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ○ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ○﴾ (الاحزاب: ٣٣-٣٤)

''اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے گھر والو! اور تمھیں پاک کر دے، خوب

❶ صحيح مسلم: ١٠٧٢.

❷ سنن النسائي: ٤١٣٦۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔ (صحيح البخاري: ٣١٤٠)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پاک کرنا اور تمھارے گھروں میں اللہ کی جن آیات اور دانائی کی باتوں کی تلاوت کی جاتی ہے انھیں یاد کرو۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے نہایت باریک بین، پوری خبر رکھنے والا ہے۔''

اس کی دوسری دلیل وہ روایت ہے جس کو ملیکہ نے روایت کیا ہے کہ خالد بن سعید رضی اللہ عنہ نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک گائے بھیجی۔ سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہہ کر وہ گائے واپس کر دی: ''ہم آلِ محمد صدقہ (کا مال) نہیں کھاتے۔''❶

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اے اللہ! آلِ محمد کی روزی قابل گزران ہی بنانا۔''❷

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''یہ بات معلوم ہے کہ یہ دعا ''مستجاب'' تھی اور یہ بھی معلوم ہے کہ اس دعا سے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے ہر شخص کو حصہ نصیب نہیں ہوا کیونکہ ان میں اصحاب ثروت و دولت بھی تھے اور آج تک ہیں۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور ذریت طیبہ کی روزی بلاشبہ ''قوت'' (بقدر سدرمق یعنی قابل گزران) تھی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو جو اموال بھی حاصل ہوتے تھے وہ ان کو صدقہ کر دیا کرتی تھیں اور صرف سدرمق کے بقدر مال اپنے پاس رکھ چھوڑتی تھیں۔ ایک مرتبہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ڈھیر سارا مال آیا تو آپ نے وہ سارے کا سارا مال ایک ہی نشست میں تقسیم کر دیا۔ جب سارا مال تقسیم ہو چکا تو باندی نے شکوہ کے انداز میں عرض کیا کہ ایک درہم ہی رکھ لیتیں کہ جس سے ہم گوشت خرید لیتے۔ سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر تم یاد دلا دیتیں تو (شاید) میں ایسا کر (بھی) لیتی۔''

علماء نے اس بات پر کہ یہ دعا ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور ذریت طیبہ رضی اللہ عنہم کے حق میں قبول ہوئی، صحیحین میں مروی سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے: سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن لگاتار گندم کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رب تعالیٰ سے جا ملے۔''❸

علماء کہتے ہیں:

''یہ بات معلوم ہے کہ سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ان کلمات میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ، ان کی اولاد اور

---

❶ المصنف لابن ابی شیبۃ: ٣٦٥٢٨۔ اسنادہ صحیح۔

❷ المصنف لابن ابی شیبۃ: ٣٦٥٢٨۔ اسنادہ صحیح۔

❸ صحیح البخاری: ٥١٠٧۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بنی مطلب داخل نہیں اور نہ وہ ان کلمات سے مراد ہیں، یہاں لفظ آل میں صرف ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن داخل ہیں کیونکہ ان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پا جانے کے بعد بھی ختم نہیں ہوا چنانچہ وہ دوسروں پر جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں حرام تھیں، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پا جانے کے بعد بھی حرام تھیں۔ بے شک یہ عظیم خواتین دنیا و آخرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج ہیں۔ ازواجِ مطہرات کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح کا تعلق نسبی تعلق کے قائم مقام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر صلوٰۃ پڑھنے کی بابت نص آئی ہے۔''

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں:

''اس سے بڑھ کر حیرت کی بات اور کیا ہوگی کہ جب ازواجِ مطہرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا: ''اے اللہ! آل محمد کا رزق 'قوت' بنا'' کے مصداق میں داخل ہیں اور قربانیاں کرتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ''یہ محمد اور آل محمد کی طرف سے ہیں'' کہ یہاں بھی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں اور سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گزشتہ روایت کہ ''آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی لگاتار تین دن تک گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی'' میں آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن مراد ہیں اور نمازی جب نماز میں یہ دعا پڑھتا ہے: ''أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ'' تو یہاں بھی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں جن پر صلوٰۃ پڑھنے کی بابت یہ نص آئی ہے کہ جب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ان سب روایات میں آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مصداق میں داخل ہیں تو بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ اس ارشاد نبوی میں آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مصداق میں داخل نہ ہوں، ارشاد نبوی ہے: ''یہ صدقہ محمد اور آل محمد کے لیے حلال نہیں کیونکہ یہ لوگوں (کے مالوں) کی میل کچیل ہے۔'' [1]

بلاشبہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن صدقات سے بچنے اور ان سے دُور رہنے کے زیادہ لائق ہیں۔''

ابو محمد قحطانی اپنے قصیدۂ نونیہ میں لکھتے ہیں:

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت وقرابت سنت ہے رب تعالیٰ نے یہ محبت وقرابت مجھے پیدا کرتے وقت میری رگ رگ میں پیوست کر دی تھی۔ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت جسموں کے لیے روح کے بمنزلہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے

[1] صحيح البخاري: ٦٠٩٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بزرگ، افضل اور جلیل القدر صحابہ حضرات شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) ہیں، جو پیدا ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت وحمایت کے لیے ہوئے تھے۔ ان دونوں صحابہ پر میری جان قربان۔ انہی دونوں صحابہ رضی اللہ عنہما کی بیٹیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ترین ازواج ہیں۔ انہی دونوں کے ہوتے ہوئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو جاتی تھی۔ اہل بیت کے حق واجب کی حفاظت کر اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبہ کو پہچان اور ان کی شان میں کمی زیادتی نہ کر، بے شک سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان کو گھٹانے اور بڑھانے والے دونوں طبقے نذر آتش جہنم ہوں گے۔ قاتلانِ حسین کے لیے ہلاک و بربادی ہو بے شک وہ دنیا و آخرت کی ناکامیوں اور نامرادیوں کو لے کر لوٹا۔ اگر کوئی انہیں بے گناہ ثابت کرنا چاہے تو اس کی بات کو ہرگز بھی قبول نہ کرنا۔‘‘

اہل سنت والجماعت کے نزدیک حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کی قدر ومنزلت:

اہل سنت حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم کا بے حد احترام کرتے ہیں کیونکہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بزرگ ہستیوں کا بے پناہ مقام ومرتبہ بیان فرمایا ہے اور خود رب تعالیٰ نے آلِ بیت کے حقوق کی رعایت کو مشروع کیا ہے۔ اہل سنت والجماعت حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے محبت وولایت کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کی بابت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت کی حفاظت ورعایت کرتے ہیں، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے دن ارشاد فرمایا:

’’میں تمہیں اپنے آل بیت کے بارے میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں۔‘‘ ❶

اہل سنت والجماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت کو حرز جان بنا کر اور اس وصیت کو اپنی زندگیوں کا اوڑھنا بچھونا اور ماحصل بنا کر خوش بخت ترین انسان کہلائے۔

اہلِ سنت والجماعت جہاں ایک طرف اہل تشیع کے بعض اہل بیت کی بات بے پناہ غالیانہ رویے سے اپنی براءت کا اظہار کرتے ہیں، وہیں دوسری طرف ناصبیوں کے بغض وایذا پر مبنی رویے سے بھی اپنی لاتعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔ اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا واجب ہے اور اپنے کسی بھی قول وفعل یا اشارہ یا کنایہ سے ان مقدس ہستیوں کو ایذا پہنچانا اور ان کے ساتھ برا سلوک کرنا حرام ہے۔ رب منان کا احسان ہے کہ اہل سنت والجماعت کی کتابیں کتب حدیث وتراجم کی طرح اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے ذکر خیر اور فضائل ومناقب کے بیان سے معمور ہیں۔

---

❶ صحیح مسلم بشرح النووی: ۲۴۰۸.

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

اہل تشیع حضرات یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد و احفاد سے نفرت ہے۔ مناسب ہے کہ اس غلط فہمی اور خلاف حقیقت بات کی وضاحت کر دی جائے۔

چنانچہ ذیل میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کی ذریت کے کچھ فضائل و مناقب درج کیے جاتے ہیں، جس سے اہل سنت والجماعت کی سیّدنا علی و آل علی رضی اللہ عنہم سے محبت عیاں ہے:

۱۔ سیّدنا علی بن ابی طالب:

صحیحین میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا:

''یہ پرچم کل میں ایک ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر رب تعالیٰ (خیبر کو) فتح کر دیں گے، اسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔'' وہ رات لوگوں نے اسی بارے میں باتیں کرتے گزار دی کہ دیکھیں یہ پرچم کل کسے ملتا ہے؟ جب صبح ہوئی تو سارے کے سارے لوگ اس پرچم کے ملنے کی امید پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟'' لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انہیں میرے پاس بھیجو۔'' پس انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا اور ان کے لیے دعا (خیر) فرمائی جس سے ان کی آنکھیں ایسے ٹھیک ہو گئیں جیسے کبھی خراب ہوئی ہی نہ تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پرچم عطا فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! (کیا) میں ان سے لڑتا رہوں یہاں تک کہ وہ ہماری طرح (مسلمان) ہو جائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سیدھے چلتے جاؤ یہاں تک کہ ان کے آنگن میں جا اترو پھر انہیں اسلام (قبول کرنے) کی دعوت دو، اور انہیں بتلاؤ کہ ان پر اللہ کا کیا حق واجب ہے۔ اللہ کی قسم! تیرے ذریعے سے اللہ کا ایک آدمی کو ہدایت دے دینا یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔'' ❶

یہ حدیث سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی عظیم فضیلت و منقبت کو ظاہر کرتی ہے کیونکہ اس حدیث میں خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی خبر اور شہادت دے رہے ہیں کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول کے محب بھی ہیں اور محبوب بھی ہیں۔

❶ صحیح البخاری: ۷/ ۷۰۔ صحیح مسلم: ۲۴۰۶ و اللفظ له.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا:

صحیح بخاری "باب مناقب فاطمة رضی اللہ عنہا" میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔" ❶

۳۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو ارشاد فرمایا:

"اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت فرما۔" ❷

یہ حدیث حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی فضیلت میں بالکل ظاہر ہے جو امت مسلمہ کو اس بات کی زبردست ترغیب دیتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان نواسوں سے محبت کی جائے، کیونکہ ان دونوں ہستیوں سے محبت کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔" ❸

اس حدیث میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی دو عظیم منقبتیں مذکور ہیں ایک یہ کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے اور دوسرے اس بات کی شہادت دی ہے کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار بھی ہیں۔

۴۔ علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ:

یحییٰ بن سعد ان کے بارے میں کہتے ہیں:

"علی سب سے افضل ہاشمی ہیں جن کو میں نے مدینہ میں دیکھا ہے۔" ❹

---

❶ صحيح البخاری فی فتح الباری: ۷/ ۱۰۵ .

❷ جامع الترمذی: ۳۷۸۲ و قال: حديث حسن صحيح۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے "صحیح سنن الترمذی: ۳/ ۲۲۶" میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

❸ مسند احمد: ۳/ ۳۔ جامع الترمذی ۵/ ۶۵٦۔ رقم الحديث: ۳۷٦۸ و قال حديث حسن صحيح۔ المستدرك للحاكم: ۳/ ۱٦٦-۱٦۷۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں: ((وَ أَبُوهُمَا خَيْرٌ مِنْهُمَا)) "اور ان دونوں کا باپ ان سے بہتر ہے۔" اور علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے "السلسلة الصحيحة: ۲/ ٤٤۸" میں اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

❹ حلية الاولياء: ۳/ ۱۳۸ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زہری کہتے ہیں: ''میں نے علی بن حسین رحمہ اللہ سے زیادہ افضل ہاشمی نہیں دیکھا۔'' ❶

محمد بن سعد کہتے ہیں: ''علی بن حسین رحمہ اللہ ثقہ، مامون، کثیر الحدیث، بلند مرتبہ اور متقی و پرہیز گار تھے۔'' ❷

۵۔ محمد بن علی (الباقر) رحمہ اللہ:

ابن سعد کہتے ہیں: ''بے پناہ علم اور حدیث کے مالک تھے۔'' ❸

صفدی بیان کرتے ہیں: ''علم، فقہ اور عبادت کو جمع کرنے والوں میں سے ایک تھے۔'' ❹

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان سے حجت پکڑنا صحیح ہے جیسا کہ ذہبی نے اس پر نص ذکر کی ہے۔ ❺

۶۔ جعفر بن محمد (الصادق) رحمہ اللہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: ''میں نے جعفر بن محمد سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔'' ❻

ابو حاتم بیان کرتے ہیں:

''ثقہ ہیں، ان جیسے کے بارے میں پوچھا نہیں جاتا (کہ وہ ثقہ ہی ہوتے ہیں)۔'' ❼

ذہبی کہتے ہیں:

''جعفر بن محمد الصادق اپنے زمانہ میں علویوں کے سردار اور حجاز کے امام تھے۔ ان کی صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات ثابت نہیں۔'' ❽

۷۔ موسیٰ بن جعفر (الکاظم) رحمہ اللہ:

ابو حاتم رازی ان کے بارے میں کہتے ہیں: ''ثقہ، صدوق اور ائمہ مسلمین میں سے ہیں۔'' ❾

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''موسیٰ بن جعفر کاظم کی عبادت و ریاضت مشہور تھی۔'' ❿

ذہبی کہتے ہیں: موسیٰ نہایت بلند مرتبہ حکیم اور متقی و پرہیز گار تھے۔ ⓫

۸۔ علی بن موسیٰ (الرضا) رحمہ اللہ:

ذہبی کہتے ہیں: ''علم و عبادت اور قیادت و سیادت میں ایک مرتبہ رکھتے تھے۔'' ⓬

---

❶ حلية الأولياء: ۳/ ۱٤۱۔ تهذيب التهذيب: ۷/ ۳۰۵.

❷ الطبقات الكبرى لابن سعد: ۵/ ۲۲۲.

❸ الطبقات الكبرى: ۵/ ۳۲٤.

❹ الوافي بالوفيات: ٤/ ۱۰۲.

❺ سير اعلام النبلاء: ٤/ ٤۱۳.

❻ تذكرة الحفاظ: ۱/ ۱٦٦.

❼ كتاب الجرح و التعديل: ۲/ ٤۸۷.

❽ مختصر العلو، ص: ۱٤۸.

❾ كتاب الجرح و التعديل: ٤/ ۱۳۹.

❿ منهاج السنة: ٤/ ۵۷.

⓫ ميزان الاعتدال: ٤/ ۲۰۲.

⓬ سير اعلام النبلاء: ۹/ ۳۸۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۹۔ محمد بن علی (الجواد) رحمہ اللہ:

انہیں بنی ہاشم کے سربرآوردہ لوگوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ ان کی سخاوت اور سیادت مشہور تھی۔ ❶

بغدادی ❷ کہتے ہیں:

''اہل سنت والجماعت نبی کریم ﷺ کی جملہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے موالات کے قائل ہیں اور جو انہیں یا ان میں سے بعض کو کافر کہے، اسے کافر ٹھہراتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور نبی کریم ﷺ کے مشہور نواسوں سے موالات کے بھی قائل ہیں جیسے حسن بن حسن، عبداللہ بن حسن، علی بن حسین زین العابدین، محمد بن علی بن حسین المعروف بہ ''الباقر''، جعفر بن محمد المعروف بہ ''الصادق''، موسیٰ بن جعفر اور علی بن موسیٰ الرضا وغیرہ۔ اہل سنت کا یہی قول سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دوسری صلبی اولاد کے بارے میں ہے جیسے عباس، عمر اور محمد بن حنفیہ، اور اسی موالات کے وہ سب بھی مستحق ہیں جو اپنے آباء واجداد اطہار کی سنتوں پر چلے۔'' ❸

اسفرائینی ❹ اہل سنت والجماعت کا منہج بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''رب تعالیٰ نے اہل سنت والجماعت کو اس بات سے محفوظ رکھا ہے کہ وہ اس امت کے اسلاف کی بابت کوئی دریدہ دہنی کریں یا ان پر زبانِ طعن دراز کریں، چنانچہ یہ لوگ حضرات مہاجرین و انصار، اعلامِ دین اہل بدر واحد، اہل بیعت رضوان رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں سوائے اچھی بات کے اور کوئی لفظ زبانوں سے نہیں نکالتے اور نہ حضرات عشرۂ مبشرہ رضی اللہ عنہم کی بابت کسی قسم کی لغوگوئی کرتے ہیں۔ اہل سنت والجماعت ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن، نبی کریم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی اولاد واحفاد رضی اللہ عنہم جیسے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور ان کی ذریت کے مشاہیر جیسے عبداللہ بن حسن، علی بن حسین، محمد بن علی، جعفر بن محمد، موسیٰ بن جعفر، علی بن موسیٰ الرضا کے

---

❶ منهاج السنة: ٤/ ٦٨.

❷ یہ عبدالقاہر بن طاہر بن محمد بن عبداللہ البغدادی التمیمی الاسفرائینی ہیں۔ شافعی فقیہ، اصولی اور ادیب تھے۔ ولادت و پرورش بغداد میں پائی ۴۲۹ ہجری میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ دیکھیں: وفیات الاعیان: ۳/ ۲۰۳۔ سیر اعلام النبلاء: ٤/ ٨٤.

❸ الفَرْقُ بين الفِرَق، ص: ٣٦٠.

❹ یہ طاہر اسفرائینی ہیں جو شافعی اور ابو المظفر کے لقب سے مشہور تھے۔ یہ امام، اصولی، فقیہ اور مفسر تھے۔ ۴۷۱ ہجری میں ''طوس'' میں وفات پائی۔ (طبقات الشافعیة: ٣/ ١٧٥)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بارے میں بھی اپنی زبانوں کو سلامت رکھتے ہیں۔ اسی طرح جو کسی تبدیل و تغییر کے بغیر ان کی سنتوں پر چلا، اسی طرح حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بارے میں بھی سوائے خیر کے اور کچھ نہیں کہتے حضرات اہل سنت والجماعت ان سب اکابر کے بارے میں طعنہ زنی کو جائز نہیں سمجھتے۔ اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب اعلام تابعین اور ان تبع تابعین کے بارے میں ہے جن کو رب تعالیٰ نے بدعات کے ارتکاب اور منکرات کے اظہار سے بچائے رکھا۔'' ❶

یہ ہے اہل سنت والجماعت کا آل بیت رسول کے بارے میں عقیدہ۔ الحمد للہ اہل سنت والجماعت کی کتابوں کے ہزاروں ورق پڑھ جائیے آپ کو ان میں اللہ کے حکم سے صرف یہی بات ملے گی کہ اہل سنت و الجماعت ہی آل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے انصار و مددگار ہیں۔ ❷

❶ التبصیر فی الدین، ص: ۱۹٦.

❷ العقیدۃ فی اھل البیت، للسحیمی.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بحث دوم

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب اور بعض مشارکات

یوں تو سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے بے شمار اور متنوع فضائل ومناقب ہیں لیکن آپ کے فخر کے لیے ایک یہی بات کافی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے نانا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے اور آپ نے اپنے بچپن کا زمانہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ تربیت وعاطفت میں گزارا اور آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ توجہ، رعایت اور عنایت نصیب ہوئی۔ ذیل میں سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے مناقب سے متعلقہ چند احادیث درج کی جاتی ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''حسن اور حسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں سوائے دو خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے۔'' ❶

اس حدیث میں متعدد اشارات وبشارات ہیں جو سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے فضائل کو مؤکد کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے کس قدر محبت تھی اس کو بیان کرتے ہوئے حضرت یعلی عامری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ''لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دعوتِ طعام میں شرکت کی دعوت دی۔ میں آپ کے ساتھ اس دعوت میں شریک ہونے نکلا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے آگے آگے تھے جبکہ حسین رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (فرطِ محبت میں) انہیں پکڑنا چاہا تو وہ ادھر ادھر بھاگنے لگے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ہنسی کھیل کرنے لگے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکڑ لیا اور اپنا ایک ہاتھ ان کی گدی کے اور دوسرا ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور ان کے منہ کو اپنے منہ پر رکھ کر انہیں بوسہ دیا اور فرمایا: ''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ اس سے محبت کرے جو حسین سے محبت کرتا ہے حسین (میرے)

❶ سنن النسائي: ٨١٦٩.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔'' ❶

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''حسن مجھ سے ہے اور حسین علی سے ہے۔'' ❷

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض اصحاب کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''میں اور حسین کہ ہم تم لوگوں سے ہیں اور تم لوگ ہم میں سے ہو۔'' ❸

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ پس جب آپ ﷺ سجدے میں گئے تو حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کی پیٹھ پر چڑھ گئے۔ جب گھر والوں نے انہیں ایسا کرنے سے منع کرنا چاہا تو آپ ﷺ نے انہیں اشارہ سے فرما دیا کہ ''انہیں رہنے دو۔'' نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے ان دونوں کو اپنی گود میں بٹھایا پھر ارشاد فرمایا: ''جسے مجھ سے محبت ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ان دونوں سے محبت کرے۔'' ❹

یہ نص اس بات کی تاکید بیان کرتی ہے کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی تعمیل ہے جو کبھی اپنے منہ سے خواہش نفس سے بات نہیں نکالتے اور جناب رسول اللہ ﷺ کا ان سے محبت فرمانا اس بات کو فرض کر دیتا ہے کہ ان دونوں حضرات سے بھی محبت کرے اور نبی کریم ﷺ کے ان آلِ بیت ذریت اور ازواج سے بھی محبت کرے جن سے نبی کریم ﷺ کو محبت تھی۔ لہٰذا جو ان لوگوں میں سے کسی ایک سے بھی بغض رکھے گا جن سے نبی کریم ﷺ کو محبت تھی وہ اپنے دعوائے محبت میں جھوٹا ہے۔

بھلا ایسا شخص اپنے دعوائے محبت میں سچا ہو بھی کیسے سکتا ہے جو اس ذات گرامی سے بغض رکھے جس سے نبی کریم ﷺ کو سب لوگوں سے زیادہ محبت تھی، اور وہ ام المومنین زوجہ رسول سیّدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما ہیں۔

❶ المستدرك للحاكم: ٤٨٢٠۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ ذہبی نے "التلخیص" میں اسے صحیح کہا ہے۔ رہی یہ حدیث کہ ''جس نے ان دونوں سے بغض کیا، اس نے مجھ سے بغض کیا اور جس نے مجھ سے بغض کیا، وہ اللہ کو مبغوض ہے اور جس سے اللہ نے بغض رکھا اللہ اسے دوزخ میں ڈالے گا۔'' (المستدرك: ٤٧٧٦) حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث شیخین کی شرط پر ہے۔ ذہبی اس حدیث کے بارے میں "التلخیص" میں کہتے ہیں: یہ حدیث منکر ہے۔

❷ المعجم الكبير: ٦٣٥۔ مسند الشاميين: ١١٢٦۔ سير اعلام النبلاء: ٤/ ٣٣٥۔ ذہبی کہتے ہیں: اس کی اسناد قوی ہے۔

❸ تاريخ الاسلام للذهبي: ٢/ ٨٣.

❹ سنن النسائي: ٨١٧٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو نبی کریم ﷺ کے پھول سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے پاک خون سے اپنے ناپاک ہاتھ رنگنے کی جرأتِ صد خسران کرے، وہ اہل بیت سے محبت کے دعوے میں صادق ہوسکتا ہے؟؟

یہی وہ دقیق پیمانہ ہے جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ شرعی محبت کو واضح کرتا ہے جو آل بیت کی محبت اور ذریت و ازواج سے ولاء و عقیدت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، جس کا پرتو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کتاب وسنت سے محبت پر نظر آتا ہے جس میں ان سب مسلمات میں کوئی تفریق نظر نہیں آتی۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے تھے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا جناب رسول اللہ ﷺ کے نزدیک کیا رتبہ و مرتبہ تھا اور نبی کریم ﷺ کو ان دونوں سے کس قدر تعلق اور قربت تھی۔ جس کی بنا پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بے حد تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اس تعلق کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی زبانی سنیے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جبکہ آپ ﷺ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھایا ہوا تھا اور آپ ﷺ یہ فرمارہے تھے: ''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اس سے محبت کر۔'' [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جس کو اس بات سے خوشی ہو کہ ایک جنتی آدمی دیکھے تو وہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھ لے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو انہیں جنتی کہتے سنا ہے۔'' [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نے جب بھی حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے، آپ ﷺ نے مجھے مسجد میں پایا۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھ پر سہارا لیا۔ پس میں آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ بنو قینقاع کا بازار آ گیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے میرے ساتھ کوئی بات نہ کی۔ آپ ﷺ نے بازار کا ایک چکر لگایا، (بازار کو) دیکھا پھر لوٹ آئے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ لوٹ آیا۔ آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہوئے اور حبوہ باندھ کر بیٹھ گئے پھر فرمایا: ''ذرا منے کو میرے پاس بلانا۔'' پس حضرت حسین رضی اللہ عنہ دوڑے ہوئے

---

[1] المستدرك للحاكم: ٤٨٢١۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ ایسی ہی روایت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی مروی ہے اور یہ دونوں روایات محفوظ ہیں۔ ذہبی ''التلخیص'' میں کہتے ہیں: یہ روایت صحیح ہے۔

[2] صحیح ابن حبان: ٦٩٦٦.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آئے اور آپ ﷺ کی گود میں گر گئے۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ کی داڑھی میں ہاتھ ڈال کر کھیلنا شروع کر دیا۔ نبی کریم ﷺ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے منہ کو کھولتے اور اس میں اپنا منہ داخل کر کے فرماتے: ''اے اللہ! مجھے اس سے محبت ہے، تو بھی اس سے محبت کر۔'' ❶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قدموں سے گرد جھاڑ دیا کرتے تھے۔ ❷ ایسا وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت اور نبی کریم ﷺ کی قرابت کی تعظیم کی بنا پر کرتے تھے۔

کسی عراقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس مُحرِم کے بارے میں سوال کیا جس نے حالت احرام میں مکھی مار دی تھی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''یہ عراقی مکھی کے بارے میں پوچھتے ہیں حالانکہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے نواسہ کو مار ڈالا (اور پروا تک نہ کی) جبکہ نبی کریم ﷺ نے (ان کے بارے میں یہ) فرمایا تھا: ''یہ دونوں (یعنی حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما) میرے دنیا کے دو پھول ہیں۔'' ❸

نبی کریم ﷺ کو حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے جس قدر محبت تھی، اتنی کسی ماں باپ کو اپنی اولاد سے نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ حضرات کریمین رضی اللہ عنہما کے لیے تعوذ پڑھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے:
''میں تم دونوں کو اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان اور مہلک چیز سے اور ہر نظر بد سے۔'' ❹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے، آپ ﷺ نے ایک کندھے پر حسین رضی اللہ عنہ اور دوسرے کندھے پر حسن رضی اللہ عنہ کو اٹھایا ہوا تھا۔ کبھی آپ ﷺ اِن کو بوسہ دیتے اور کبھی اُن کو، یہاں تک کہ ہمارے پاس آ پہنچے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو ان سے

---

❶ المستدرك: ٤٨٢٣۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ ذہبی نے "التلخیص" میں اس کو صحیح کہا ہے۔

❷ تاریخ الاسلام للذھبی: ۲/ ۸۳۔

❸ صحیح البخاری: ۳۵٤۳۔ اس حدیث کی شرح میں علماء نے یہ لکھا ہے کہ ریحانہ ایک خوشبودار پودا ہوتا ہے جسے گل ناز بو کہتے ہیں حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو ریحانہ کہنے کی وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جس طرح پھول کو بھی سونگھا اور اس سے مسرور ہوا جاتا ہے، اسی طرح اولاد کو بھی سونگھا اور اس سے مسرور ہوا جاتا ہے۔

❹ المستدرك: ٤٧٨١۔ یہ روایت بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے۔ ذہبی "التلخیص" میں لکھتے ہیں: یہ حدیث بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محبت ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! (اور سنو) جس نے ان دونوں سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا تو اس نے مجھ سے بغض رکھا۔'' ❶

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے اس لیے بے پناہ محبت کرتے تھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں سے محبت تھی۔ چنانچہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی محبت سنت اور ان دونوں کا بغض بدعت و ردّت قرار دیا گیا۔ لہٰذا جو حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے نانا حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا مخالف ہے اور اسے انصار ومہاجرین سے بغض ہے اور اسے امت کے اسلاف و ائمہ سے کینہ ہے وہ کبھی حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت کرنے والا نہیں کہلا سکتا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب ایک انسان میں علم وحلم اور جود وکرم جیسے اخلاق فاضلہ اور مکارم عالیہ پیدا کرتا ہے تو ضروری تھا کہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما بھی ''خلق عظیم'' کے اس منبع و سرچشمہ سے زبردست سیراب ہوتے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت وعنایت آپ میں صبر و احتساب اور جرأت و شجاعت جیسی بلند صفات پیدا کرتی۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی پرورش نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی روح میں کتاب وسنت سے تمسک و اعتصام کو جاگزیں کر دیا، آپ کتاب وسنت پر عمل کرنے کے بے حد حریص تھے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی کتابِ زندگی کا ایک ایک ورق اس بات کی شہادت دیتا ہے اور یہ ایمان افروز داستان سناتا ہے کہ آپ نے کتاب وسنت کی سربلندی اور دوسرے اجتہادات و احکامات پر کتاب و سنت کی برتری کے لیے ناقابل فراموش قربانیاں دیں جن کو گردشِ لیل ونہار، مرورِ زمان اور صدیوں کی مسافت کبھی مٹا نہیں سکتی۔

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی ایک عظیم منقبت حدیث کساء کا قصہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے اہل بیت کو ایک چادر میں لے کر ان کے لیے دعا کی تھی تو ان میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ واقعہ سناتے ہوئے بیان کرتی ہیں:

> ''ایک صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسم مبارک پر سیاہ دھاگوں سے بنی کجاووں جیسے نقش کی چادر تھی۔ اتنے میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس چادر میں لے لیا۔ پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ (چادر میں) داخل کر لیا۔ پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو انہیں (بھی چادر میں) داخل کر لیا۔ پھر علی رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں (بھی اس چادر میں) داخل کر لیا، پھر قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی:

❶ المستدرك: ٤٧٧٧۔ یہ حدیث صحیح ہے اور ذہبی نے بھی ''التلخیص'' میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾

(الاحزاب : ۳۳)

''اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے گھر والو! اور تمھیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا۔'' ❶

بلاشبہ یہ ایک عظیم فضیلت و منقبت ہے جو اسی ''مبارک کنبہ'' کے ساتھ خاص ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس خاندان کے لیے جو دعائیں مانگیں جناب حسین بن علی رضی اللہ عنہما ان سب دعاؤں میں شریک ہیں۔ ان دعاؤں میں ظاہر و باطن کی طہارت، عقیدہ و عمل کی پاکیزگی، قرآن و سنت سے تمسک و اعتصام اور دین متین پر عمل سب شامل ہیں۔ یہ بات بھی معلوم ہے کہ یہ آیت ازواجِ مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی تھی کیونکہ اس آیت میں از اوّل تا آخر خطاب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝﴾

(الاحزاب : ۳۲-۳۴)

''اے نبی کی بیویو! تم عورتوں میں سے کسی ایک جیسی نہیں ہو، اگر تقویٰ اختیار کرو، تو بات کرنے میں نرمی نہ کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے طمع کر بیٹھے اور وہ بات کہو جو اچھی ہو اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے گھر والو! اور تمھیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا اور تمھارے گھروں میں اللہ کی جن آیات اور دانائی کی باتوں کی تلاوت کی جاتی ہے انھیں یاد کرو۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے نہایت باریک بین، پوری خبر رکھنے والا ہے۔''

ان آیات میں ان دشمنانِ صحابہ کا قطعی ردّ ہے جن کے دل حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ازواج

---

❶ صحیح مسلم: ۲٤۲٤۔ رجس کی تفسیر میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد شک ہے۔ ایک قول ''عذاب'' کا ہے۔ جبکہ ایک قول ''اثم'' یعنی گناہ کا ہے۔ ازہری کہتے ہیں: ''رجس ہر ناپسندیدہ اور برے عمل کو کہتے ہیں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مطہرات رضی اللہ عنہن کے فضائل ومناقب سے جل بھن جاتے ہیں۔ پھر اس حدیث میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے کنبہ اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے درمیان گہرے تعلق کا بھی شافی بیان ہے۔ بالخصوص سیّدہ صدیقہ طاہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گہرے تعلق کا علم ہوتا ہے، جو خود سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے کنبہ کی اس فضیلت ومنقبت کی ایک راویہ اور اس کو بیان کرنے اور امت مسلمہ میں منتشر کرنے والی ہیں۔ یقیناً یہ بات حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو مضبوطی سے تھامنے والوں کے لیے تو باعث صد مسرت ہے جبکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آل بیت سے بغض ونفرت رکھنے والوں کے لیے اس روایت میں خسران وحرمان اور غیظ وغضب کا بے پناہ سامان ہے۔

بخاری شریف کی یہ روایت ان اعدائے صحابہ کے گھناؤنے اور تیرہ وتاریک باطن اور ان کی اباطیل کو رسوا کرنے کے لیے شاہد ناطق اور بس ہے جن کا کام حب آل بیت کی آڑ میں امت مسلمہ کی پیٹھ میں خنجر گھونپنا اور ان کی حزم واحتیاط اور تقویٰ وورع کی روح کو بے موت مارنا ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ خاص ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان بیان کرتے ہوئے سورۂ آل عمران کی اس آیت کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾

(آل عمران: ۱۲۱)

''اور جب تو صبح سویرے اپنے گھر والوں کے پاس سے نکلا، مومنوں کو لڑائی کے لیے مختلف ٹھکانوں پر مقرر کرتا تھا اور اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

امام بخاری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿غَدَوْتَ﴾:...... یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے شروع میں نکلے۔

﴿مِنْ اَهْلِكَ﴾:...... یعنی اپنی زوجہ مطہرہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ سے۔

﴿تُبَوِّئُ﴾:...... یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو قتال کے لیے ان کے مورچوں پر متعین فرما رہے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دائیں بائیں مقرر فرمایا اور ان کے لیے مورچوں اور لڑنے کی جگہوں کی تحدید وتعیین فرمائی۔ ❶

رب تعالیٰ کی کتاب پکار پکار کر یہ کہہ رہی ہے کہ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم کی اہل ہیں۔ جس سے سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تشریف وفضیلت اور ایک خاص فضیلت عیاں ہوتی ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں

❶ صحیح البخاری، باب غزوۃ احد: ٤/ ١٤٨٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے سامنے ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے کہ آپ ﷺ کی اہلیہ سیّدہ طاہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو سب انسانوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ جبکہ منافقین آج تک جناب رسول اللہ ﷺ کو آپ کی اس بات میں جھٹلاتے آ رہے ہیں اور ہماری طاہرہ، صادقہ اور عفیفہ ماں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر وہ تہمت لگاتے ہیں جو کتاب اللہ اور سنت مطہرہ کے صریح مناقض و متضاد ہے۔ لیکن افسوس اس ناسمجھ اُمت پر جو ان کے شور و غوغا پر کان بھی دھرتے ہیں اور ان منافقین سے محبت و تولی کا اظہار کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے کھلے دشمن ہیں۔ یوں یہ عوام صحیح کو غلط اور باطل کو حق کہہ بیٹھتے ہیں۔ اے مسلمانو! بتلاؤ! یہ عالم برگشتگی کب تک جاری رہے گا؟ کب تک تم لوگ یوں اندھیروں میں بھٹکتے اور ٹامک ٹوئیاں مارتے رہو گے؟!!

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سب سے اعلیٰ حسب و نسب اور سب سے بہتر سیرت و اخلاق کے مالک تھے، متعدد نصوص اس کو واضح کرتی ہیں چنانچہ:

❀...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نماز عصر ادا فرما رہے تھے۔ جب آپ ﷺ چوتھی رکعت میں پہنچے تو سیّدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما ادھر آ نکلے اور نبی کریم ﷺ کی پیٹھ پر سوار ہو گئے۔ پس (نماز کے بعد) آپ ﷺ نے ان دونوں کو اپنے سامنے بٹھایا پھر ایک کندھے پر حسن رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے کندھے پر حسین رضی اللہ عنہ کو سوار کیا، پھر ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! کیا میں تم لوگوں کو نہ بتاؤں کہ سب سے بہتر نانا اور نانی والا کون ہے؟ کیا میں تم لوگوں کو نہ بتاؤں کہ سب سے بہتر چچا اور پھوپھی والا کون ہے؟ کیا میں تم لوگوں کو نہ بتاؤں کہ سب سے بہتر ماموں اور خالہ والا کون ہے؟ کیا میں تم لوگوں کو نہ بتاؤں کہ سب سے بہتر ماں اور باپ والا کون ہے؟ تو سنو! وہ دونوں حسن اور حسین ہیں جن کے نانا اللہ کے رسول (ﷺ) اور نانی خدیجہ بنت خویلد (رضی اللہ عنہا) ہے۔ جن کی ماں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بنت رسول اللہ (ﷺ) ہے اور جن کا باپ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) ہے۔ جن کا چچا جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) اور پھوپھی ام ہانی بنت ابی طالب (رضی اللہ عنہا) ہے۔ جن کا ماموں قاسم بن رسول اللہ (ﷺ) ہے اور جن کی خالہ زینب، رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں ہیں اور (سن لو کہ) ان دونوں کا نانا جنت میں ہے، ان دونوں کا باپ جنت میں ہے، ان دونوں کی نانی جنت میں ہے، ان دونوں کی ماں، چچا اور پھوپھی جنت میں ہے اور ان دونوں کی خالائیں جنت میں ہیں اور ان دونوں کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ماموں جنت میں ہے، اور یہ دونوں (خود بھی) جنت میں ہیں اور ان کی بہن جنت میں ہے۔'' ❶

اگر چہ اس اثر کی سند میں قدرے ضعف ہے لیکن اس کے معانی معلوم ومشہور ہیں، اس پاکیزہ خاندان کے ایسے فضائل ومناقب دوسری صحیح روایات سے ثابت ہیں کہ یہ خاندان عزت وشرافت اور بزرگی ونجابت کی کان اور جود وکرم کا منبع وسرچشمہ ہے جس کا حسب ونسب ستھرا، نتھرا، پاکیزہ، عمدہ، اعلیٰ، بزرگ و برتر اور شریف ونجیب ہے۔ جس نے سیادت وقیادت کی چوٹیوں کو جا چھوا اور اس سے کم رتبہ پر کبھی راضی نہ ہوا۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صنادید عرب آل بیت اطہار کی اس بزرگی و برتری سے واقف بھی تھے اور اس کے معترف بھی تھے چنانچہ ''ایک دن حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے اپنے ہم مجلسوں سے دریافت فرمایا: ماں، باپ، نانا نانی، چچا پھوپھی اور خالہ ماموں کے اعتبار سے سب سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: امیر المومنین! (اس بات کو) آپ (ہم سے) زیادہ جانتے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا (جو اس وقت مجلس میں موجود تھے) ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: ''یہ ہیں۔'' ❷

یہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا حد درجہ انصاف ہے کہ وہ کس فراخ دلی، صدق واخلاص اور یقین واذعان کے ساتھ آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس چشم و چراغ کی ایسی بے نظیر فضیلت ومنقبت کا اظہار اور اقرار فرما رہے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت، ذریت وازواج اور موالی کے ساتھ اہل ایمان واسلام ہمیشہ تعظیم واجلال کا سلوک کرتے رہے، چنانچہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: ''جناب رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال رکھو۔'' ❸

یعنی جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت سے محبت کرے اور جو دنیا وآخرت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تقرب چاہتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل، ذریت اور ازواج رضی اللہ عنہم اجمعین کا اکرام واجلال کرے، ان کی خیر خیریت معلوم کرے، انہیں راضی اور خوش کرنے میں جتن کرے، ان سے تعاون کرے، ان کے حقوق ادا کرے اور ان کے اُن اعلیٰ اخلاق کو اپنائے جو ان کی سیرت وکردار کا جزو لاینفک تھے، جیسے علم وحلم، وفا وصفا، جود وکرم، جہد وتضحیہ، کتاب وسنت اور ان کی زبان سے تمسک، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا علی، سیّدہ فاطمہ، حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اور ان کے سچے جاں نثاروں کی زبان ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، سیرت، منہج اور تعلیمات کے سچے پیروکار تھے۔

---

❶ المعجم الاوسط للطبرانی: ٦٤٦٢۔ اس حدیث کو عبدالرزاق سے صرف احمد بن محمد بن عمرو بن یونس یمامی نے روایت کیا ہے۔

❷ الکامل لابن اثیر فی التاریخ: ٣/ ٢٦٢۔ العقد الفرید: ٤/ ٣٣٧۔ الانصاف للخلیفة، ص: ٥٣٥.

❸ صحیح البخاری: ٣٥٤١.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت وسیرت کے ساتھ مشابہت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپ سے محبت کرنے کا بیان

❀ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جو سر سے لے کر گردن تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کو دیکھنا چاہے وہ حسن کو دیکھ لے اور جو گردن سے لے کر پیروں تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا چاہے وہ حسین کو دیکھ لے۔ یہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہیں۔'' ❶

❀ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جس کو اس بات سے خوشی ہو کہ وہ گردن سے چہرے تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ انسان کو دیکھے تو وہ حسن بن علی کو دیکھ لے اور جسے اس بات سے خوشی ہو کہ وہ گردن سے ٹخنوں تک خلقت اور رنگت کے اعتبار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ انسان کو دیکھے تو وہ حسین بن علی کو دیکھ لے۔'' ❷

❀ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اولاد علی رضی اللہ عنہ میں سے حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ کوئی نہ تھا۔'' ❸

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت کی جن روایات میں یہ ذکر آتا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے تو اس سے مراد یہ ہے کہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ جناب حسین بن علی رضی اللہ عنہما تھے۔

❀ ایاس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

''میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر شہباء کی نکیل پکڑ کر (آگے آگے) چلا، حتیٰ کہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں داخل کر دیا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے۔'' ❹

بہرحال عقیدت ومحبت اور وفا وولا کی یہ داستان بے حد طویل ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو

---

❶ المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۷۶۹.

❷ المعجم الکبیر: ۲۷۶۸.

❸ المستدرك: ٤٧٨٧۔ ذہبی نے "التلخیص" میں اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

❹ صحیح مسلم: ۲٤۲۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے جس قدر محبت تھی اس کو کہاں تک بیان کیجیے اور کیا بتایئے اور کیا چھوڑیے کہ

ہر نقشہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است

یہ تو تھیں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بابت اہل سنت والجماعت کی وہ نصوص جن میں کتاب وسنت اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار واخبار کو معیار بنایا گیا ہے اور ان سے تمسک کیا گیا ہے۔ لیکن اعدائے صحابہ نے آل بیت اور بالخصوص سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں دجل وتلبیس اور وضع وتدلیس سے کام لیتے ہوئے ایسی ایسی روایات گھڑی گئی ہیں جن میں بظاہر تو آل بیت سے محبت وتعظیم کا اظہار کیا گیا ہے لیکن در پردہ ان نصوص سے کتاب وسنت کے بیان کردہ عقائد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی مخالفت کا کام لیا گیا ہے۔ اعدائے صحابہ نے حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم کی بابت قرآن وسنت پر مبنی عقیدہ کے ''چشمۂ صافی'' کو گدلا اور گندا کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ چنانچہ قرآن تو یہ شہادت دیتا ہے کہ آل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہم شیر وشکر اور ایک دوسرے کے انصار ومددگار تھے مگر اعدائے صحابہ کی خود تراشیدہ داستانیں کچھ اور ہی قصہ سناتی ہیں۔ چنانچہ یہ وضعی روایات یہ باور کرواتی ہیں کہ صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے دست وگریبان رہتے تھے اور کبھی ان مقدس ہستیوں کو ایک دوسرے کے خلاف سازشوں میں مصروفِ عمل دکھایا جاتا ہے۔

ان کے منہ میں خاک!

زمین وآسمان ایک دوسرے سے مل سکتے ہیں، گردشِ لیل ونہار رک سکتی ہے، حرکت آفتاب تھم سکتی ہے، نور مہتاب مٹ سکتا ہے، آگ اور پانی اپنی تاثیر کھو سکتے ہیں مگر!

نہیں ہوسکتا تو یہ نہیں ہوسکتا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل بیت اطہار اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں ذرا سا بھی میل آجائے! حاشا وکلا!

اعدائے صحابہ رضی اللہ عنہم نے دروغ بافیوں اور جعل سازیوں کا یہ سلسلہ صرف اس نامسعود، غیر محمود، منحوس اور خبیث مقصد کو حاصل کرنے کے لیے (اللہ انہیں کبھی کامیاب نہ کرے) جاری کیا تاکہ امت مسلمہ میں فتنوں کو ہوا دی جاسکے اور انہیں محبت ومودت اور رحمت وتعاون کے ان رشتوں سے بے گانہ ونا آشنا بنایا جاسکے جو اسلاف امت، حضرات صحابہ کرام اور آل بیت اطہار رضی اللہ عنہم میں قائم واستوار تھے۔

اعدائے صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ گھناؤنا رویہ ہر مسلمان پر اس بات کو لازم کرتا ہے کہ وہ تاریخ کا مطالعہ ہوشیار اور بیدار ہوکر کرے اور جہاں کہیں بھی کوئی ایسی بات ملے جو اسلاف اکابر کے بلند کردار سے ازحد گری ہوئی ہو اس کا بلا تردّد وتحقیق انکار کردے اور جو بات بھی ان کی اخلاقیات، اخوت وایثار، چشم پوشی، عفو وکرم اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیکیوں میں مسابقت وتنافس کے خلاف نظر آئے اسے کبھی قبول نہ کیا جائے۔

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما بے حد نڈر، بے باک، دلیر، شجاع، حق گو، حق پرست، لومِ لائم سے بے پروا، رب کی رضا میں فنا اور نفاق وریا سے بے پناہ دُور تھے۔ جب مروان بن حکم نے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو کندھا دیا تو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے نہایت جرأت کے ساتھ یہ کہا:

''آج تو ان کا جنازہ اٹھاتا ہے، اللہ کی قسم! تو انہیں غصہ کے گھونٹ پلاتا تھا۔''

مروان نے بے ساختہ کہا:

''اللہ کی قسم! میں اس ذات کے ساتھ ایسا ناروا سلوک کرتا تھا جس کی برداشت پہاڑوں کے برابر تھی۔'' ❶

بے شک سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ اگر حلم و بردباری میں مشہور تھے تو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ جرأت وشدت میں مشہور تھے۔

مشارکاتِ حسین رضی اللہ عنہ:

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا بچپن اپنے والدین اور جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر پرورش وتربیت گزارا لڑکپن حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے مبارک ادوار میں گزرا۔ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پر خصوصی توجہ وعنایت تھی۔ یہاں تک کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان کا وظیفہ اہل بدر کے مساوی مقرر کیا تھا اور انہیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اولاد اور خود اپنی اولاد پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ یہی حال سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایامِ خلافت میں بھی رہا کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سب سے زیادہ قریب تھے اور سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ سب سے زیادہ سلوک واحسان اور اجلال واکرام والا معاملہ کیا کرتے تھے۔ اہل سنت والجماعت صرف انہی باتوں کے مناد ہیں۔ ہاں جن کی زہریلی پھنکاریں امت مسلمہ کی وحدت کو جلا کر خاکستر کر دینا چاہتی ہیں اور ان کی آنکھیں امت مسلمہ کی صفوں میں امن واطمینان واتفاق واتحاد دیکھ کر نفرت کے شعلے اگلتی ہیں، انہی کی زبانیں ان مقدس رشتوں، قرابتوں، محبتوں اور الفتوں پر زہر افشانی کرتی ہیں۔ چنانچہ حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یمن کے چند جوڑے آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے قبر مبارک اور منبر نبوی کے درمیان بیٹھ کر انہیں تقسیم فرما دیا لوگ آتے گئے اور جوڑا لیتے گئے اور سلام و دعا کے بعد رخصت ہوتے رہے۔ اتنے میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اپنی والدہ ماجدہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

❶ سیر اعلام النبلاء: ٤/ ٣٤٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے دولت کدہ سے نکلے اور لوگوں کو پھلانگتے آگے بڑھنے لگے اور ان پر ان یمنی جوڑوں میں سے کچھ بھی نہ تھا۔ یہ دیکھ کر سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے چہرے پر تشویش کے آثار نظر آنے لگے۔ پھر فرمایا: اللہ کی قسم! جب تک میں تم دونوں کو بھی یمنی جوڑے نہ پہنا دوں گا میرے دل کو سکون نہ آئے گا۔ انہوں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ نے اپنی رعایا کو پہنایا تو خوب کیا (اگر ہم رہ گئے تو کیا ہوا)۔ آپ نے فرمایا: ان دونو جوانوں کے لیے جو لوگوں کو پھلانگتے آ رہے ہیں اور ان کے بدنوں پر یمنی جوڑے نہیں، وہ جوڑے ان سے بڑے تھے۔ پھر آپ نے یمن خط لکھا کہ دو جوڑے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ماپ کے بھیجو اور جلدی بھیجو۔ چنانچہ یمن کے عامل نے دو جوڑے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو بھیجے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں پہنائے۔'' ❶

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مشارکات میں سے ایک اہم ترین بات یہ ہے کہ آپ نے دوسرے مسلمانوں کی طرح جہاد میں عملی شرکت کی۔ چنانچہ خلافت عثمانی کے دَور میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے غزوۂ طبرستان میں شرکت کی جس کی امارت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی جو اس وقت کوفہ کے گورنر تھے۔ چنانچہ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ حضرت حذیفہ بن یمان اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس غزوہ پر روانہ ہوئے جس میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بھی شریک تھے۔

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بطولت و شجاعت اور جرأت و شہامت کا نہایت ایمان افروز واقعہ آپ کا خلیفہ مظلوم و شہید سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قصر خلافت کی حفاظت کرنا اور اس کا پہرا دینا ہے۔ چنانچہ جب سبائی بلوائیوں نے امام شہید رضی اللہ عنہ تک پہنچنے کے لیے حملہ کیا تو دوسرے پہرے داروں اور جاں نثاروں کے ساتھ آپ بھی ان کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے رہے۔ چنانچہ ام المومنین سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام کنانہ کہتے ہیں:

''میں سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو دارِ عثمان میں زخمی حالت میں اٹھا کر لانے والوں میں سے ایک تھا۔'' ❷

یہ تاریخی اشارات بتلاتے ہیں کہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے عسکری اور سیاسی زندگی میں بھرپور حصہ لیا، جہاد فی سبیل اللہ کا اجر کمایا اور خلیفہ راشد رضی اللہ عنہ کا دفاع کر کے رب تعالیٰ کا قرب حاصل کیا۔ آپ سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کے سامنے جرأت و شجاعت کی ایک نئی داستان رقم کی۔ آپ کے یہ قابل فخر اور ناقابل فراموش جہادی کارنامے والد ماجد سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حیات میں اور ان کی عنایت و

❶ كنز العمال: ٣٧٦٧٥۔ تهذيب الكمال: ٦/ ٤٠٥.

❷ تاريخ المدينة لابن شبة: ٢/ ٢٤٦۔ الانصاف، ص: ٢٥٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رعایت کے زیر سایہ منصۂ شہود پر وقوع پذیر ہوئے۔ بلکہ خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ آپ کو معرکہ کارزار میں اترنے اور دادِ شجاعت دینے پر ابھارا کرتے تھے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اپنے والد ماجد کی زندگی میں یہ کارنامے اعدائے صحابہ رضی اللہ عنہم کی وصی اور وصیت کے نام پر پھیلائی جانے والی باطل اور من گھڑت کہانیوں کا برملا انکار کرتے ہیں جن کا کسی صحیح حدیث میں حضرات اہل بیت اطہار کے بارے میں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ بے شک حضرات اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم وصیت کے اس من گھڑت قصہ سے اور ان افسانہ تراشوں سے بری ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو اپنی شہادت کے وقت اپنی اولاد سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو یہ وصیت فرما رہے ہیں:

''اے میرے دونوں بیٹو! میں تم دونوں کو رب کے تقویٰ کی، نمازوں کو اپنے وقت پر ادا کرنے کی، زکوٰۃ کو اپنے مصارف میں ادا کرنے اور وضو کو اچھے طریقے سے کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ میں تمہیں غلطی معاف کرنے، غصہ پی جانے، صلہ رحمی کرنے، نادانی پر برداشت کا مظاہرہ کرنے، دین میں تفقہ حاصل کرنے، ثابت قدم رہنے، قرآن پڑھتے رہنے، پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے، بے حیائیوں سے بچنے کی وصیت کرتا ہوں۔''

پھر آپ نے محمد بن حنفیہ کی طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا:

''میں نے تمہارے دونوں بھائیوں کو جن باتوں کی وصیت کی ہے، کیا تم نے بھی ان کو یاد کر لیا ہے؟ وہ بولے: جی ہاں! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری یہ نصیحتیں تمہارے لیے بھی ہیں اور مزید یہ کہ اپنے ان دونوں بھائیوں کے حقوق کو ادا کرتے رہنا، ان کی تعظیم کرتے رہنا، ان کے بغیر کوئی کام نہ کرنا۔ پھر حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے یہ فرمایا: ''یہ وصیت میں تم لوگوں کو بھی کرتا ہوں۔ محمد تم دونوں کا باپ شریک بھائی ہے اور تم دونوں جانتے ہو کہ تمہارے باپ کو محمد سے پیار ہے۔''

اس کے بعد آپ نے یہ وصیت لکھوائی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

''یہ علی بن ابی طالب کی وصیت ہے، وہ اس بات کی وصیت کرتا ہے کہ وہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ ایک اکیلے اللہ وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جن کو رب تعالیٰ نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تا کہ اس دین کو سب دینوں پر غالب کر دیں چاہے مشرکوں کو برا ہی لگے۔ پھر یہ کہ میری نماز اور میری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبادت، میرا جینا اور میرا مرنا صرف اللہ رب العالمین کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اسی کا حکم ملا ہے اور میں سب سے پہلے فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اے حسن وحسین! اے میرے سب اہل خانہ اور میری اولاد اور جن تک میری یہ وصیت پہنچے کہ میں ان سب کو اس اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارا پروردگار ہے، مرنا تو مسلمان ہی مرنا اور سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور فرقوں میں نہ پڑنا۔ میں نے حضرت ابو القاسم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''بے شک آپس میں صلح کرنا نماز و روزہ سے افضل ہے۔''

اپنے قرابت داروں کو دیکھنا اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنا۔ اللہ تم پر حساب کو آسان کر دے گا۔ یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کہ وہ تمہارے سامنے ضائع نہ ہو جائیں۔ نماز کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے۔ زکوٰۃ کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کہ زکوٰۃ رب کے غصہ کو ٹھنڈا کرتی ہے۔ فقراء اور مساکین کے بارے میں اللہ سے ڈرنا، انہیں اپنے اسباب زندگی میں شریک کرتے رہنا۔ قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کہ قرآن پر عمل کرنے میں کوئی تم سے آگے نہ بڑھنے پائے۔ اپنی جانوں اور مالوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے اور خانہ کعبہ کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کہ جب تک تم زندہ ہو وہ خالی نہ رہے (بلکہ آباد رہے) کہ اگر خانہ کعبہ کو چھوڑ دیا گیا تو تمہارے پاس کوئی حجت نہ رہے گی۔ اپنے پیغمبر ﷺ کے اہل ذمہ کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کہ تمہارے ہوتے ہوئے ان میں سے کسی پر ظلم نہ ہونے پائے۔ اپنے پڑوسیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کہ یہ تمہارے نبی کی وصیت ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ''مجھے جبرئیل (علیہ السلام) پڑوسیوں کے بارے میں وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ میں یہ سمجھا کہ یہ انہیں وارث بنا کر چھوڑیں گے۔''

اپنے نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں وصیت کی ہے۔ دو کمزوروں -اپنی بیویوں اور غلاموں- کے بارے میں اللہ سے ڈرنا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے سب سے آخر میں انہی کے بارے میں وصیت فرمائی تھی۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میں تم لوگوں کو دو کمزوروں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں -عورتیں اور غلام- اور نماز نماز (کہ اس کا خیال کرنا)۔ اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پروا نہ کرنا۔ وہی اللہ ان لوگوں سے تمہیں کافی ہو جائے گا جو تم پر ظلم کرنا چاہتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں سے اچھی بات کرنا جیسا کہ اللہ نے تمہیں اس بات کا حکم دیا ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ چھوڑنا وگرنہ تمہارے امور ان لوگوں کے ہاتھوں میں چلے جائیں گے جو بدترین ہوں گے پھر تم دعا مانگو گے مگر قبول نہ ہوگی۔ ایک دوسرے سے تعلق رکھنا اور ایک دوسرے پر خرچ کرنا اور قطع تعلقی، بے رخی اور تفرقہ سے بچنا اور نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا اور گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرنا۔ اللہ سے ڈرتے رہنا کہ اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ اے اہل بیت! اللہ تمہاری حفاظت کرے اور تمہارے بارے میں تمہارے پیغمبر کی حفاظت کرے۔ میں الوداع کہتا ہوں اور تم لوگوں کو رب کے حوالے کرتا ہوں اور تم لوگوں کو سلام کہتا ہوں۔"

اس کے بعد سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ صرف لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرتے رہے اور ماہِ رمضان ۴۰ ہجری میں اس دارِ فانی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ گئے۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے آپ کو غسل دیا۔ آپ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جس میں کوئی قمیص نہ تھی۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے نو تکبیروں کے ساتھ آپ کا نماز جنازہ پڑھایا۔ آپ کے بعد سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ چھ ماہ تک سریر آرائے مسند خلافت رہے۔ [1]

یہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی واضح وصیت ہے جس میں اس مزعومہ وصیت کا دُور دُور تک بھی پتا نہیں۔ جس کی بنیاد پر ان ناہنجاروں نے ائمہ اسلاف، ائمہ اہل بیت اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کیا جاتا ہے تاکہ امامت اور مظلومیت کے جذباتی نعروں کی آڑ میں امت مسلمہ کا شیرازہ بکھیر دیں اور اس کی وحدت پارہ پارہ کر دیں۔ اس وصیت میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے نماز کی حفاظت کی دعوت دی ہے، سنت و جماعت کو مضبوطی سے تھامنے کی نصیحت کی ہے، فتنوں سے دُور رہنے کی فہمائش کی ہے اور مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی زبردست ترغیب دی ہے۔

یہ وصیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبت اور ان کی تعظیم و توقیر کرنے کو بیان کرتی ہے کیونکہ اس بات کی خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو وصیت فرمائی تھی۔ اس وصیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں اور حاسدوں سے بچنے کی تاکید ہے۔ تواضع، انفاق فی سبیل اللہ، نیکیوں پر تعاون اور قول حق کی حمایت کی ترغیب ہے اور آخری بات یہ ہے کہ ان سب باتوں میں ایک اکیلے اللہ سے مدد لی جائے۔

[1] المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۶۸۔ ارواء الغلیل للالبانی رحمہ اللہ: ۶/ ۷۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل:

قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں امت کا موقف

بحث اوّل

مقتل حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا طرزِ عمل

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں **اہل سنت والجماعت کا طرزِ عمل بیان** کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''رب تعالیٰ نے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو خلعت شہادت سے نوازا اور اس عظیم منصب کو عطا کر کے آپ کے قاتل، یا اس کے معاون، یا ہر اس شخص کو دنیا وآخرت میں رسوا کیا جو آپ کے شہید کر دیئے جانے پر راضی تھا۔ آپ کی شہادت پہلے شہداء کا ایک نہایت عمدہ نمونہ تھی۔ سیّدنا حسین اور آپ کے بھائی سیّدنا حسن رضی اللہ عنہما نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں، حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے اسلام کی عزت وسربلندی کے دَور میں آنکھ کھولی اور کلمہ حق کی سربلندی کی فضاؤں میں تربیت پائی۔ آپ کے اہل بیت رضی اللہ عنہم نے ہجرت و جہاد اور دشمنانِ اسلام کی ستم رانیوں پر صبر وثبات کے جن اعلیٰ مراتب کو پایا آپ ان میں سے کسی کو بھی نہ پا سکے۔ اسی لیے رب تعالیٰ نے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو شہادت سے نوازا تاکہ ان کی عزت وکرامت کی تکمیل ہو اور ان کے درجات بلند ہوں۔ بے شک سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کا واقعہ مصیبت عظمیٰ ہے۔''

رب تعالیٰ نے مصیبت کے وقت انا للہ پڑھنے کو مشروع قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ o الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ o اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ o﴾

(البقرۃ: ۱۵۵-۱۵۷)

''اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔ وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جن پر ان کے رب کی طرف سے کئی مہربانیاں اور بڑی رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔''❶

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور امت مسلمہ:

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول تھے وہیں امت مسلمہ کے بھی پھول ہیں۔ جو شخص بھی سنت نبویہ سے محبت کرنے والا اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے والا ہے اسے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا ناگزیر ہے۔ چنانچہ اہل سنت والجماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتے ہیں کیونکہ ان دونوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم محبت فرماتے بھی تھے اور ان سے محبت کرنے کا حکم بھی دیتے تھے۔ یہ بات بدیہی ہے کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر عامل نہیں اور پھر حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت کا دعوے دار بھی ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا اور اس کا گمان باطل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت پر رونے چلانے، نوحہ کرنے، منہ اور سر پیٹنے، گریبان چاک کرنے اور ماتم کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ سب کچھ رب کی تقدیر پر اعتراض اور رب پر ناراضی کا اظہار ہے۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی صریح مخالفت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے (مرنے والے کے غم میں) رخساروں کو پیٹا اور گریبان چاک کیا وہ ہم میں سے نہیں۔''❷

اور فرمایا:

''میری امت میں چار باتیں امر جاہلیت میں سے ہیں، یہ ان کو نہ چھوڑیں گے: (۱) حسب نسب پر فخر (۲) نسبوں میں طعن (۳) ستاروں سے بارش مانگنا (۴) اور نوحہ کرنا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''لوگوں میں دو باتیں ایسی ہیں جو کفر کی ہیں، نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔''❸

---

❶ مجموع الفتاوی: ٤/ ٥١١.

❷ صحیح البخاری: ١٢٣٢۔ صحیح مسلم: ١٠٣۔ ہم میں سے نہیں: یعنی وہ ہم اہل سنت میں سے نہیں جو ہماری سیرت پر چلتا ہے۔ رخسار پیٹنا اور گریبان چاک کرنا، اسی طرح اہلِ جاہلیت مرنے والے کے بارے میں یہ کہا کرتے تھے: او ہمارے سہارے! او ہمارے رکھوالے...... وغیرہ۔

❸ صحیح مسلم: ٦٧۔ لیکن افسوس کہ اعدائے صحابہ ان باتوں کے بالکل برعکس کرتے ہیں، جیسا کہ عصر حاضر کے نشری پروگراموں میں کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ خود شیعی روایات کے خلاف ہے۔ چنانچہ ابن بابویہ قمی "من لا یحضرہ الفقیہ، ص: ٣٩" پر لکھتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''نوحہ کرنا جاہلیت کا فعل ہے۔'' اور علامہ محمد باقر مجلسی "بحار الانوار: ٨٢/ ١٠٣" میں لکھتے ہیں: ''نوحہ کرنا جاہلیت کا عمل ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''نوحہ کرنا جاہلیت کا کام ہے، جو نوحہ کرنے والی بغیر توبہ کیے مر جاتی ہے رب تعالیٰ اس کے لیے تارکول کا ایک لباس اور جہنم کی لپٹوں کی ایک قمیص بناتے ہیں۔'' ❶

لیکن ہمیں اعدائے صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں سنت کی شدید مخالفت اور جاہلیت کی ان باتوں پر شدید اصرار نظر آتا ہے۔ ایک مسلمان سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور آپ کے رفقاء پر ہونے والے مظالم اور ان مقدس ہستیوں کو پیش آنے والے مصائب کو یاد کرتا ہے تو وہ وہی کہتا ہے جس کے کہنے کا اسے رب تعالیٰ نے حکم دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ إِذَآ أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوٓا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَٰجِعُونَ﴾

(البقرة: ١٥٦)

''وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔''

ان اعدائے صحابہ نے اسلام کے خلاف جنگ برپا کرنے اور سنت نبویہ کو برباد کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی سیرت کے خلاف چلنے کا عزم کر رکھا ہے۔ ان کے دلوں میں نبی کریم ﷺ، آل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اور ان سے محبت کرنے والے سلف صالحین ائمہ مسلمین اور اخیار و ابرار کا بغض ہے۔

جناب علی بن حسین یا محمد بن علی یا جعفر بن محمد یا موسیٰ بن جعفر یا آل بیت اخیار کے ائمہ میں سے کسی ایک کے بارے میں نہیں سنا گیا اور نہ کسی تاریخی روایت سے اس بات کا علم ہوتا ہے خواہ وہ تاریخی روایت کتنی ہی ضعیف کیوں نہ ہو کہ ان حضرات میں سے کسی نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر سینہ کوبی کی ہو یا ماتم کیا ہو، یا چہرے پیٹے ہوں یا گریبان چاک کیے ہوں، یا ان کے عرس اور چالیسویں منائے ہوں اور ان میں زنجیر زنی کے خلافِ سنت مظاہر بھی دکھلائے ہوں؟ ہرگز بھی نہیں۔ یہ تو وہ ائمہ ہیں جن کی اقتدا کی جاتی ہے اور ان ائمہ کی پاکیزہ ہستیاں ان بدعات و سیئات سے خالی اور پاک ہیں۔ لہٰذا جو ان کی مخالفت کرے گا

---

❶ سنن ابن ماجہ: ١٥٨١۔ کتب شیعہ یومِ عاشوراء کے روزہ کی فضیلت کو بیان کرتی ہیں۔ چنانچہ طوسی (الاستبصار: ٢/ ١٣٤) میں اور الحر العاملی (وسائل الشیعة: ٧/ ٣٣٧) میں ابوعبداللہ کے واسطے سے ان کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''محرم کی نویں اور دسویں تاریخ کا روزہ رکھو کہ یہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔'' ان نصوص پر عمل کہاں ہے؟ اور حب آل بیت اب کہاں چلی گئی؟ کہ عاشوراء کے دن حب آل بیت کے نام پر ان جاہلی رسموں کا اہتمام تو کیا جاتا ہے جن کے ارتکاب سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے، لیکن ان نصوص پر عمل نہیں کیا جاتا جنہیں خود شیعہ معتبر کتب بیان کرتی ہیں اور ان سب رسموں سے مقصود لوگوں کو سنت نبویہ اور آل بیت کے صحیح منہج سے ہٹانا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دراصل وہی آل بیت کا دشمن، میراث نبوت پر حاسد اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلنے کے درپے ہے۔

ان حضرات نے امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کا دعویٰ اور اعلان کیا لیکن عملی طور پر ان کے عقیدہ و عمل کی مخالفت کی، انہیں آزردہ کیا، ان پر بددعا کی، حتیٰ کہ ان کے قتل تک کی سازش کی۔ حیرت کی بات ہے کہ اس سب کے باوجود یہ اعدائے صحابہ آج تک آل بیت سے محبت کا دعویٰ اور ان کی سیرت کی مخالفت کرتے چلے آ رہے ہیں۔

ان لوگوں (اہل کوفہ) نے مدائن کے قریب ''ساباط'' کے مقام پر سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بھی دھوکے سے قتل کرنے کی سازش کی لیکن رب تعالیٰ نے انہیں بچا لیا۔ اسی لیے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے نہایت تیزی کے ساتھ ان کے مکر و فریب کے بنے جالوں کو ادھیڑ کر رکھ دیا اور امت کی وحدت اور شیرازہ بندی کے لیے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور خلافت سے دست بردار ہو کر ان کے ناپاک ارادوں کو پیوند خاک کر دیا۔

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان لوگوں نے یہی منکوس و معکوس رویہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنائے رکھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنی محبت و وفاداری کو ظاہر کیا۔ جب انہیں ان لوگوں کی صداقت کا یقین ہو گیا اور آپ ان کے کہنے پر کوفہ پہنچ گئے تو ان لوگوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا اور آپ پر دشمنوں کو قابو دے دیا اور بالآخر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اس کوفی لشکر کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش کر گئے جس میں ایک بھی شامی نہ تھا۔

آلِ بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے اس شرم ناک غداری کرنے، دشمنوں کے حوالے کرنے، مصیبت میں مدد نہ کرنے اور میدانِ کربلا میں آل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو بے یار و مددگار چھوڑنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کوفیوں یعنی اعدائے صحابہ کے حصہ میں دنیا و آخرت کی لعنت آئی۔ جبکہ دوسری طرف ان شرم ناک افعال کے برملا ارتکاب کے باوجود یہ کوفی آج تک تقیہ کی چادر اوڑھے آلِ بیت سے محبت کا شور مچائے ہوئے ہیں اور اسی شور و غل کی آڑ میں ان مقدس ہستیوں کے عقائد اور سیرت کو مسخ کر رہے ہیں۔

بے شک اہل کوفہ نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دھوکہ سے قتل کیا، سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی کوشش کی اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے بے پناہ مکر و فریب اور نفرت و کینہ کا ارتکاب کیا حتیٰ کہ انہیں اپنے ہی لشکر کے ہاتھوں شہید کروا دیا۔

مناسب ہے کہ اس موقعہ پر کوفہ اور شیعیت پر بھی شیعی مآخذ و مصادر سے روشنی ڈال دی جائے جس میں یہ واضح کیا جائے کہ اہل بیت اور آل بیت کے ساتھ شیعیت کا رویہ کن خطوط پر قائم رہا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوفہ شیعیت کا گڑھ:

باقر شریف قرشی کہتے ہیں: کوفہ شیعہ کی جنم بھومی اور علویوں کا وطن ہے کوفہ نے متعدد مواقع پر اہل بیت کے ساتھ اپنے اخلاص کا اعلان کیا ہے۔ ❶

شیخ باقر یہ بھی لکھتے ہیں: کوفہ میں تشیع کا بیج حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دَورِ خلافت میں ہی بو دیا گیا تھا۔ ❷

شیخ محمد تیجانی سماوی لکھتے ہیں: ''ابوہریرہ کوفہ میں داخل ہوئے جو شیعوں کا گڑھ اور علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) کا مرکز ہے۔'' ❸

کوفہ، غدر و خیانت کا مرکز:

شیخ جواد محدثی لکھتا ہے: تاریخ کوفہ کی شہرت غدر و خیانت اور عہد شکنی کے حوالے سے بیان کی جاتی ہے۔ بہر حال تاریخ اسلام اہل کوفہ کو اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتی۔ ❹

شیخ جواد یہ بھی لکھتا ہے: اہل کوفہ کی نفسیاتی اور اخلاقی خصوصیات کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا جا سکتا ہے: قول و فعل میں تضاد، مزاج میں تلون اور عدم استقلال، غیر مستقل عادات، حکمرانوں کے خلاف سرکشی، موقع پرستی، بد اخلاقی، حرص، طمع، افواہوں پر یقین اور قبائلی عصبیتوں کی طرف میلان۔''

یہ ہیں اہل کوفہ اوران کی تصویر کا ایک رخ۔

ان کی تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ اہل کوفہ متعدد قبائل سے مل کر بنے ہیں۔ یہ ایک جد کی اولاد نہیں۔ ان سب اسباب و وجوہات نے جمع ہو کر اہل کوفہ کو سلبی، متضاد اور غیر صالح صفات کا مجموعہ بنا دیا جس کے نتیجہ میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ہاتھوں دو دفعہ شدید تکلیف اٹھائی اور بالآخر انہی کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ پھر سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو ان کی غداری کا زخم سہنا پڑا، پھر ان ہی کوفیوں کے درمیان مسلم بن عقیل مظلومانہ شہید ہوئے اور اسی کوفہ کے قریب کوفیوں کے ہاتھوں میدان کربلا میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ پیاسے جامِ شہادت نوش کر گئے۔ ❺ شیخ حسین کورانی کوفہ کی ہیئت پر یوں روشنی ڈالتے ہیں:

ایک کوفی کے ایمان کی نمایاں خصوصیات کیا ہوسکتی ہیں؟ سنیے! ان کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے، لیجیے:

(۱)..... اسلام کی مدد سے دست کش ہو کر بیٹھ رہنا۔

---

❶ حياة الامام الحسين: ٣/ ١٢.
❷ حياة الامام الحسين: ٣/ ١٣.
❸ أعرف الحق، ص: ١٦١.
❹ موسوعة عاشوراء، ص: ٥٩.
❺ موسوعة عاشوراء، ص: ٥٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲)...... مال کی اندھی محبت۔

(۳)...... بدلتے حالات کے ساتھ طرح طرح کا رنگ بدلنا۔ ❶

شیخ جواد محدثی لکھتا ہے:

''کوفہ میں شیعان اہل بیت کی کمی نہ تھی البتہ ان میں جذباتی تقریروں، شعلہ بار خطبوں اور زبانی جمع خرچ کے دلاسوں کا غلبہ تھا جب کہ اس کے بالمقابل میدان جہاد میں عترتِ رسول کا ساتھ دینا، اہل سنت کے عمل وعقیدہ پر عمل کرنا، آل رسول کا ساتھ دینا اور قربانی کرنا برائے نام بھی نہ تھا۔'' ❷

شیخ باقر قرشی لکھتا ہے:

''کوفیوں نے ان خطوط کو بھلا دیا اور انہیں طاقِ نسیان میں رکھ دیا جو انہوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو لکھے تھے اور اس بیعت کو فراموش کر دیا جو انہوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سفیروں کے ہاتھ پر کی تھی۔'' ❸

اہل کوفہ اور آل بیت:

جب کوفہ شرور وفتن کا مرکز تھا، وہاں کے لوگ عزت دار گھرانوں کے لوگ نہ تھے اور وہ جملہ اخلاقی برائیوں سے متصف بھی تھے تو یہ کیونکر ممکن تھا کہ آل بیت کے ساتھ ان کا رویہ صدق و دیانت اور وفا وصفا پر مبنی ہوتا۔ اس لیے مناسب ہے کہ اس موضوع پر بھی قدرے روشنی ضرور ڈالی جائے کہ اہل کوفہ نے آل بیت رسول کے ساتھ کس شرم ناک غدر وخیانت کا ارتکاب کیا تھا۔

اہل بیت کے ساتھ اہل کوفہ کی غداری:

امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اہل کوفہ کے رویوں کا شکوہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''قوموں کو اپنے حکمرانوں کے ظلم کا ڈر رہا کرتا ہے جبکہ مجھے اپنی رعایا کے ظلم کا ڈر ہے۔ میں نے تم لوگوں کو جہاد پر نکلنے کو کہا، مگر تم لوگ نہ نکلے، میں نے تم لوگوں کو سنایا مگر تم لوگوں نے نہ سنا، میں نے خفیہ اور علانیہ تم لوگوں کو دعوت دی مگر تم لوگوں نے قبول نہ کی، تم لوگوں نے میری نصیحت کو ٹھکرا دیا، تمہارا ہونا نہ ہونا برابر ہے اور تم لوگوں میں آقا اور غلام کا کوئی فرق نہیں۔ میں نے تم لوگوں کو حکمت کی باتیں پڑھ کر سنائیں، مگر تم لوگ ان سے بدک بھاگے، میں نے تم لوگوں کو بڑی

---

❶ فی رحاب کربلاء، ص: ٥٣ .

❷ موسوعة عاشوراء، ص: ٦٠ .

❸ حیاة لامام الحسین: ٢/ ٣٧٠ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلیغ نصیحتیں کیں مگر تم متفرق ہو گئے۔ میں نے تم لوگوں کو باغیوں کے خلاف جہاد کی دعوت دی، لیکن ابھی میری بات پوری نہیں ہوتی تھی کہ تم لوگ بھاگ کر اپنی مجلسوں میں جا پہنچے ہوتے تھے۔ تم لوگ دھوکہ دیتے تھے۔ میں صبح کو تم لوگوں کو سیدھا کرتا تھا مگر شام پڑے تک تم پھر ٹیڑھے ہو چکے ہوتے تھے، جیسے سانپ پلٹ کر الٹا ہو جاتا ہے۔ اب سمجھانے والا بھی تھک گیا اور سمجھنے والے بھی تنگ ہو گئے۔

اے لوگو! جو خود تو موجود ہیں لیکن ان کی عقلیں غیر موجود ہیں اور ان کی خواہشیں مختلف ہیں۔ حکمران تم لوگوں کی وجہ سے آزمائش میں ہیں۔ تمہارا امیر تو رب کا فرمانبردار ہے اور تم اس کے نافرمان ہو۔ اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ معاویہ میرے ساتھ زرگروں والا معاملہ کر لیں جو ایک دوسرے سے درہم و دینار لیتے دیتے ہیں پس وہ مجھ سے تمہارے دس آدمی لے کر مجھے اپنا ایک آدمی بھی اس کے بدلے میں دے دیں تو میں سمجھوں گا کہ یہ سودا مہنگا نہیں۔

اے اہل کوفہ! تم لوگ کانوں والے بہرے، زبانوں والے گونگے اور آنکھوں والے اندھے ہو۔ دشمنوں سے سامنا کرتے وقت تم لوگ سچے نہیں اور نہ مصیبت کی گھڑیوں میں سچے دوست ہو، تم لوگوں کے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ تم ان اونٹوں کی طرح ہو جن کے مالک موجود نہیں کہ ایک طرف اکٹھے ہوتے ہیں تو دوسری طرف سے متفرق ہو جاتے ہیں۔ [1]

رافضی فلاسفر ڈاکٹر احمد راسم نفیس، روافض کے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو چھوڑنے اور انہیں ستانے کے بارے میں ایک اور موقف بیان کرتے ہیں:

''نصر بن مزاحم روایت کرتا ہے کہ لیلۃ الھریر کی صبح علی (رضی اللہ عنہ) نے معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے معسکر پر نگاہ ڈالی۔ علی (رضی اللہ عنہ) کے قاصد نے جا کر معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے یہ کہا کہ علی (رضی اللہ عنہ) کے پاس چلیے۔ انہوں نے جواب دیا: اس وقت مجھے اپنے موقف سے ہٹنا مناسب نہیں۔ مجھے امید ہے کہ فتح مجھے ملے گی اس لیے جلدی نہ کیجیے۔ یزید بن ہانی نے لوٹ کر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی بات بتلائی کہ وہ ہم پر ضرور حملہ آور ہوں گے۔

اتنے میں زبردست غبار اٹھا، اشتر کی طرف سے شور بلند ہوا اور اہل عراق کی فتح کے واضح آثار نظر آنے لگے اور اہل شام کی شکست و خذلان کی نشانیاں ظاہر ہونے لگیں۔ لوگوں نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے کہا: اللہ کی قسم! ہم تو یہی دیکھتے ہیں کہ آپ نے قاصد کو قتال کا حکم دیا ہے۔

[1] نہج البلاغۃ: ۱/ ۱۸۷-۱۸۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: ''کیا تم لوگ سمجھتے ہو کہ میں نے اپنے قاصد کو ان کی طرف کوئی خفیہ پیغام دے کر بھیجا تھا۔ اس نے جو کہا تھا علی الاعلان کہا تھا کیا تم لوگوں نے نہیں سنا تھا؟''

قوم بولی: اشتر کو بلوا بھیجئے وگرنہ ہم آپ کو چھوڑ دیں گے۔

آپ نے فرمایا: اے یزید! تیرا ناس ہو، اسے واپس بلا لو کہ فتنہ نے سر اٹھا لیا ہے۔ یزید نے جا کر اشتر کو سارا قصہ سنایا۔ اشتر بولا: کیا انہوں نے مصاحف اٹھا لیے ہیں؟ قاصد بولا: ہاں۔ اشتر بولا: اللہ کی قسم! کیا تم فتح کی طرف نہیں دیکھتے؟ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ انہوں نے کیا اٹھا لیا ہے اور اللہ ہمارے لیے کیا کر رہا ہے؟ کیا یہ مناسب ہے کہ ہم اس کو چھوڑ کر لوٹ جائیں؟

یزید نے اشتر سے کہا: کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہیں تو اس جگہ فتح ملے اور امیر المومنین جس جگہ ہیں وہاں انہیں دشمنوں کے حوالے کر دیا جائے؟ اشتر بولا: نہیں، اللہ کی قسم! میں یہ نہیں چاہتا۔ یزید نے کہا: تو پھر سنو! قوم نے امیر المومنین سے یہ کہا ہے اور اس پر حلف لیا ہے کہ یا تو آپ اشتر کو بلوایئے تاکہ وہ آپ کے پاس آ جائے یا پھر ہم آپ کو اپنی تلواروں سے اسی طرح قتل کر دیں گے جس طرح ہم نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کو قتل کیا تھا، [1] یا پھر ہم آپ کو دشمنوں کے حوالے کر دیں گے۔'' اس پر اشتر چلا آیا اور کہنے لگا: اے امیر المومنین! آپ صف کو صف میں ملا لیجیے۔ اس سے آپ قوم کو شکست دے دیں گے۔''

لوگوں میں شور مچ گیا کہ امیر المومنین نے ثالثی قبول کر لی ہے اور وہ قرآن کے حکم پر راضی ہو گئے ہیں۔ اشتر بولا: اگر تو امیر المومنین نے ثالثی قبول کر لی ہے اور حکم قرآن پر راضی ہیں تو میں بھی راضی ہوں۔ لوگ کہنے لگے کہ امیر المومنین راضی ہو گئے اور انہوں نے قبول کر لیا۔ جبکہ امیر المومنین خاموش اور سر جھکائے ہوئے تھے۔ پھر آپ کھڑے ہوئے۔ لوگ ایک دم خاموش ہو گئے۔ آپ نے فرمایا:

''میرا معاملہ تم لوگوں کے ساتھ میرے حسب منشا رہا یہاں تک کہ میں نے تم لوگوں کی طرف سے جنگ دیکھی۔ اللہ کی قسم! تم لوگوں سے جنگ میں مجھے زیادہ نقصان ہوا بہ نسبت تمہارے دشمنوں سے جنگ میں کہ تم لوگوں کی طرف سے جنگ زیادہ مغلوب کرنے والی اور زیادہ عبرت ناک ہے۔ [2] کیونکہ کل تک میں امیر المومنین تھا مگر آج مامور ہوں، کل تک روکنے والا

---

[1] قاتلانِ عثمان وہی لوگ ہیں جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی قتل کی دھمکی دی۔

[2] دیکھ لیجیے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان کوفیوں سے کتنی تکلیف اٹھائی۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

میں تھا مگر آج میں خود روکا جانے والا ہوں۔ تم لوگوں نے بقا کو پسند کیا اور میں تم لوگوں کو تمہاری مرضی کے خلاف پر مجبور نہیں کر سکتا۔'' یہ فرمایا اور بیٹھ گئے۔ ❶

میں کہتا ہوں کہ بات اسی حد تک نہ رہی تھی بلکہ معاذ اللہ ان کوفیوں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ پر کذب بیانی کی تہمت بھی لگائی تھی۔ چنانچہ شریف رضی امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتا ہے:

''امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے اہل عراق! تم اس حاملہ عورت کی طرح ہو کہ جب اس کے حمل کی مدت پوری ہوگئی اور اس نے بچہ جن دیا تو اس کا دودھ سوکھ گیا اور خاوند مر گیا اور اس کی بیوگی طویل ہوگئی اور اس کا دور کا رشتہ دار اس کا وارث بنا۔ اللہ کی قسم! میں اپنی مرضی سے تم لوگوں کے پاس نہیں آیا بلکہ مجھے تم لوگوں کے پاس ہانک کر لایا گیا ہے۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم لوگ یہ کہتے ہو کہ علی (رضی اللہ عنہ) جھوٹ بولتا ہے، اللہ تم لوگوں کو غارت کرے! بھلا میں نے کس کے بارے میں جھوٹ بولا ہے......'' ❷

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے شیعیان سے فرمایا:

''اللہ تمہیں غارت کرے! تم لوگوں نے میرا دل اور میرا سینہ غم وغصہ سے بھر دیا ہے، تم لوگوں نے مجھے تہمتوں کے گھونٹ پلائے اور نافرمانی اور بے وفائی کے ذریعے سے میری رائے کو برباد کیا۔'' ❸

یہ ہے اُس وقت کے شیعیان کا حال اپنے پہلے امام کے ساتھ، اور حیرت کی بات ہے کہ پھر بھی یہ لوگ اس موضوع روایت کو دہراتے رہتے ہیں: ''اے علی! تم اور تمہارے شیعہ اس حال میں آئیں گے کہ تم ان سے راضی اور وہ تم سے راضی جبکہ تیرے دشمن غضب کی اور اس حالت میں آئیں گے کہ ذلت سے ان کے سر جھکے ہوئے ہوں گے۔''

کیا یہی وہ اہل تشیع ہیں جو اس حال میں آئیں گے کہ خود بھی راضی اور جناب علی رضی اللہ عنہ بھی ان سے راضی؟

اس کے بعد ان شیعوں کے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ کا دَور آتا ہے۔ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ ان اہل تشیع کو جہاد کے لیے تیار کرتے ہوئے ایک خطبہ دیتے ہیں۔

دکتور احمد نفیس اس تقریر کو نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''حسن (رضی اللہ عنہ) اپنے شیعہ کو جہاد کے لیے تیار کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''اللہ نے اپنے بندوں پر جہاد کو فرض کیا اور اسے ''ناگوار'' امر کا نام دیا۔ پھر مومن مجاہدین سے یہ ارشاد فرمایا: ﴿اِصْبِرُوْا

❶ علی خطی الحسین، ص: ٣٤-٣٥.

❷ نهج البلاغة: ١/ ١١٨-١١٩. ❸ نهج البلاغة: ١/ ٧٠.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ ''صبر کرو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔'' اے لوگو! تم جو مقام و مرتبہ چاہتے ہو اسے ناگواریوں پر صبر کیے بغیر حاصل نہیں کر سکتے۔ اللہ تم لوگوں پر رحم کرے ''نخیلہ'' میں اپنے معسکر کی طرف نکلو تا کہ ہم ایک دوسرے کو دیکھ لیں۔''

احمد نفیس کہتا ہے:

''حسن (رضی اللہ عنہ) نے گویا ان الفاظ میں اس خدشہ کا اظہار کیا ہے کہ کہیں یہ شیعہ ہمیں چھوڑ نہ دیں۔ پس وہ شیعہ یہ بات سن کر خاموش ہو گئے، ان میں سے کسی نے کوئی بات نہ کی اور نہ کسی نے ایک حرف بھی جواب میں کہا۔ لوگوں میں عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہ) بھی تھے، جب انہوں نے ان شیعہ کی یہ بے حسی دیکھی تو اٹھ کر یوں گویا ہوئے: ''سبحان اللہ! میں ابنِ حاتم ہوں یہ کس قدر شرم اور ذلت کا مقام ہے کہ تم لوگ اپنے امام کو جواب تک نہیں دیتے حالانکہ وہ تمہارے پیغمبر کی لختِ جگر کے بیٹے ہیں؟

مضر کے خطباء کہاں ہیں جن کی زبانیں حالت امن میں تلواروں کی طرح تیز ہوتی ہیں؟ اور جب گمبھیر حالات پیش آتے ہیں تو لومڑیوں کی طرح ڈرپوک ثابت ہوتے ہیں؟ کیا تم لوگ اللہ کی ناراضی اور اس کے انتقام سے نہیں ڈرتے؟ [1]

یہی قصہ ادریس حسینی نے بھی نقل کیا ہے۔ [2]

دکتور احمد راسم نفیس سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے اس خطاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''یہ لوگ ذہنی اور نفسیاتی شکست سے دوچار تھے، انہیں جہاد میں کوئی رغبت نہ تھی اور نہ ان میں جان و مال خرچ اور قربانی دینے کا کوئی جذبہ تھا۔ یہ دنیا اور اس کی حلاوت کو آزما چکے تھے اور اب یہ دنیا کے ہی طلب گار تھے۔ یہ لوگ عدل کے سائے تلے رہ کر نفس کی خواہشوں کو پورا نہ کر سکتے تھے۔ ان کے نفس بنی امیہ کی طرف مائل تھے جو اگلے مرحلہ کے قائدین تھے۔'' [3]

اہل کوفہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو غداری کی اور ان پر کدال کا وار کیا، اس کو نقل کرتے ہوئے دکتور احمد راسم شیعی لکھتا ہے:

''اس کے بعد حسن (رضی اللہ عنہ) نے اعلان کر دیا کہ وہ میدانِ قتال کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں،

---

[1] على خطى الحسين، ص: ٣٨.

[2] لقد شيعني الحسين، ص: ٢٧٤، ٢٧٥.

[3] على خطى الحسين، ص: ٣٩.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس پر قیس بن سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہما) اور معقل بن یسار (رضی اللہ عنہ) نے بھی کھڑے ہو کر وہی کہا جو عدی بن حاتم (رضی اللہ عنہ) نے کہا تھا اور اپنے معسکر کی طرف چل پڑے، جس پر لوگ بھی ان کے پیچھے تھے۔

حسن (رضی اللہ عنہ) نے لشکر کی مورچہ بندی کی، انہیں قتال کے لیے تیار کیا، پھر ان میں خطبہ دیا۔ لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے جا رہے تھے، وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: یہ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ بولے: شاید یہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے صلح کرنا اور امر خلافت ان کے ہاتھوں میں دینا چاہتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اس آدمی نے اس بات کا ارادہ کر کے کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے جناب حسن رضی اللہ عنہ کے خیمہ پر ہلہ بول دیا اور اندر گھس کر خیمہ لوٹ لیا۔ حتیٰ کہ ان کے نیچے سے ان کا مصلیٰ بھی کھینچ لیا۔ پھر عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن جعال ازدی نے آگے بڑھ کر سختی کے ساتھ آپ کے کندھے پر سے آپ کی دھاری دار ریشمی چادر کھینچ کر اتار لی۔ اب آپ بغیر چادر کے تلوار حمائل کیے ہوئے باقی رہ گئے۔ پس آپ نے اپنا گھوڑا منگوایا اور اس پر سوار ہو کر چل دیئے۔

جب آپ ساباط سے گزر رہے تھے تو بنی اسد کے ایک آدمی نے آگے بڑھ کر رات کے اس اندھیرے میں آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور کہا: اللہ اکبر! اے حسن! پہلے تیرے باپ نے شرک کیا اور اب تو شرک کرتا ہے۔ یہ کہہ کر آپ پر کدال کا ایک وار کر دیا جو آپ کی ران پر پڑا۔ اس وار نے گوشت پھاڑ کر زخم کر دیا اور ران کی جڑ پر سے کھال ادھیڑ دی۔ آپ زخمی ہو کر گر پڑے۔ بعد میں آپ کو ایک تخت پر بٹھا کر اسی زخمی حالت میں مدائن منتقل کر دیا گیا۔'' ❶

ایک اور مصنف ادریس حسینی اہل کوفہ کی غداری کی یہ تصویر پیش کرتا ہے:

''حسن (رضی اللہ عنہ) کو اپنے ہی لشکر کی طرف سے قاتلانہ حملوں کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ ایک مرتبہ بنی اسد کا ایک شخص جراح بن سنان آیا۔ اس نے آپ کے خچر کی لگام پکڑی اور آپ کی ران میں گہرا زخم لگایا۔ حسن (رضی اللہ عنہ) نے اسے پکڑ کر دبوچ لیا جس سے دونوں زمین پر گر گئے۔ حتیٰ کہ عبداللہ بن حنظلہ طائی سامنے آیا، اس نے جراح سے کدال چھینی اور اسے ایک ضرب لگائی۔ جبکہ حسن (رضی اللہ عنہ) کو دوسری مرتبہ نماز کے دوران میں وار کر کے زخم لگایا گیا۔'' ❷

اہل تشیع کا مرجع کبیر ''محسن الامین العاملی'' لکھتا ہے:

---

❶ علی خطی الحسین، ص: ۳۹-۴۰.

❷ لقد شیعنی الحسین، ص: ۲۷۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''پھر علی (رضی اللہ عنہ) کے بیٹے حسن (رضی اللہ عنہ) کی بیعت کر لی گئی لیکن ان کے ساتھ عہد و پیمان کرنے کے باوجود ان کے ساتھ غداری کا ارتکاب کیا گیا، انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا گیا۔ اہل عراق نے ان پر حملہ کر کے ان کے پہلو میں خنجر کا ایک وار کیا۔'' ❶

محمد تیجانی سماوی لکھتا ہے:

''جیسا کہ بعض جاہل حسن (رضی اللہ عنہ) پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ انہوں نے معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے صلح کر کے اور مخلص مسلمانوں کو قتل ہونے سے بچا کر مومنوں کو ذلیل کیا ہے۔'' ❷

آیت اللہ اعظمی حسین فضل اللہ لکھتا ہے:

''حسن (رضی اللہ عنہ) کے لشکر میں خوارج کی بھی ایک ٹولی تھی۔ یہ حسن (رضی اللہ عنہ) کی محبت میں ان کے ساتھ نہ نکلے تھے بلکہ صرف اس لیے نکلے تھے کہ وہ ہر صورت میں معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جنگ کرنا چاہتے تھے، چاہے اس کے لیے کسی بھی شخص کا ساتھ دے کر لڑنا پڑے۔ پھر کچھ لوگ صرف مالِ غنیمت کے لالچ میں لشکر میں آ نکلے تھے۔ کچھ لوگ قبائلی عصبیت کے جذبوں کے ہاتھوں مجبور ہو کر نکلے تھے اور ان میں اس قبائلی عصبیت کو ان کے سرداروں نے پھونکا تھا جو جاہ و مال کی محبت کے اسیر بے زنجیر تھے۔ یہ لوگ لشکر حسن (رضی اللہ عنہ) میں بگاڑ اور انتشار پیدا کرنے آئے تھے۔ لشکر میں بعض حسن (رضی اللہ عنہ) کے قرابتی رشتہ دار بھی تھے جن کی طرف معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے مال بھیجا تو انہوں نے اپنی قیادت کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ لشکر سے اس مضمون پر مشتمل بے شمار خطوط معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجے گئے کہ ''اگر آپ چاہیں تو ہم حسن (رضی اللہ عنہ) کو زندہ یا مردہ کسی بھی حال میں آپ کے حوالے کرتے ہیں۔'' چنانچہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے بھی اس پر اپنی موافقت لکھ بھیجی کہ ایسا کر گزرو، حسن (رضی اللہ عنہ) کو زندہ یا مردہ میرے حوالے کرو۔ پھر خود لشکر حسن کی پوری خبر گیری کی اور دیکھتے رہے کہ یہ لوگ حسن (رضی اللہ عنہ) کو قتل کرنے کی سازش کیونکر کرتے ہیں۔'' ❸

شیخ ابو منصور طبرسی انہی حالات کے تناظر میں سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتا ہے:

''اللہ کی قسم! میں معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو ان سے بہتر دیکھ رہا ہوں جو خود کو میرا شیعہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ

---

❶ اعیان الشیعۃ: ۱/ ۲٦ .

❷ محل الحلول عند آل الرسول، ص: ۱۲۲-۱۲۳۔ دیکھ لیجیے کہ یہ تہمت لگانے والے تو خود حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے شیعہ ہیں لیکن تیجانی قارئین کو دھوکہ دینے کے لیے اور صورتِ واقعہ کو مسخ کرنے کے لیے ان کو ''بعض جاہل'' کہہ کر پکارتا ہے۔

❸ الندوۃ: ۳/ ۲۰۸۔ فی رحاب اھل البیت، ص: ۲۷۰ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یہ لوگ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے مال اسباب بھی لوٹ لیا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر معاویہ (رضی اللہ عنہ) میری اور میرے اہل کی جان کی حفاظت کا مجھ سے عہد کرلیں تو یہ میرے لیے اس سے بہتر ہے کہ یہ مجھے قتل کر ڈالیں جس سے میرے اہل بیت ضائع ہو جائیں اور اگر میں معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے قتال کرتا ہوں تو یہ لوگ مجھے میری گردن سے پکڑ کر ان کے حوالے کر دیں گے۔'' ❶

امیر محمد کاظم قزوینی لکھتا ہے:

''صحیح تاریخ ہمارے لیے یہ بات ثابت کرتی ہے کہ جو لوگ حسن (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ تھے اگر چہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن وہ پرلے درجے کے خائن اور غدار تھے۔ اسی لیے دشمنوں سے قتال کے وقت ان کی اتنی زیادہ تعداد بھی امام حسن علیہ السلام کے کام نہ آئی۔ ان کی خیانت اور غداری اس حد تک جا پہنچی کہ انہوں نے معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو یہ لکھ بھیجا: ''اگر آپ کہیں تو ہم حسن علیہ السلام کو آپ کے حوالے کر دیتے ہیں۔'' اور ان میں سے ایک نے کدال مار کر آپ کی ران میں ایسا گہرا زخم ڈالا جو ہڈی تک جا پہنچا اور اس حملہ آور نے ایسی گری ہوئی زبان جناب حسن علیہ السلام کے ساتھ استعمال کی تھی کہ جس کے ذکر کی ہمت بھی نہیں ہوتی۔ اگر خود ان ائمہ نے یہ نہ کہا ہوتا کہ ہمارے شیعہ ہمارے بارے میں جو بھی کہیں وہ بیان کر دیا کرو تو ہم کبھی ان الفاظ کو ذکر نہ کرتے۔ سنیے! اس حملہ آور نے یہ کہا تھا: ''اے حسن! تم نے بھی اسی شرک کا ارتکاب کیا جس کا ارتکاب تم سے پہلے تیرے باپ نے کیا تھا۔''

چنانچہ جب امام حسن علیہ السلام نے اہل کوفہ میں غدر و خیانت دیکھی تو معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے صلح کر لی اور مسلمانوں کی خوں ریزی روکنے اور اپنے اور اپنے اہل بیت کے دھوکے سے قتل کر دیے جانے سے حفاظت کی خاطر جنگ بندی کر لی تاکہ ایک تو آپ کو کوئی دھوکے سے قتل نہ کر سکے اور دوسرے آپ کے اہل بیت بے جا ضائع نہ ہوں جس کا نہ انہیں کوئی فائدہ ہو اور نہ اسلام اور مسلمانوں ہی کو کوئی فائدہ ہو۔'' ❷

ادریس حسینی، سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے اپنے شیعہ کو کیے گئے خطاب کو نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''اے اہل عراق! مجھے تین باتوں نے تم لوگوں سے علیحدہ ہونے پر مجبور کیا ہے: (ا) میرے باپ

---

❶ الاحتجاج: ۲/ ۱۰۔ آداب المنابر لحسن مغنية: ۲۰۔

❷ محاورة عقائدية، ص: ۱۲۲-۱۲۳ اورمزید یہ کہ امر خلافت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں دینے سے اسلام اور مسلمانوں کا کوئی حرج بھی نہ تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو تم لوگوں کا قتل کرنا، (۲) مجھ پر کدال کا وار کر کے شدید زخمی کرنا (۳) اور میرا مال و اسباب لوٹ لینا۔'' ❶

اس خطاب کو نقل کر کے وہ لکھتا ہے:

''غرض انہوں نے اپنے ائمہ (سیّدنا علی، سیّدنا حسن، سیّدنا حسین رضی اللہ عنہم) کو بے پناہ آزمائشوں میں ڈالا۔ ان حضرات کی آزمائشوں کا یہ سلسلہ امام جعفر صادق (رحمہ اللہ) تک جا پہنچا اور انہیں بھی انہی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا جس سے ان کے اجداد کا سامنا ہوا تھا۔ چنانچہ ہم ان میں زرارہ بن اعین نامی کو دیکھتے ہیں (عبدالحسین موسوی نے "المراجعات" میں زرارہ کا ناحق دفاع کرنے میں بڑا زور لگایا ہے) کہ وہ اپنی خست و خباثت اور کمینگی و دناءت کا اظہار کرتے ہوئے جناب جعفر صادق رحمہ اللہ پر زبانِ طعن دراز کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ ''اللہ ابوجعفر پر رحم کرے اور رہے ان کے والد جعفر تو میرے دل میں ان کے بارے میں ایک بات ہے۔'' ❷

امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے جب زرارہ کی بدعت پر انکار کیا تو اس نے یہ کہہ کر اس بدعت کو ان کی طرف منسوب کر دیا: ''اللہ کی قسم! انہوں نے مجھے استطاعت دی اور انہیں اس کی خبر بھی نہیں۔'' ❸

جب زرارہ نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت نہ دی اور تین بار یہ کہا: ''اسے اندر آنے کی اجازت مت دینا، یہ اس بڑھاپے میں مجھے قدریہ بنانا چاہتا ہے جو نہ میرا دین ہے اور نہ میرے آباء واجداد کا دین ہے۔'' ❹

ایسی ہی بدعقیدگی ان ائمہ کے دوسرے ان اصحاب سے بعید نہیں جیسے ابوبصیر، جابر جعفی اور ہشام بن حکم وغیرہ جن کا دفاع کرنے میں صاحب "المراجعات" نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے۔ ❺

حضرات اہل بیت نے ان کے اس کردار کو دیکھتے ہوئے ان پر نفاق کا حکم لگایا ہے۔ چنانچہ امام جعفر صادق رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''رب تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں جو بھی آیت نازل کی ہے وہ انہی پر صادق آتی ہے۔'' ❻

امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے مروی ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے:

---

❶ لقد شیعنی الحسین، ص: ۲۸۳. (بهامش) ❷ رجال الکشی، ص: ۱۳۱.
❸ رجال الکشی، ص: ۱۳٤. ❹ رجال الکشی، ص: ۱٤۲.
❺ اس کی تفصیل کے لیے شیعی کتب رجال کا مطالعہ کیجیے اور دیکھیے کہ عبدالحسین موسوی نے ان کے دفاع میں کس دھڑلے سے جھوٹ بولے ہیں۔
❻ رجال الکشی، ص: ۲٥٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''کاش ہم اہل بیت میں سے کوئی اٹھتا اور ان کذابوں کو قتل کر دیتا۔'' ❶

امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اگر میں اپنے شیعوں کو تولوں تو یہ منافق نکلیں، اگر انہیں پرکھوں تو یہ مرتد نکلیں اور ان کی جانچ کروں تو ہزاروں میں ایک بھی مخلص نہ نکلے۔'' ❷

امام رضا رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

''ہم اہل بیت کی محبت و مودت کو منسوب کرنے والے بعض لوگ ہمارے شیعیان کے حق میں دجال سے زیادہ فتنہ پرور ہیں۔'' ❸

بے شک اہل کوفہ اور عراقیوں نے غدر و خیانت کی ایک طویل مگر بے حد شرم ناک داستان رقم کی ہے جو نواسۂ رسول سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ پر جا کر ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اہل عراق اور کوفی خونِ حسین رضی اللہ عنہ سے اپنے ہاتھ رنگنے کے بعد غدر و خیانت کی خوئے بد سے باز آ گئے تھے بلکہ مراد یہ ہے کہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد انہیں اس قدر اونچے پیمانے پر بدعہدی کرنے کا تاریخ نے پھر کوئی موقعہ نہ دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ معمولی معمولی خیانتیں کر کے اہل کوفہ اپنے نفس کی تسلی کا سامان ضرور کرتے رہے۔

ان کا آخری کاری وار سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر تھا۔ مطلب بن عبداللہ بن حطب روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

''جب کوفی لشکروں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو آپ نے دریافت فرمایا: ''یہ کون سی سرزمین ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ کربلا، تو فرمایا: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کہ یہ زمین کرب اور بلا والی ہے۔'' ❹

شہر بن حوشب کہتا ہے:

''ام المومنین ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) کو جب حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کی شہادت کی خبر دی گئی تو میں نے سنا کہ پہلے انہوں نے اہل عراق پر لعنت کی پھر یہ فرمایا: ''ان لوگوں نے حسین کو قتل کیا، اللہ انہیں ہلاک کرے، ان لوگوں نے انہیں دھوکہ دیا اور انہیں رسوا کیا، اللہ ان پر لعنت کرے۔'' ❺

---

❶ رجال الكشي، ص: ٢٥٣ . ❷ الكافي: ٨/ ٢٢٨۔ مجموعة ورام: ٢/ ١٥٢ .

❸ وسائل الشيعة: ١١/ ٤٤١ . ❹ المعجم الكبير: ٢٨١٢۔ کربلا کوفہ سے صرف دس کلومیٹر کے قریب دُور ہے۔

❺ المعجم الكبير: ٢٨١٨۔ البتہ یہ بات اس روایت کے معارض جاتی ہے کہ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ۵۹ ہجری میں سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت سے قبل رحلت فرما چکی تھیں۔ دیکھیں: سيرة ابن حبان: ١/ ٣٩٧۔ سيرة ابن كثير: ٣/ ٢١١۔ البداية و النهاية: ٤/ ٦٢ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی طرف کوفیوں کے خطوط:

اہل کوفہ نے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو لگا تار متعدد خطوط لکھے جن میں جلد از جلد کوفہ چلے آنے کی پر زور دعوت اور بیعت کرنے کے عزم کا اظہار کیا گیا تھا لیکن اہل کوفہ کا اس سے بڑھ کر جرم اور کیا ہوگا کہ پہلے انہوں نے خود خط لکھے اور کوفہ بلوایا پھر بیعت کی، لیکن بعد میں آپ کا ساتھ چھوڑ دیا جس کا نتیجہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی مصیبت عظمیٰ کی صورت میں نکلا۔

پھر ان کوفیوں میں سے بھی سب سے زیادہ مجرمانہ رویہ ان کے امیر عبیداللہ بن زیاد الاحمق کا تھا۔ یہ احمق بعض صحابہ رضی اللہ عنہم پر بے حد بدزبانی اور غرور وتکبر کرتا تھا۔ ❶ یہی وہ احمق مغرور ہے جس کو اعدائے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے مکر وفریب کو عملی جامہ پہنانے کا ذریعہ بنایا۔ چنانچہ اس نے پرلے درجے کی بلادت و غباوت اور بے مثل حماقت وسفاہت کا ثبوت دیتے ہوئے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے شہید کر دینے پر اصرار کیا اور سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے امر میں اپنے سے بڑے کسی کی رائے لیے بغیر ہی صلح و مفاہمت کی ہر پیش کش کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ پھر بالآخر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حادثۂ فاجعہ پیش آ گیا جس کے آثار آج تک امت کی وحدت اور امن پر اثر انداز ہوتے چلے آ رہے ہیں حتیٰ کہ امت کے عقائد بھی اس دل خراش واقعہ سے شدید متاثر ہیں۔ چنانچہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور سنت نبویہ کے دشمنوں نے پہلے آپ کو دھوکہ سے امن کی جگہ سے نکالا۔ پھر آپ کو بے یار و مددگار چھوڑا تاکہ آپ کو شہادت کی طرف لے چلیں، ان لوگوں نے یہ جگر پاش فعل صرف اور صرف امت میں فتنہ برپا کرنے، اس کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور اس کے عقیدۂ توحید کو مٹانے کی ناپاک خواہش کے حصول کے لیے کیا تھا۔ اعدائے صحابہ نے اس حادثہ فاجعہ کا بھرپور فائدہ اٹھایا، آج یہ لوگ آل بیت سے جھوٹی محبت کے اظہار کی آڑ میں اور آل بیت پر مگر مچھ کے آنسو بہا کر امت مسلمہ کے ساتھ مکر کرتے ہیں اور سنت نبویہ کو مسخ کرتے ہیں۔ بے شک امت مسلمہ کو اس کی بھاری قیمت چکانی پڑی

❶ چنانچہ جب حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ اس احمق کے پاس گئے اور اسے نصیحت کرتے ہوئے یہ فرمایا: ''اے میرے بیٹے! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: ''بدترین چرواہے وہ ہیں جو بے حد بے درد اور ظالم ہوں (یعنی بدترین حکمران وہ ہیں جو بے رحم اور سنگ دل ہوں) تم ان جیسا بننے سے بچنا۔'' اس کے جواب میں اس احمق نے یہ کہا: بیٹھ جایئے! آپ تو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوسی (یعنی چھانن) ہیں۔ حضرت عائذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا ان کی بھوسی بھی تھی؟ بھوسی تو ان کے بعد کے لوگ ہیں اور جو غیر صحابی ہیں۔''
اس احمق کی مراد یہ تھی کہ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علماء وفضلاء اور اہل مراتب میں سے نہیں، بلکہ آپ ان سے کم درجہ کے ہیں۔ جس کے جواب میں حضرت عائذ رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب ابرار و اخیار اور امت کے سادات تھے اور اپنے بعد کے سب لوگوں سے افضل تھے۔ یہ روایت ''صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۸۳۰'' میں مروی ہے۔ یاد رہے کہ جو بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس ہستیوں پر طعن کرتا ہے وہ عبیداللہ بن زیاد جیسا احمق اور مغرور ہے جس کو اپنے کسی قول وفعل کی ذرا پروا نہ ہو۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور آج تک چکا رہی ہے اور چکاتی رہے گی الا ان یشاء اللہ!!!

یہ امر اس وقت امت مسلمہ کے غموں کو اور زیادہ کر دیتا ہے اور اس کے زخموں پر نمک پاشی کا کام دیتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں عام لوگوں کو اس بات کا ادراک تک نہیں کہ ان رسوم کے پس پردہ روافض کے گھناؤنے مقاصد کیا ہیں اور صدیوں سے چلی آتی ان رسموں کی بابت انہیں یہ تک معلوم نہیں کہ یہ سب خرافات خود سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے عقیدہ اور آپ کے نانا سیّد اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے سخت خلاف ہیں اور مصیبت بالائے مصیبت یہ ہے کہ بعض ان قاتلین حسین رضی اللہ عنہ سے حسن ظن بھی رکھتے ہیں، بے شک ایسے لوگ امت مسلمہ کے لیے ان قاتلوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھامنے والے تھے، انہوں نے جو کچھ بھی کیا نیک نیتی کے ساتھ اور اپنے علم و اجتہاد کے مطابق کیا۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

> ''جس نے دنیا کے لیے ہم سے محبت کی تو دنیا والوں سے نیک و بد ہر قسم کے لوگ محبت کیا ہی کرتے ہیں اور جس نے اللہ کے لیے ہم سے محبت کی تو وہ اور ہم قیامت کے دن یوں ہوں گے۔'' پھر آپ نے اپنی شہادت کی اور درمیان انگلی کو ملا کر دکھایا۔ [1]

خود سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے بیان کردہ قاعدے سے یہ معلوم ہو گیا کہ آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی علامت کتاب و سنت کو مضبوطی سے تھامنا اور آل بیت رسول اور بالخصوص حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا ہے اور آل بیت رسول سے اور بالخصوص حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے بغض کی علامت ان باتوں سے بغض رکھنا ہے جن کی خاطر ان مقدس ہستیوں نے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا۔

جی ہاں! وہ کتاب و سنت کا منہاج اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت پر چلنا ہے۔

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں:

> ''ہم علی بن حسین (رضی اللہ عنہما) کی خدمت میں بیٹھے تھے، اتنے میں اہل کوفہ کے چند لوگ آئے اور علی بن حسین (رضی اللہ عنہما) نے ان سے یہ ارشاد فرمایا: ''اے اہل عراق! ہم سے وہ محبت کرو جو اسلام کا مقتضا ہے، میں نے اپنے والد ماجد کو یہ کہتے سنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اے لوگو! مجھے میرے مرتبہ سے زیادہ مت بڑھاؤ، بے شک رب تعالیٰ نے پیغمبر بنانے سے پہلے مجھے (اپنا) بندہ بنایا ہے۔'' [2]

---

[1] المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۸۸۰.

[2] المستدرك: ٤٨٢٥۔ حاکم کہتے ہیں: اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔ امام ذہبی نے "التلخیص" میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یحییٰ کہتے ہیں: ''میں نے یہ بات سعید بن میبّب کے سامنے ذکر کی تو وہ کہنے لگے: اور پیغمبر بنانے کے بعد بھی، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے قبل بھی اللہ کے بندے تھے اور نبوت کے بعد بھی۔''

غرض جن لوگوں نے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو خطوط لکھے، کوفہ بلوا کر آپ کی بیعت کی، پھر غداری کا ارتکاب کرتے ہوئے آپ کو قتل کر دیا، یہی وہ لوگ ہیں جو آج ایک مرتبہ پھر سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے محبت کے دعویٰ کی آڑ میں اس سنت کو مٹا دینے کے درپے ہیں جس کی خاطر آپ نے جان دے دی۔ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت میں بے شمار نصیحتیں اور عبرتیں ہیں جو آل بیت، ازواج مطہرات، صحابہ کرام اور بالخصوص حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنے والوں سے بچنے کی تاکید کرتی ہیں۔ بالخصوص اہل کوفہ سے جنہوں نے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پریشانی میں مبتلا کر رکھا تھا۔ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اہل کوفہ نے مجھے پریشانی میں ڈال رکھا ہے۔ نہ تو کوئی امیر ان کے لیے قابل قبول ہے اور نہ کوئی امیر ان کو پسند ہی کرتا ہے۔'' ❶

اپنے والیوں کی مخالفت ان کی تہذیب ہے، باطل پھیلانا ان کا شیوہ ہے، شرارت ان کی فطرت ہے، ایک فتنہ کی آگ بجھتی نہیں کہ دوسرا فتنہ بھڑکا دیتے ہیں۔ ان کی مسخ فطرت یہاں تک جا پہنچی کہ آل بیت کے برگزیدہ افراد کے خلاف قتل کی جرأت کی، امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو دھوکے سے قتل کیا، سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو کدال مار کر گہرا زخم لگایا اور اخیر میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے نہ تو کسی عہد کا خیال رکھا، نہ کسی خون کی حرمت کی پرواہی کی۔

ایسا ہونا کوئی بعید نہیں! بھلا جس نے ان ہلاکت آفرین سیاہ کاریوں کا ارتکاب کر ڈالا، اس کے نزدیک دوسرے چھوٹے چھوٹے گناہوں کی کیا حیثیت ہے؟!!

کوفیوں کی سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے خط و کتابت شیعی روایات کی روشنی میں:

مناسب ہے کہ اس مقام پر خود شیعی روایات سے بھی یہ ثابت کر دیا جائے کہ اہل عراق و کوفہ نے یہ رسوائے زمانہ قابل فضیحت و ذلت اور شرم ناک فعل کیا تھا کہ پہلے خود خطوط لکھے، پھر مکر گئے اور غدر و جفا پر اتر آئے اور بالآخر سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو شہید کر ڈالا۔ ذیل میں چند شیعی نصوص کو نقل کیا جاتا ہے:

کاظم حمد الاحسائی نجفی لکھتا ہے:

''کوفیوں کی جانب سے جناب امام حسین (رضی اللہ عنہ) کو لگاتار اس قدر خطوط آئے کہ ان سے دو خورجیاں (بوریاں) بھری جا سکتی تھیں۔ کوفیوں کا آخری خط ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید

❶ المعرفة و التاريخ للفسوی: ١/ ٣٦١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن عبداللہ حنفی کے ہاتھوں پہنچا۔ آپ نے سب کے سامنے یہ خط کھولا اور پڑھ کر سنایا جس میں یہ لکھا تھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

حسین بن علی کے نام، ان کے اور ان کے والد امیر المومنین کے شیعیان کی طرف سے،

اما بعد!

لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں، آپ کے سوا کسی کے بارے میں بھی ان کی رائے نہیں، اس لیے آنے میں جلدی کیجیے۔'' [1]

دکتور احمد نفیس لکھتا ہے:

''کوفیوں نے حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کو خطوط لکھے اور ان میں یہ کہا: ''اس وقت ہمارا کوئی امام نہیں، آپ ہماری امارت قبول کیجیے۔ شاید اللہ ہمیں آپ کے ذریعے سے حق پر جمع کر دے۔''

آپ کے پاس دستخط شدہ خطوط پہنچے جن میں کوفہ چلے آنے کی دعوت تھی تاکہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کی جائے اور بنو امیہ کے باغیوں اور طاغوتوں کے خلاف چلائی جانے والی تحریک کی قیادت آپ کے ہاتھوں میں دے دی جائے۔ یوں حسینی تحریک کے بنیادی عناصر پورے ہو گئے جو یہ ہیں:

- جمہور کے ارادہ کا وجود جو تبدیلی چاہتا ہے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اس بات کی ترغیب دے رہا ہے کہ اس تحریک کی زمامِ قیادت اپنے ہاتھوں میں لینے کی جلدی کریں۔ کوفیوں کے یہ ارادے ان کے ان خطوط سے عیاں ہوتے ہیں جو انہوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو لکھے اور جن میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کا وعدہ کیا۔ [2]

محمد کاظم قزوینی لکھتا ہے:

''اہل عراق نے امام حسین (رضی اللہ عنہ) کو خطوط لکھے اور مسلسل مراسلت قائم رکھی اور ان سے اس بات کا مطالبہ کیا کہ وہ کوفہ آئیں تاکہ ان کی بیعت خلافت کی جا سکے۔ مجموعی طور پر اہل عراق نے بارہ ہزار خطوط لکھے تھے، ان سب کا یہی ایک مضمون تھا کہ ''پھل پک چکے ہیں، کھیتی تیار ہے، اپنے تیار شدہ لشکر کے پاس چلے آیئے ایک لاکھ تلواریں کوفہ میں آپ کے حکم کی منتظر ہیں، آج اگر آپ ہمارے پاس نہ آئیں گے تو کل قیامت کے دن ہم اللہ کے حضور آپ

---

[1] عاشوراء، ص: ٨٥۔ تظلم الزهرا، ص: ١٤١ .

[2] على خطى الحسين، ص: ٩٤ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے لڑیں گے۔'' ❶

عباس قمی لکھتا ہے:

''کوفہ سے لگا تار خطوط آنے کا عالم یہ تھا کہ ایک دفعہ ایک ہی دن میں ایک ہزار خطوط آئے جن میں امام حسین (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ وفا کا اظہار تھا لیکن افسوس کہ وفا کا اظہار کرنے والے یہی لوگ پرلے درجے کے بے وفا تھے۔ اس سب کے باوجود جناب حسین (رضی اللہ عنہ) ٹالتے رہے اور کسی ایک بات کا بھی جواب نہ دیا حتیٰ کہ بارہ ہزار خطوط جمع ہو گئے۔'' ❷

علی بن موسیٰ بن جعفر بن طاؤس حسینی لکھتا ہے:

''اہل کوفہ کو اس بات کی خبر مل گئی کہ امام حسین (رضی اللہ عنہ) مدینہ سے مکہ پہنچ گئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ یزید کی بیعت نہیں کر رہے۔ پس یہ لوگ سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان میں جمع ہوئے۔ جب سب لوگ اکٹھے ہو گئے تو سلیمان بن صرد نے ان میں خطبہ دیا اور خطبہ کے آخر میں یہ کہا: ''اے گروہ شیعہ! تم جانتے ہو کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) ہلاک ہو کر اپنے رب سے جا ملا ہے اور ان کی مسند خلافت اس کے بیٹے یزید نے سنبھال لی ہے۔ یہ رہے حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) جو اس کے مخالف ہیں اور وہ آل ابی سفیان کے باغیوں سے بھاگ کر مکہ چلے آئے ہیں۔ تم لوگ ان کے اور ان سے پہلے ان کے باپ کے شیعہ ہو۔ آج وہ تمہاری مدد کے محتاج ہیں اگر تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ تم حسین (رضی اللہ عنہ) کے حامی و ناصر اور ان کے دشمنوں کے خلاف ان کے مددگار ہو تو انہیں خط لکھو اور اگر تمہیں بے ہمتی اور کمزوری کا ڈر ہے تو انہیں اپنی طرف سے دھوکے میں نہ رکھنا۔''

علی بن موسیٰ لکھتا ہے:

''پس انہوں نے حسین (رضی اللہ عنہ) کو خطوط لکھنے شروع کر دیئے۔'' ❸

عباس قمی ایک اور جگہ لکھتا ہے:

''پس کوفی سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر اکٹھے ہوئے اور وہاں معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی ہلاکت اور یزید کی بیعت کا ذکر ہونے لگا۔ اتنے میں سلیمان نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی:

---

❶ فاجعة الطف، ص: ٦ .

❷ منتهى الآمال: ١/ ٤٣٠ .

❸ اللهوف لابن طاؤس، ص: ٢٢ ـ المجالس الفاخرة، ص: ٥٨-٥٩ ـ منتهى الآمال: ١/ ٤٣٠ ـ على خطى الحسين، ص: ٩٣ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تم لوگ جانتے ہو کہ معاویہ (رضی اللہ عنہ) ہلاک ہو چکا ہے۔ ملک پر یزید اور اس کے بیٹے نے قبضہ کر لیا ہے۔ جبکہ حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) نے اس کی مخالفت کی ہے اس لیے وہ بھاگ کر مکہ چلے آئے ہیں۔تم لوگ ان کے اور ان کے باپ کے شیعیان ہو۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم حسین (رضی اللہ عنہما) کے مددگار اور ان کے دشمنوں سے لڑنے والے ہو تو نہیں خطوط لکھو اور اگر تمہیں اپنے اوپر بزدلی اور بے ہمتی کا ڈر ہو تو انہیں خطوط لکھ کر دھوکہ مت دو۔'' لوگوں نے کہا: ''نہیں بلکہ ہم ان کے دشمنوں سے قتال کریں گے اور ان کی خاطر جان دے دیں گے۔''

پھر ان لوگوں نے سلیمان بن صرد، مسیّب بن نجبہ، رفاعہ بن شداد بجلی، حبیب بن مظاہر اور اہل کوفہ کی طرف سے ایک خط لکھا جس میں حمد و ثنا کے بعد لکھا:

''آپ پر سلام ہو، اما بعد! سب تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے آپ کے سرکش اور جابر دشمن کی کمر توڑ کر رکھ دی اس وقت ہمارا کوئی امام نہیں، ہمارے پاس چلے آیئے، شاید آپ کے ذریعے سے اللہ ہمیں حق بات پر اکٹھا کر دے۔ نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہما) قصر خلافت میں ہیں۔ ہم جمعہ اور جماعت دونوں میں ان کے ساتھ اکٹھے نہیں ہوتے (یعنی یہ کوفی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کے پیچھے جمعہ اور نمازیں ادا نہ کرتے تھے) اور نہ ہم ان کے ساتھ عید پڑھنے نکلتے ہیں۔ اگر ہمیں یہ بات معلوم ہو جائے کہ آپ ہمارے پاس آنے والے ہیں تو ہم انہیں کوفہ سے نکال دیں گے اور شام پہنچا کر دم لیں گے ان شاء اللہ۔''

سلیمان اور اہل کوفہ نے عبداللہ بن سمع ہمدانی اور عبداللہ بن وال کے ہاتھ یہ خط روانہ کیا اور انہیں جلد از جلد یہ خط جناب حسین رضی اللہ عنہما تک پہنچانے کا حکم دیا۔ یہ دونوں برق رفتاری سے چل کر دس رمضان کو حسین رضی اللہ عنہما کے پاس مکہ پہنچے۔ اس خط کے روانہ کرنے کے دو دن بعد ہی قیس بن مسہر صیداوی، عبداللہ بن شداد اور عمارہ بن عبداللہ سلولی کو تقریباً ڈیڑھ سو خطوط دے کر حسین رضی اللہ عنہما کی طرف مکہ روانہ کر دیا اور مزید دو دن بعد ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کو حسین رضی اللہ عنہما کے پاس بھیج دیا۔ ان کوفیوں نے حسین رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، حسین بن علی کی طرف ان کے مومن اور مسلم شیعیان کی طرف سے!

اما بعد! تشریف لے آیئے کہ لوگ آپ کے منتظر ہیں وہ آپ کے سوا کسی اور کے بارے میں کوئی رائے نہیں رکھتے۔ بس تو پھر جلدی کیجیے! ہاں ہاں جلدی کیجیے...... والسلام۔''

اس کے بعد شبث بن ربعی، حجار بن ابجر، یزید بن حارث بن رویم، عروہ بن قیس، عمرو بن حجاج زبیدی اور محمد بن عمرو تیمی نے آپ کو خط میں یہ لکھا:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اما بعد! سبزہ ہو چکا، پھل پک چکے۔ اگر آپ چاہیں تو آ یئے کہ ایک تیار لشکر آپ کی بیعت کرنے کو منتظر ہے...... والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔'' ❶

مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجنا اور ان کا قتل:

اہل کوفہ کے متواتر خطوط کو دیکھتے ہوئے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے چچا زاد مسلم بن عقیل کو حالات معلوم کرنے کے لیے کوفہ روانہ کیا تا کہ اہل کوفہ کے خطوط اور ان کے بیعت کے ارادوں کی حقیقت کا پتا چلے۔ مسلم نے کوفہ جا کر دیکھا کہ لوگ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی بیعت کرنے کے لیے بالکل تیار ہیں۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں سے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی بیعت لینا شروع کر دی۔ بیعت لینے کا یہ عمل ہانی بن عروہ مرادی کے گھر میں پایۂ تکمیل کو پہنچایا گیا۔ یزید کو جب شام میں اہل کوفہ کی اس بیعت کا علم ہوا تو اس نے والی بصرہ عبیداللہ بن زیاد کو حکم دیا کہ وہ اس معاملہ کو سنبھالے اور اہل کوفہ کو سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی بیعت کرنے سے روکے۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ کسی تاریخی روایت سے یہ امر ثابت نہیں کہ یزید نے عبیداللہ کو اس بات کا بھی حکم دیا ہو کہ وہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو قتل کر دے۔ ❷

یزید کا حکم ملتے ہی ابن زیاد کوفہ آ دھمکا اور مسلم بن عقیل کی تلاش میں لگ گیا۔ بالآخر اسے معلوم ہو گیا کہ ہانی بن عروہ کا گھر مسلم کا ٹھکانا ہے اور اہل کوفہ نے اسی گھر میں مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے۔ لیکن ابن زیاد کو زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اہل کوفہ غدر و خیانت کے خمیر میں گندھے ہوئے تھے انہی لوگوں نے بعد میں غداری کی اور مسلم بن عقیل کو قتل کروا دیا اور وہ ایسا کیوں نہ کرتے، ان کی رگ رگ میں اہل بیت نبوت اور ان کی پاکیزہ اولاد کی نفرت پیوست تھی۔

مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر اٹھارہ ہزار کوفیوں نے جب بیعت کر لی تو انہوں نے عابس بن ابی شبیب شاکری کے ہاتھ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا:

---

❶ منتهى الآمال: ١/ ٤٣٠۔ اللهوف، ص: ٢٢۔ المجالس الفاخرة، ص: ٥٨.

❷ تاريخ دمشق: ١٤/ ٢١٣۔ ابن صلاح سے جب یزید کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے یہ کہا: ''ہمارے نزدیک یہ بات صحیح اور ثابت نہیں کہ اس نے قتل حسین کا حکم دیا ہو۔ محفوظ یہ ہے کہ یہ ناپاک حکم عبیداللہ بن زیاد نے دیا تھا جو عراق کا والی تھا۔ رہا یزید کو گالیاں دینا یا اس پر لعن طعن کرنا تو یہ کام مومنوں کو زیبا نہیں۔ چاہے یہ ثابت بھی ہو جائے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو یزید نے ہی قتل کیا تھا یا ان کے قتل کا حکم دیا تھا۔ قاتل حسین قتل حسین رضی اللہ عنہ کے ارتکاب کی بنا پر کافر نہ کہلائے گا۔ البتہ ایسا شخص گناہ گار ضرور ہے۔ قتل کرنے سے کافر وہی بنتا ہے جو رب کے کسی پیغمبر کو قتل کرے۔ (الصواعق المحرقة: ٢/ ٦٣٩) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''مومن کو لعنت کرنے والا اس کے قتل کرنے والے کی طرح اور جو کسی مومن کو کافر کہے وہ اس کے قاتل کی طرح ہے۔'' (السنن للترمذي، رقم الحديث: ٢٦٣٦) یہ حدیث صحیح ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اما بعد! بے شک قافلہ کا رہنما قافلہ والوں سے جھوٹ نہیں بولا کرتا۔ جان لیجیے کہ اٹھارہ ہزار کوفیوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ میرا خط ملتے ہی جلدی آ جایئے، سب لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔'' [1]

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے پاس جیسے ہی خط پہنچا انہوں نے کوفہ روانگی کی تیاریاں شروع کر دیں۔اس روایت کو پڑھ کر دو باتوں کا پتا چلتا ہے۔ یا تو یہ روایت جھوٹی ہے کہ اتنے لوگوں نے بیعت نہ کی تھی اور اتنی تعداد دراصل سبائی کوفیوں کی اس مکارانہ سازش کا نتیجہ تھی تا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو مکہ سے نکال کر دشمنوں کے حوالے کیا جا سکے۔ یا پھر یہ تعداد صحیح ہے۔لیکن اس حقیقت سے انکار بھی ممکن نہیں کہ ان کوفیوں کے دل سیّدنا حسین بن علی الہاشمی رضی اللہ عنہما کی محبت سے خالی تھے۔ دراصل یہ لوگ فتنہ بھڑکانا چاہتے تھے اور امت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جانے کے لیے تیار تھے۔انہیں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے صحیح عقیدہ اور تمسک بالدین سے کوئی غرض نہ تھی وہ اسی دین ہی کو تو برباد کرنا چاہتے تھے۔

روایات میں آتا ہے کہ مسلم بن عقیل نے خروج کر کے ابن زیاد کے قصر ولایت کا محاصرہ کر لیا۔لیکن جیسے ہی اہل کوفہ کو اس بات کا علم ہوا کہ ابن زیاد نے ہانی بن عروہ کو گرفتار کر لیا ہے اور وہ انہیں شامی لشکروں سے خوف زدہ کر رہا ہے تو ایک ایک کر کے کوفی مسلم بن عقیل کے پاس سے تتر بتر ہونے لگے اور ابھی آفتاب غروب بھی نہ ہوا تھا کہ مسلم بن عقیل تنہا رہ گئے۔موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے ابن زیاد نے انہیں گرفتار کر کے قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔مسلم بن عقیل کا قتل اگر ایک طرف ابن زیاد کی حکومت کے استحکام اور کوفہ کے امن کے لیے ضروری تھا جو اس قتل کا مثبت پہلو ہے تا کہ لوگ اس قدر مرعوب ہو جائیں کہ کسی کو پھر خروج کی ہمت نہ ہو۔ جبکہ دوسری طرف یہی قتل ابن عقیل اور ان کو بھیجنے والے کے مقام و مرتبہ سے شدید ترین بے اعتنائی اور غفلت کا باعث تھا ابن زیاد جیسے احمق اور پرلے درجے کے بد باطن حکمت و مصلحت پر نظر نہ رکھ سکے اور انہیں قتل مسلم بن عقیل کے عواقب کا ذرا ادراک نہ ہو سکا۔ابن زیاد اور اس کے کوفی مشیرِ کار گہری دینی بصیرت اور آل بیت کے احترام اور عقیدت کی فقہ سے یکسر محروم تھے۔ابن زیادہ حماقت کے خچر پر سوار اور غرور ونخوت کی تلوار سونتے ہوئے تھا۔حق پژوہی سے بے بہرہ اس شخص نے اقتدار کے نشے میں ابن عقیل کے خون سے ہاتھ رنگنے کا حکم دے دیا۔ابن زیاد اجڈ کوفیوں جیسا نکلا جیسے کوئی جفا کار ڈاکو جو قافلہ لوٹتے وقت مسافرانِ طریق کی بے بسی و بے سروسامانی کا مطلق خیال نہیں کرتا۔

یہ تھا ابن زیاد کی اندھی اور دین وعقل اور حکمت وبصیرت سے خالی سیاست کا منتہائے نظر، جس نے

[1] تاریخ الطبری: ۳/ ۲۹۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مارقانِ دین کو کاروانِ اسلام لوٹنے کا ایک اور موقع فراہم کیا جنھوں نے دین وعقیدہ اور آل بیت نبوت کے دفاع کے نام پر امت مسلمہ کے امن اور اس کے عقیدۂ وحدت کو پراگندہ کر کے رکھ دیا۔

عصر حاضر میں ان کوفیوں کے جدید ایڈیشن کے طرزِ عمل سے اس بات کا مشاہدہ آفتابِ نیم روز کی روشنی میں کیا جا سکتا ہے کہ جھنڈے تو اٹھائے جاتے ہیں آل بیت کی نصرت کے جبکہ یہی لوگ ہر اس شخص کے درپے رہتے ہیں جنھوں نے رب تعالیٰ کی کتاب اور سیّد آل بیت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو داڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے تھام رکھا ہوتا ہے۔

اگر بات صرف اسی حد تک موقوف تھی کہ کوفہ کی فضا کو فتنہ و بغاوت کی شوراشوری سے پاک کیا جائے تو اس مقصد کے حصول کے لیے ابن عقیل کی گرفتاری اور انہیں قید و بند میں ڈال دینا ہی کافی تھا۔ لیکن ابن زیاد کے فعل نے جس فکر کی غمازی کی وہ کوفیوں کی اس کج فطرت کو کچلنے کے لیے فوجی طاقت کا استعمال تھا جس کو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ بھی اپنے دَورِ خلافت میں تلوار کے زور پر کچل نہ سکے تھے۔ لیکن افسوس کہ ابن زیاد اس موقع پر طاقت کے استعمال میں حد سے تجاوز کر گیا اور اس فعل کا ارتکاب کر گیا جس کا کوفیوں کی کج فطرت کو کچلنے کے ہدف سے ادنیٰ سا بھی تعلق نہ تھا اور وہ مسلم بن عقیل کا قتل تھا۔

لیکن سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد جب سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حلم کے ساتھ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کا جود و کرم مل گیا تو اس بیماری کو کاٹ کر رکھ دیا گیا، فتنہ کی تلوار نیاموں میں ڈال دی گئی اور امت کی وحدت و یگانگت اور الفت و مودت دوبارہ لوٹ آئی۔ رافضی سبائیت کا سخت گھیراؤ کیا گیا اور اب وہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حلم و بردباری کے حصار میں بری طرح ذلیل و رسوا کی گئی۔ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بے پناہ ذہانت و ذکاوت اور حزم و احتیاط کے آگے سبائیت دم سادھ کر رہ گئی۔ لیکن سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس دنیا سے پردہ کرتے ہی سبائیت نے امت مسلمہ کی پیٹھ میں ایک بار پھر اپنے زہریلے دانت گاڑنے شروع کر دیئے اور حقد و کینہ، کھوٹ اور مکر کے وہی فتنے کھڑے کرنے لگے جو سیّدنا عثمان شہید اور سیّدنا علی شہید رضی اللہ عنہما کی زندگیوں میں کھڑے کیے تھے۔ فتنوں کی اس آگ نے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی حیات طیبہ کو گھیرے میں لے لیا اور بالآخر انہیں شہید کر کے چھوڑا۔ یاد رہے کہ بعد میں اسی آگ میں ابن زیاد اور اس کے اعوان و انصار بھی جل کر خاکستر ہو گئے تھے۔

ابن زیاد کوفہ کے معاشرتی، سیاسی اور فکری مکاتب فکر کا ایک طالب علم اور فارغ التحصیل تھا، جہاں کی بنیادی تعلیم فتنہ پروری، جعل سازی اور انارکی پھیلانا تھی۔ افسوس کہ ابن زیاد نے کوفہ کے ''نصاب تعلیم'' سے تو خوب فائدہ اٹھایا لیکن ان جلیل القدر علماء و فضلاء کے علم و عمل سے استفادہ کرنے سے محروم رہا جنھوں نے اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی تعلیم و تربیت میں بڑی جانکاہ کاوشیں کی تھیں، جن میں ایک عظیم نام ابوالاسود الدؤلی ❶ کا بھی آتا ہے، جو کبار تابعین میں سے تھے۔

ابو الاسود سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے مشیرانِ خاص میں سے تھے۔ چونکہ ابن زیاد کے والد سیّدنا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے اعوان و انصار میں سے تھے اس لیے ابو الاسود نے ابن زیاد کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ ابوالاسود اخیر وقت تک سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے وفادار رہے۔ البتہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حلم و کرم نے انہیں راضی کر دیا اور وہ امت کی وحدت و شیرازہ بندی کے لیے سرگرم عمل ہو گئے اور اس کا لازمی نتیجہ ان عناصر سے شدید عداوت کی صورت میں نکلا جو امت مسلمہ کی صفوں کو منتشر کرنا چاہتے تھے۔ جن میں سرفہرست رافضی سبائیوں کا نام آتا ہے۔ چنانچہ ابو الاسود سبائیوں کے ازحد دشمن تھے۔ ہمارا یہ مختصر رسالہ ان تفاصیل کا نہ تو متحمل ہے اور نہ ان تفاصیل کا یہ موقعہ ہی ہے۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ جن لوگوں نے سیّدنا عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے پاکیزہ خونوں سے اپنے ہاتھوں کو رنگتے ہوئے مطلق دریغ نہ کیا، ان کے بعد

---

❶ ان کو الدیلی بھی کہا جاتا ہے۔ بصرہ کے قاضی تھے۔ نام ظالم بن عمرو تھا۔ یہی مشہور روایت ہے۔ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابن مسعود، حضرت ابو ذر اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم سے حدیث کی روایت کی۔ سیّدنا عثمان اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہما سے قرآن پڑھا۔ جبکہ خود ان کے بیٹے ابوحرب اور نصر بن عاصم، حمران بن اعین اور یحییٰ بن یعمر نے ان سے قرآن پڑھا۔ ان سے روایت کرنے والوں میں یحییٰ بن یعمر، عبداللہ بن بریدہ، عمر مولیٰ غفرہ اور ان کے اپنے بیٹے ابوحرب کا نام آتا ہے۔ احمد عجلی کہتے ہیں: ابوالاسود ثقہ ہیں۔ علم نحو میں سب سے پہلے کلام انہوں نے ہی کیا تھا۔ واقدی کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ جنگ جمل کے دن جناب علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ قتال کر رہے تھے۔ ابو الاسود کا شمار سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ان خواص میں ہوتا تھا جو عقل و رائے میں کمال کی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے انہیں علم نحو کے بنیادی قواعد کو وضع کرنے کا حکم دیا۔ جب ابو الاسود نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو لکھے قواعد دکھائے تو انہوں نے فرمایا: اے ابو الاسود! تم نے کس قدر عمدہ قواعد وضع کیے ہیں اور ان قواعد کو ''نحو'' کا نام دیا۔ ایک قول یہ ہے کہ ''ابو الاسود نے عبداللہ کو تعلیم دی۔'' بیان کیا جاتا ہے کہ ابو الاسود جب سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس وفد بن کر حاضر ہوئے تو انہوں نے ابو الاسود کو اپنے قریب کیا اور انہیں عظیم تحائف سے نوازا۔ ان کا مشہور شعر یہ ہے:

و ما طلب المعیشة بالتمنی   و لکن الق دلوك فی الدلاء

تجیء بمثلها طورا و طورا   و تجیء بحمأة و قلیل ماء

''روزی تمنا سے نہیں ملتی۔ البتہ تو بھی دوسرے ڈولوں کے ساتھ اپنا ڈول ڈال دے۔ اکثر تو وہ ایک جیسا نکلے گا (کہ دوسروں کی طرح پانی بھر کر ہی لائے گا) اور کبھی گارے اور تھوڑے پانی کے ساتھ آئے گا۔''

(تاریخ الاسلام للذهبی: ۲/ ۱۲۲)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ان کے لیے کسی کے بھی خون سے ہاتھ رنگنا کوئی مشکل کام نہ تھا اور ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ ان کوفی رافضیوں نے بلاتردد آل بیت رسول کے متعدد چراغ ایک ہی دن میں گل کر دیئے۔ اس لیے امت مسلمہ کو تاریخ سے سبق سیکھنا چاہیے کہ شاید اس سے ہم اپنا حال درست کر سکیں۔ لیکن آج ہے کوئی جو صحیح تاریخ سے سبق سیکھے۔

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ ترویہ کے دن مکہ سے روانہ ہوئے۔ بے شمار صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ کو روکنے اور سمجھانے کی کوشش کی۔ جن میں سیّدنا ابن عمر، سیّدنا ابن عباس، سیّدنا ابن زبیر، سیّدنا ابن عمرو رضی اللہ عنہم جیسے رفیع الشان اور جلیل القدر صحابہ کرام کے اسمائے گرامی آتے ہیں۔ جبکہ خود آپ کے بھائی محمد بن حنفیہ نے بھی روکنے اور سمجھانے کی بے حد کوشش کی۔ لیکن سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما خروج کا عزمِ مصمم کر چکے تھے، اسی لیے آپ نے کسی کی بھی بات کو نہ مانا۔

گزشتہ صفحات میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ مسلم بن عقیل نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھ کر مطلع کیا کہ کوفہ میں آپ کے بے شمار مؤیدین ہیں اور ساتھ ہی اس بات کی ترغیب بھی دی کہ بس اب جلدی سے چلے آیئے۔ چنانچہ خط ملتے ہی سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے چلنے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ لیکن ابھی آپ کوفہ نہ پہنچے تھے کہ اثنائے طریق میں آپ کو مسلم بن عقیل کا دوسرا خط ملا جس میں صاف لکھا تھا کہ کوفہ مت آیئے اور جدھر سے آئے ہیں ادھر ہی کو لوٹ جایئے۔ اس خط کا مضمون یہ تھا:

> ''اپنے اہل بیت کو لے کر لوٹ جایئے تاکہ یہ کوفی آپ کو دھوکہ نہ دے سکیں۔ یہ آپ کے والد ماجد کے وہی ساتھی ہیں جن کے بارے میں ان کی شدید تمنا تھی کہ موت یا شہادت آ کر انہیں ان لوگوں سے جدا کر دے۔ اہل کوفہ نے میرے اور آپ دونوں کے ساتھ دروغ بیانی سے کام لیا ہے اور دروغ گو کی کوئی رائے نہیں ہوا کرتی۔'' [1]

جب مسلم بن عقیل گرفتار کر لیے گئے اور ان کے قتل کر دیئے جانے کا فیصلہ کر لیا گیا تو انہوں نے عمر بن سعد سے اس بات کی درخواست کی کہ وہ ایک وفد بھیج کر سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ بیتنے والے جملہ واقعات کی خبر دے دیں۔ چنانچہ مسلم بن عقیل نے ابن زیاد سے یہ کہا: ''مجھے وصیت کرنے دیجیے۔''

ابن زیاد نے کہا ٹھیک ہے، مسلم نے عمر بن سعد بن ابی وقاص کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور یہ کہا:

> ''مجھے تم سے ایک کام ہے، تیرے اور میرے درمیان قرابت داری ہے۔''

پھر عمر بن سعد کے پاس جا کر کہا: ''اے صاحب! یہاں تمہارے اور میرے سوا تیسرا کوئی قریشی نہیں اور حسین (رضی اللہ عنہ) تم لوگوں کے پاس پہنچنے والے ہیں۔ ان کی طرف پیغام بھیج دو کہ وہ لوٹ

---

[1] البدایة و النهایة، ۸/ ۱۷۱۔ تاریخ الطبری: ۳/ ۲۹۰.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جائیں کہ کوفیوں نے ان کے ساتھ دروغ بیانی اور مکر و فریب سے کام لیا ہے اور ہاں مجھ پر قرض بھی ہے۔ میری طرف سے اسے تم ادا کر دینا اور میری لاش کو ابن زیاد سے لے کر دفن کر دینا (تا کہ وہ اسے سولی پر نہ لٹکائے رکھے)۔"

جب ابن زیاد نے عمر بن سعد سے پوچھا کہ مسلم نے کیا کہا ہے اور عمر نے سب بتلا دیا تو ابن زیاد کہنے لگا:

"مسلم کا مال تیرا ہے، ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں۔ رہے حسین، تو اگر انہیں اب چھوڑ دیا تو دوبارہ کبھی ان پر قابو نہ پا سکیں گے۔ اور رہی مسلم کی لاش، تو جب انہیں قتل کر دیا جائے گا تو ہمیں ان کی لاش سے کوئی واسطہ نہیں (جو چاہے کر لینا۔ یعنی تمہیں مسلم کی لاش دفن کر دینے کی اجازت ہے۔)۔"

رب تعالیٰ مسلم پر رحم فرمائے، پھر انہیں قتل کر دیا گیا۔ عمر بن سعد نے انہیں کفنایا بھی اور دفنایا بھی اور ان کا قرض بھی چکا دیا اور ایک اونٹنی سوار کو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی طرف مسلم کے قتل کی خبر دے کر بھیجا۔ وہ کوفہ سے چار مراحل کے فاصلہ پر سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے جا ملا۔ [1]

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ ان متضاد و مخالف خبروں کے پہنچنے پر بے حد متذبذب اور پریشان ہو گئے۔ یہ آپ کی زندگی کا سب سے زیادہ مشکل مرحلہ تھا۔ لیکن یہ کوئی نئی بات نہ تھی، ان کوفیوں کی یہ قدیم روش تھی، اس سے قبل انہی لوگوں نے سیّدنا عثمان اور سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں افواہوں کا طومار باندھا تھا۔ انہی لوگوں نے سیّدنا علی، سیّدنا طلحہ و سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہم کے درمیان متضاد خبریں پھیلا کر غلط فہمیاں پیدا کی تھیں۔

ان ہی لوگوں نے اہل مصر کی طرف وہ سوار روانہ کیا تھا جو کبھی چھپتا تو کبھی سامنے آتا تھا۔ کبھی قریب ہو کر ان کی باتیں سنتا تو کبھی انہیں دل آزار باتیں کرتا۔ بالآخر جب اسے پکڑ کر اس کی تلاشی لی گئی تو اس کے پاس سے وہ رسوائے زمانہ خط نکلا جس میں سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عفیف دامن پر زمین و آسمان کو ڈھا دینے والی تہمت کا ذکر تھا کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل مصر کے قتل کر دینے کا حکم دیا ہے۔ اہل مصر نے یہیں سے ایک نئے فتنہ کی بنیاد رکھ دی اور اس بات کی تصدیق تک نہ کی کہ یہ خط سچا ہے یا جھوٹا اور مدینہ پر چڑھ دوڑے۔ اس کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہ تھی کہ ایک تو اس میں خود ان کی فتنہ کی خوگر فطرت کی تسلی کا سامان تھا، دوسرے ان اہل مصریں سے بے شمار لوگ ابن سبا کی باطنی دعوت کے علم بردار بھی تھے۔ ان کی حماقت و سفاہت پر اور کیا کہیے کہ انہوں نے خلیفہ راشد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو تو جھٹلایا اور اسلام کے دعوے دار ایک سابقہ یہودی کی بات کو من وعن تسلیم کر لیا اور ان لفنگوں کی ہاں میں ہاں ملائی جو عقل اور دین و دیانت سب

[1] تاریخ الاسلام: ١/ ٥٢٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بے بہرہ تھے۔

جن لوگوں نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دامن عفت پر تہمت کے چھینٹے اڑانے سے گریز نہ کیا تھا ان کے لیے مسلم بن عقیل پر کسی تہمت کا لگا دینا کوئی بڑا کام نہ تھا، تا کہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو شہید کر کے ان مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے جن کے حصول کی پہلی کوشش سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کی تھی۔ چنانچہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح آج وہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو بھی دھوکہ سے شہید کرنا چاہتے تھے تا کہ خلافت کا صحیح حق دار اپنے حق تک نہ پہنچ سکے۔ اسی ایک مذموم مقصد نے اعدائے صحابہ بالخصوص کوفی سبائیوں کی نظروں میں اس قدر قیمتی خون کو ارزاں کر دیا جو اپنی باطنیت کو مکر وفریب کے ساتھ امت کی جڑوں میں جاگزیں کرنا چاہتے تھے۔ پھر بات صرف سیّدنا حسین اور آل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے خون ناحق تک محدود نہ رہی بلکہ امت مسلمہ کی صفوں میں صراع ونزاع اور قتل و جدال تک جا پہنچی اور امت جملہ بلند ترین مقاصد میں لگنے کے بجائے باہم دیگر دست وگریبان ہوگئی۔ اس کے بعد ان سبائیوں نے اسلامی معاشرے کی فضا کو شک و ارتیاب، سب وشتم، ابرار اخیار پر لعن طعن، مسلمات کے انکار اور حقد و کینہ کے زہریلے اثرات سے مسموم کر کے رکھ دیا۔ کوفی سبائیوں نے جس فتنہ کی پہلی اینٹ رکھی امت مسلمہ آج تک اس کی لپٹوں سے جھلستی اور جلتی آ رہی ہے اور دن بدن ان کا سنت سے تمسک کمزور سے کمزور تر ہوتا چلا جا رہا ہے اور بجائے اس کے کہ امت کو قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ سے بغض وعداوت ہو اور وہ ان سے دُور ونفور ہو، الٹا ان سے محبت ومودت کے پرچار میں لگ گئی ہے۔ جبکہ دوسری طرف یہ سبائی کوفی اخوت مواسات کی آڑ میں فاسد وسائل اور دجالانہ ذرائع کے ذریعے مسلمانوں پر کتاب وسنت کو اور زیادہ ملتبس ومشتبہ کرتے چلے جا رہے ہیں۔ و العیاذ باللّٰه .

مسلم بن عقیل کی کوفہ روانگی شیعی کتب ومصادر کی روشنی میں:

ہم ان جملہ واقعات وحوادث کو خود شیعہ کتب سے ثابت اور بیان کرتے جائیں گے۔ چنانچہ رضا حسین صبح حسینی لکھتا ہے:

> ''مسلم نصف شعبان کو مکہ سے کوفہ کے لیے روانہ ہوئے اور پانچ شوال کو کوفہ پہنچ گئے۔ ان کے آنے کی خبر سن کر لوگ بیعت کرنے کے لیے ان پر ٹوٹ پڑے حتیٰ کہ اٹھارہ ہزار کوفیوں نے بیعت کر لی۔ شعبی کی روایت میں یہ تعداد چالیس ہزار ہے۔'' [1]

ہاشم المعروف حسنی کہتا ہے:

> ''بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلم بن عقیل اپنے اس سفر سے زیادہ پرامید نہ تھے کیونکہ وہ

[1] الشیعة و عاشوراء، ص: ١٦٧ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اہل عراق کی متلون اور غیر مستقل فطرت کے بارے میں جانتے تھے، یہ وہی لوگ تو تھے جنہوں نے اس سے قبل امیر المومنین کے ساتھ کئی رنگ بدلے تھے۔ حتیٰ کہ امیر المومنین کی شدید تمنا تھی کہ موت یا شہادت انہیں ان کوفیوں سے جدا کر دے۔ مسلم بن عقیل کے سامنے کوفیوں کی حسن (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کی جانے والی بدترین خیانت بھی تھی جس کے ہاتھوں مجبور ہو کر بالآخر انہوں نے امر خلافت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔ جب حسین (رضی اللہ عنہ) نے انہیں کوفیوں کے پاس جانے کو کہا تو وہ اوّل اوّل جانے پر تیار نہ تھے۔ جب جناب حسین نے انہیں بزدل اور فاسد الرائے ہونے کا طعنہ دیا تو وہ دو رہنماؤں کو لے کر کوفہ روانہ ہو گئے۔ اگرچہ مسلم اپنے اس سفر سے تقریباً ناامید تھے لیکن پھر بھی روانہ ہو گئے۔ پھر ایک رہنما راستہ میں ہی پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گیا۔ جبکہ وہ راستہ بھی بھٹک گئے تھے۔ اس پریشان کن صورتِ حال کو دیکھ کر مسلم نے ایک بار پھر حسین (رضی اللہ عنہ) کو خط لکھ کر ان سے اس مہم سے سبک دوش ہونے کی اجازت مانگی لیکن حسین (رضی اللہ عنہ) نے سفر کو جاری رکھنے کی تاکید لکھ بھیجی۔

چنانچہ مسلم نے سفر جاری رکھا اور کوفہ جا پہنچے۔ کوفیوں نے مسلم کا بھرپور استقبال کیا اور مختار بن ابی عبید ثقفی کے ہاں مہمان ٹھہرے۔ مسلم مختار کے گھر سے ہی نکل کر لوگوں سے ملتے اور انھیں حسین (رضی اللہ عنہ) کی بیعت کی دعوت دیتے، چنانچہ موت پر بیعت کرنے والوں کی تعداد چالیس ہزار تک جا پہنچی۔ ایک قول اس سے کم تعداد کا بھی ہے۔ ان دنوں یزید کی طرف سے کوفہ کے امیر نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) تھے۔ جیسا کہ مؤرخین نے بیان کیا ہے۔ کیونکہ نعمان (رضی اللہ عنہ) تفرقہ کو ناپسند کرتے تھے اور عافیت و صلح کو ترجیح دیتے تھے۔'' ❶

عبدالحسین شرف الدین موسوی لکھتا ہے:

''کوفی مسلم بن عقیل کے پاس آنے جانے لگے حتیٰ کہ نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) کو اس کی خبر لگ گئی۔ (نعمان رضی اللہ عنہ اس وقت یزید کی طرف سے کوفہ کے والی تھے، کیونکہ پہلے انہیں معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے والی بنا رکھا تھا جس کو یزید نے امارت سنبھالنے کے بعد برقرار رکھا)۔ انہیں مسلم کی جائے سکونت کا بھی علم ہو گیا تھا لیکن انہوں نے مسلم کو کچھ بھی نہ کہا۔'' ❷

عبدالرزاق موسوی مقرم لکھتا ہے:

''مسلم مختار ثقفی کے گھر ٹھہرے، کوفیوں نے جا جا کر انہیں خوش آمدید کہا اور سمع و طاعت کا اظہار

❶ سيرة الائمة الاثنى عشر: ٢/ ٥٧-٥٨ .

❷ المجالس الفاخرة، ص: ٦١ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا جس سے مسلم کی فرحت و مسرت کی انتہا نہ رہی۔ شیعانِ کوفہ بیعت حسین کرتے رہے حتیٰ کہ ان کی تعداد اٹھارہ ہزار تک پہنچ گئی۔ ایک قول پچیس ہزار کا بھی ہے۔ شعبی کی روایت میں یہ تعداد چالیس ہزار ہے۔ چنانچہ مسلم نے عابس بن شبیب شاکری کے ہاتھوں حسین (رضی اللہ عنہ) کو لکھ بھیجا کہ اہلِ کوفہ آپ کی اطاعت پر جمع اور آپ کے منتظر ہیں اور یہ بھی لکھا کہ ''قافلہ کا رہنما قافلہ والوں سے جھوٹ نہیں بولا کرتا۔ اٹھارہ ہزار کوفیوں نے میری بیعت کر لی ہے۔'' ❶

شیخ عباس قمی لکھتا ہے:

''شیخ مفید اور دوسرے شیعہ علماء نے لکھا ہے کہ کوفی مسلم کے پاس ہانی کے گھر میں چھپ چھپ کر آتے اور بیعت کرتے رہے۔ مسلم ہر شخص سے بیعت لیتے وقت اس بات کی قسم بھی لیتے تھے کہ وہ اس معاملہ کو پردۂ خفا میں رکھیں گے۔ یہ سلسلہ یوں ہی چلتا رہا یہاں تک بیعت کرنے والوں کی تعداد پچیس ہزار تک پہنچ گئی اور ابن زیاد کو ابھی تک مسلم کی جائے سکونت کا علم تک نہ تھا۔'' ❷

شیخ قمی یہ بھی لکھتا ہے:

''لوگوں نے مسلم بن عقیل کی بیعت کی حتیٰ کہ ان کی تعداد اٹھارہ ہزار تک پہنچ گئی۔ جس پر مسلم نے حسین (رضی اللہ عنہ) کو اٹھارہ ہزار کوفیوں کے بیعت کرنے کی خبر لکھ بھیجی اور ساتھ ہی کوفہ چلے آنے کو بھی کہہ دیا۔'' ❸

اہل کوفہ کی مسلم بن عقیل کے ساتھ غداری:

ہاشم المعروف حسنی لکھتا ہے:

''نئے والی نے ہانی بن عروہ کو جس کے گھر حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کا قاصد ٹھہرا ہوا تھا، گرفتار کرنے کا نیا اور مستحکم منصوبہ تشکیل دے لیا۔ چنانچہ اس نے ہانی کو ایک دعوتِ طعام پر بلایا، اس کے ساتھ کھل کر تبادلہ خیال کیا اور ایک طویل گفتگو کے بعد ہانی کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ اس وقت قصر امارت کے باہر لوگوں کا ایک جم غفیر جمع تھا۔ والی جدید (ابن زیاد) نے ہانی کی لاش کو قلعہ کی فصیل سے نیچے گرا دیا۔ لوگ یہ خوفناک منظر دیکھ کر بے حد خوف زدہ ہو گئے اور ہر شخص اپنے گھر لوٹ گیا، جیسے کہ کچھ ہوا ہی نہ تھا اور نہ اسے اس بات کی پرواتھی۔'' ❹

---

❶ مقتل الحسين للمقرم، ص: ١٤٧ - مأساة احدى و ستين، ص: ٢٤.

❷ منتهى الآمال: ١/ ٤٣٧.

❸ منتهى الأمال: ١/ ٤٣٦.   ❹ سيرة الائمة الاثنى عشر: ٢/ ٦١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد کاظم قزوینی لکھتا ہے:

''ابن زیاد کوفہ میں داخل ہوا۔ اس نے قبائل وعشائر کے سرداروں کو شامی لشکروں کی دھمکی بھجوا دی۔ لشکروں کی آمد کا سن کر ایک ایک کر کے سب مسلم کا ساتھ چھوڑ گئے۔ حتیٰ کہ مسلم اکیلے رہ گئے۔'' ❶

میں کہتا ہوں یہی وہ بات تھی جس کا مسلم بن عقیل کو ڈر تھا۔ اسی لیے انہوں نے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے کوفہ بھیجتے وقت ہی درخواست کر دی تھی کہ مجھے اس مہم سے زیادہ امیدیں وابستہ نہیں۔ اس لیے اگر اس مہم سے مجھے معاف ہی رکھیے تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ کوفیوں کا سابقہ رویہ جو انہوں نے ان کے چچا سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور چچا زاد سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنائے رکھا تھا، ہر وقت ان کی نگاہوں کے سامنے تھا۔ پھر وہی ہوا جس کا مسلم کو ڈر تھا اور مسلم بن عقیل ان سب لوگوں کی نگاہوں کے سامنے قتل کر دیئے گئے جنہوں نے مسلم کو کوفہ بلایا اور حسین رضی اللہ عنہما کے نام پر ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ لیکن کسی نے آگے بڑھ کر مسلم پر ہونے والے اس ظلم کو روکنے کے لیے اپنے بدن پر خراش تک نہ آنے دی۔

عبدالحسین شرف الدین، مسلم کے ساتھ کی جانے والی رسوائے زمانہ غداری کو نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''لیکن انہوں نے (یعنی کوفیوں نے) مسلم کے ساتھ کی ہوئی بیعت کو بعد میں توڑ دیا اور ان کے عقد و ذمہ کو ختم کر دیا اور ان کے ساتھ کیے عہد پر قائم نہ رہے اور ان کے ساتھ کیے عقد کو پورا نہ کیا۔ (واہ موصوف کس طرح تعبیر بدل بدل کر خود اپنے اسلاف کی گھناؤنی صورت کے ایک ایک نقش کو بیان کر رہا ہے)۔ میرے ماں باپ مسلم پر قربان! کہ انہیں کس قدر خوفناک صورت سے سامنا کرنا پڑا، ان کا کس قدر بے وفاؤں، حقوق کو ضائع کرنے والوں اور ذلت و رسوائی کے سرغنوں سے سابقہ پڑا تھا۔

---

❶ فاجعة الطف، ص: ۷۔ قریب قریب یہی مضمون "تظلم الزهرا، ص: ۱٤۹" میں بھی مذکور ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: سفير الحسين مسلم بن عقيل، ص: ۵۰ و ما بعدها، و ص: ۱۱۳۔ عبدالحسن نورالدین العاملی کہتا ہے: ''لوگ متفرق ہونا شروع ہو گئے۔ ایک عورت اپنے بیٹے اور اپنے بھائی کے پاس آتی اور کہتی: لوٹ جاؤ لوگ تیرا ساتھ چھوڑ جائیں گے اور آدمی اپنے بیٹے اور بھائی کے پاس آ کر کہتا کہ کل جب شامی لشکر آ پہنچے گا تو حرب و شر کا کیا کرو گے؟ اس لیے لوٹ چلو، اور اسے ساتھ لے کر چلتا بنتا۔ غرض لوگ ایک ایک کر کے متفرق ہوتے رہے حتیٰ کہ مغرب کی نماز میں مسجد میں مسلم بن عقیل کے ساتھ صرف تیس آدمی رہ گئے۔ جب مسلم نے دیکھا کہ اب ان کے ساتھ صرف یہی لوگ رہ گئے ہیں تو مسجد سے نکل کر ابوابِ کندہ کی طرف چلے۔ جب ابواب کندہ پہنچے تو صرف دس آدمی ساتھ رہ گئے اور جب ابواب کندہ سے نکلے تو ساتھ ایک آدمی بھی نہ تھا۔ ''

(مأساة احدى و ستين، ص: ۲۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب مسلم کو ان کے ساتھیوں نے چھوڑ دیا اور ان کا دشمنوں سے سخت ترین مقابلہ ہوا تو ان کا ایک نہایت بزرگ و برتر مقام و مرتبہ تھا اور ان کا ایک عظیم معاملہ تھا کہ اوپر نیچے دائیں بائیں سے دشمنوں نے چاروں طرف سے انہیں گھیر لیا، اور وہ اکیلے تن تنہا ان کے سامنے سینہ سپر ہو کر کھڑے تھے۔ نہ کوئی حمایتی نہ مددگار تھا مگر ان کے کوہِ استقامت میں ذرا لغزش نہ آئی اور ان کے صبر و حوصلہ کے ماتھے پر شکن تک نہ پڑی۔ یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔'' ❶

مسلم بن عقیل کے قتل کی خوفناک خبر:

عباس قمی لکھتا ہے:

''مسلم کو بھیج کر حسین (رضی اللہ عنہ) انتظار کرنے لگے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے اپنے نوجوانوں سے کہا: ''پانی زیادہ لے لو، اور نکل چلو، جب یہ لوگ زبالہ پہنچے تو انہیں عبداللہ بن یقطر کی خبر پہنچی۔ آپ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا، ان کے سامنے، آنے والا خط کھولا اور پڑھ کر سنایا۔ خط کی عبارت یہ تھی:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد! ہمیں یہ جگر پاش خبر پہنچی ہے کہ مسلم بن عقیل، ہانی بن عروہ اور عبداللہ بن یقطر کو قتل کر دیا گیا ہے، ہمارے شیعوں نے ہمیں چھوڑ دیا ہے۔ اب تم میں سے جو بھی لوٹنا چاہے وہ لوٹ جائے اور اس پر کوئی ملامت نہیں۔''

یہ سن کر جو لوگ تو مالِ غنیمت اور جاہ و منصب کی حرص میں ساتھ لگے ہوئے تھے، متفرق ہو گئے، حتیٰ کہ آپ کے ساتھ صرف آپ کے اہل بیت اور وہی لوگ رہ گئے جو پورے ایمان اور یقین کے ساتھ آپ کے ساتھ نکلے ہوئے تھے۔'' ❷

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا عراق کی طرف خروج:

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے عراق کی طرف خروج کو اگر گہری نگاہ سے دیکھا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ یہ خروج مختلف الاطراف فتنہ کے مقدمات میں سے ایک مقدمہ تھا، جس کے جال کے تار و پود ہر جانب پھیلے ہوئے تھے اور اس کی آگ کی لپٹوں نے متعدد معاشروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہوا تھا۔ یہ فتنہ اس قدر دقیق اور زیرِ زمین تھا کہ اس کی پشت پر کارفرما خفیہ ہاتھ دکھائی اور سجھائی نہ دیتا تھا۔ پھر اس قدر پے در پے واقعات رونما ہوتے چلے گئے کہ سچ کو جھوٹ سے جدا کرنے کی کسی کو مہلت ہی نہ مل سکی۔ کیونکہ حالات نہایت

❶ المجالس الفاخرة، ص: ٦٢ . ❷ منتهى الآمال: ١/ ٤٦٢ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرعت کے ساتھ ادل بدل رہے تھے اور پیش منظر نہایت برق رفتاری کے ساتھ بدلتا چلا جا رہا تھا کہ کسی کی نگاہ اس پر ٹھہرنے نہ پا رہی تھی، ہوش وخرد کو قابو کر لینے والے ان واقعات میں غور وتدبر اور فکر ونظر کی گنجائش کا نکلنا ناممکن سا ہو گیا تھا۔ شاید ان تمام متغیر اور تبدیل ہوتے حالات کے پیچھے اہل کوفہ کا ہاتھ تھا اور یقیناً تھا۔ جن کی پوری کوشش تھی کہ اس سے قبل کہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما یزید کی بیعت کر لیں اور ان پر حقائق منکشف ہوں، جناب حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی سازش کے جال میں بری طرح جکڑ لیا جائے۔ چنانچہ کوفہ کے اوباشوں نے مسلم بن عقیل کی نصرت کا غل مچا دیا۔ جب مسلم بن عقیل کو یقین ہو گیا کہ اہل کوفہ کی کثرت ان کی مدد پر آمادہ ہے تو انہوں نے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو کوفہ چلے آنے کا خط لکھ دیا۔ جس کو دیکھ کر سازشیوں کو یقین ہو گیا کہ ان کی سازش کامیابی کی طرف گامزن ہو گئی ہے۔ چنانچہ اب انہوں نے اہل کوفہ کی صفوں میں افواہیں اڑانی شروع کر دیں جس سے ایسی بد دلی پھیلی کہ ہر ایک اپنے اپنے گھر جا گھسا۔ جبکہ اس سے قبل اہل کوفہ کی سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ طویل خط وکتابت ہو چکی تھی اور ان کے مابین مراسلت پایۂ تکمیل کو پہنچ چکی تھی۔ یہ وہی لوگ تو تھے جنہوں نے مسلم بن عقیل کا بھرپور استقبال کیا تھا اور انہیں اپنی مدد کی یقین دہانی کرائی تھی۔ ان لوگوں کے اسی ولولہ اور جوش وخروش کو دیکھتے ہوئے ہی تو مسلم بن عقیل نے خط لکھ کر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ چلے آنے کی دعوت دی تھی اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے تمام استفساری خطوط کا زبردست تسلی آمیز جواب لکھ بھیجا تھا۔

مسلم بن عقیل کا سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے اس بات کا مطالبہ کرنا کہ وہ اپنے اہل سمیت کوفہ چلے آئیں، اس بات کی دلیل ہے کہ انہیں ان غدار کوفیوں کی باتوں پر پورا یقین ہو گیا تھا۔ لیکن ان کوفیوں نے مسلم بن عقیل سے بدعہدی اور غداری کرتے ذرا دیر نہ لگائی اور انہیں بے یار ومددگار باغیوں' کے حوالے کر دیا۔ حتیٰ کہ خود اس کوفی نے یہ شرم ناک حرکت کی تھی جس نے انہیں اپنی مدد ونصرت اور تائید وحمایت کا بھرپور یقین دلایا۔

ادھر سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو مسلم بن عقیل کے ایسی کسمپرسی کی حالت میں مارے جانے کا مطلق علم نہ تھا۔ بلکہ آپ جلد از جلد کوفہ روانہ ہونے کی تیاریوں میں لگے ہوئے تھے تا کہ تاخیر نہ ہو جائے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے جب کوفہ روانہ ہونے کا پختہ عزم کر لیا تو ایام ترویہ میں مسلم بن عقیل کے قتل سے ایک دن قبل مکہ سے روانہ ہوئے۔ یاد رہے کہ مسلم بن عقیل یوم عرفہ کو قتل ہوئے تھے۔ لوگ آپ کے خروج کے ارادوں کو سن کر بے حد غم زدہ ہو گئے اور انہیں آپ پر بے حد ترس آیا۔ لوگوں نے آپ کو کوفہ جانے سے روکنے کی از حد کوشش کی۔ اہل رائے اور ارباب محبت وعقیدت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے آپ کو عراق نہ جانے کا مشورہ دیا اور انہیں مکہ میں ٹھہرے رہنے کو کہا۔ ان کوفیوں نے سیّدنا علی اور سیّدنا حسن رضی اللہ عنہما کے ساتھ جو جو غداریاں اور عیاریاں کی تھیں ان حضرات نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے اس سب کو ذکر کیا۔'' ❶

لیکن سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اکابر کی بات نہ مانی، کیونکہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما یہ سمجھتے تھے کہ وہ دلیل پر ہیں، وہ یہ کہ اہل کوفہ نے ان کی بیعت کر لی ہے۔ اہل کوفہ کا ان سے یہ رابطہ کوئی آج کا نہ تھا۔ اس کا آغاز سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی وفات سے ہو چکا تھا اور سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد تو اس رابطہ میں بے پناہ زور آ گیا تھا۔ گویا اہل کوفہ کا سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ غیر منقطع رابطہ کب سے قائم تھا اور وہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو اس بات کا یقین دلانے کے لیے کب سے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے کہ انہیں سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ بے پناہ عقیدت و محبت ہے اور وہ ان کی خاطر جان و مال قربان کرنے سے کبھی دریغ نہ کریں گے۔

چنانچہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد بھی اہل کوفہ کا ایک وفد جناب حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تھا اور آپ کو اس بات کی دعوت دی کہ آپ معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی بیعت ترک کر دیں تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں اور یہ بھی کہا کہ ہمیں آپ کی اور آپ کے بھائی کی رائے معلوم ہے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو یہ جواب دیا: ''مجھے امید ہے رب تعالیٰ میرے بھائی کو خوں ریزی روکنے اور بند کرنے کی نیت پر نیک اجر دے گا اور مجھے ظالموں سے جہاد کرنے کی محبت پر نیک اجر دے گا۔'' ❷

کچھ لوگوں نے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے بھائی محمد بن حنفیہ سے بھی رابطہ کیا اور انہیں کوفہ خروج کر آنے کی دعوت دی مگر انہوں نے انکار کیا۔ محمد بن حنفیہ نے اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ کو آ کر سارا قصہ گوش گزار کر دیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ: یہ لوگ ہمارے خونوں کے پیاسے ہیں۔ یہ سن کر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ بے حد مغموم و مضطرب ہو گئے، وہ اس بات کا فیصلہ نہ کر پا رہے تھے کہ ان کے ساتھ جائیں یا نہ جائیں۔ ❸

پھر جب لوگوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت کر لی تو یزید کی بیعت نہ کرنے والوں میں ایک سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ اہل کوفہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی ان کے خلاف خروج کرنے پر آمادہ کرنے کے لیے ان کے ساتھ خط و کتابت رکھتے تھے لیکن سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے اس بات سے ہمیشہ انکار کیا تھا۔ ❹

---

❶ البداية و النهاية، ٨/ ١٧٢.

❷ تاريخ الاسلام للذهبي: ١/ ٥٥٦۔ مختصر تاريخ دمشق، باب جوامع حديث مقتل الحسين: ٢/ ٤٤٠.

❸ تاريخ الاسلام: ١/ ٥٥٦۔ مختصر تاريخ دمشق: ٢/ ٤٤٠.

❹ مختصر تاريخ دمشق، باب جوامع حديث مقتل الحسين: ٢/ ٤٤٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ سیّدنا حسین اور سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان محبت ومودت اور عقیدت واحترام کا بے پناہ تعلق قائم تھا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا وفد شام سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے یزید بن معاویہ کے ساتھ مل کر غزوۂ قسطنطنیہ میں بھی شرکت کی تھی۔ عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما شام گئے تو جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی خدمت میں ایک ہی وقت میں دو لاکھ درہم پیش کیے۔ ❶

یہ نصوص بتلاتی ہیں کہ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دَور میں سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور آل بیت رسول میں زبردست عقیدت ومحبت کا تعلق تھا۔ اس کی تاکید وتائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ خود جناب حسین رضی اللہ عنہ نے اسبابِ خروج کی تحقیق نہ کی تھی بلکہ فتنہ پروروں نے آپ پر خروج کرنے کا اصرار کیا تھا اور اپنے مکر و باطنیت کے ہتھیاروں کو استعمال کرتے ہوئے آپ پر معاملہ ملتبس کر دیا تھا حتیٰ کہ آپ یہ اعتقاد کرنے لگے کہ خروج کے جواز کے اسباب مہیا ہو گئے ہیں اور یہ خروج امت کی اصلاح اور ان کے حال کو زیادہ بہتر بنانے کے لیے ضروری ہے۔ جنابِ حسین بن علی رضی اللہ عنہما عالم الغیب نہ تھے اور نہ آپ اس سوءِ ظن کا شکار ہی تھے جو اعدائے صحابہ کے عقیدہ وعمل کا اساسی رکن ہے۔ ان لوگوں کی کل کائنات بغض صحابہ ہے اور اسی بغض نے انہیں آلِ بیت رسول کے پاک خونوں سے اپنے ناپاک ہاتھ رنگنے پر اکسایا تھا اور آج تک یہ طبقہ مسلمانوں کے ساتھ اسی مکر وفریب اور بغض ونفرت کے رویے کو روا رکھے ہوئے ہے۔

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا کوفہ کی طرف خروج شیعی روایات کی روشنی میں:

عباس قمی اور عبدالہادی صالح لکھتا ہے:

''حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) نے جب مکہ سے خروج کا ارادہ کیا تو پہلے طواف اور سعی کی، پھر بال کتروائے اور احرام کھول کر حلال ہوئے کیونکہ آپ کو مکہ میں اپنی گرفتاری یا قتل ہو جانے کے ڈر سے حج پورا کرنا ممکن نہ تھا۔ پھر ۸ ذی الحجہ کو آپ نے اپنے اصحاب کو جمع کر کے ان میں یہ خطبہ دیا:

''سب تعریفیں اسی اللہ کی ہیں، وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ نیکی پر لانے کی قوت صرف اللہ کو ہے۔ اللہ کا درود وسلام ہو اس کے رسول پر۔ اللہ نے اولاد آدم کی موت کا خط کھینچ دیا ہوا ہے اور موت کا پھندا بندوں کے گلے میں ڈال دیا ہوا ہے اور میں اپنے اسلاف کی شہادتوں پر اس طرح غم زدہ نہیں جس طرح یعقوب (علیہ السلام)، یوسف (علیہ السلام) کے فراق میں غمگین ومشتاق تھے۔ کل قتل

❶ تاريخ الاسلام للذهبي: ٢/ ٨٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے جس میدان سے میرا سابقہ پڑنے والا ہے، وہ میرے لیے بہتر ہے۔ گویا کل نواویس اور کربلا کے درمیان جنگلوں کے بھیڑیے مجھے چیر پھاڑ دیں گے۔ لیکن انہیں میرے خالی معدے اور خالی توشے کو دیکھ کر سخت ملال ہوگا (یعنی میں میدان کربلا میں بھوکا پیاسا مارا جاؤں گا)۔ تقدیر کے قلم نے موت کا جو دن لکھ دیا ہے اس سے فرار نہیں۔ اے اہل بیت! اللہ ہماری رضا پر ہم سے راضی ہوگا، ہم اپنی مصیبت و بلا پر صبر کریں گے اللہ ہمیں صابرین والا پورا پورا اجر دے گا۔'' ❶

دکتور احمد راسم نفیس لکھتا ہے:

''مشہور شاعر فرزدق کی حسینی قافلہ سے اثنائے طریق میں ملاقات ہوگئی۔ فرزدق نے حسین (رضی اللہ عنہ) کو سلام کیا اور عرض کیا: اے ابن رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان، حج مکمل کیے بغیر کس بات نے آپ کو اس قدر عجلت میں ڈال دیا؟ حسین (رضی اللہ عنہما) نے جواب دیا: اگر میں جلدی نہ نکل آتا تو گرفتار کر لیا جاتا۔

پھر حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) نے فرزدق سے لوگوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا: ان کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں آپ کے خلاف ہیں۔'' حسین (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: تم نے ٹھیک کہا ہے۔ امر اللہ ہی کا ہے اور ہر روز اس کی ایک نئی شان ہے۔ اگر تو معاملہ ہماری مرضی کے موافق پیش آیا تو رب تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کریں گے، شکر ادا کرنے پر بھی اسی سے مدد درکار ہے، اور گر قضا ہماری امیدوں کی راہ میں حائل ہوگئی تو جن کی نیت سچی اور باطن متقی ہوتا ہے ان کے ساتھ ایسے امر کا پیش آ جانا بعید نہیں۔'' ❷

علی بن موسیٰ بن جعفر بن طاؤس حسینی لکھتا ہے:

''راوی کہتا ہے: حسین (رضی اللہ عنہما) چل کر کوفہ سے دو مراحل تک جا پہنچے۔ وہاں حر بن یزید ایک ہزار گھڑ سواروں کے ساتھ موجود تھا۔ حسین علیہ السلام نے پوچھا: ''ہماری مدد کو آئے ہو یا ہمارے خلاف آئے ہو؟'' حر نے جواب دیا: نہیں بلکہ اے ابوعبداللہ! میں آپ کے خلاف آیا ہوں۔'' حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) نے جواب دیا: ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔'' پھر دونوں میں گفتگو ہوتی

---

❶ منتهى الآمال: ۱/ ۴۵۳۔ خیر الاصحاب، ص: ۳۳.

❷ على خطى الحسين، ص: ۹۹-۱۰۰۔ الشيعة و عاشوراء، ص: ۱۷۸۔ ذرا یہ بھی ملاحظہ کر لیجیے کہ احمد راسم اور عباس قمی کی باتوں میں کس قدر تضاد ہے۔ احمد راسم سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا یہ قول لکھتا ہے کہ ''اگر تو تقدیر ہماری مرضی کے موافق آ گئی'' جبکہ عباس قمی لکھتا ہے: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ نواویس اور کربلا کے درمیان جنگل کے بھیڑیے مجھے چیر پھاڑ دیں گے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

رہی، حتیٰ کہ حسین علیہ السلام نے اسے کہا: ''اگر تو تم میرے پاس آنے والے خطوط اور قاصدوں کے خلاف چل رہے ہو تو میں ادھر ہی لوٹ جاتا ہوں جہاں سے آیا تھا۔'' لیکن حر اور اس کے ساتھیوں نے حسین علیہ السلام کو ایسا نہ کرنے دیا اور کہا: ''آپ واپس تو نہیں جا سکتے البتہ کسی ایسے راستے پر چل پڑیے جو نہ مدینہ جاتا ہو اور نہ کوفہ پہنچتا ہو تاکہ میں ابن زیاد کے سامنے یہ عذر کرنے کے قابل تو ہو سکوں کہ آپ کسی اور راستے سے آ رہے تھے، میرا اور آپ کا سامنا ہی نہیں ہوا، اس لیے میں آپ کو گرفتار نہیں کر سکا۔'' اس پر حسین علیہ السلام نے داہنا راستہ لیا اور ''عذیب الہجانات'' جا پہنچے۔ ❶

آیت اللہ محمد تقی آل بحر العلوم لکھتا ہے:

''حسین (رضی اللہ عنہ) ایک چادر، ایک تہبند اور جوتیوں کے ایک جوڑے کے ساتھ نکلے، آپ نے تلوار کی نیام پر سہارا لیا ہوا تھا۔ قوم نے استقبال کیا۔ آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ''اب میرا معاملہ اللہ اور تمہارے حوالے ہے جب تک تمہارے خطوط میرے پاس نہیں آئے اور تمہارے قاصد میرے پاس نہیں پہنچے جنھوں نے تم لوگوں کی طرف سے پیغام دیا کہ ہمارے پاس چلے آیئے کیونکہ اس وقت ہمارا کوئی امام نہیں شاید اللہ آپ کی وجہ سے ہمیں حق پر جمع کر دے، میں تمہارے پاس نہیں آیا۔ پس اگر تو تم اپنی بات پر قائم ہو تو لو میں تو آ چکا، اب مجھے عہد و میثاق دو تاکہ میں مطمئن ہو جاؤں اور اگر میرا آنا تم لوگوں کو ناگوار ہے تو ادھر لوٹ جاتا ہوں جدھر سے آیا تھا۔'' یہ سن کر سب نے دم سادھ لیے اور خاموش ہو گئے۔ اتنے میں حجاج بن مسروق جعفی نے ظہر کی نماز کی اذان دے دی۔

حسین (رضی اللہ عنہما) نے حر سے پوچھا: ''کیا تم اپنے ساتھیوں کو (علیحدہ) نماز پڑھاؤ گے؟'' حر نے جواب دیا: نہیں بلکہ ہم آپ کے پیچھے اکٹھے نماز پڑھیں گے۔ پس حسین (رضی اللہ عنہما) نے ان سب کو نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور حمد و صلوٰۃ کے بعد یہ ارشاد فرمایا: اے لوگ! اگر تم اللہ سے ڈرو اور اہل حق کا حق پہچانو تو یہ بات رب تعالیٰ کو بے حد راضی کرنے والی ہے۔ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اس امر کے ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں جو اس امر کے دعوے دار ہیں حالانکہ وہ اس کے اہل نہیں اور وہ ظلم و جور کے خوگر بھی ہیں اور اگر تم لوگ ہم سے کراہت کرتے ہو اور ہمارے حق سے جہالت برتتے ہو اور اب تمہاری وہ رائے نہیں جس کا

❶ اللھوف لابن طاؤوس، ص: ٤٧۔ المجالس الفاخرة: ٨٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اظہار تم لوگوں نے اپنے بھیجے جانے والے خطوط میں کیا تھا تو میں لوٹ جاتا ہوں۔''
یہ سن کر حر بولا: جانے آپ کن خطوط کا ذکر کر رہے ہیں؟ مجھے تو یاد نہیں۔ اس پر حسین (رضی اللہ عنہما) نے عقبہ بن عامر کو حکم دیا تو اس نے دو خورجیاں نکالیں جو اہل کوفہ کے بھیجے گئے خطوط سے بھری تھیں۔ حر بولا: میں ان لوگوں میں سے نہیں جنہوں نے خطوط لکھے تھے۔ مجھے تو بس یہ حکم ملا ہے کہ جب میری آپ سے ملاقات ہو تو جب تک میں کوفہ میں آپ کو ابن زیاد کے سامنے پیش نہ کر دوں اس وقت تک آپ کے ساتھ ساتھ رہوں اور آپ سے جدا نہ ہوں۔ حسین علیہ السلام نے کہا: موت تیرے اس بات سے زیادہ قریب ہے اور اپنے اصحاب کو سوار ہونے کا حکم دے دیا۔ آپ کے ساتھ اہل بیت کی خواتین بھی سواریوں پر سوار ہو گئیں اور مدینہ کی طرف رخ کر لیا۔ یہ دیکھ کر حر نے اپنی فوج لے کر مدینہ کے راستے کو روک لیا۔ حسین (رضی اللہ عنہما) نے کہا: تیری ماں تجھے گم کرے، تو ہم سے کیا چاہتا ہے؟ حر نے یہ سن کر کہا: اگر آپ کے علاوہ کوئی عرب میرے سامنے ایسے حال میں ہوتا اور مجھے یہ بات کرتا تو میں بھی اس کی ماں کو یہی بات کہنا چاہے خواہ وہ کوئی بھی ہوتا۔ اللہ کی قسم! ہم آپ کی والدہ کو کچھ بھی نہیں کہہ سکتے ہاں بہتر سے بہتر جو بات ہم کر سکتے ہیں، وہی کہہ سکتے ہیں۔ بس اب ایسا راستہ لے لیجیے جو نہ کوفہ جاتا ہو اور نہ مدینہ تا کہ میں ابن زیاد کو اپنا عذر لکھ کر بھیج سکوں تا کہ اللہ ہمیں عافیت بخشے اور آپ کی بات کسی آزمائش میں مبتلا نہ کرے۔ ❶

یہ واقعہ اور بھی متعدد معتبر و مشہور شیعہ مؤلفین نے لکھا ہے، جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ جب کوفہ کے شیعہ نے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا ساتھ چھوڑ دیا اور آپ سے غداری کا ارتکاب کیا تو سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے مدینہ واپس جانے کی کوشش کی۔ چنانچہ یہ واقعہ عباس قمی، ❷ عبدالرزاق موسوی، ❸ باقر شریف قرشی، ❹ احمد راسم نفیس، ❺ فاضل عباس حیاوی، ❻ شریف جواہری، ❼ اسد حیدر، ❽ اروی قصیر قلیط، ❾ محسن حسینی ❿ عبدالہادی صالح، ❿ عبدالحسین شرف الدین ⓫ اور رضی القزوینی ⓬ وغیرہ نے بھی نقل کیا ہے۔

---

❶ واقعة الطف لبحر العلوم، ص: ۱۹۱-۱۹۲.
❷ منتهى الآمال، ص: ٤٦٤.
❸ مقتل الحسين، ص: ۱۸۳.
❹ في حياة الامام الحسين: ۳/ ۷۵.
❺ على خطى الحسين، ص: ۱۱.
❻ مقتل الحسين، ص: ۱۱.
❼ مثير الاحزان، ص: ٤٣.
❽ مع الحسين في نهضته، ص: ١٦٥.
❽ خطب المسيرة الكربلائية، ص: ٤٩.
❾ الامام الحسين بصيرة و حضارة، ص: ۸۲.
❿ جريدة الانباء الكويتية يوم: ۹۷/ ٥/ ۱۷.
⓫ المجالس الفاخرة، ص: ۸۷.
⓬ تظلم الزهراء، ص: ۱۷٤ و ما بعدها.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عباس قمی لکھتا ہے:

''حسین (رضی اللہ عنہ) چلے حتیٰ کہ قصر بنی مقاتل جا اترے۔ کیا دیکھا کہ وہاں ایک خیمہ نصب ہے جبکہ ایک نیزہ بھی گڑا ہے اور سامنے ایک گھوڑا ہے۔ حسین (رضی اللہ عنہما) نے پوچھا: یہ کس کا خیمہ ہے؟ لوگوں نے بتلایا: یہ عبیداللہ بن حر جعفی کا خیمہ ہے۔ حسین (رضی اللہ عنہما) نے حجاج بن مسروق جعفی نامی اپنا ایک ساتھی اس کے پاس بھیجا۔ اس نے جا کر عبیداللہ جعفی کو سلام کیا۔ ابن حر نے سلام کا جواب دیا، پھر پوچھا: تیرے پیچھے کیا ہے؟ حجاج نے کہا: اے ابن حر! میرے پیچھے وہ عزت و کرامت ہے جو اللہ نے تیری طرف بھیجی ہے اگر تم وہ عزت و کرامت قبول کرو تو خوب! ابن حر نے پوچھا: وہ عزت و کرامت کیا ہے؟ حجاج نے جواب دیا: یہ رہے حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) جو تمھیں اپنی نصرت کی طرف بلا رہے ہیں۔ اگر تم ان کی طرف سے لڑو گے تو ماجور ہو گے اور اگر تم ان کے سامنے مارے جاؤ گے تو شہید کہلائے جاؤ گے۔

ابن حر نے اس کا جواب یہ دیا: اے حجاج! اللہ کی قسم میں کوفہ سے صرف اس ڈر سے نکلا ہوں کہ حسین (رضی اللہ عنہ) کوفہ داخل ہوں اور میں ان کی مدد کرنے سے محروم رہوں (اس لیے میں نے کوفہ ہی چھوڑ دیا ہے) کیونکہ کوفہ کے شیعہ اور انصار اب دنیا کی طرف مائل ہو چکے ہیں ہاں جسے اللہ نے محفوظ رکھا۔ پس تم حسین (رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ اور انھیں کوفہ، اہل کوفہ اور میرے حال کی خبر کر دو۔ حجاج جعفی نے جا کر سارا حال سنا دیا تو جناب حسین (رضی اللہ عنہ) نے جلدی سے جوتا پہنا اور اپنے بھائیوں اور اہل بیت کی ایک جماعت لے کر ابن حر کے پاس جا پہنچے۔ حسین (رضی اللہ عنہ) نے داخل ہو کر سلام کیا۔ ابن حر صدر مجلس سے لپک کر اٹھا اور اس نے حسین (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیا۔ حسین (رضی اللہ عنہ) مجلس میں بیٹھ گئے، پھر رب تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: ''اے ابن حر! تمھارے شہر کے لوگوں نے مجھے خطوط لکھے ہیں اور بتلایا کہ وہ میری مدد و نصرت پر جمع ہیں۔ ان لوگوں نے مجھ سے کوفہ چلے آنے کا مطالبہ کیا ہے، اس لیے میں چلا آیا۔ لیکن بات اس سے مختلف نظر آئی ہے۔ میں تمھیں اپنے اہل بیت کی نصرت کی طرف بلاتا ہوں۔ پس اگر تو ہمیں ہمارا حق مل گیا تو ہم اللہ کی حمد بیان کریں گے اور اسے قبول کریں گے اور اگر ہمارے حق کو روکا گیا تو تم میری مدد کرنا۔'' ابن حر نے کہا: اے رسول اللہ ﷺ اور ان کی آل کے بیٹے! اگر کوفہ میں آپ کے شیعہ اور انصار ہیں جو آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں گے تو میں ان سب سے بڑھ کر آپ کا مددگار ہوں گا، لیکن بات یہ ہے کہ میں نے کوفہ میں آپ کے شیعوں کو بنی امیہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلواروں کے ڈر سے گھروں سے بھاگ جاتے دیکھا ہے۔غرض ابن حر نے حسین (رضی اللہ عنہ) کی مدد سے انکار کر دیا جس پر حسین (رضی اللہ عنہ) اپنے اصحاب اور اہل بیت کو لے کر آگے چل دیئے۔'' ❶

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے خروج کے بارے میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف:

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فتنوں سے سب سے زیادہ دُور رہنے والے اور امن وسلامتی اور عافیت کے سب سے زیادہ حریص تھے۔ لیکن جب یہ لوگ کسی مخالف شرع بات کو دیکھتے تھے تو ہرگز بھی خاموش نہ رہتے تھے۔ جب کوفہ کے غداروں اور مکاروں نے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو بیعت کرنے کے خطوط لکھے اور انہیں حضرات خلفائے راشدین کے طرز پر احیائے سنت اور عمل جہاد کی دعوت دی تو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی دعوت کو قبول کر لینا لازم سمجھا۔ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ اب ان کے پاس جہاد فی سبیل اللہ سے بیٹھ رہنے کا کوئی عذر نہیں۔ بالخصوص سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے جی میں دینی غیرت وحمیت بے حد شدید تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جناب حسن رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جناب حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے میرے بھائی! اللہ کی قسم! میری تمنا ہے کہ آپ کے دل کی کچھ شدت مجھے مل جائے۔ تو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے جواب میں یہ فرمایا: ''اور اللہ کی قسم! میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کی زبان کی تھوڑی سی نرمی مجھے مل جاتی۔'' ❷

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی اسی دینی غیرت اور اس کی شدت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کوفیوں نے آپ کو ظلم کی داستانیں لکھ بھیجیں اور زور دیا کہ ان گمبھیر حالات میں ہمیں آپ کی نصرت وحمایت کی شدید ضرورت ہے۔ چنانچہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کمزور کی نصرت اور اقامت حق کی نیت سے کوفہ روانہ ہونے کے لیے تیار ہو گئے۔ لیکن آپ کے دل میں یہ بات نہ آئی کہ یہی لوگ شہید مظلوم امیر المومنین سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں۔ ان لوگوں نے مظلومیت کا جھوٹا ڈھونگ رچایا اور سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے نیکوکار اور مخلص والیوں کی طرف ظلم وعدوان کو منسوب کیا۔ حالانکہ یہ لوگ پرلے درجے کے ظالم و فاجر اور فتنہ پرور تھے جنہوں نے امام شہید سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دَور خلافت میں امت کو ظلم و بے انصافی کے چرچوں میں مشغول رکھا اور رقعہ اسلام کو افواہوں سے بھر دیا تھا۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان دشمنانِ صحابہ سے بخوبی واقف تھے جنہوں نے امیر المومنین سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ پھر سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ بھی ان کی قاتلانہ ریشہ دوانیوں سے محفوظ نہ رہ سکے اور انہیں ایک بدبخت کے ہاتھوں کدال کا گہرا وار سہنا پڑا۔ کوفیوں کے اسی سابقہ کردار کو دیکھتے ہوئے

---

❶ منتهى الآمال للقمي: ١/ ٤٦٦ .

❷ تاريخ الاسلام للذهبي: ٢/ ٨٣ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آلِ بیت کے اکابر اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اس ارادے کو درست قرار نہ دیا اور نہ آپ کے کوفہ جانے کی تائید کی۔ بالخصوص جبکہ اس وقت جماعت قائم تھی، امت میں وحدت تھی، جملہ اقالیم اور بلاد وامصار پر امراء تعینات تھے اور حدود وثغور مامون ومحفوظ تھیں۔ ان جملہ حالات اور کوفیوں کے سابقہ کردار کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کوفہ کے غدر وخیانت پر ذرا بھی بھروسہ نہ تھا، انہیں اس بات کا بے حد اندیشہ تھا کہ کہیں سیّد آل بیت سیّدنا وسیّد العالمین حضرت محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ چشم و چراغ ان کوفیوں کے دامِ ہم رنگ زمین میں نہ جا پھنسیں جو امت مسلمہ کی وحدت کو دیکھ کر کبھی چین کی نیند نہ سوتے تھے اور ہر وقت افتراق وانتشار کے تانے بانے بننے میں مصروف عمل رہتے تھے۔ اس لیے معمولی سے ظلم کو بہانہ بنانا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا، بات کا بتنگڑ اور حبہ کو قبہ بنانا ان کا شعار تھا اور لوگوں کو فتنوں کے بھنور میں پھنسانا ان کا نصب العین تھا۔

کوفیوں کے اس نہایت شرم ناک کردار اور سیاہ تاریخ کو دیکھتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا ذرا بھی مشکل نہیں کہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے قاتل کون تھے؟ جی ہاں! خانوادۂ رسول کے اس چراغ کو اپنی زہریلی پھونکیں مار کر بجھانے والے یہی روافض تھے جن کے دل عداوت صحابہ رضی اللہ عنہم سے آج بھی لتھڑے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو فتنوں کے جال میں جکڑنے کے لیے ہر ممکن زور لگا دیا تھا۔ چنانچہ جب انہوں نے دیکھا کہ اب ان کی سازش تیار ہے تو کربلا کا میدان سجا دیا اور آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کو خاک میں ملانے لگے۔

آیئے پڑھتے ہیں کہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو کن کن اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے کوفہ جانے سے روکا تھا۔

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما:

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

''میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں۔ وہ یہ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا اختیار دیا کہ دنیا و آخرت میں سے کسی ایک کو چن لیجیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کو چن لیا اور دنیا کو نہ لیا اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر ہیں۔ اللہ کی قسم! آپ میں سے کسی کو بھی دنیا ملنے والی نہیں اور اللہ نے آپ لوگوں سے دنیا کو صرف اس لیے پھیرا ہے تاکہ آپ کو دنیا سے بہتر چیز دے۔''

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے یہ نصیحت سن کر بھی جانے کا ارادہ ترک نہ فرمایا۔ اس پر سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گلے لگایا اور رونے لگے پھر فرمایا: ''میں شہید ہونے والے کو الوداع کہتا ہوں۔'' ❶

یہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے سفر عراق شروع کرنے سے پہلے کا قصہ ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آپ کو جانے سے بار بار روکا۔ شعبی کہتے ہیں: ''ابن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں تھے، انہیں اس بات کی خبر پہنچی کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما عراق کے لیے عازمِ سفر ہو گئے ہیں تو آپ کے پیچھے ہو لیے اور تین رات کی مسافت پر جا کر انہیں پا لیا۔ پوچھا: کہا کا ارادہ ہے؟ فرمایا: عراق کا۔ پھر انہیں وہ بے شمار خطوط دکھلائے جو اہل کوفہ نے لکھے تھے۔ فرمایا: یہ ان کے خطوط اور بیعت نامے ہیں۔ پھر بھی سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہی فرمایا: ان کے پاس مت جایئے۔ مگر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی بات نہ مانی۔ ❷

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما:

جناب ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما پر اس ماں کی طرح شفقت و مہربانی تھی جس کا بیٹا اس کی آنکھوں کے سامنے ڈوب کر ہلاک ہوا ہو اور اس کی یاد میں اس کے آنسو نہ تھمتے ہوں۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے:

''جب سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے کوفہ جانے کا عزم مصمم کر لیا تو سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حاضر ہو کر عرض کیا: اے میرے چچا زاد! میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ آپ کوفہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں، آپ ہی بتلایئے کہ آپ کیا کرنے جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: بس آج کل میں کوفہ جانے کو ہوں، ان شاء اللہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر تو انہوں نے اپنے امیر کو قتل کرنے، دشمن کو نکال باہر کرنے اور شہر پر قبضہ کرنے کے بعد آپ کو بلایا ہے تو ان کے پاس جانے میں کوئی حرج نہیں اور اگر ان کا امیر زندہ اور ان پر قائم و قاہر ہے اور اس کے عمال شہروں کا ٹیکس لیتے ہیں تو پھر انہوں نے آپ کو فتنہ کھڑا کرنے اور قتال برپا کرنے کے لیے آنے کی دعوت دی ہے۔ مجھے اس بات کا کوئی اطمینان نہیں کہ وہ لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکا دیں گے اور ان کے دل آپ سے بدل جائیں گے اور وہی لوگ آپ کے بدترین دشمن بن جائیں گے جنہوں نے آپ کو آنے کی دعوت دی ہے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اس بات کا جواب یہ دیا کہ میں رب تعالیٰ سے استخارہ کروں گا اور آئندہ کے حالات پر غور کروں گا۔'' ❸

---

❶ البداية و النهاية: ۸/ ۱۷۳ . ❷ البداية و النهاية: ۸/ ۱۷۳ .

❸ البداية و النهاية: ۸/ ۱۷۲۔ ابومخنف کذاب نے اس روایت میں جھوٹا اضافہ کر کے اسے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما پر طعن کا ذریعہ بنایا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پھر جب دوپہر یا صبح کا وقت ہوا تو سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دوبارہ حاضر ہو کر کہا:

''اے چچا زاد! بڑی کوشش کی مگر مجھے صبر نہیں آ رہا۔ مجھے اس سفر میں آپ کی ہلاکت نظر آ رہی ہے کیونکہ عراقی غدار ہیں ان سے دھوکا مت کھائیے، یہیں ٹھہرے رہیے یہاں تک کہ عراقی اپنے دشمن کو شہر سے نکال دیں تو پھر بے شک ان کے پاس چلے جائیے گا۔ وگرنہ یمن چلے جائیے، وہاں قلعے اور گھاٹیاں ہیں، وہاں آپ کے والد ماجد کے شیعہ بھی ہیں اور لوگوں سے الگ رہیے، انہیں خط لکھیے اور اپنے داعیوں کو ان میں پھیلا دیجیے۔ مجھے امید ہے کہ اگر آپ ایسا کر لیں گے تو آپ کو اپنی مراد مل جائے گی۔

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اے میرے چچا زاد! اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ آپ میرے حق میں بڑے مہربان اور شفیق ہیں۔ آپ کی نصیحت مبنی بر دیانت ہے۔ لیکن اب میں سفر کا پختہ ارادہ کر چکا ہوں۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''اچھا اگر آپ جانا طے کر ہی چکے ہیں تو اولاد اور اہل بیت کو ہمراہ مت لے جائیے۔ اللہ کی قسم! مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ آپ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح قتل نہ ہوں جن کی اولاد اور بیویوں کے سامنے آپ قتل ہوئے۔''[1]

پھر جب غدار کوفیوں نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو اس وقت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما کو یہ نصیحت یاد آئی۔ چنانچہ فرمایا:

''اے لوگو! اگر تم مجھ سے اس بات کو قبول کرتے ہو اور میرے ساتھ انصاف کرتے ہو تو تم لوگ بڑے سعادت مند ہو گے اور تمہارے پاس میرے خلاف کوئی راستہ نہ ہو گا اور اگر تم لوگ میری نصیحت قبول نہیں کرتے تو:

﴿فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَ لَا تُنْظِرُوْنِ﴾ (یونس : ۷۱)

''سو تم اپنا معاملہ اپنے شرکاء کے ساتھ مل کر پختہ کر لو، پھر تمھارا معاملہ تم پر کسی طرح مخفی نہ رہے، پھر میرے ساتھ کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو۔''

اور فرمایا:

﴿اِنَّ وَلِيِّ َۧ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَ هُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ﴾ (الاعراف : ۱۹۶)

[1] البداية و النهاية: ۸/ ۱۷۳ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

"بے شک میرا یار و مددگار اللہ ہے، جس نے یہ کتاب نازل کی ہے اور وہی نیکوں کا یار و مددگار بنتا ہے۔"

جب آپ کی بہنوں اور بیٹیوں نے یہ سنا تو اونچی آواز سے رونے لگیں۔ اس وقت آپ نے فرمایا:

"اللہ ابن عباس کو اپنی رحمت سے دُور نہ کرے جب انہوں نے مجھے اس بات کا مشورہ دیا تھا کہ خواتین کو ساتھ لے کر مت نکلو، اور جب تک معاملات منظّم نہیں ہو جاتے انہیں مکہ رہنے دو۔" ❶

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو یہ بھی فرمایا تھا:

"اے ابن فاطمہ! کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ نے فرمایا: عراق اور اپنے شیعہ کا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے آپ کا عراق جانا پسند نہیں۔ آپ ایسے لوگوں کی طرف جا رہے ہیں جنہوں نے آپ کے والد کو شہید کیا اور آپ کے بھائی کو کدال ماری۔ یہاں تک کہ انہوں نے ان لوگوں سے ناراض اور تنگ ہو کر انہیں چھوڑ دیا۔ میں اس بات سے آپ کو اللہ یاد دلاتا ہوں کہ آپ اپنے آپ کو دھوکہ دیں۔" ❷

حضرت ابوسعید خدری انصاری رضی اللہ عنہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اے ابوعبداللہ! میں آپ کا خیر خواہ ہوں اور مجھے آپ پر ڈر ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ کوفہ سے آپ کے شیعہ نے آپ سے مکاتبت کی ہے اور آپ کو خروج کر کے اپنے پاس آنے کی دعوت دی ہے۔ ان کی طرف مت جایئے کہ میں نے آپ کے والد کو کوفہ کے بارے میں یہ کہتے سنا ہے: اللہ کی قسم! میں نے انہیں تنگ اور ناراض کیا ہے اور انہوں نے مجھے تنگ اور ناراض کیا ہے۔ میں نے ان میں وفا نہیں دیکھی۔ یہ خطا ہو جانے والا تیر ہیں۔ اللہ کی قسم! ان میں عزم و استقلال اور ثابت قدمی نہیں اور نہ ان میں تلوار کے آگے ٹھہرنے کا حوصلہ ہے۔" ❸

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما:

سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی مکہ میں جب سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا:

"اے ابوعبداللہ! میں نے سنا ہے کہ آپ عراق جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟" آپ نے فرمایا:

---

❶ البداية و النهاية: ٨/ ١٧٩ .

❷ المعرفة و التاريخ: ١/ ٣٦٠ـ بغية الطلب من تاريخ حلب: ٣/ ٢٦ـ مختصر تاريخ دمشق: ٢/ ٤٤١ .

❸ مختصر تاريخ دمشق، باب جوامع حديث مقتل الحسين: ٢/ ٤٤٠ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاں۔ سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایسا نہ کیجیے۔ یہ عراقی آپ کے باپ کے قاتل ہیں جنہوں نے آپ کے بھائی کے پیٹ میں کدال ماری تھی۔ اگر آپ ان کے پاس چلے گئے تو وہ آپ کو قتل کر دیں گے۔'' ❶

جب دوبارہ ملاقات ہوئی تو سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''اگر آپ خود تو حرم میں ٹھہرتے جبکہ اپنے قاصدوں کو بلاد و امصار میں پھیلا دیتے اور اپنے عراقی شیعوں کو خط لکھ کر اپنے پاس آنے کو کہتے تو مناسب تھا۔ یوں آپ مضبوط رہتے۔'' ❷

سیّدنا ابن عباس اور سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما دونوں کی رائے ایک تھی اور دونوں نے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو مکہ ٹھہرنے اور کوفہ نہ جانے پر آمادہ کرنے کی ازحد کوشش کی۔ لیکن کوفی غداروں نے انہیں ایک منظّم اور مکارانہ منصوبے کے تحت عراق بلوا ہی لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ:

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''تقدیر حسین رضی اللہ عنہما کو جلد لے گئی۔ اللہ کی قسم! اگر میں انہیں پالیتا تو کبھی جانے نہ دیتا۔ ہاں وہ ہی مجھ پر غالب آ جاتے تو اور بات تھی۔'' ❸

قتلِ حسین رضی اللہ عنہ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کو رنج والم اور حزن و ملال کا مرکز بنا دیا تھا۔ وہ اس مصیبتِ عظمیٰ کو یاد کر کے حسرت کیا کرتے تھے۔ ان کے پاس اس گہرے غم کو غلط کرنے کے لیے اس بات کو یاد کرنے کے سوا کوئی اور راستہ نہ تھا کہ انہوں نے خانوادۂ رسول کے اس چراغ کو کوفہ جانے سے روکنے کی نہایت بلیغ سعی کی تھی اور اپنا سارا زور خرچ کر دیا تھا لیکن جناب حسین رضی اللہ عنہ کے پختہ عزم کے سامنے عاجز آ گئے۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما جناب حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے خروج کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حسین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کوفہ خروج کر جانے کی بابت مشورہ مانگا تو میں نے کہا: اگر آپ برا نہ مانیں تو میں آپ کے سر کو پکڑ کر آپ کو روک لوں۔'' اس پر سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں فلاں فلاں جگہ مارا جاؤں یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں حرم کی حرمت کو حلال کروں۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''یہی ایک بات یاد کر کے میں اپنے دل کو سیّدنا

---

❶ مصنف ابن ابی شیبة: ٣٧٣٦٠.

❷ الاخبار الطوال للدینوری، ص: ٢٤٤.

❸ ابن کثیر، البدایة و النهایة: ٨/ ١٧٣۔ اس اثر کو یحییٰ بن معین نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا پرسا دے لیا کرتا ہوں۔'' ❶

❀......سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''اگر حسین رضی اللہ عنہ خروج نہ کرتے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔''

❀......امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میں کہتا ہوں کہ یہی حضرت ابن عمر، ابوسعید خدری، حضرت ابن عباس، حضرت جابر رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت کی رائے تھی اور انہوں نے اس بابت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے بات بھی کی تھی۔'' ❷

❀......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما خروج کرنے کی بابت مجھ پر غالب آ گئے۔ میں نے انہیں کہا تھا کہ اپنے بارے میں اللہ سے ڈریے، گھر بیٹھے رہیے اور اپنے امام کے خلاف خروج مت کیجیے۔'' ❸

❀......حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

''خروج کرنے کی بابت حسین بن علی رضی اللہ عنہما ہم پر غالب آ گئے۔ میری عمر کی قسم! انہوں نے اپنے والد اور بھائی سے عبرت حاصل کی تھی۔ لوگوں کی بے وفائی اور عدمِ اخلاص کو دیکھ کر ان کے لیے مناسب تو یہی تھا کہ وہ زندگی بھر کسی جگہ کے لیے حرکت نہ کرتے اور اس مصلحت میں داخل ہو جاتے جس میں دوسرے لوگ داخل ہوئے تھے کہ جماعت میں خیر ہوتی ہے۔'' ❹

❀......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''میں نے حسین رضی اللہ عنہما سے بات کی، میں نے انہیں یہ کہا کہ اللہ سے ڈریے اور لوگوں کو ایک دوسرے سے مت لڑایئے، اللہ کی قسم! جو کچھ آپ کرنے چلے ہیں اس پر لوگ آپ کی تعریف نہ کریں گے، مگر انہوں نے میری بات نہ مانی۔'' ❺

❀......حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مجھے حسین رضی اللہ عنہما کے خروج کی خبر ملی۔ میری مقام مَلَل ❻ پر ان سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے اللہ

---

❶ تاریخ الاسلام للذهبی: ۲/ ۸۳. ❷ تاریخ الاسلام: ۲/ ۸۳.

❸ مختصر تاریخ دمشق: ۲/ ٤٤٢. ❹ المعرفة و التاریخ للفسوی: ۱/ ۳٦۰۔ بغیة الطلب: ۳/ ۲٦۰.

❺ مختصر تاریخ دمشق، باب جوامع حدیث مقتل الحسین: ۲/ ٤٤۱.

❻ ملل: یہ مکہ سے مدینہ جاتے ہوئے راستے میں آنے والا ایک مقام ہے۔ (معجم البلدان: ۱/ ۱۷۳) یہ مدینہ سے ایک رات کی مسافت پر ہے اور خاص بنوخزاعہ کی بستی ہے۔ (۳/ ۲۲۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا واسطہ دیا کہ خروج نہ کیجیے کیونکہ آپ غلط جگہ کی طرف خروج کر رہے ہیں، آپ اپنے آپ کو قتل کرنے جا رہے ہیں، تو بولے: ''میں (اب) واپس نہ جاؤں گا۔'' ❶

❀......فرزدق شاعر کہتا ہے:

''ذات عرق کے مقام پر میری حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوگئی۔ وہ کوفہ جا رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا: کیا خیال ہے اہل کوفہ میرے ساتھ کیا کرنے والے ہیں؟ میرے پاس ایک اونٹ کے بوجھ کے بقدر ان کے خطوط ہیں۔ میں نے کہا: وہ کچھ نہیں کرنے والے۔ وہ آپ کو چھوڑ دیں گے۔ ان کے پاس مت جائیے۔ مگر انہوں نے میری بات نہ مانی۔'' ❷

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما جب کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو ایک پانی پر پہنچے۔ کیا دیکھا کہ وہاں عبداللہ بن مطیع عدوی پہلے سے فروکش ہے۔ آپ کو دیکھ کر وہ آگے بڑھا اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ نظر! کیا بات آپ کو (یہاں) لے آئی ہے؟ پھر آپ کو نیچے اتارا۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر تو تمہیں مل ہی گئی ہوگی، پس اہل کوفہ نے مجھے اپنی طرف بلایا ہے۔ عبداللہ نے کہا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لختِ جگر! میں آپ کو اللہ اور اسلام کی حرمت یاد دلاتا ہوں کہ کہیں اس کو توڑ نہ دیا جائے۔ میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عربوں کی حرمت کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ اللہ کی قسم! اگر آپ نے اس امر خلافت کا مطالبہ کیا جو بنی امیہ کے ہاتھ میں ہے تو وہ آپ کو قتل کر دیں گے اور اگر انہوں نے آپ کو قتل کر دیا تو پھر آپ کے بعد کسی کے قتل سے بھی نہ ڈریں گے۔ اللہ کی قسم! اسلام، قریش اور عربوں کی حرمت توڑ دی جائے گی۔ ایسا مت کیجیے اور کوفہ نہ جائیے اور بنی امیہ سے تعرض نہ کیجیے۔ عبداللہ بن مطیع کہتا ہے: سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے میری بات نہ مانی اور چلتے رہے۔ ❸

راستہ میں ملنے والے بعض خیر خواہوں اور اہل تجربہ نے جب آپ سے یہ کہا کہ آپ کے ساتھ کم لوگ ہیں تو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ہاتھ میں پکڑے کوڑے سے اپنے پیچھے لدے ایک تھیلے کی طرف اشارہ کر کے کہا: ''یہ تھیلا لوگوں کے خطوط سے بھرا ہے۔'' ❹

یہ امر کوفیوں کی سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف گہری سازش کی غمازی کرتا ہے۔ وہ یہ کہ ان سبائیوں کو کبھی کسی عرب خاندان سے عقیدت و محبت نہیں ہوئی اور نہ یہ قیامت تک کسی عرب خاندان سے محبت ہی کریں گے اور اگر وہ کسی خاندان سے محبت و عقیدت کا اظہار کرتے بھی ہیں تو ضرور بالضرور وہ کوئی غیر عرب خاندان

---

❶ مختصر تاریخ دمشق: ۲/ ٤٤١.
❷ تاریخ دمشق: ١٤/ ٣١٤.
❸ تاریخ الطبری: ۳/ ۳۰۱.
❹ تاریخ دمشق: ١٤/ ٣١٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو گا۔ اللہ کی قسم! دورِ حاضر میں وہی دھوکے میں پڑا ہے جو انہیں صحیح سمجھتا ہے اور وہ خونِ حسین رضی اللہ عنہ کے دل فگار واقعہ کو بلائے طاق رکھے ہوئے ہے اور اس نے آل بیت اطہار کے خونوں کو یکسر فراموش کر دیا ہے اور اسے واقعہ کربلا سے قبل وقوع پذیر ہونے والا سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دل دہلا دینے والا واقعہ بھی یاد نہیں رہا۔

فرزدق شاعر یہ بھی کہتا ہے: ہم حج کرنے نکلے۔ جب ہم مقام صفاح پہنچے تو ایک قافلہ ملا۔ انہوں نے قبائیں پہنی ہوئی تھیں ان کے پاس چمڑے سے بنی ڈھالیں تھیں۔ جب میں قریب ہوا تو کیا دیکھا کہ وہ تو حسین بن علی رضی اللہ عنہما ہیں۔ میں نے پوچھا: کیا آپ ابوعبداللہ ہیں؟ انہوں نے فرمایا: (ہاں) اے فرزدق! تیرے پیچھے کیا ہے؟ فرزدق بولا: آپ لوگوں کو سب سے زیادہ محبوب ہیں اور فیصلہ آسمانوں پر ہے جبکہ تلواریں بنوامیہ کے ساتھ ہیں۔ فرزدق کہتا ہے: پھر میں مکہ داخل ہوا تو سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے دریافت کرنے ان کے پاس گیا۔ ہم نے ان سے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے خروج کے بارے میں پوچھا تو فرمانے لگے: تمہیں ان میں اسلحہ کی مبارک نہ ہو۔ فرزدق ان کی یہ بات نہ سمجھ سکا، اسی لیے شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کے بعد وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پر طعن کیا کرتا تھا، وہ اس بات کا مطلب یہ سمجھا تھا کہ ''انہیں تلواریں قتل نہ کریں گی۔'' سفیان کہتے ہیں کہ فرزدق اس بات کا دوسرا مطلب سمجھا تھا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی مراد یہ تھی کہ ان کے بارے میں جو تقدیر میں طے ہو چکا ہے اس کی بنا پر انہیں قتل ہونا نقصان نہ دے گا۔ ❶ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جنت کی اور اس بات کی خوش خبری دے چکے تھے کہ وہ نوجوانانِ جنت کے سردار ہوں گے۔

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کہتے ہیں: جب حضرت مسلم بن عقیل کا بھیجا ہوا قاصد آپ کو کوفہ سے چار مراحل کے فاصلے پر ملا اور اس نے مسلم کے قتل ہو جانے کی دل خراش خبر سنائی تو علی نے اپنے والد حسین رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: ابا جان! اب لوٹ چلیے۔ یہ سن کر بنو عقیل بول پڑے: یہ وقت اب لوٹنے کا نہیں۔ ❷ اس پر آپ مجبور ہو کر چلتے رہے کہ شاید ان تک وہ شر نہ پہنچے جو ان کی راہ تک رہا تھا۔

ان لوگوں کا ذکر جنہوں نے خطوط لکھ کر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خروج کرنے سے منع کیا:

❀ ...... عمرہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خط میں یہ لکھا:

''جو آپ چاہتے ہیں، وہ بہت بڑی بات ہے۔'' اور اس خط میں آپ کو اطاعت کرنے اور

❶ تاریخ دمشق لابن عساکر: ۱۴/ ۲۱۳.   ❷ تاریخ الاسلام للذھبی: ۱/ ۵۲۴.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم دیا اور آپ کو اس بات کی خبر دی کہ آپ اپنی جائے قتل کی طرف لے جائے جا رہے ہیں۔ حضرت عمرہ نے قسم کھا کر کہا کہ مجھے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ''حسین رضی اللہ عنہ کو سرزمین بابل میں قتل کیا جائے گا۔'' سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے جب یہ خط پڑھا تو فرمایا: تب تو میرا وہاں جانا ناگزیر ہے اور سفر کو جاری رکھا۔ ❶

❀.... حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ:

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بھی خط لکھ کر آپ کو اہل کوفہ سے ڈرایا اور آپ کو اللہ کا واسطہ دیا کہ آپ ان کی طرف نہ جائیں۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب میں یہ خط لکھا کہ: ''میں نے ایک خواب دیکھا ہے، جس میں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک بات کا حکم دیا ہے جو میں کرنے جا رہا ہوں اور جب تک میں وہ کام کر نہ لوں میں کسی کو اس کے بارے میں خبر نہ دوں گا۔'' ❷

❀.... حضرت عمرو بن سعید بن العاص رحمہ اللہ نے آپ کو خط میں یہ لکھا:

''میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو آپ کے سیدھے امر کی ہدایت دے اور آپ کو اس بات سے پھیر دے جو آپ کو ہلاک کر ڈالے گی۔ مجھے اس بات کی خبر ملی ہے کہ آپ عراق جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میں آپ کو شقاق و افتراق میں پڑنے سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ اگر آپ کو کسی قسم کا ڈر ہے تو میرے پاس چلے آیئے۔ میں آپ کو امان بھی دوں گا اور آپ کے ساتھ نیکی و صلہ رحمی بھی کروں گا۔''

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعید کو یہ جواب لکھ بھیجا:

''اگر تم نے خط لکھ کر میرے ساتھ نیکی اور صلہ رحمی کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تمہیں اس کی دنیا و آخرت میں جزا دے اور جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں، وہ شقاق و افتراق کرنے والا نہیں ہوتا اور سب سے بہتر امان اللہ کی امان ہے اور جو دنیا میں اللہ سے نہیں ڈرتا وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتا۔ ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دنیا میں اپنا ڈر نصیب کرے کہ یہ ڈر ہمیں آخرت میں اللہ کے ہاں امان دے گا۔'' ❸

❶ مختصر تاریخ دمشق، باب جوامع حدیث مقتل الحسین: ۲/ ٤٤١.

❷ بغية الطلب فی تاریخ حلب: ۳/ ۲۷.　❸ مختصر تاریخ دمشق: ۲/ ٤٤٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے خروج کے بارے میں آل بیت اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی رائے:

حضرات صحابہ کرام، آل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اور امت کے سربرآوردہ حضرات کی آراء اور لکھے گئے خطوط کی روشنی میں بلا تکلف کہا جا سکتا ہے کہ ان سب حضرات کا سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے اس اجتہاد سے عدم موافقت پر اجماع تھا کہ وہ کوفہ کی طرف خروج کریں اور ان حضرات کا یہ اجماع علم و درایت اور فقاہت پر مبنی تھا۔ اس اجماع کی مندرجہ ذیل وجوہات تھیں:

* ......اس وقت کی امت کی حالت، جس میں خلافت پر اجماع اور استقرار تھا۔
* ......اس اجتہاد کے دُوررَس نتائج و خطرات
* ......آل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے محبت کے دعوے داروں کی بخوبی معرفت، جنہیں اپنی مصلحت و مفاد کے سوا اور کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ یہ لوگ وفا و ولا، محبت و عقیدت اور خلوص و دیانت جیسی صفات سے یکسر عاری تھے۔ دینی غیرت و حمیت ان لوگوں کو چھو کر بھی نہ گزری تھی۔

دوسرے اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین کے ان نام نہاد محبین کا ماضی مثل آفتاب نیم روز ہر ایک پر عیاں تھا۔ انہیں نہ تو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے کوئی غرض تھی اور نہ امت کے اتفاق و اتحاد کی مطلق پروا ہی تھی۔ ان لوگوں کی ساری کاوشیں اُمت مسلمہ کے اجماعی عقیدہ کے متوازی ایک خود ساختہ و خود تراشیدہ عقیدہ کی ترویج اور اس کی اشاعت کے لیے تھیں۔

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا اجتہاد اور اس کی شرعی حیثیت:

اس مقام پر یہ سوال ضرور اٹھتا ہے کہ جب معاملہ اسی نہج پر تھا تو پھر سبط رسول صلی اللہ علیہ وسلم، جگر گوشہ بتول رضی اللہ عنہا سیّدنا حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے امت مسلمہ کے مسلمہ اکابر اور جلیل القدر علماء و زعماء کی آراء سے اتفاق کیوں نہ کیا؟ اور خود اپنے اس برادرِ اکبر سیّدنا حسن بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے اجتہاد سے اختلاف کیوں کیا؟ جن کی مصلحت اندیشی اور مصالحت کوشی کی تعریف خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی تھی کہ وہ امت میں اصلاح ذات البین کا اور اس کی وحدت کا باعث بن کر مصلحین کے اجر و ثواب سے سرفراز ہوں گے۔

پھر اگرچہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما دونوں کے اجتہادات کے جوازات میں عظیم فرق بھی تھا، پھر بھی سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ شرعی بیعت تھی۔ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت اس اکثر عوام نے کی تھی جنہوں نے خود اس سے قبل امیر المومنین سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی اور تقریباً نصف یا اس سے زیادہ امت پوری قوت و استحکام کے ساتھ جناب حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھی۔ لیکن اس سب کے باوجود سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دست بردار ہو کر امت مسلمہ کی وحدت کو مستحکم کرنے کو ترجیح دی اور اپنی بیعت کرنے والوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لینے کی اجازت دے دی۔

جبکہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ظاہری موافقت ورائے، ظاہری بیعت اور عدد وقوت میں سے کچھ بھی تو نہ تھا۔ لیکن اس سب کے باوجود آپ اپنی اس بات پر مصر رہے جس سے اہل حل وعقد میں سے کوئی بھی موافق نہ تھا!!! تو پھر بالآخر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنے اس موقف پر اس قدر مضبوطی کے ساتھ کیونکر قائم رہے؟! انہوں نے جمہور علماء وفضلاء کی مخالفت کیوں کی؟

ان سب سوالات کے جوابات از حد ضروری ہیں تاکہ شکوک وشبہات کی گرد ہٹے اور اتہام وارتیاب کی کہر چھٹے۔

جمہور اہل حل وعقد کی مخالفت کے باوجود سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا اپنے اجتہاد پر اصرار:

قطعی نصوص سے ثابت ہے کہ حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما مبشر بالجنۃ تھے۔ یہ ممکن نہیں کہ انہوں نے یہ ساری کاوشیں زر وزمین اور مال غنیمت کے حصول، یا کشور کشائی کے لیے کی ہوں۔ جاہ ومنصب کی تمنا کا ان کے پاکیزہ دل ودماغ سے گزر تک بھی ممکن نہ تھا۔ آپ کے سامنے اپنے اہل بیت رضی اللہ عنہم یا کسی خاص جماعت کی نصرت وحمایت نہ تھی۔ بات یہ ہے کہ جگر گوشہ رسول سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما دوسرے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح سنت کی از حد غیرت رکھتے تھے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ فطرت کی اسی خوئے طیبہ کا مارقانِ دین اور حاقدینِ صحابہ نے ناجائز فائدہ اٹھایا اور آپ کو ایسی ایسی باتیں گھڑ گھڑ کر سنائیں جو آپ کے جذبۂ اصلاح اور ولولۂ دفع شر وضرر عن الناس کے عین موافق تھیں۔

ان لوگوں نے آپ کے جذبات کو برانگیختہ کیا کہ آپ ہی صولت وشجاعت اور جرأت وشہامت کے تنہا وارث اور سیّد آل بیت ہیں، اگر آپ ہی اس امر کو قائم نہ کریں گے تو پھر آپ کے بعد اور کون ہے جو اس ذمہ داری کو اپنے کندھوں پر اٹھائے گا؟ پھر ان لوگوں نے کمال مکر وفریب سے کام لیا کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اور امت کے سربرآوردہ لوگوں کے ناموں پر بے شمار جھوٹے خطوط لکھ لکھ کر آپ پر حجت تمام کر دی۔ جیسا کہ انہی لوگوں نے کل سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف فتنہ کو ہوا دینے کے لیے، ان کے خلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ناموں پر امت تک جھوٹی شکایات پہنچائی تھیں اور بالآخر یہ فتنہ پرور اور فتنہ گر جناب عثمان بن عفان امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے خلاف ایک زبردست ہنگامہ کھڑا کرنے میں کامیاب ہو گئے جو آپ کی شہادت پر جا کر ختم ہوا۔

بالکل اسی طرح ان لوگوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف بھی فتنوں کا ایک جال بُنا جس میں کمال تدلیس وتلبیس اور دجل وفریب سے کام لیتے ہوئے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو اس بات کا یقین دلایا کہ اگر ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مظلوموں کی مدد آپ نے نہ کی تو آپ عند اللہ گناہ گار ہوں گے اور روزِ قیامت آپ کے پاس اپنی عذر خواہی کے لیے کوئی دلیل نہ ہوگی۔

اس لیے عین ممکن ہے کہ ان دجالوں، عیاروں، مکاروں اور رافضیوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو جو خطوط لکھے ہوں ان میں والیوں اور گورنروں کے خلاف ان کے خود ساختہ مظالم کی الم ناک داستانیں مذکور ہوں اور ایسی دل پگھلا دینے والی التجائیں اور فریادیں ہوں جنھوں نے جناب حسین رضی اللہ عنہ کے جذبہ شفقت و رحمت کو ان نام نہاد ضعیفوں اور کمزوروں کی نصرت وحمایت کی طرف پھیر دیا ہو۔ چنانچہ ان پر فریب خطوط کی بنا پر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے یہ اعتقاد کرلیا کہ اب آپ کا خروج فرض ہے جس سے فرار کی سرِ مو گنجائش نہیں۔ اسی اعتقاد کا اظہار جناب سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے فرزدق کو یہ کہہ کر کیا تھا کہ میرے پاس ایک اونٹ کے بوجھ کے بقدر ان لوگوں کے خطوط ہیں۔

اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ آپ کو اس بات کا اطمینان تھا کہ کوفہ میں آپ کے اعوان و انصار ہیں جو آپ کا ساتھ دیں گے اور وہاں تیار فوجیں ہیں جو سر بکف ہو کر آپ کی اور آپ کے اہل بیت کی حفاظت کریں گی۔ اسی لیے آپ نے اپنے گھر کی عورتوں، چچیری اولادوں اور بھائیوں کو بھی ساتھ چلنے کو کہا تھا۔ کیونکہ ان لوگوں نے کوفہ کے سر برآوردہ لوگوں کے نام پر جو، ابن زیاد کے مشیرانِ خاص اور ندماء و جلساء تھے، آپ کو خطوط لکھے تھے کہ چلے آیئے، ہم سب آپ کی بیعت کرنے کو تیار ہیں۔ چنانچہ جب ان کوفیوں نے کوفی پنے کا کھل کر مظاہرہ کیا تو آپ نے انہیں یاد دلاتے ہوئے جو فرمایا اس کو انہی کے ثقہ اور مشہور راوی ابو مخنف کذاب کی زبانی سنتے ہیں۔ آپ نے انہیں فرمایا: ''کیا تم لوگوں نے ہی مجھے یہ بات لکھ کر نہ بھیجی تھی کہ پھل پک چکے، ہریالی ہو چکی، پیمانے لبریز ہو گئے اپنے ایسے لشکر کی طرف چلے آیئے جو تیار ہے۔'' ❶

خط و کتابت کے اسی مکر و فریب نے پہلے سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی جان لی اور آخر میں سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو مسند شہادت پر بٹھلایا، اور ایسا کیوں نہ ہوتا کیونکہ ابن سبا کی خفیہ کوفی تنظیم ''وصیت'' کے گمراہ کن عقیدہ کا پروپیگنڈا کرنے میں سرگرم عمل تھی۔ جس کا بنیادی مقصد امت مسلمہ کی وحدت ومودت کو پارہ پارہ کرنا تھا۔ یہ لوگ بے حقیقت افواہیں اڑاتے، بے اصل غل مچاتے، لوگوں کے ذہنوں کو مشوش کرتے اس گمراہ جماعت کا مقصد وحید یہی تھا۔ حتیٰ کہ مسلمانوں کے ساتھ ان کا یہ رویہ آج تک ہے۔

ابو مخنف ان گمراہوں کی سیاہ صورت سے پردہ اٹھاتے ہوئے روایت کرتا ہے کہ جب کوفی بے وفائی اور بدعہدی پر اتر آئے تو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے زعماء اور سر برآوردہ لوگوں سے یہ کہا: کیا تمھی لوگوں نے

❶ تاریخ الطبری، اخبار مصرع الحسین رضی اللہ عنہ: ۳/ ۲۷۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھے خطوط نہ لکھے تھے ......؟ بولے: ہم نے ایسا کوئی کام نہیں کیا، سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے یہ جواب سن کر ارشادفرمایا: ''سبحان اللہ کیوں نہیں! اللہ کی قسم تم لوگوں نے خطوط لکھے تھے۔'' ❶

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنی قسم میں سچے تھے، ان کے پاس ان کوفیوں کے نام بنام خطوط تھے لیکن آپ یہ نہ جانتے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لعن طعن کر کے اور ان مقدس ہستیوں پر بہتان دھر کے مکر وفریب کے جال بننا ان کا پیشہ ہے اور اس پیشہ پر آل بیت کی محبت وتعظیم کا وہ پردہ ڈالتے ہیں جو سنت نبویہ کے خلاف ہے اور وہ محبت وتعظیم بشریت میں الوہیت کے عنصر کو پیدا کرتی ہے۔

دین دشمن اس طبقہ نے صدیوں تک امت سنت و جماعت کے ساتھ عقیدت ومحبت کے نام پر کھلواڑ جاری رکھا۔ حتیٰ کہ ان کی صفوں میں افتراق پیدا کر دیا اور آج امت مسلمہ مختلف طبقوں، حکومتوں اور ضابطوں میں ڈھل چکی ہے جن کا اس سے قبل وجود تک نہ تھا اور ان سب سانچوں، فرقوں، طبقوں اور قالبوں کی بنیاد سنت نبویہ کے انہدام پر رکھی گئی ہے۔

ان حالات کے تناظر میں آج امت سنت و جماعت ایک ایسی ہمہ گیر اور ہمہ جہت تہذیب وثقافت کی ضرورت ہے جو ان سب دیکھے اَن دیکھے خطرات کے آگے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑی ہو سکے اور اپنے ماضی اور حال میں ایک مضبوط ربط پیدا کر کے مستقبل کا ایک ٹھوس لائحۂ عمل تیار کر سکے۔ جو نامراد طبقہ کل امت مسلمہ کے دوشہیدوں (سیّدنا عثمان اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما) کے خونوں کے گناہوں کو اپنی گردن پر لاد کر لوٹا تھا، اگر آج کچھ لوگ ان کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہیں، انہیں بنظر تحسین دیکھتے ہیں، ان کے عقیدۂ مظلومیت پر اشک بار ہو جاتے ہیں اور ان مکار قاتلوں کے ہم نوالہ وہم پیالہ بن کر ان کے ساتھ نشست و برخاست رکھتے ہیں، وہ جان لیں اور گوشِ ہوش نیوش سے سن لیں کہ وہ بھی ان اشرار و فجار کے جریمۂ قتل اور اِفسادِ عقیدہ میں برابر کے شریک ہیں۔

جناب سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے سامنے اپنے خروج کے جواز اور اس جواز کے اجتہاد کے یہی دلائل تھے جن کو ہم نے سطورِ بالا میں نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ وگرنہ جناب حسین بن علی رضی اللہ عنہما جیسا ایک ذہین، لبیب، اریب، فطین اور دانا و بینا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو مضبوطی سے تھامنے والا کریم النفس انسان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت کی جرأت بھی نہ کر سکتا تھا۔ آپ کا اعتقاد تھا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دوسرے تمام اکابر، جنھوں نے آپ کو خروج سے روکا تھا کہ ان کے پاس وہ شرعی جوازات نہ تھے جو آپ کے پاس تھے اور جیسا کہ آپ سمجھتے تھے، اپنے انصار واعوان کے اسرار کو طشت از بام کرنے میں کوئی مصلحت بھی نہ

❶ تاریخ الطبری: ۳/ ۲۷۳۔ اخبار سنة (٦١ھ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تھی، لیکن جب آپ کو غدار و کذاب کوفیوں کے موقف کا علم ہوا اور آپ نے ان کی جفا کاری اور بے وفائی بھی آنکھوں سے دیکھ لی اور مطالبہ کے باوجود انہوں نے مدد و نصرت کرنے سے آپ کو ٹکا سا جواب دے دیا اور آپ نے دیکھ لیا کہ اب ان پر وعظ و نصیحت بے کار اور ان کا دین و دیانت پر آنا دُور از کار ہے تو......

آپ نے ان کے سامنے تین باتوں کو پیش کیا، تاکہ ان پر حجت تمام ہو۔ لیکن افسوس کہ اہل کوفہ کی یہودیت کے خمیر میں گندھی رفض وسبائیت کی خُو نے انہیں ان تینوں باتوں کو ٹھکرا دینے پر مجبور کر دیا اور بالآخر پیغمبروں کے خونوں سے ہاتھ رنگنے والی یہودیت کے ان پیروکاروں نے آل پیغمبر کے اُس خون سے ہاتھ رنگ لیے جو ان پر حرام تھا اور اپنے حقیقی آباء کی طرح یہ بھی اللہ اور اس کے رسول کے اور رب کے نیکوکار بندوں کے غضب کو لے کر لوٹے!!

ہائے افسوس کہ آج کی رات گزشتہ رات کے کس قدر مشابہ تھی!!!

ان کوفیوں نے اس گناہ کا ارتکاب کیا تھا جس کا کوئی جواز ان کے دامن دلائل میں موجود نہ تھا۔ امت مسلمہ کو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اس غم کو سہنا پڑا جو دنوں کو رات بنا دے، جوانوں کو بوڑھا کر دے اور کوہساروں کو ریگ زار بنا دے۔ جبکہ دوسری طرف ان اعدائے صحابہ کو فتنوں کو ہوا دینے اور ان کی جڑوں کو کذب و مکر سے سینچنے کا نیا سامان ہاتھ لگ گیا جس میں ابن زیاد جیسے عقل و دیانت سے کورے احمق نے مرکزی پُل کا کردار ادا کیا اور رافضی کوفیوں کا شر شر مستطیر بن کر اُمت کے افق پر چھاتا چلا گیا۔ افسوس کہ احمق ابن زیاد نے رفض وسبائیت کا دست و بازو بنتے وقت یہ بھی نہ سوچا کہ جن کو آل رسول کا پاس لحاظ نہیں ان کے سامنے ابن زیاد کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے؟ پھر بالآخر ابن زیاد بھی ان کے مکر و فریب کے جال میں بری طرح جکڑا گیا اور جان سے ہاتھ دھو بیٹھا۔

ان کوفیوں نے ابن زیاد کے سامنے جناب حسین رضی اللہ عنہ کی صورت نہایت ہیبت ناک بنا کر پیش کی اور اسے آرام سے اپنے شیشے میں اتار لیا اور اسے اس بات پر تیار کیا کہ اگر تم نے جناب حسین رضی اللہ عنہ کی کسی بھی بات کو مان لیا تو اس کا منطقی انجام تمہارے ہی سامنے آ کر رہے گا۔ اس لیے خبردار! ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ اور رسول کے حکم پر مت اتارنا بلکہ اسے اپنے حکم پر اتارنا اور قوت و شدت کے ساتھ ان کا نام و نشان مٹا دینا۔

بھلا اس سے بھی بڑھ کر حیرت و تعجب کی بات اور کیا ہوگی کہ ابن زیاد نے کوفیوں کی تاریخ سے ذرا سبق نہ سیکھا اور ان کا تیر بن کر رفض کی کمان سے چل گیا اور سیدھا ابن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جانشانہ بنایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

لیکن ذرا ٹھہریے! آج ہم امت کے ساتھ ہونے والی ان غداریوں اور امت کو ملنے والے ان زخموں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو شمار کرتے اور خوب یاد کرتے ہیں لیکن ان وسائل و ذرائع کو یکسر بھول جاتے ہیں اورانہیں ڈھونڈ نکالنے کی کوشش بھی نہیں کرتے جن کی بدولت ان مغضوبین نے ان جرائم کا ارتکاب کیا اور افسوس کہ ان سے قرار واقعی قصاص بھی تو نہ لیا جا سکا جو انہیں مٹا کر ختم کر دیتا۔ اس پر مستزاد یہ کہ امت سنت و جماعت ایک ایسی مشترکہ ثقافت تشکیل دینے میں بھی پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکی جو اس روز افزوں شر کی راہ روکے اور کتاب وسنت کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر اس شر کو پیوند خاک کر دے۔ ان شاء اللہ وہ دن ضرور آئے گا۔

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا میدانِ کربلا میں کوفیوں کے سامنے تین باتیں پیش کرنا:

غرض سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما چلتے چلتے کوفہ کے قریب پہنچ گئے۔ آپ کو اس بات کی خبریں لگا تار ملتی رہیں کہ کوفہ کے والی عبیداللہ بن زیاد نے آپ کو روکنے کی زبردست تیاریاں کر رکھی ہیں اور کوفہ تک جانے کے راستوں پر کڑا پہرا بٹھا دیا ہے۔ ابن زیاد نے اپنے لوگوں کو یہ حکم دے دیا کہ شام اور بصرہ کے درمیان واقصہ کے راستے پر سخت پہرا لگا دو، کوفہ میں نہ تو کسی نووارد کو داخل ہونے دو اور نہ کسی کو باہر ہی نکل جانے دو۔ ادھر سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو کسی بات کی بھی خبر نہ تھی کہ بالآخر ابن زیاد کے ارادے ہیں کیا۔ جب آپ نے اعرابیوں سے پوچھا کہ لوگوں کا حال کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! ہم اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتے کہ آپ کوفہ میں نہ تو داخل ہو سکتے ہیں اور نہ وہاں سے نکل سکتے ہیں۔ اس پر آپ نے یزید بن معاویہ کی طرف جانے کے لیے اپنا رخ شام کی طرف موڑ لیا لیکن میدان کربلا میں ابن زیاد کے گھڑ سواروں نے آپ کا راستہ روک لیا۔ [1]

یہی وہ میدان ہے جہاں سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما ان غارت گروں کے ہاتھوں شہید ہو گئے جنہوں نے آپ سے قبل امیر المومنین سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اور انہی لوگوں نے سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ پر کدال کا وار کر کے انہیں شہید کرنے کی نامراد کوشش بھی کی تھی۔ چنانچہ مقامِ شراف کے قریب ابن زیاد کے عامل حر بن یزید نے آپ کا راستہ روک لیا۔ آپ نے حر سے مطالبہ کیا کہ وہ آپ کو واپس جانے دے لیکن حر نے یہ بات نہ مانی۔ اس پر آپ نے اہل کوفہ کے لکھے خطوط سے بھری دو خورجیاں نکالیں اور بتلایا کہ آپ کو اہل کوفہ کے سر برآوردہ لوگوں نے آنے کی دعوت دی ہے۔ لیکن حر نے صاف انکار کر دیا کہ میرا اور میرے ساتھیوں کا ان خطوط سے کوئی تعلق نہیں۔ [2]

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جہاں سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اپنی اس بات میں صادق اور امین تھے کہ

---

[1] تاریخ الطبری: ۸/ ۱۷۰.

[2] تاریخ الطبری: ۵/ ۴۰۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انھی کوفیوں نے خطوط لکھ کر آنے کی دعوت دی ہے، وہیں حر اور اس کے ساتھی بھی اس بات میں سچے تھے کہ انہیں ان خطوط کی بابت مطلق کسی بات کا علم نہیں۔ تو پھر حقیقت کیا تھی؟!!

حقیقت یہ تھی کہ اس ساری سازش کے پس پردہ مکار سبائیت ہاتھ تھا جنھوں نے کل یہی کھیل سیّدنا عثمان بن عفان شہید رضی اللہ عنہ اور سیّدنا طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھیلا تھا۔

غرض حر بن یزید نے نہ تو آپ کو کوفہ داخل ہونے کی اجازت دی، نہ آپ کو یزید کے پاس شام چلے جانے کی اجازت دی اور نہ آپ کو مدینہ ہی لوٹ جانے دیا۔ بلکہ یہ کہا کہ آپ ایسا راستہ اپنا لیجیے جو نہ شام جاتا ہو اور نہ مدینہ تاکہ مجھے آپ کے بارے میں یزید سے خط کتابت کرنے کا موقعہ مل سکے۔ ❶

پھر جب آپ کی ملاقات کوفی لشکر کے امیر عمر بن سعد سے ہوئی تو آپ بے حد پریشان ہو گئے۔ اہل کوفہ آپ کا ساتھ چھوڑ چکے تھے، ان غداروں نے آپ کی نصرت وحمایت کے سب وعدے توڑ دیئے تھے۔ اب آپ کے ساتھ اہل بیت اور قرابت داروں کے سوا معدودے چند لوگ رہ گئے تھے۔ دونوں قوتوں کے درمیان عظیم فرق دیکھ کر آپ نے عمر بن سعد کے ساتھ گفتگو اور مذاکرات کا سلسلہ شروع کیا اور طویل بحث مباحثہ کے بعد فریقین کا تین باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے پر اتفاق ہو گیا کہ

❀...... یا تو آپ کو یزید کے پاس شام بھیج دیا جائے تاکہ آپ یزید کی بیعت کر لیں۔

❀...... یا پھر آپ کو مدینہ واپس جانے دیا جائے۔

❀...... یا پھر اسلامی سرحدوں میں سے کسی بھی سرحد پر جہاد کی غرض سے جانے کی اجازت دے دی جائے۔

چنانچہ عمر بن سعد نے ابن زیاد کو یہ خط لکھ بھیجا:

> ''اما بعد! اللہ نے جنگ کی آگ بجھا دی، وحدتِ کلمہ پیدا کر دی اور امت کے امر کی اصلاح کر دی، یہ رہے حسین (رضی اللہ عنہما) جنھوں نے مجھے ان باتوں میں سے کسی ایک بات کے اختیار کر لینے کا عہد دے دیا ہے کہ یا تو وہ ادھر لوٹ جائیں جہاں سے آئے تھے (یعنی مدینہ لوٹ جائیں)۔ یا ہم انہیں اسلامی سرحدات میں سے جس سرحد پر چاہیں بھیج دیں۔ وہاں یہ ایک عام مسلمان بن کر جہاد میں مصروف رہیں گے اور جو حقوق و واجبات دوسروں کے ہوں گے وہی ان کے بھی ہوں گے۔ یا پھر وہ امیر المومنین یزید کے پاس چلے جاتے ہیں اور ان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیتے ہیں، پھر ان کے بارے میں جو آپ کی رائے ہو وہ انہیں منظور ہوگی۔ ان باتوں میں آپ کی مرضی اور امت کی اصلاح ہے۔''

❶ تاریخ الطبری: ٥/ ٤٠٣.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ابن زیاد نے جب یہ خط پڑھا تو بے اختیار کہہ اٹھا:

''یہ ایک ایسے شخص کا خط ہے جو اپنے امیر کا خیرخواہ اور اپنی قوم پر مہربان ہے۔ مجھے یہ تینوں باتیں منظور ہیں۔'' ❶

لیکن اے کاش کہ ایسا ہو جاتا، مگر ایسا نہ ہوا کیونکہ ابن زیاد کے اردگرد جن لوگوں کا اکٹھ تھا، وہ بے حد بد باطن، علم و حلم سے محروم، خوفِ الٰہی سے خالی، ضعیف الرائے، ضعیف العقیدہ، فتنہ کے رسیا، اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن اور ان سے شدید بغض اور کینہ رکھنے والے تھے، فتنوں کو ہوا دینا ان کا پیشہ تھا اور وہ سیادت و زعامت کی جھوٹی تمنائیں رکھتے تھے۔

تاریخ کا طالب علم جانتا ہے کہ اس وقت ابن زیاد کی عقل و فکر اور رائے پر شمر بن ذی الجوشن جیسے بدقماشوں کا غلبہ تھا جو خود کو شیعانِ علی رضی اللہ عنہ باور کرواتا تھا۔ آئندہ پیش آنے والے تمام روح فرسا واقعات اور قلب و جگر کو جلا کر خاکستر کر دینے والے تمام فتنوں کے پس پردہ اسی قماش کے لوگوں کا ہاتھ تھا جنھوں نے امت مسلمہ کی اس وحدت کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیا جس کو سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے حلم و کرم، صبر و ثبات کی قوت اور حسنِ سیاست نے قائم کیا تھا۔ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے افتراق و انتشار اور شقاق و نزاع کے سب دروازے بند کر دیئے تھے اور حلم و برداشت کا کوہِ گراں بن کر امت مسلمہ کے اتفاق و اتحاد کی حفاظت کرتے رہے تھے۔

چنانچہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے روبرو تنقیدیں سنیں، برملا طعن و تشنیع سنی، سب کو کھل کر بولنے کا موقعہ دیا، سب کا موقف سنا، معارضین کے اعتراضات پر توجہ دی، مگر یہاں سوائے صبر و برداشت کے اور کچھ نہ تھا، نہ اسلحہ نہ تلوار، بس کرم ہی کرم تھا۔ چنانچہ آپ نے سب کو راضی کیا، زیادتیوں کو برداشت کیا، جفاؤں کو سہا، تلخی و ترشی کو جھیلا اور سب کی لغزشوں سے درگزر کیا۔ جس کے نتیجہ میں ایک بے مثال اسلامی حکومت وجود میں آئی جس میں فتنہ پروروں کو پر مارنے کی جرأت نہ ہوتی تھی اور نہ انہیں سر چھپانے کو جگہ ہی ملتی تھی۔

کہاں سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ جیسا عظیم مدبر اور حلیم و کریم انسان اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور کہاں ابن زیاد جیسا بے بہرہ انسان جس نے باطنیت اور حقد و مکر میں غرق اور کینہ و نفرت سے لتھڑی رافضی اور سبائی کوفی فضاؤں میں پرورش پائی تھی۔ کیا ایسے انسان میں سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حلم و کرم کی پاکیزہ صفات کی ادنیٰ سی جھلک بھی پائی جا سکتی تھی۔ کیا اس میں سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے تدبر و سیاست کی پرچھائیاں نظر آ سکتی تھیں؟ کیا

❶ تاریخ الطبری: ۳/ ۲۹۹۔ البدایۃ و النہایۃ: ۶/ ۲۳۲۔ تاریخ ابن عساکر: ۴۵/ ۵۲۔ تاریخ الاسلام: ۱/ ۶۰۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میں سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے عفو و درگزر کی خوئے طیبہ کے آثار مل سکتے تھے؟ کیا ابن زیاد میں سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی صلح جوئی کی عظیم ترین صفت کے نشانات مل سکتے تھے؟!!

ہرگز نہیں!

یہاں صبر و برداشت، کرمِ نفس اور عفت لسان کا دُور دُور تک نشان نہ ملتا تھا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ابن زیاد کوفہ میں پیش آنے والے پہلے ہی امتحان میں بری طرح ناکام ہوگیا۔ چنانچہ اس نے بے سوچے سمجھے اور خانوادۂ رسول پر کمال جرأت کرتے ہوئے ابن عقیل کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ لیے اور اس نالائق اقدام میں اس قدر تیزی دکھلائی کہ ذرا دیر کو بھی یہ نہ سوچا کہ کیا اس مشکل کا حل تلوار کے استعمال کے بغیر بھی ممکن ہے؟!!

ابن زیاد نے دوسری اور بدترین ناکامی یہ دکھلائی کہ جن بدباطنوں نے اسے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ صلح کر لینے کے فرضی خوفناک نتائج سے ڈرایا، ابن زیاد آنکھ بند کر کے ان کینہ پروروں کے پیچھے ہو لیا اور ان کوفیوں کے اس مشورہ کو بلا تامل قبول کر لیا کہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی صلح کی تمام تر پیش کشوں کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا جائے، اور سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے جس سمع و طاعت اور صلح و جماعت کی پیش کش کی ہے اسے ہرگز بھی درخورِ اعتنا نہ سمجھا جائے۔

چنانچہ ان کوفیوں نے ابن زیاد کو یہ کہہ کر ڈرایا:

> ''کیا آپ ان سے صلح قبول کرتے ہیں حالانکہ اس وقت وہ آپ کی زیر ولایت سرزمین پر فروکش ہو چکے ہیں؟ اللہ کی قسم! اگر آج آپ نے انہیں اپنے علاقہ میں سے اس حال میں جانے دیا کہ انہوں نے اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں نہیں دیا تو یاد رکھئے! یہ اس سے بھی زیادہ طاقت اور قوت کے ساتھ ابھر کر آپ سامنے آئیں گے......''

چنانچہ ان ناہنجاروں نے تینوں میں سے کسی ایک بات کو بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا اور شرط لگا دی کہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما واپس جانے یا شام جانے سے قبل ایک بار عبیداللہ بن زیاد کے پاس ضرور آئیں گے پھر جو ابن زیاد نے مناسب سمجھا وہ کرے گا۔ وگرنہ انہیں نہ تو مدینہ جانے دیا جائے گا، نہ شام، اور نہ کہیں اور۔ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے ابن زیاد اور اس کے حواریوں کی اس بات کو ماننے سے صاف انکار کر دیا، جس پر کوفی سبائی لشکر نے آپ سے قتال شروع کر دیا اور بالآخر آپ کو شہید کر دیا۔ ❶

ان بدبختوں میں سب سے پیش پیش شمر بن ذی الجوشن کوفی تھا۔ بلاشبہ یہ اعدائے صحابہ تھے اور ان کا

❶ تاریخ الطبری: ۳/ ۳۱۳۔ البدایۃ و النھایۃ: ٦/ ۲۳۲۔ تاریخ ابن عساکر: ٤٥/ ٥۲۔ تاریخ الاسلام: ۱/ ٦۰۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عہد و وفا اور اصحاب و آل رسول کی حرمت سے کیا واسطہ؟!!

واقعات کا سلسلہ آگے بڑھانے سے قبل سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے میدان کربلا میں نزول اور مابعد کے واقعات سے متعلقہ باتوں کو کتب شیعہ کے حوالے سے بھی پڑھ لیا جائے تاکہ امت کے سامنے منافقین کی تصویر کا ہر ہر رخ سامنے آتا رہے۔

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا نزول سرزمینِ کربلا میں شیعی روایات کی روشنی میں:

عبدالرزاق موسوی المقرم لکھتا ہے: ''حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کا کربلا میں نزول محرم ۶۱ ہجری کو ہوا۔'' ❶

عباس قمی لکھتا ہے:

''جان لو کہ حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کے میدانِ کربلا میں فروکش ہونے کے دن میں اختلاف ہے۔ صحیح تر قول ۲ محرم ۶۱ ہجری کا ہے۔ جب آپ میدانِ کربلا پہنچے تو پوچھا: ''یہ کون سی سرزمین ہے؟ عرض کیا گیا: ''یہ کربلا ہے۔'' تو آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں کرب اور بلا سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' ❷

محمد تقی آل بحرالعلوم لکھتا ہے کہ اربابِ سیر وقتال لکھتے ہیں:

''حسین علیہ السلام جب کربلا اترے تو آپ نے اپنے اصحاب اور آلِ بیت کو جمع کیا اور ان میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

''اما بعد! ہم پر جو مصیبت اتری ہے، وہ تم لوگ دیکھ ہی رہے ہو۔ دنیا بدل گئی، اوپری ہوگئی اور اس کی نیکی نے پیٹھ پھیر لی۔ یہ دنیا جلد ختم ہوگئی اور اس کے چاہنے والوں کو کچھ نہ ملا اور اس میں صرف اتنا باقی رہ گیا جتنا برتن کے پیندے میں اس کے خالی کرنے کے بعد رہ جاتا ہے اور زندگی کسی پراگندہ آب و ہوا والی جگہ کی طرح بے حد بے وقعت ہوگئی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ حق پر چلا نہیں جا رہا، باطل سے رکا نہیں جا رہا تاکہ ایک مومن کو اپنے رب سے ملاقات کی تمنا ہو، پس اب تو میرے نزدیک موت میں سعادت اور ظالموں کے ساتھ زندگی گزارنے میں نری اکتاہٹ ہے۔'' ❸

❶ مقتل الحسین للمقرم، ص: ۱۹۳ .

❷ منتهى الآمال: ۱/ ۴۷۱ .

❸ مقتل الحسین لبحر العلوم، ص: ۲۶۳ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دکتور احمد راسم نفیس سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی اس تقریر کو نقل کرتا ہے ❶ جس میں آپ اپنے ان شیعہ کو رب کا واسطہ دیتے ہیں جنھوں نے آپ کو کوفہ آنے کی دعوت دی تا کہ آپ کی مدد کریں لیکن بعد میں آپ کا ساتھ چھوڑ گئے۔ چنانچہ احمد راسم نفیس لکھتا ہے:

''قوم نے آپ کو پریشان کرنا شروع کر دیا تا کہ آپ ان تک حجت نہ پہنچا سکیں اور نہ ان پر حجت قائم کر سکیں جس پر آپ نے انہیں غصہ ہو کر یہ کہا:

''اگر تم لوگ ذرا دیر کو خاموش ہو کر میری بات سن لو تو اس میں کیا حرج ہے؟ میں تم لوگوں کو راہِ ہدایت کی طرف بلا رہا ہوں۔ پس جس نے میری بات مانی وہ ہدایت پانے والوں میں سے ہو گا اور جس نے میری بات نہ مانی وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہو گا۔ اب تم لوگوں کا حال یہ ہے کہ تم سب کے سب میرے امر کے نافرمان اور میری بات کو سننے سے گریز کرنے والے ہو۔ تمہاری تنخواہیں حرام سے گراں بار اور تمہارے پیٹ حرام سے بھرے ہیں۔ اللہ نے تمہارے دلوں پر مہریں لگا دی ہیں۔ تم لوگوں کی ہلاکت ہو! تم لوگ خاموش ہو کر میری بات کیوں نہیں سنتے؟'' اس پر لوگ خاموش ہو گئے، تب آپ نے فرمایا:

''اے (کوفی) جماعت! تمہاری ہلاکت ہو، وہ وقت یاد کرو جب تم لوگوں نے پکار پکار کر اور گڑگڑا کر ہمیں مدد کے لیے پکارا تھا۔ پھر جب ہم تمہاری مدد کو کمربستہ ہوئے تو تم لوگوں نے ہماری گردنوں پر تلواریں سونت لیں۔ تم لوگوں نے ہم پر فتنوں کی اس آگ کا ایندھن اکٹھا کیا جو ہمارے اور تمہارے مشترکہ دشمن نے چنا تھا۔ پس تم اپنے دوستوں کے خلاف ہو گئے اور ان کے خلاف ان کے دشمنوں کے دست و بازو بنے جبکہ تم لوگوں نے عدل کو چھوڑا اور حرام دنیا کی آرزو رکھی اور خسیس زندگی کی طمع کی۔ تمہارا ناس ہو، بے شک تم اس امت کے طاغوت، حق جماعتوں سے منحرف، کتاب اللہ کو پھینک مارنے والے، شیطان کی پھونک، گناہوں کی پشت پناہ، کتاب اللہ کے مجرم، سنتوں کو مٹانے والے اور پیغمبروں کی اولادوں کے قاتل ہو۔'' ❷

مذکورہ مصنف نے جن الفاظ کو نقل کیا ہے، ان کے اصل خطبہ کو ان کے شیخ علی بن موسی بن طاؤس نے روایت کیا ہے ❸ اور آگے اس خطبہ کو عبدالرزاق مقرم، ❹ فاضل عباس حیاوی، ❺ ہادی

❶ یہ تقریر علامہ طبرسی شیعی کی "الاحتجاج: ۲/ ۲٤" سے معمولی اختلاف کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔

❷ علی خطی الحسین، ص: ۱۳۰-۱۳۱.

❸ اللهوف، ص: ۵۸.

❹ مقتل الحسین، ص: ۲۳٤.

❺ مقتل الحسین، ص: ۱٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نجفی، ❶ حسن صفار، ❷ محسن الامین، ❸ عباس قمی ❹ اور دوسرے متعدد شیعہ مصنفین نے نقل کیا ہے۔ ❺

قارئین کرام! دیکھ لیجیے کہ جناب سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے شیعوں کو کن صفاتِ محمودہ وستودہ کے ساتھ یاد کیا ہے!

❀......تمہاری تنخواہیں حرام سے گراں بار ہیں۔

❀......تمہارے پیٹ حرام سے بھرے ہیں۔

❀......اور اللہ نے تمہارے دلوں پر مہریں لگا دی ہیں۔

یہ بھی ملاحظہ کر لیجیے کہ یہ نواسۂ رسول کے وہ شیعہ ہیں جنھوں نے بڑے اصرار اور بے قراری کے ساتھ انہیں کوفہ آنے کی دعوت دی اور پھر کمال ڈھٹائی سے ان کا ساتھ بھی چھوڑ دیا اور ان کے گرد فتنوں کے الاؤ جلا دیئے۔

بے شک یہ لوگ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی زبانی:

❀......امت کے طاغوت

❀......حق پرستوں سے منحرف

❀......کتاب اللہ کو ٹھکرانے والے

❀......گناہوں کے پشت پناہ

❀......کتاب اللہ کے مجرم

❀......سنتوں کو مٹانے والے اور

❀......پیغمبروں کی اولادوں کو قتل کرنے والے ہیں۔

اب ہم اپنی گزشتہ بحث کی طرف لوٹتے ہیں۔

تو بات چل رہی تھی ابن زیاد کے عیار و مکار اور بد باطن حواریوں کی جنھوں نے ابن زیاد کو اکسا اور بھڑکا کر اس بات پر آمادہ کر لیا کہ ابن زیاد سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی تینوں پیش کشوں کو ٹھکرا دے۔ یوں امت مسلمہ کی تاریخ کے اس فیصلہ کن موقعہ پر اشرار فجار کی رائے ابرار اخیار کی تجاویز پر غالب آ گئی۔ بے شک اس موقعہ پر امت مسلمہ کی صلاح وفلاح صلح اور مصالحت میں تھی۔ جس میں باہمی الفت ومودت، صفوں کے اتحاد

---

❶ یوم الطف، ص: ۲۸.

❷ الحسین و مسؤولیة الثورة، ص: ٦١.

❸ لواعج الاشجان، ص: ۹۷، یہاں کی عبارت بتلاتی ہے کہ ان کوفیوں نے نہ تو بات کی اور نہ سنی۔

❹ منتهى الآمال: ۱/ ٤٨٧.

❺ معالم المدرستين، ۳/ ۱۰۰۔ کربلا، الثورة و المأساة للمحامی احمد حسین یعقوب، ص: ۲۸۳-۲۸٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور خونِ مسلم کی حفاظت کی ضمانت تھی، جو اخوت، باہمی تعاون و تناصر اور ہمدردی و غم گساری کے ثمرات لاتی اور کتاب و سنت کے دشمنوں پر امت مسلمہ کی صفوں میں داخل ہونے کے سب دروازوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیتی۔ لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنے والے امت مسلمہ کے اتفاق و اتحاد کو ٹھنڈے پیٹوں کیونکر قبول کر سکتے تھے؟ اور قدم قدم پر امت مسلمہ کے پیروں کو پھسلانے کے لیے مکر و فریب کے کیچڑ پھیلانے سے کیونکر باز آ سکتے تھے؟ بالخصوص جب کہ امت مسلمہ کی اکثریت جاہل اور ان کی دسیسہ کاریوں اور ریشہ دوانیوں سے غافل اور ان کی زیر زمین سازشوں سے لاعلم و بے خبر بھی ہو؟ تاریخ گواہ ہے کہ یہ نامراد طبقہ ان نالائق کاموں میں من چاہے نتائج تک صرف اس لیے پہنچا کیونکہ اس ثقافت کا فقدان تھا جو ان سے ہوشیار کرتی اور وہ ظاہری منہج غیر موجود تھا جو ان کے جرائم گنواتا بھی اور دکھلاتا اور سمجھاتا بھی۔

ایسی کتابیں شاذ و نادر لکھی گئیں جو امت مسلمہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ان قاتلوں کے مکر و فریب سے آگاہ کرتیں اور آج بھی ایسے خطیبوں، قلم کاروں اور تبصرہ نگاروں کی شدید قلت بلکہ فقدان ہے جو امت کی صحیح منہج پر تعلیم و تربیت کریں اور بالخصوص اس اسلام دشمن، اولاد انبیاء کے قاتل اور آل بیت رسول کے غداروں کی غداری اور عیاری سے عامۃ الناس کو باخبر کریں۔

تاریخ کا طالب علم اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ سبائیت کا یہی خفیہ ہاتھ ہے جو یہود و ہنود کے روپ میں چہرے بدل بدل کر سامنے آتا ہے اور امت مسلمہ کے ماضی اور حال سے کھیلتا چلا آیا ہے اور اس کے مستقبل سے بھی کھلواڑ کر رہا ہے۔

ان کوفیوں کے پاس ایک ایسی پہیلی نما ثقافت اور عقیدہ ہے جس کی بنیاد امت کے ابرار و اخیار، سلف صالحین اور ائمہ و اکابر پر لعن طعن اور سب و شتم پر ہے۔ ملت اسلامیہ کے مسلمہ متقی و پرہیزگار قائدین کے خلاف اشتعال انگیزی اس سبائیت کا رکن اعظم ہے۔ دین اسلام کے خلاف شکوک وشبہات کی گرد اڑانا اس کا کارِ منصبی ہے۔

چونکہ ان لوگوں کو امت مسلمہ کے فکر و عقیدہ سے برسر پیکار ہونے والے ہر انسان کے ساتھ ایک ازلی اور طبعی مناسبت ہے اس لیے یہ ہر جگہ اپنے مطلب کے لوگ ڈھونڈ نکالتے ہیں۔ ایسا ہی سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ بھی ہوا کہ جب ان عیاروں نے جھوٹے خطوط لکھ کر جناب حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو کوفہ میں بلوا لیا تو آگے ان بے یار و مددگار مسافرانِ حق کو کسی فتنہ پرداز کے ہاتھوں میں دے دینے میں بھی انہیں خاطر خواہ کامیابی مل گئی اور ابن زیاد کی صورت میں زمانے بھر کا ایک احمق ان کے ہاتھ لگ گیا۔ چنانچہ انہی کوفیوں نے کوفہ کے امیر مرجانہ فارسیہ کے سپوت ابن زیاد کو خوب بھڑکایا اور اسے ایسا شیشے میں اتارا کہ بالآخر اس نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سبطِ رسول کے خون سے ہاتھ رنگنے کی ناپاک جسارت کر ڈالی۔

ابن زیاد کی حماقت، اس کے مشیروں کی عاقبت نا اندیشی اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بے جا جرأت نے کوفیوں کے اس مذموم مقصد کی راہ ہموار کی۔

یاد رہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر کسی قسم کی جرأت صرف وہی کر سکتا ہے جو پرلے درجے کا کوڑھ مغز، بے بصیرت، ادب واخلاص سے بے بہرہ، عقیدہ ونیت کا کھوٹا اور علم وعمل میں شدید کج روی کا شکار ہو۔ بظاہر چاہے وہ صوم وصلوٰۃ اور شعائر دینیہ کا کتنا ہی پابند اور ان پر عامل کیوں نہ ہو۔ کیونکہ ایسا شخص خیالی سینگوں کے ساتھ پہاڑ کو ٹکریں مار کر پاش پاش کرنا چاہتا ہے۔ بلاشبہ ایسا شخص حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جرأت کا مرکز اور ابن زیاد کی ثقافت کا پیرو ہے۔

یہ کہنا کسی طور پر بھی بے جا اور بے محل نہ ہوگا کہ خونِ حسین بن علی رضی اللہ عنہما میں انہی دشمنانِ صحابہ کا ہاتھ ہی تھا جنہوں نے کل اسی شیخی و عداوت کے جذبہ کے تحت سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ان کی اہلیہ نائلہ بنت الفرافصہ کے سامنے شہید کر دیا تھا۔

یہی وہ کینہ پرور جذبہ تھا جو قتل حسین پر بھی ٹھنڈا نہ ہوا تھا۔ اسی لیے قتل کے بعد نوجوانانِ جنت کے اس سردار کا سر بھی تن سے جدا کر دیا گیا۔ ایسی گھٹیا حرکت صرف وہی کینہ پرور کمینہ ہی کر سکتا ہے جو اس سے قبل حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے خونوں سے بھی اپنے ہاتھ رنگ چکا ہو اور یہ نمائندہ کردار رافضیت و سبائیت کا ہے جس نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی جان لینے سے اپنے جذبۂ انتقام کا آغاز کیا اور انتہا سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی جان لے کر کی۔

ابن زیاد اس نمائندہ رافضیت وسبائیت کا آلۂ کار تھا جس نے قتل حسین پر ہی اس وقت اصرار کیا جب اس مسئلہ کا حل صرف یہی نہیں تھا۔ بلکہ اس کے سامنے تین صورتیں اور بھی تھیں اور صلح کے جملہ وسائل بھی میسر تھے اور رب تعالیٰ کا بھی یہی ارشاد ہے:

﴿وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ (النساء: ۱۲۸) ''اور صلح بہتر ہے۔''

یہ بدترین دشمنی اور جارحیت ان نادیدہ ہاتھوں کا پتا دیتی ہے جو گناہ لے کر لوٹے اور سازشوں کے ان تانوں بانوں کو واضح کرتی ہے جن کو امیر المومنین سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے خون بہانے میں استعمال کیا گیا۔ بالخصوص جبکہ ان دونوں جرائم کا ارتکاب کرنے سے صلح اور باہمی افہام وتفہیم کے جملہ وسائل میسر تھے۔

پھر یہ صلح صرف امت مسلمہ کے حق میں ہی مصلحت نہ تھی بلکہ خود ابن زیاد احمق کے حق میں بھی نہایت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفید تھی۔ ابن زیاد چاہتا تو اوّل صلح کی شقوں میں سے کسی ایک شق کو اختیار کر لیتا، یا پھر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خلافت کی عدالت میں پیش کر دیتا اور ان کے خلاف شریعت کے حکم کے مطابق فیصلہ کرتا، لیکن اس احمق نے خیر و عافیت اور صلح وسلامتی کی کسی راہ کو اختیار نہ کیا، بلکہ دشوار ترین، تنگ ترین، نہایت تباہ کن، از حد مہلک اور بے حد فاجرانہ راستہ اختیار کیا جو اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ ابن زیاد کا اندازِ فکر اعدائے صحابہ کے فکر و عقیدہ کے کس قدر قریب تھا، جس کے بعد ابن زیاد نے اپنے لیے عذر کی کوئی راہ باقی نہیں چھوڑی اور اپنے سر پر گناہ کے اس طوق کو ڈال لیا۔ کیونکہ ابن زیاد نے شر کا قصد کیا۔ ایذاء و اضرار کو اختیار کیا اور دین و شرع، صلح و خیر اور التماس و اعتذار کے سب دروازے بند کر دیئے اور اپنی ہی قوم کے ایک ایسے شخص کی بات پر کان نہ دھرے جو سب سے زیادہ معزز و موقر تھا، جس کو لوگوں نے دھوکا اور فریب کے ساتھ دور دیار میں بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا۔ یا پھر ایک ایسے شخص کی بات کو لائق التفات نہ جانا جو قابو یافتہ اسیر بے زنجیر کے حکم میں تھا اور رجولیت، مکارم شیم و فضائل اور قدرت کے وقت معاف کر دینے کے بلند اخلاق کا دامن چھوڑ کر نواسۂ رسول کی موجودہ حالت کا ناجائز فائدہ اٹھایا اور اپنے ماتھے پر قیامت تک کے لیے حماقت و سفاہت، بے مروتی، رذالت، بے حیائی، شوخ چشمی، بداعتقادی اور جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں بے ادبی کے ارتکاب کا ٹیکہ لگا لیا اور خود کو اعدائے صحابہ کی اس اخلاقیات کے پلڑے میں جا بٹھایا جہاں بڑوں کی توقیر، چھوٹوں پر شفقت، صالحین کا ادب اور عقائد کے احترام کا نام ونشان تک نہیں ملتا۔

ابن زیاد کا یہ رسوائے زمانہ فعل بتلاتا ہے کہ اس کا سینہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کینہ سے کس قدر آلودہ تھا اور اس کا دل و دماغ رفض سے کس قدر متاثر تھا۔ مثل مشہور ہے کہ آدمی اپنے ہم جنسوں کے ساتھ ہی نشست و برخاست رکھتا ہے۔ جیسا کہ محاورہ ہے:

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

بھلا جس ماحول میں حضرات صحابہ کرام کی عزت و آبرو پر بٹے مارے جاتے ہوں، وہاں سبطِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، جگر گوشۂ بتول سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی تعظیم وتوقیر کا سوال بھی پیدا ہوسکتا ہے؟ کیا وہاں کسی کو نوجوانانِ جنت کے اس سردار کی قدر ومنزلت کا اندازہ ہوسکتا ہے؟ اور بھلا یہ لوگ جناب حسین رضی اللہ عنہ کی تعظیم و تکریم کر بھی کیونکر سکتے تھے جو سیّد الانبیاء والمرسلین، احمد مصطفی، محمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو وزیروں اور مشیروں جناب ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی شان میں ہر وقت گستاخیاں اور دریدہ دہنیاں کرتے ہوں؟

ابن زیاد اور کوفیوں میں کس قدر روحانی تعلق تھا، کوفیوں کو ابن زیاد سے کس قدر قرب تھا، ابن زیاد کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاشمی وقریشی نوجوان سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے حکم دینے میں کوفیوں کا کس قدر ہاتھ تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جرائت کرنے میں ابن زیاد ان کوفیوں کے کس قدر مشابہ تھا اس کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ ابن زیاد مرجانہ نامی ایک ایرانی مجوسی عورت کا بیٹا تھا جو یزدگرد یا کسی اور ایرانی بادشاہ کی بیٹی تھی۔ ❶

یہیں سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ بالآخر یہ اعدائے صحابہ ابن زیاد کے مادری نسب کے ذکر سے اپنے لب کیوں سیے بیٹھے ہیں اور بس اتنا کہہ لینے پر اکتفار کر لیتے ہیں: ''ابن زیاد ابن مرجانہ'' جو اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ انہیں کوفیوں سے کسی قدر قرب و محبت ہے۔ آج کے کچھ لوگ بھی سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مجوسی قاتل کا نام صرف اسی قدر لیتے ہیں: ''ابولؤلؤہ مجوسی''...... بلکہ بعض تو ابولؤلؤہ کو اپنے مقدس اولیاء میں شمار کرتے ہیں۔ جبکہ عین اسی وقت یہ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سسر ابوسفیان رضی اللہ عنہ پر بے حرمتیوں اور بے ادبیوں کے شدید حملے کر کے ان کے پاکیزہ کردار کو بدشکل بنانے اور بگاڑنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ حالانکہ سیّدنا ابوسفیان بن حرب بن امیہ رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل بھی قریش کے سردار اور نہایت سربرآوردہ شخص تھے۔ لیکن اس سب کے باوجود انہیں بدترین گالیاں دیتے ہیں جیسے سیّدنا ابی سفیان رضی اللہ عنہ قریشی سردار نہ ہوں بلکہ کوئی گئے گزرے عجمی کوفی ہوں؟!!

حالانکہ یہ کوفی اچھی طرح جانتے ہیں کہ جنابِ ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس بے داغ کردار کے مالک ہیں جن کے دامن عفت و امانت پر دورِ جاہلیت میں بھی غدر و خیانت کا ایک چھینٹا تک لگایا نہیں جا سکا اور اسلام تاریخ ہی نہیں بلکہ غیر اسلامی تاریخ کے کسی بھی ماخذ سے ایک شہادت بھی ایسی نہیں ملتی جو جناب ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بلند کرداری پر دھوکا، فریب، مکر اور عیاری کا ایک داغ بھی ثابت کر سکے۔

یہ ہے قاتلانِ حسین شعوبی اہل کوفہ کی تصویر کا ایک رخ جو قتلِ حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو شکوک و شبہات اور کذب و زُور کی گرد سے اَٹ دینے کے لیے اپنی ساری طاقتیں خرچ کر رہے ہیں تاکہ خود کو اور اپنے امیر ابن مرجانہ کو خونِ حسین رضی اللہ عنہ کے جرم کے الزام سے بچا سکیں۔

اگر ابن مرجانہ کی پرورش و تربیت، اس کے کوفی مکاتبِ فکر سے استفادہ، اس کے مجوسی و ایرانی ماموؤں اور بعض عربی الفاظ کو ایرانی تلفظ میں ادا کرنے کی خو کی (جیسا کہ ابن مرجانہ ''حروری'' ❷ کو ''ہروری'' اور ''حسین'' کو ''ہسین'' پڑھتا تھا) قرار واقعی معلومات حاصل کی جائیں تو یہ حقیقت آشکارا ہو گی

❶ البدایة و النهایة: ۸/ ۲٦۸.

❷ حروری: حروراء کی طرف نسبت ہے۔ کوفہ کے قریب ایک بستی کا نام جہاں خوارج نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف سب سے پہلا اجتماع کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف جنگ کرنے پر اتفاق و اتحاد کیا تھا۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کہ جس شخص کا یہ حال ہو وہ کبھی لفظ ''حسین'' کو ''حسین'' نہ پڑھے گا بلکہ ہسین ہی پڑھے گا۔ بھلا کہاں نوجوانانِ جنت کا سردار عربی ہاشمی مطلبی قرشی حسین رضی اللہ عنہ، جو نبی کریم ﷺ کا نورِ نظر، سیّدنا علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما کا لختِ جگر، کتاب وسنت کا سچا پیرو، محبوبِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور شہ ابرار و اخیار اور کہاں وہ عجمی ہسین جس کی خدا کو چھوڑ کر قسمیں کھائی جاتی ہیں اور لوگوں کو کتاب وسنت کے عقیدہ اور نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی توحید سے پھیرنے کے لیے جگہ جگہ اس کے نام پر اونچے اونچے مشاہد و مزارات اور قبے اور تعزیے بنائے جاتے ہیں۔

عبیداللہ ابن مرجانہ فارسیہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بدگوئی اور یاوہ گوئی کرتا تھا جب کہ ان کوفیوں کو قریب کرتا اور خود بھی ان کے قریب ہوتا تھا، جو ہر شریف کو بے یار و مددگار چھوڑ دیتے، ہر نیک کے ساتھ جور و جفا کرتے، ہر کریم کو ذلیل کرتے اور ہر امین کو کاذب و خائن قرار دیتے تھے۔ کیا اسلام کے سچے پیروکاروں میں سے کوئی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آبروؤں پر بھی ہاتھ ڈالا کرتا ہے؟!!

ہاں ایسا ابن زیاد جیسا اجڈ اور احمق ہی کر سکتا تھا جس کی حماقت اور اجڈ پن کوفیوں کے اجڈ پنے سے کسی طرح بھی کم نہ تھا۔ بلکہ ان سے بھی دو ہاتھ آگے تھا۔ قتل حسین رضی اللہ عنہ کے ارتکاب کا فعل بتلاتا ہے کہ ابن زیاد کوفہ کے بدبودار اور متعفن معاشرے کا پروردہ تھا جس کی رگ رگ میں آل بیت رسول کی بے ادبی و بے لحاظی رچی بسی تھی۔ جس کی شہادت مندرجہ ذیل حوالہ جات دیتے ہیں:

❀ حبیب بن یسار کہتے ہیں: سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو جب شہید کر دیا گیا تو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ مسجد کے دروازے کی طرف اٹھے اور فرمایا: کیا تم لوگوں نے یہ کر ڈالا، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: ''اے اللہ! میں ان دونوں کو (یعنی حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو) اور نیکوں کار مومنوں کو تیری پناہ (اور حفاظت) میں دیتا ہوں۔'' جب ابن زیاد کو بتلایا گیا کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ تو یہ یہ کہہ رہے ہیں تو اس (بے ادب و گستاخ نے یاوہ گوئی کرتے ہوئے) یہ کہا: اس بوڑھے کی عقل ماری گئی ہے۔ [1] کیا کتاب وسنت پر ایمان رکھنے والا کوئی مومن کسی بھی صحابیٔ رسول ﷺ کے بارے میں ایسی دریدہ دہنی کی جسارت کا سوچ بھی سکتا ہے؟ لیکن امیر کوفہ ابن مرجانہ فارسیہ نے یہ کیا اور ذرا پروا نہ کی۔ ابن زیاد شاتمین صحابہ کی اسی لڑی کا ایک دانہ ہے جو آج تک یہ فعل بد حب آل بیت رسول ﷺ کی آڑ میں کرتے چلے آ رہے ہیں۔

❀ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابن مرجانہ فارسیہ کے سامنے سبط رسول سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا سر مبارک لایا گیا تو وہ ناہنجار اپنے ہاتھ میں پکڑی چھڑی کو سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے

[1] المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۵۰۳۷.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

چہرۂ مبارک پر مارنے لگا۔ چنانچہ کبھی آنکھ پر تو کبھی ناک پر چھڑی مارتا۔ یہ منظر دیکھ کر سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''چھڑی ہٹا لو کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک کو اسی جگہ پر دیکھا ہے۔'' ❶ (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی آنکھوں اور لبوں پر پیار کیا کرتے تھے)۔

❀ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ابن زیاد کے سامنے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا سر لایا گیا تو وہ ہاتھ میں پکڑی چھڑی کو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے چہرے پر مارنے لگا اور یہ کہتا جا رہا تھا: ان کے دانت بے حد خوبصورت ہیں۔ اس پر میں نے کہا: ''اللہ کی قسم! تیری اس حرکت سے مجھے بے حد تکلیف پہنچی ہے، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے منہ سے اسی جگہ بوسہ دیتے دیکھا ہے جہاں تم اپنی چھڑی مار رہے ہو۔'' ❷

یہ دونوں روایات اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ ''قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ'' کوفہ کے بدباطن شاتم صحابہ سبائی رافضی اور ان کے ہم نوا لوگ تھے جن کی پرورش ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کینہ پر ہوئی تھی۔

جعفر بن محمد بن علی اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو جب شہید کیا گیا تو عمر مبارک اٹھاون برس تھی۔ ❸

ابن ابی شیبہ کہتے ہیں: سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اٹھاون برس کی عمر میں دس محرم ۶۱ ہجری کو شہید ہوئے۔ اس وقت آپ نے کتم ❹ اور مہندی سے خضاب کیا ہوا تھا۔ ❺

اور ایک روایت میں ہے: سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور آپ نے وسمہ سے بالوں (اور داڑھی) کو خضاب لگایا ہوا تھا۔ ❻

---

❶ المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۵۱۰۷.

❷ المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۲۸۷۸.

❸ المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۲۸۱۰، ۲۸۰٤، ۲۷۸۳۔ ایک روایت چھپن برس کی بھی ہے۔ (دیکھیں: المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۲۸٤۲).

❹ کتم: ایک پودا جس کے بیج سے قدیم زمانہ میں روشنائی بنائی جاتی تھی اور بالوں کو خضاب کیا جاتا تھا۔ (القاموس الوحید: ۱۳۸۷). (نسیم)

❺ المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۲۷۸۳، ۲۸۰۳، ۲۸۰٤، ۲۸۱۰۔ مصنف ابن أبی شیبة: ۳۳۹۲۹.

❻ صحیح البخاری: ۳٤٦٥۔ اَلْوَسْمَۃُ: یہ ایک قسم کا پودا ہے جس سے بالوں کو خضاب لگایا جاتا ہے۔ اس کے خضاب کا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے۔ .... اَلْوَسْمَۃُ: نیل کا پودا جس کے پتوں سے بالوں کو خضاب کیا جاتا ہے۔ (القاموس الوحید، ص: ۱۸۵۱) (نسیم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ نبی کریم ﷺ کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔

❀ علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: شہید سعید جناب حسین رضی اللہ عنہ میدانِ کربلا میں سرخروئے شہادت ہوئے۔ آپ نے اپنے نانا ﷺ سے احادیث کو یاد کیا اور آپ ﷺ سے اور اپنے والدین رضی اللہ عنہما اور ماموں ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا۔ ۵ شعبان ۴ ہجری کو پیدا ہوئے۔ اس حساب سے بوقت شہادت عمر مبارک چھپن سال، پانچ ماہ اور پانچ دن تھی۔ یومِ شہادت یوم عاشوراء تھا اور بعض نے ہفتہ کا دن بھی کہا ہے ❶ (یعنی دس محرم ۶۱ ہجری بروز ہفتہ چھپن سال، پانچ ماہ پانچ دن کی عمر پا کر شہید ہو گئے)۔

❀ لیث بن سعد کہتے ہیں: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۴ رجب کو وفات پائی۔ یزید ۶۰ ہجری میں خلیفہ بنا اور ۶۱ ہجری ۱۰ محرم الحرام عاشورا کے دن سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو شہید کر دیا گیا۔

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ قتل ہونے والے:

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو لوگ قتل ہوئے ان کے نام یہ ہیں:

عباس بن علی بن ابی طالب، عباس کی والدہ ام البنین عامریہ، جعفر بن علی بن ابی طالب، عبداللہ بن علی بن ابی طالب، عثمان بن علی بن ابی طالب، ابوبکر بن علی بن ابی طالب، ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود نہشلیہ، علی الاکبر بن حسین بن علی بن ابی طالب، ان کی والدہ لیلیٰ ثقفیہ، عبداللہ بن حسین اور ان کی والدہ رباب بنت امرؤ القیس کلبیہ، ابوبکر بن حسین، قاسم بن حسین (یہ دونوں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی باندیوں سے تھے)، عون بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب، جعفر بن عقیل بن ابی طالب، مسلم بن عقیل بن ابی طالب، سلیمان مولی حسین اور عبداللہ رضیع الحسین۔ ❷

ایک روایت میں ہے عمر بن حسین بن علی بن ابی طالب بھی اپنی والدہ سمیت میدانِ کربلا میں شہید ہوئے تھے البتہ وہاں یہ بھی مذکور ہے کہ عمر بن حسین شہید نہ ہوئے تھے وہ کربلا کے دن قید میں تھے۔ ❸ ہوسکتا ہے کہ یہ روایت زیادہ صحیح ہو۔ ابن سعد نے "الطبقات" میں عمر الاکبر بن علی بن ابی طالب کا ذکر کیا ہے لیکن انہیں میدانِ کربلا میں قتل ہونے والوں کے ساتھ نہیں لکھا۔ ❹ طبری اس کی مراد یہ بتلاتے ہیں کہ "کوفیوں نے عمر بن حسین کو کم سن سمجھ کر چھوڑ دیا تھا اور قتل نہ کیا تھا۔" ❺

---

❶ تاریخ الاسلام للذھبی: ۲/ ۸۳.

❷ المعجم الکبیر: ۲۸۰۳.

❸ جلاء العیون للمجلسی، ص: ۵۸۲۔ مقاتل الطالبیین للاصفھانی: ۱۱۹.

❹ طبقات ابن سعد: ۳/ ۲۰. ❺ تاریخ الطبری: ۳/ ۳۴۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کربلا کے دن سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کے بھائیوں، بیٹوں اور بھتیجوں میں سے ''ابوبکر، عمر اور عثمان'' ❶ کے نام کے متعدد اہل بیت شہید ہوئے تھے۔ ان ناموں کا ذکر معتبر شیعہ کتب میں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

امیر المومنین سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہی کو دیکھ لیجیے جنہوں نے حضرات خلفائے راشدینِ ثلاثہ کی محبت اور اس نیک امید پر اپنی اولاد کے نام ان حضرات کے ناموں پر رکھے تاکہ انہیں بھی ان پاکیزہ ہستیوں کی طرح رشد و ہدایت نصیب ہو۔ یہ امر خوفِ خدا رکھنے والے ہر شخص سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے وہ اس بات کا پختہ اور مستحکم عقیدہ رکھے کہ آل بیت اطہار رضی اللہ عنہم حضرات خلفائے راشدین کے دشمنوں اور ان سے کینہ رکھنے والے دشمنوں سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ ان پاکیزہ ناموں کو پڑھ کر ایک دانش مند قاری خوب سمجھ سکتا ہے کہ کربلا کے دن آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچنے والا غم امت مسلمہ کے لیے کس قدر بڑا صدمہ ہے۔

پھر جس طرح امیر المومنین سیّدنا علی بن ابی طالب نے حضرات خلفائے راشدین ثلاثہ کے مبارک ناموں پر اپنی اولاد کے نام رکھے تھے، اسی طرح سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے بھی انہی مبارک ناموں پر اپنی اولاد کے نام رکھے تھے۔

اعدائے صحابہ رضی اللہ عنہم نے آل بیت اطہار کی طیب ذریت سے حضرات خلفائے ثلاثہ کے مبارک ناموں کو غائب کر دینے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنے خطبوں، رسموں اور شعائر میں سے ان پاکیزہ ناموں کو اڑا دیا تاکہ کسی کو یہ خبر نہ ہونے پائے کہ آل بیت اطہار اور حضرات خلفائے راشدین میں کس قدر گہرا رشتہ تھا۔ ہم قارئین کے دل و دماغ کی جلاء کے لیے ذیل میں ایک نقشہ پیش کرتے ہیں:

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے وہ بھائی جو آپ کے ساتھ شہید ہوئے جن کا اہل تشیع اور اہل سنت دونوں معتبر مآخذ نے ذکر کیا ہے:

❀......ابوبکر بن علی بن ابی طالب ❷

---

❶ طبقات ابن سعد: ۳/ ۲۰.

❷ طبقات ابن سعد: ۳/ ۲۰۔ المعجم الکبیر: ۲۸۰۳۔ الارشاد للمفید الشیعی: ۲۴۸۔ اعلام الوریٰ للطبرسی الشیعی: ۲۰۳۔ کشف الغمۃ للاربلی الشیعی: ۱/ ۴۴۰۔ منتھی الآمال لعباس القمی الشیعی: ۱/ ۵۲۸۔ یوم الطف لھادی النجفی الشیعی: ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۷۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀......عمر بن علی بن ابی طالب۔ ❶ ابن سعد نے "الطبقات" میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے دو بیٹوں کا ذکر کیا ہے:

(۱) عمر الاکبر بن الصہباء (یہ ان کی والدہ کا نام ہے) اور (۲) عمر بن تغلبیہ۔ ❷

❀......عثمان بن علی بن ابی طالب ❸

سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد جو شہید ہوئی:

❀......ابوبکر اور علی ❹

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد جو شہید ہوئی:

❀......ابوبکر، عمر، عثمان اور علی الاکبر ❺

غرض سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور مسلم بن عقیل کو چھوڑ کر آپ کے بھائیوں، بیٹوں، بھتیجوں وغیرہ میں سے شہید ہونے والوں کی کل تعداد بیس ہے اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما اور مسلم بن عقیل کو شامل کر کے یہ تعداد بائیس بنتی ہے، جن کا شمار مندرجہ ذیل ہے:

❀......اولاد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں سے پانچ شہید ہوئے جو یہ ہیں:

ابوبکر، محمد، عثمان، جعفر اور عباس۔

❀......اولاد حسن بن علی رضی اللہ عنہما میں سے چار شہید ہوئے:

ابوبکر، عمر، عبداللہ اور قاسم۔

❀......اولاد حسین بن علی رضی اللہ عنہما میں سے پانچ شہید ہوئے:

ابوبکر، عمر، عثمان، علی الاکبر اور عبداللہ۔

---

❶ طبقات ابن سعد: ۳/ ۲۰۔ المعجم الکبیر: ۲۸۰۳۔ الارشاد للمفید، ص: ۱۸٦۔ اعلام الوری للطبرسی، ص: ۲۰۳۔ مناقب آل ابی طالب لابن شهر آشوب الشیعی: ۳/ ۳۰٤۔ کشف الغمة للاربلی: ۱/ ٤٤۰۔ یوم الطف للنجفی، ص: ۱۸۸.

❷ طبقات ابن سعد: ۳/ ۲۰۔ المعجم الکبیر: ۲۸۰۳.

❸ طبقات ابن سعد: ۳/ ۲۰۔ الارشاد للمفید، ص: ۲٤۸۔ مناقب آل ابی طالب: ۳/ ۳۰٤ لابن سهر آشوب۔ اعلام الوری، ص: ۲۰۳ للطبرسی، یوم الطف، ص: ۱۷۵، ۱۷۹ لهادی النجفی۔ مظالم اهل بیت، ص: ۲۵۷ لصادق مکی.

❹ المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۲۸۰۳.

❺ مجمع الزوائد: ۱۵۱٦۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀...... اولاد عقیل رضی اللہ عنہ میں سے چار شہید ہوئے:

جعفر، عبداللہ، عبدالرحمن اور عبداللہ بن مسلم بن عقیل اور

❀...... اولاد عبداللہ بن جعفر میں سے دو شہید ہوئے:

عون اور محمد۔ ❶

یہ کل شمار بیس ہوئے اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور مسلم بن عقیل سمیت کل تعداد بائیس ہوئی۔

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ شہید ہونے والوں کا ذکر شیعی مصادر کی روشنی میں:

امیر المومنین سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضرات خلفائے ثلاثہ سے اس قدر محبت تھی کہ آپ نے اپنی اولاد کے نام ان کے ناموں پر رکھے۔ میدانِ کربلا میں ان فرزندانِ علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ کے شانہ بشانہ قتال کیا اور آپ کے دست و بازو اور ڈھال بن کر لڑے، لیکن دیکھنے میں یہی آ رہا ہے کہ شیعہ حضرات جانتے بوجھتے ہوئے ان بزرگوں کے اسمائے گرامی کو اپنے خطبوں سے حذف کر دیتے ہیں حتیٰ کہ یہ لوگ اس بات پر غور کرنے کے لیے ہرگز بھی تیار نہیں کہ فرزندانِ علی رضی اللہ عنہ کا حضرات خلفائے راشدین کے بارے میں کیا عقیدہ اور عقیدت تھی۔

ذیل میں شیعی مآخذ سے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ان بیٹوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن کے نام خلفائے ثلاثہ کے ناموں پر ہیں:

❀...... ابوبکر بن علی بن ابی طالب: ان کا نام شیخ مفید، ❷ علامہ طبرسی، ❸ اربلی، ❹ عباس قمی، ❺ باقر شریف قرشی، ❻ ہادی نجفی، ❼ صادق مکی ❽ اور ابن شہر آشوب ❾ نے ذکر کیا ہے۔

---

❶ طبقات ابن سعد: ۳/ ۲۰۔ مقاتل الطالبیین، ص: ۹۱ لابی الفرج الاصفهانی.

❷ الارشاد، ص: ۲٤۸.

❸ اعلام الوری، ص: ۲۰۳.

❹ کشف الغمة: ۱/ ٤٤۰.

❺ منتهی الآمال: ۱/ ۵۲۸.

❻ حیاة الامام الحسین: ۱/ ۲۷۰.

❼ یوم الطف: ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷٤.

❽ مظالم اهل البیت، ص: ۲۵۸.

❾ مناقب آل ابی طالب: ۳/ ۳۰۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀......عمر بن علی بن ابی طالب: ان کا نام مفید، ❶ طبرسی، ❷ ابن شہر آشوب، ❸ اربلی ❹ اور نجفی ❺ نے ذکر کیا ہے۔

❀......عثمان بن علی بن ابی طالب: ان کا نام محمد بن نعمان ملقب بہ مفید، ❻ ابن شہر آشوب، ❼ طبرسی، ❽ اربلی، ❾ قمی، ❿ قرشی، ⓫ ہادی نجفی ⓬ اور صادق مکی ⓭ نے ذکر کیا ہے۔

خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ناموں پر سیّدنا حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے بیٹوں کے نام جن کا ذکر شیعی مآخذ میں ہے:

❀......ابوبکر بن حسن بن علی بن ابی طالب: ان کا نام مفید، ⓮ طبرسی، ⓯ اربلی، ⓰ قمی، ⓱ قرشی، ⓲ ہادی نجفی ⓳ اور صادق مکی ⓴ نے ذکر کیا ہے۔

❀......عمر بن حسن بن علی بن ابی طالب: ان کا نام مفید، ㉑ طبرسی ㉒ اور صادق مکی ㉓ نے ذکر کیا ہے۔

شیعہ مصادر و مآخذ اس بات کو ببانگ دہل بیان کرتے ہیں یہ مقدس ہستیاں میدان کربلا میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ سرخروئے شہادت ہوئی تھیں۔ اللہ کی ان پر، ان کے پاکیزہ آباء و اجداد پر اپنی خاص رحمت اور مغفرت ہو۔ شیعی مآخذ سے ان ناموں کا حوالہ دینے سے مقصود یہ ہے کہ ایک انصاف پرور اور معتدل شیعہ یہ بات بخوبی جان لے کہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کو حضرات خلفائے راشدین ثلاثہ سے کس قدر محبت اور عقیدت تھی۔

---

❶ الارشاد، ص: ۱۸۶ .
❷ اعلام الوری، ص: ۲۰۳ .
❸ مناقب آل ابی طالب: ۳/ ۳۰۴ .
❹ کشف الغمة: ۱/ ٤٤٠ .
❺ یوم الطف، ص: ۱۸۸ .
❻ الارشاد، ص: ۱۸٦ .
❼ مناقب آل ابی طالب: ۳/ ۳۰٤ .
❽ اعلام الوری، ص: ۲۰۳ .
❾ کشف الغمة: ۱/ ٤٠٤ .
❿ منتهی الآمال: ۱/ ٥٢٦، ٥٢٧ .
⓫ حیاة الامام الحسین: ۳/ ۲٦۲ .
⓬ یوم الطف، ص: ۱۷٥، ۱۷۹ .
⓭ مظالم اهل البیت، ص: ۲٥۷ .
⓮ الارشاد، ص: ۱۸٦، ۲٤۸ .
⓯ اعلام الوری، ص: ۲۱۲ .
⓰ کشف الغمة: ۱/ ٥۷٥، ٥۸۰ .
⓱ منتهی الآمال: ۱/ ٥۲٦ .
⓲ حیاة الامام الحسین: ۳/ ۲٥٤ .
⓳ یوم الطف، ص: ۱٦۷ .
⓴ مظالم اهل البیت، ص: ۲٥۸ .
㉑ الارشاد، ص: ۱۹۷ .
㉒ اعلام الوریٰ، ص: ۱۱۲ .
㉓ مظالم اهل البیت، ص: ۲٥٤ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل تشیع حضرات کے لیے ایک یہی شہادت بس ہے کہ امام جلیل علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ جو ان اثنا عشری امامیہ حضرات کے نزدیک ائمہ معصومین میں سے چوتھے امام معصوم ہیں، وہ بھی اپنی اولاد کا نام حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے ناموں پر رکھ رہے ہیں۔ چنانچہ بقولِ شیعہ ان امام معصوم کے ایک بیٹے کا نام عمر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہے جن کا شیخ مفید ❶ نے ذکر کیا ہے۔ جبکہ مشہور مصنف الحر العاملی امام جلیل علی بن حسین رحمہ اللہ کے اس فرزند ارجمند عمر بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں لکھتا ہے:

''بڑے فاضل اور جلیل القدر تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین کے صدقات کے والی تھے۔ بڑے متقی، پرہیز گار اور متورع تھے۔'' ❷

پھر مرتضیٰ عسکری، جن کو اثنا عشری شیعہ علامہ، محقق اور بحّاثہ (بروزنِ علامہ یعنی بے پناہ تحقیق رکھنے والا) کے اونچے اور گراں قدر القاب سے یاد کرتے ہیں، کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی مشہور زمانہ (عند الشیعہ) کتاب "معالم المدرستین: ۳/ ۱۲۷" میں امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے تین بیٹوں کے یہ نام ذکر کرتا ہے: ''ابوبکر، عمر اور عثمان''۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہر انسان اپنی اولاد کا اچھے سے اچھا نام رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور جو نام اسے سب سے زیادہ پسند ہو اسی کو رکھتا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے سب سے زیادہ محبت تھی، اس لیے آپ نے اپنے بیٹوں کے نام انہی حضرات کے ناموں پر رکھے۔

آل بیت اطہار کی شہادت کا صدمہ:

ان حضرات کی شہادت کا صدمہ ایسا نہ تھا جو دو چار دن تک آنسو بہا کر اور آہیں اور سسکیاں بھر کر فراموش کر دیا جاتا اور اسے طاقِ نسیان پر رکھ کر قصۂ پارینہ بنا دیا جاتا اور نہ گردشِ لیل ونہار اس مصیبت عظمیٰ کے آثار مٹا سکتی ہے۔ حادثۂ کربلا نے امت مسلمہ کے دلوں کو رِستا زخم بنا دیا۔

اس حادثہ عظمیٰ کا دوسرا الم ناک پہلو یہ ہے کہ آل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کے خونوں نے قیامت تک کے لیے ہر باغی و طاغی اور سرکش ومتمرد کو کتاب وسنت کے سچے پیروکاروں کی جان لے لینے پر جری بنا دیا۔ بھلا جس طبقہ نے آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خون ناحق سے گریز نہ کیا، کیا وہ ان کے بعد کسی اور کو بخشے گا؟!! ایں خیال است ومحال است وجنوں! بلکہ ان کے نزدیک جنابِ حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خون بہا

❶ شیخ مفید نے "الارشاد" میں یہ نام ذکر کیا ہے۔ ❷ دیکھیں: "خاتمة الوسائل".

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دینے کے بعد امت مسلمہ کے اسلاف و اکابر اور ابرار و اخیار کا خون کر دینا زیادہ معمولی اور بے وقعت ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ سبط رسول صلی اللہ علیہ وسلم، جگر گوشۂ بتول رضی اللہ عنہا اور محبوب صحابہ رضی اللہ عنہم سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا خون کرنے سے ان اعدائے صحابہ کا بنیادی مقصد امت مسلمہ کے دلوں میں گہرا زخم لگانا تھا اور بالخصوص عربوں کی پیٹھ پر زہریلا وار کرنا تھا۔ کیونکہ اس مکروہ ترین سازش کے تانے بانے ایرانی مجوسی سبائیوں کے ہاتھ میں جو تھے، جن کو خلافت فاروقی سے ہی عظیم کسریٰ کے تخت کا تختہ ہو جانے کا بے حد صدمہ تھا اور صدیوں پرانی خسرویت کے پیوند خاک ہو جانے کا رنج ان کے دلوں سے نکل نہیں رہا تھا جس نے ساری انسانیت سے اس کی آزادی چھین کر انہیں بے دام غلام بنا رکھا تھا۔ جبکہ اسلام نے آ کر ان مجبور و مقہور بندوں کو بندوں کی غلامی سے نجات دلائی اور انہیں نجات و سعادت اور ہلاکت و شقاوت میں سے کسی ایک کو چن لینے کا آزادانہ اور خود مختارانہ اختیار دیا تھا۔

غرض مجوسی رافضیت کے لگائے اس اتھاہ گہرے زخم کے امت مسلمہ کی وحدت پر آج تک اثرات باقی ہیں اور مصیبت بالائے مصیبت یہ ہے کہ امت مسلمہ کے بے شمار لوگ یہ تک نہیں جانتے کہ ان بزرگوں پر یہ ستم کس طبقہ نے ڈھایا ہے اور مزید ستم یہ ہے کہ وہی قاتل طبقہ اس حادثۂ فاجعہ اور مصیبت عظمیٰ کا ناجائز استعمال بھی کر رہا ہے اور بے شمار مشرکانہ اور مجوسیانہ رسوم کو آل بیت اطہار سے غم کے اظہار کے نام پر امت مسلمہ میں یوں گھسا دیا ہے کہ آج ان رسموں کو کتاب وسنت کی سچی اور کھری تعلیمات سے علیحدہ کرنا نہایت کٹھن کام بن چکا ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بھی مقتل تک لے جانے کے لیے ایسا تیرہ و تاریک جال بچھایا گیا تھا اور ویسا ہی سازشانہ ماحول پیدا کیا گیا جیسا کہ تیسرے خلیفۂ راشد سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو شہادت کے در تک لے جانے کے لیے پیدا کیا گیا تھا۔ چنانچہ یہ بڑے پیچیدہ حالات، باطل و بے حقیقت اور جعلی اسباب، اوہام و ملمع سازی اور حقائق کی پردہ پوشی کے گہرے پردے تھے جن کو جھوٹے وعدوں، مصنوعی واقعات و محرکات اور موضوع روایات نے اپنی اوٹ میں لے رکھا تھا، جنھوں نے قدم قدم پر جرم کے نشانات مٹانے اور حقیقت کو مسخ کرنے میں اہم ترین کردار ادا کیا اور اس فتنہ کو وسیع تر پیمانے پر پھیلانے کے جملہ وسائل مہیا کیے۔

چنانچہ فتنوں کی ترویج و اشاعت کا یہ سلسلہ شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد اور زور پکڑ گیا اور ان رافضیوں نے کتاب وسنت کے خلاف جنگ بھڑکانے اور کمزور عقیدہ رکھنے والی ہر اقلیم میں، بدعت اور بغض صحابہ کو عام کرنے کے لیے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے سر مبارک کی جائے تدفین کی بابت بے شمار روایات اور افسانے تراش تراش کر ان کو اہل سنت تک کی کتابوں میں داخل کر دیا۔ چنانچہ مصر، شام، عراق اور حجاز کی بابت روایات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی کثرت ہے کہ سر حسین رضی اللہ عنہ وہاں دفن ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ روایات کی اس قدر کثرت کے باوجود ایک محقق کسی حتمی نتیجہ تک نہیں پہنچ سکتا کہ بالآخر سر حسین رضی اللہ عنہ کا مدفن کہاں ہے؟

سبائی رافضیوں کی اس تشویش سازی اور ایہام انگیزی کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے تا کہ امت مسلمہ کو اصل مجرموں اور قاتلوں کا قرار واقعی علم نہ ہو سکے اور وہ کتاب و سنت کی تعلیمات سے دُور ہوتے ہوتے نام نہاد بدعتوں اور رسموں کو دین سمجھ کر ان میں مکڑی کے جالے میں پھنسنے والی مکھی کی طرح اور پھنستے چلے جائیں۔

چنانچہ جب ابو نعیم نے فضل بن دکین سے قبر حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بے پناہ وسیع علم ہونے اور ایسے حوادث و واقعات کی گہری معلومات رکھنے کے باوجود لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ ❶ گویا علوم و معارف کے ان پہاڑوں کے نزدیک ایسے امور کی معلومات رکھنا یا ان کی تعیین و تحقیق کے درپے ہونا کچھ ضروری نہیں تھا کیونکہ عقیدہ و عمل میں کسی بات کا بھی ان معلومات پر انحصار نہیں۔

سیّدنا مصعب بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے بھی جب عبدالملک بن مروان کے خلاف خروج کیا تو ان کوفیوں نے بھرپور ساتھ دینے کا وعدہ کیا لیکن عین اس وقت جب کوفہ کے قریب مقامِ دیر جاثلیق پر آپ کا ابن مروان سے سامنا ہوا تو یہ کوفی حسبِ عادت آپ کا ساتھ چھوڑ کر تتر بتر ہو گئے اور آپ کی ہر بات ماننے سے صاف انکار کر دیا اس پر آپ نے خود کو موت کے لیے تیار کر لیا اور خود سے ہم کلام ہوتے ہوئے کہنے لگے: ''میرے لیے حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی ذات میں بہترین نمونہ تھا'' اور خود کو تسلی دیتے ہوئے یہ شعر پڑھا:

و ان الاولی بالطف من آل هاشم
تـأسـوا فسـنـوا للكرام التـأسـيـا

''مقامِ طف ❷ پر آل بنی ہاشم اس سے قبل بعد میں آنے والے شریفوں کے لیے ایک نمونہ چھوڑ گئے ہیں۔''

پھر حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اللہ بھلا کرے ابو بحر (یعنی احنف بن قیس) کا، جنہوں نے مجھے عراقیوں کی غدارانہ خوئے بد سے ڈرایا تھا۔ گویا وہ اس وقت بھی اس صورتِ حال کو دیکھ رہے تھے جس میں میں اب ہوں۔''

❶ تاریخ الاسلام للذهبی: ۲/ ۸۳۔ المعجم الكبير، رقم الحديث: ۲۸۰۳.

❷ طف: وہ جگہ جہاں سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو شہید کیا گیا، یہ فرات کا خشک ساحلی علاقہ ہے۔ (دیکھیں: النهاية فی غريب الاثر: ۳/ ۳۸۹).

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب غدار عراقیوں نے سیّدنا مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کو دھوکہ سے چھوڑ دیا تو ان کے بیٹے عیسیٰ نے کہا: ''آپ کسی مضبوط قلعہ کی پناہ لے کر اپنے پیچھے مہلب بن ابی صفرہ وغیرہ سے خط و کتابت کیوں نہیں کرتے؟ تاکہ وہ فوج لے کر آپ کی مدد کو پہنچیں کہ ابھی آپ کی صورتِ حال بے حد کمزور ہے۔ سیّدنا مصعب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ پھر انہوں نے سیّدنا حسین، ان کے بھائی سیّدنا حسن اور ان کے والد ماجد امیر المومنین سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہونے والے واقعات اور ان کے ساتھ کوفیوں کے غدارانہ رویوں کی پوری داستان اپنے بیٹے کو سنائی کہ کیسے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ بے یار و مددگار قتل کر دیئے گئے اور کسی نے ان کا ساتھ نہ دیا، پھر فرمایا: ''ان کوفیوں نے ہمارے ساتھ بھی وفا نہیں کی۔''

اس کے بعد کوفی سیّدنا مصعب بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ گئے اور غدر و خیانت کرتے ہوئے عبدالملک بن مروان سے جا ملے، ❶ جبکہ ان کے ساتھ معدودے چند وفادار رہ گئے اور بالآخر حضرت مصعب بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے۔ اس دن ان غارت گر عراقیوں کے زیادہ معاون غیر مسلم تھے۔ یہ امر اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ آج جو لوگ بھی ان کوفیوں، سبائیوں اور رافضیوں کے دفاع میں لگے ہیں شبہ ہے کہ یہ لوگ دراصل امت مسلمہ کی تفریق و تمزیق کے فریضہ کو سرانجام دینے میں لگے ہیں۔

سیدنا مصعب بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی شہادت پر سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا مرثیہ کہتے ہوئے سلیمان بن قتّہ کہتا ہے:

و ان قتيل الطف من آل هاشم
ذل رقابا من قريش فذلت
فان يتبعوه عائذ البيت يصبحوا
كعاد نعمت عن هداها فضلت ❷

''ان کوفیوں نے طف کے دن آل ہاشم کے اس نوجوان کو مار ڈالا جس کے آگے قریش کی گردنیں جھکی رہتی تھیں اور اگر اب ان لوگوں نے ''عائذ البیت'' کو بھی قتیل طف کے پیچھے بھیج دیا تو یہ قومِ عاد کی طرح بن جائیں گے جو ہدایت سے اندھے اور بے راہ تھے۔''

قتیل طف سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما ہیں۔ طف یہ کربلا کی وہ سرزمین ہے جہاں سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو

❶ البداية و النهاية: ٨/ ٣١٥.

❷ تاريخ الاسلام للذهبي: ٢/ ٨٣۔ المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث: ٢٨٠٣.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

شہید کیا گیا تھا۔

عائذ البیت سے مراد سیّدنا عبداللہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما ہیں جنہوں نے بیت اللہ کی پناہ پکڑی تھی جس سے ان کا لقب عائذ البیت پڑ گیا (یعنی بیت اللہ کی پناہ لینے والا)۔ مقصد یہ ہے کہ جب انہوں نے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو قتل کر دینے کے بعد سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو بھی شہید کر ڈالا، حالانکہ وہ اس وقت بیت اللہ کے حرم میں مقیم تھے تو آئندہ کی صورت حال اس سے بھی بدتر اور سنگین تر ہوگی۔ کیونکہ ایسے افعال نہایت گمراہانہ اور راہ ہدایت سے بے حد دور ہیں جن کا ہدف امت مسلمہ کے مسلمہ قائدین کی جانوں سے کھیلنا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بحث دوم:

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا قاتل کون ہے؟ اور قتل حسین رضی اللہ عنہ سے حاصل ہونے والی عبرتیں

گزشتہ سب واقعات کو پڑھنے کے بعد ریحانۂ رسول، جگر گوشۂ بتول سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے محبت اور آپ پر غیرت کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ سچی حقیقت کو طشت از بام کرنے، خود ساختہ اور جعلی رسوم و روایات کو گھڑ کر مسلمانوں کے امور دینیہ کے ساتھ تدلیس و تلبیس کرنے والوں کو بے نقاب کرنے کے لیے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے حقیقی قاتل کو برسر بازار فضیحت و رسوا کیا جائے اور بتلایا جائے کہ اس گناہ کے حقیقی مرتکبین کون لوگ ہیں۔ کیونکہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی الم ناک شہادت کا المیہ اس وقت اور بھی زیادہ اندوہ ناک صورت اختیار کر جاتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اخبار و روایات بغیر ملاح کے کشتی کی طرح بس بہے چلی جا رہی ہیں جن میں تحقیق و تصحیح اور اثبات و اسناد کا نام و نشان تک نہیں ملتا جن کو گھڑنے کا سلسلہ قتل حسین رضی اللہ عنہ کے معاً بعد ہی سے شروع کر دیا گیا تھا جو آج تک جاری ہے۔

بے شک سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا خون امت مسلمہ کے نزدیک بے حد قیمتی، عزیز، محبوب اور مہنگا ہے لیکن افسوس کہ پھر بھی حرمت والا یہ خون بہا دیا گیا۔ کیا یہ سوال اٹھایا جانا از حد ضروری نہیں کہ آخر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کس نے قتل کیا؟ اس کھلے گناہ پر کون کون راضی تھا؟ امت مسلمہ کے بلند ترین پرچموں میں سے علم ہدایت کے اس پرچم کو کیوں گرا دیا گیا؟ بیت رشد و ہدایت کے اس چراغ کو اور آفتاب نبوت کی اس روشن کرن کو کیونکر بجھا دیا گیا؟ یہ جسارت بالآخر کی کس نے؟ کس کے دل میں عرش و فرش کو لرزا دینے والا یہ خیال آیا؟ اور آپ کو دن دیہاڑے ان ہزاروں لوگوں کو جم غفیر اور انبوہِ کثیر میں دیکھتی آنکھوں اور سنتے کانوں کے ساتھ بقائمی ہوش و حواس شہید کر دیا گیا جن کو اللہ، رسول اور آل بیت رسول سے بے پناہ محبت و عقیدت کا اور کتاب و سنت سے پختہ تمسک کا دعویٰ تھا اور وہ نام نہاد محبین و متبعین آپ کی مدد و نصرت کے مدعی بھی تھے؟

کتاب و سنت اور دین و عقیدہ کو منہدم کر دینے والا یہ منہج آج تک جاری و ساری ہے جس کے نزدیک آل بیت رسول کی کوئی قدر و قیمت نہیں اور دوسروں کی کوئی قدر و اہمیت تو ہو ہی نہیں سکتی۔ اس منہج کا ایک ہی ہدف ہے، اور وہ ہے رہتی دنیا تک شقاق و نفاق کی روح کو تازہ دم رکھنا اور فتنوں کی ثقافت کو روحانی غذا مہیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر کے پالنا پوسنا اور اس کی سب سے بڑی دلیل ان کا قبر حسین میں اختلاف کرنا ہے۔ بیمار دل و دماغ کے یہ لوگ اس بات کا شور تو بہت زیادہ ڈالتے ہیں کہ فلاں فلاں جگہ سر حسین رضی اللہ عنہ کا یا لاشۂ حسین رضی اللہ عنہ کا مدفن ہے اور اس کی بابت غم و الم کی دل فگار داستانیں سنا سنا کر لوگوں کے احساسات و جذبات میں زبردست انگیخت پیدا کرتے ہیں، ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ان خودتراشیدہ افسانوں کی آڑ میں امت کے دلوں کو حزن و ملال کی آگ میں جلا کر خاکستر کر دیا جائے۔

لیکن نہایت افسوس کی بات ہے کہ غم و اندوہ کی ان داستانوں سے مقصود جناب حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے محبت وعقیدت کا اظہار نہیں ہوتا بلکہ ان آبرو باختہ اور مکارم اخلاق سے گرے فرضی واقعات کو سنا کر جناب حسین رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ اور ایمان و اخلاق سے تعبیر بے مثل حیاتِ مبارکہ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانا اور آں جناب رضی اللہ عنہ کی حرمت و کرامت کو مرنے کے بعد اسی طرح پامال کرنے کی ناپاک کوشش کرنا ہوتی ہے جس طرح آپ کو آپ کی زندگی میں جور و جفا کا نشانہ بنا کر قتل کر کے بے آبرو کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ پھر ان لوگوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہی کو امت مسلمہ اور بالخصوص عربوں کو اور اس سے بھی بڑھ کر صحابہ کو سب و شتم کرنے کا قوی ذریعہ بنا لیا۔ غرض ان لوگوں کے سامنے بنیادی مقصد اجڈ، گنوار، جاہل اور احمق لوگوں کے دل و دماغ میں اپنے باطل عقائد کو جاگزیں کرنا اور ان کے جذبات کو برانگیختہ کر کے دو مقاصد حاصل کرنا تھا:

۱۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی تعظیم و تکریم کی آڑ میں زیادہ سے زیادہ مال بٹورنا۔

۲۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ کی مجاوری اور خدمت کی آڑ میں لوگوں کی جذباتی ہمدردیاں حاصل کرنا۔

وگرنہ ان لوگوں کو اس بات کی سرے سے کوئی پروا نہیں کہ حسین رضی اللہ عنہما عراق میں دفن ہوں یا مصر میں یا مغرب میں۔

اس موقعہ پر کوئی یہ کہنے میں عجلت سے کام نہ لے کہ قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ ظاہر اور جانے پہچانے ہیں، تحقیق و تدقیق سے کام لینے والا ہر آدمی دیکھے گا کہ یہ بات واقعات کے ظاہر پر مبنی ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا تعلق بلا واسطہ طور پر سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے واقعہ سے ہے۔ جن ندیدہ ہاتھوں نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش تیار کی تھی، انہی ہاتھوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو رفتہ رفتہ میدان کربلا میں لا کھڑا کیا تھا۔ پھر انتہائی تیرہ و تاریک حالات میں جناب حسین رضی اللہ عنہ کو مقتل پر پیش کر دیا گیا اور یہ سب کچھ مدد کے نام پر کیا گیا۔

تو پھر بالآخر اس ساری سازش کے تانے بانے کس نے بنے؟

وہ ندیدہ ہاتھ کس کا تھا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زبانِ زدِ خلائق چرچے کرتے وہ خطوط کس نے لکھے؟

کس نے قتل حسین رضی اللہ عنہما کو سہل و مزین کر کے پیش کیا؟

اس جرم کو عملی جامہ کس نے پہنایا؟

ان سب سوالات کے ایسے شافی جوابات ناگزیر ہیں جو واقعات کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیں اور ان سے ایسے قیمتی سبق حاصل کیے جائیں جوامت مسلمہ کو از سر نو وحدت و اخوت اور محبت و مودت کی طرف موڑ دیں۔ اس سے قبل کہ ہم بات کو آگے بڑھائیں قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کی بابت چند شیعی روایات بھی پڑھ لیتے ہیں جن کی روشنی میں ہمیں آئندہ کے مباحث کو زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کرنا ممکن ہو جائے گا۔

قاتل حسین شیعی مصادر و مآخذ کی روشنی میں:

ابن طاؤس لکھتا ہے:

''محمد بن علی بن ابی طالب المعروف بہ ابن حنفیہ نے اپنے بھائی حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کو نصیحت کرتے ہوئے یہ کہا: ''اے میرے بھائی! اہل کوفہ نے آپ کے والد اور آپ کے بھائی کے ساتھ جو غداری کی وہ تو آپ جانتے ہی ہیں، مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ کا حال بھی پہلوں جیسا نہ ہو۔'' [1]

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے جب مشہور شاعر فرزدق سے اپنے ان شیعہ کے بارے میں پوچھا جو آپ کو کوفہ آنے کی دعوت دے رہے تھے تو فرزدق نے جواب میں یہ کہا:

''ان کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں آپ کے خلاف ہیں، حکم آسمان سے اترتا ہے اور ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔''

اس پر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تم نے سچ کہا، سارا امر اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور اس کی ہر روز ایک شان ہے۔ پس اگر تو قضا ہماری مرضی کے موافق اتری تو الحمد للہ اور رب کی نعمتوں پر اس کا شکر اور شکر کے ادا کرنے میں بھی اسی کی مدد درکار ہے اور اگر قضا ہماری امیدوں کی راہ میں حائل ہوگئی تو جس کی نیت حق ہے اور اس کا باطن پرہیز گار ہے، وہ ضائع نہ ہوگا۔'' [2]

---

[1] اللهوف لابن طاؤوس، ص: ٣٩۔ عاشوراء للاحسائی، ص: ١١٥۔ المجالس الفاخرة لعبد الحسین، ص: ٧٥۔ منتهى الآمال: ١/ ٤٥٤۔ على خطى الحسين، ص: ٩٦.

[2] المجالس الفاخرة، ص: ٧٩۔ على خطى الحسين، ص: ١٠٠۔ لواعج الاشجان للامين، ص: ٦٠۔ معالم المدرستين: ٣/ ٦٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے ایک خطاب میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما اہل کوفہ کو ان کا وہ سابقہ رویہ یاد دلاتے ہیں جو انہوں نے آپ کے والد ماجد اور بڑے بھائی کے ساتھ روا رکھا تھا، چنانچہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اور اگر تم لوگوں نے ایسا نہ کیا اور میرے ساتھ کیا اپنا عہد توڑ ڈالا اور میری بیعت توڑ دی تو میری عمر کی قسم! یہ تمہارے لیے کوئی انوکھا کام نہیں۔ ایسا تم میرے والد، میرے بھائی اور چچا زاد مسلم بن عقیل کے ساتھ بھی کر چکے ہو۔ دھوکہ کھانے والا وہی ہے جس نے تم لوگوں پر اعتبار کیا ہے۔'' ❶

شیعی روایات خود بتلاتی ہیں کہ جناب حسین رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کے خطوط پر شک تھا چنانچہ مقرم لکھتا ہے، سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ان لوگوں (یعنی اہل کوفہ) نے مجھے ڈرایا، یہ رہے ان کوفیوں کے خطوط، یہی میرے قاتل ہیں۔'' ❷

ایک اور موقعہ پر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے قاتلوں کو واضح کرتے ہوئے جو کہا، صاحب ''منتہی الآمال'' عباس قمی لکھتا ہے:

''اے اللہ ہمارے اور اس قوم کے درمیان فیصلہ فرما جنہوں نے ہمیں ہماری مدد کرنے کے لیے بلایا پھر ہمیں قتل کر ڈالا۔'' ❸

یہی اصل حقیقت ہے کہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے قاتل خود ان کو بلوانے والے ہیں جنہوں نے آپ کو اس لیے آنے کی دعوت دی تا کہ آپ کی مدد کریں لیکن بعد میں آپ کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ لیے۔

حسین کورانی لکھتا ہے:

''اہل کوفہ نے امام حسین (رضی اللہ عنہ) سے صرف متفرق ہونے پر ہی اکتفا نہ کیا تھا بلکہ اپنے ہر لحہ بدلتے موقف کے نتیجہ میں ایک تیسرے موقف کی طرف منتقل ہو گئے۔ وہ یہ کہ اہل کوفہ امام حسین (رضی اللہ عنہ) سے قتال کرنے کے لیے میدان کربلا کی طرف تیزی سے لپکے اور اس امر میں عجلت کرنے لگے جو شیطان کی رضا اور رب رحمٰن کی ناراضی کا سبب تھا۔ مثلاً عمرو بن حجاج کو ہی دیکھ لیجیے جو کل تک کوفہ میں اہل بیت کا سب سے بڑا طرف دار اور حمایتی تھا اور وہ ہانی بن عروہ کو

❶ معالم المدرستين: ٣/ ٧١-٧٢۔ معالی السبطين: ١/ ٢٧٥۔ بحر العلوم، ص: ١٩٤۔ نفس المهموم، ص: ١٧٢.
❷ مقتل الحسين للمقرم، ص: ١٧٥.
❸ منتهى الآمال: ١/ ٥٣٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھڑوانے کے لیے ایک عظیم لشکر لے کر کوفہ پہنچا تھا۔ لیکن آج اسی ابن حجاج کا حال یہ تھا کہ وہ امام حسین (رضی اللہ عنہ) پر بے دین ہونے کی تہمت لگا رہا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے لشکر سے خطاب کر کے کہتا ہے: ''اس شخص سے قتال کرو جو دین سے نکل گیا ہے اور اس نے جماعت کو چھوڑ دیا ہے۔'' ❶

حسین کورانی یہ بھی لکھتا ہے:

''ایک اور موقف بھی یہ بتلاتا ہے کہ اہل کوفہ منافق تھے۔ وہ یہ کہ عبداللہ بن حوزہ تمیمی امام حسین علیہ السلام کے سامنے آ کر کھڑا ہوتا ہے اور پکار کر کہتا ہے: ''کیا تم میں حسین ہیں؟ یہ تمیمی کوفی تھا اور کل تک امام حسین علیہ السلام کے شیعہ میں شمار کیا جاتا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ بھی انہی لوگوں میں سے ہو جنہوں نے امام حسین کو خط لکھے تھے یا شبث کی جماعت میں سے ہو جس نے پہلے تو خط لکھا، پھر یہ کہا: ''اے حسین! تمہیں آتش جہنم کی بشارت ہو۔'' ❷

مرتضی مطہری پہلے خود یہ سوال اٹھاتا ہے کہ اہل کوفہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت و تعلق اور شفقت و عنایت رکھنے کے باوجود ان سے قتال کرنے کیونکر نکلے؟ پھر خود ہی جواب دیتے ہوئے کہتا ہے:

''اس کا جواب یہ ہے کہ اہل کوفہ پر زیاد اور معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے ادوار سے ایک عمومی خوف اور رعب چھایا ہوا تھا جو عبیداللہ بن زیاد کے کوفہ آنے کے بعد بے حد زیادہ ہو گیا۔ کیونکہ عبیداللہ نے آتے ہی میثم التمار، رشید، مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کو قتل کر ڈالا تھا۔ کوفیوں کے اقدام قتل کی دوسری بنیادی وجہ مال و ثروت اور عہدہ و منصب کی اندھی حرص تھی۔ جیسا کہ یہی حال عمر بن سعد کا تھا۔ کوفہ کے سرداروں اور سربرآوردہ لوگوں کو عبیداللہ نے ڈرا دھمکا کر رام کر لیا ہوا تھا اور پہلے دن سے ہی ان پر مال و دولت کو نچھاور کیے رکھا جس سے اہل کوفہ کی حرص و طمع کو قرار مل گیا ہوا تھا۔ چنانچہ ابن زیاد نے پہلے دن ہی ان سب کو جمع کر کے ان میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ جس کا بھی اہل معارضہ سے تعلق ثابت ہو گیا اس کا وظیفہ بند کر دیا جائے گا۔ اسی بنا پر عامر بن مجمع عبیدی یا مجمع بن عامر عبیدی یہ کہتا ہے: ''کوفہ کے سرداروں کو اس قدر رشوت ملی کہ ان کا جی بھر گیا۔'' ❸

---

❶ في رحاب كربلا، ص: ٦٠-٦١.

❷ في رحاب كربلا، ص: ٦١.

❸ الملحمة الحسينية: ٣/ ٤٧-٤٨.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مشہور شیعہ مصنف کاظم احسائی نجفی لکھتا ہے:

''امام حسین علیہ السلام سے قتال کرنے جو لشکر نکلا تھا اس کی تعداد تین لاکھ تھی اور یہ سب کے سب کوفی تھے، ان میں کوئی شامی، حجازی، ہندوستانی، پاکستانی سوڈانی، مصری یا افریقی فرد نہ تھا۔ بلکہ یہ سب کے سب کوفی تھے جو مختلف قبائل سے اکٹھے ہو گئے تھے۔'' ❶

شیعہ مورخ حسین بن احمد البراقی نجفی لکھتا ہے:

''قزوینی کہتا ہے: کوفیوں کا بڑا جرم یہ ہے کہ انہوں نے حسن بن علی علیہما السلام کو کدال کا وار کر کے زخمی کیا جبکہ حسین بن علی علیہما السلام کو بلانے کے بعد قتل کر ڈالا۔'' ❷

شیعہ علوم وتواریخ کے مرجع المعروف بہ ''آیة الله العظمی'' محسن الامین لکھتا ہے:

''پھر بیس ہزار ان عراقیوں نے حسین (رضی اللہ عنہما) کی بیعت کی جنہوں نے بعد میں غداری کر کے یہ بیعت توڑ ڈالی اور خود حسین (رضی اللہ عنہما) کے خلاف خروج کیا، حالانکہ حسین کی بیعت ان کی گردنوں میں تھی اور آخر میں انہوں نے حسین (رضی اللہ عنہما) کو قتل کر دیا۔'' ❸

جواد محدثی لکھتا ہے:

''یہ جملہ اسباب اس بات کا پتا دیتے ہیں کہ امام علی علیہ السلام نے ان عراقیوں سے دو دفعہ سخت تکلیف اٹھائی، امام حسن علیہ السلام نے ان سے غداری کا تجربہ کیا، انہی عراقیوں کے درمیان مسلم بن عقیل مظلوم مارے گئے اور کوفہ کے قریب واقع کربلا کے میدان میں کوفی لشکر کے ہاتھوں امام حسین علیہ السلام کو پیاسا قتل کر دیا گیا۔'' ❹

شیعہ مشائخ جیسے ابو منصور طبرسی، ابن طاؤس اور محسن الامین وغیرہ نے امام علی بن حسین بن علی بن ابی طالب المعروف بہ ''امام زین العابدین'' سے اور وہ اپنے آباء سے نقل کرتے ہیں کہ زین العابدین رحمہ اللہ اپنے ان شیعہ کو، جنہوں نے ان کے والد ماجد جناب حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا اور بعد میں قتل بھی کر دیا تھا، ڈانٹتے ہوئے کہتے ہیں:

''اے لوگو! میں تم سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا واقعہ یہ نہیں کہ تم لوگوں نے پہلے میرے والد کو خطوط لکھے اور بعد میں انہیں دھوکہ دیا، تم لوگوں نے پہلے ان کو عہد و میثاق دیا اور ان کی بیعت کی لیکن بعد میں ان سے قتال کیا اور انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ تمہارے لیے

---

❶ عاشورا، ص: ٨٩. ❷ تاريخ الكوفة، ص: ١١٣.

❸ اعيان الشيعة: ١/ ٣٦. ❹ موسوعة عاشوراء، ص: ٥٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہلاکت ہو ان اعمال سے جو تم لوگوں نے اپنے واسطے آخرت میں بھیج دیئے ہیں۔ تمہاری رائے کا برا ہو۔ روزِ قیامت تم لوگ کس طرح نبی کریم ﷺ سے آنکھیں ملا سکو گے جب وہ تم سے یہ فرمائیں گے: ''تم لوگوں نے میری عترت کو قتل کر ڈالا، میری حرمت کو توڑا، پس تم میرے امتی نہیں ہو۔'' یہ سننا تھا کہ ہر طرف سے عورتوں کے رونے کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور وہ ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہوئے کہنے لگے: تم لوگ ہلاکت میں جا پڑے اور تمہیں اس کی خبر بھی نہیں۔'' پھر امام زین العابدین رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے میری نصیحت کو قبول کیا اور اللہ، اس کے رسول اور اس کے اہل بیت کے بارے میں میری وصیت کو یاد رکھا۔ بے شک رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔'' اس پر وہ سب کے سب کہنے لگے: ''ہم سب آپ کی بات سنیں گے، مانیں گے، آپ کے ذمہ کی حفاظت کریں گے، آپ سے منہ نہ موڑیں گے اور نہ آپ سے جفا ہی کریں گے، آپ حکم کیجیے ہم مانیں گے، اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ جہاں آپ جنگ کریں گے ہم بھی جنگ کریں گے اور جس سے آپ صلح کریں گے اس سے ہماری بھی صلح ہے۔ ہم یزید کو پکڑیں گے اور جس نے آپ پر اور ہم پر ظلم کیا ہے، ہم اس سے بری ہیں۔'' جناب زین العابدین رحمہ اللہ نے کہا: دُور ہو جاؤ، دُور ہو جاؤ، اے غدارو، مکارو! تم لوگوں کو تمہاری شہوتوں نے گھیر رکھا ہے، کیا تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ تم لوگ میرے ساتھ بھی وہی کرو جو اس سے پہلے تم نے میرے باپ دادا کے ساتھ کیا ہے؟ ہرگز نہیں، ناچنے والیوں کے رب کی قسم! یہ زخم بھرنے والا نہیں۔ یہ کل ہی کی تو بات ہے کہ تم لوگوں نے میرے باپ کو اس کے گھر والوں سمیت قتل کر ڈالا ہے، بھلا میں رسول اللہ ﷺ اور ان کی آل سے محرومی کا غم، اپنے باپ اور باپ کی اولاد کی جدائی کا صدمہ کیسے بھول سکتا ہوں، ان کا غم میرے حلق سے نیچے نہیں اتر رہا، اس کی تلخی میرے گلے میں اب تک موجود ہے اور اس کی کڑواہٹ میرے سینے میں گردش کر رہی ہے۔'' [1]

امام زین العابدین رحمہ اللہ چند کوفیوں کے پاس سے گزرے جو قتل حسین پر رو رہے اور نوحہ کر رہے تھے تو آپ نے انہیں ڈانٹتے ہوئے فرمایا: تم لوگ ہم پر رو رہے اور نوحہ کر رہے ہو، ذرا یہ تو بتلاؤ ہمارا قاتل ہے کون؟ [2]

[1] یہ خطبہ متعدد معتبر شیعہ مؤلفین، مؤرخین اور مصنفین نے اپنی مایہ ناز اور معتبر کتب میں نقل کیا ہے۔ ذیل میں اس کے صرف دو حوالوں کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے: (الاحتجاج: ۲/ ۳۲ للطبرسی۔ منتهى الآمال: ۱/ ۵۷۲ لعباس القمی).

[2] مقتل الحسین، ص: ۸۳ لمرتضى عياد، ط ٤، ١٩٩٦ء.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں ہے کہ حضرت زین العابدین رحمہ اللہ جب روتے اور نوحہ کرتے کوفیوں کے پاس سے گزرے تو کمزور آواز میں کہنے لگے (کیونکہ بیماری نے انہیں بے حد کمزور کر دیا تھا):

''تم لوگ ہماری وجہ سے رو رہے ہو اور نوحہ کر رہے ہو، تو پھر ہمیں قتل کس نے کیا ہے؟'' ❶

ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ شدید کمزوری کی بنا پر جناب زین العابدین رحمہ اللہ نے کمزور سی آواز میں یہ کہا:

''یہ لوگ ہم پر رو رہے ہیں تو پھر ان کے سوا ہمارے قاتل اور کون ہیں؟'' ❷

ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں:

''اے کوفیو! تمہارا برا ہو، تم لوگوں نے حسین (رضی اللہ عنہما) کو کیوں بے یار و مددگار چھوڑا اور اسے قتل کر دیا، پھر ان کا مال بھی چھین لیا اور اس کے وارث بن بیٹھے، ان کی عورتوں کو قیدی بنایا اور ان سے پرے ہٹ گئے۔ تم تباہ و برباد ہو جاؤ! تم جانتے بھی ہو کہ تم لوگوں نے کون سا خون بہایا ہے، کس نیک اور معزز انسان کو قتل کیا ہے، کس بچی کو پکڑا ہے، کس مال کو چھینا ہے؟ تم لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر لوگوں کے خون سے ہاتھ رنگے ہیں، تم لوگوں نے اپنے دلوں سے رحم کو نکال کر پھینک دیا ہوا ہے۔'' ❸

طبرسی، قمی، مقرم، کورانی اور احمد راسم سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کے اس خطبہ کو نقل کرتے ہیں جس میں سیدہ رضی اللہ عنہما ان غدار، خائن اور جفا کار کوفیوں کو مخاطب کرتے ہوئے یہ فرماتی ہیں:

''اما بعد! اے اہل کوفہ! اے مکر و فریب، دھوکہ، مکاری اور عیاری کے پیکرو! اے جفا کارو! آنسو رکتے نہیں، سسکیاں اور آہیں تھمتی نہیں۔ تمہاری مثال اس عورت کی سی ہے جو سوت کی انٹی بنا کر اسے توڑ دیتی ہے، تم لوگوں نے اپنی قسموں کو اپنے بچاؤ کا ذریعہ بنا لیا۔ تم لوگوں میں سوائے شیخی، خود پسندی، متکبرانہ بے رخی، دروغ گوئی، غلامانہ چاپلوسی اور دشمنانہ کینہ و نفرت کے سوا اور ہے ہی کیا۔ تم لوگوں کی مثال کوڑی خانہ پر چراگاہ اور قبر پر رکھی چاندی کی سی ہے، تم لوگوں نے جو اپنے آگے بھیجا ہے، وہ بے حد برا ہے، تم پر رب کی ناراضی ہے۔ تم لوگ آخرت کے عذاب میں ہمیشہ رہو گے۔ کیا تم لوگ میرے بھائی (حسین رضی اللہ عنہما کے قتل) پر روتے ہو؟ ہاں! اللہ کی قسم! تم لوگ بہت زیادہ رؤ گے اور بہت کم ہنسو گے۔ تم لوگ قتل حسین کے عیب و رسوائی میں ہمیشہ کے لیے گرفتار ہو چکے ہو اور تم لوگ اس عیب سے کبھی نہ چھوٹ پاؤ گے اور بھلا تم لوگ چھوٹ بھی

---

❶ منتهى الآمال: ١/ ٥٧٠. ❷ الاحتجاج: ٢/ ٢٩. ❸ مقتل الحسين للمقرم، ص: ٣١٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیسے سکتے ہو کہ تم لوگوں نے اس شخص کو قتل کیا ہے جو خاتم النّبیین کی اولاد، معدنِ رسالت، نوجوانانِ جنت کا سردار، تمہاری جنگ کی جائے پناہ، تمہاری جماعت کا ٹھکانا، تمہاری سلامتی کی جگہ، مصیبت میں سہارا، بات کی حجت اور دلیل تھا، تم لوگوں نے اپنے واسطے بے حد برے عمل کو آگے بھیجا ہے اور روزِ قیامت جو تم اپنے سامنے دیکھو گے وہ بے حد برا ہے۔ پس تم لوگوں کے لیے بے حد ہلاکت و شقاوت، بدبختی و بدنصیبی اور ذلت و رسوائی ہے۔ تمہاری کوششیں نامراد ہوئیں، تمہارے ہاتھ ہلاک ہوئے، تمہارا سودا خسارے میں رہا، تم لوگ اللہ کے غضب کو لے کر لوٹے اور ذلت و مسکنت کو تم لوگوں پر مسلط کر دیا گیا۔ تمہاری ہلاکت ہو، کیا تم لوگ جانتے ہو کہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر کے کس گوشے کے ساتھ دھوکہ کیا ہے؟ تم لوگوں نے کس عہد کو توڑا ہے؟ تم لوگوں نے کس حرمت کو پامال کیا ہے؟ کون سا خون بہایا ہے؟ تم لوگ نے ایسا سنگین جرم کیا ہے قریب ہے کہ اس کی سنگینی کی وجہ سے آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر کر ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ تم لوگوں نے بے حد بھونڈا اور بھدا کام کیا ہے جس کی برائی نے روئے زمین کا چپہ چپہ اور آسمانوں کا گوشہ گوشہ بھر دیا ہے۔'' ❶

مشہور شیعہ قلم کار اسد حیدر سیّدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما کا وہ خطبہ نقل کرتا ہے جو انہوں نے کوفیوں سے ارشاد فرمایا تھا۔ چنانچہ اسد حیدر لکھتا ہے:

''سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا جب روتے چلاتے اور نوحہ کرتے کوفیوں کے پاس سے گزریں تو انہیں سرزنش کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''کیا تم لوگ پھوٹ پھوٹ کر اور آہیں بھر بھر کے روتے ہو؟ ہاں! اللہ کی قسم! اب تم لوگ بے حد روؤ گے اور بہت کم ہنسو گے۔ تم لوگوں نے اپنے چہروں پر وہ عیب اور رسوائی ملی ہے جس کو اب تم قیامت تک بھی دھو نہ سکو گے اور بھلا تم رسوائی کا یہ داغ دھو بھی کیسے سکتے ہو کہ تم لوگوں نے خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے لختِ جگر کو مار ڈالا ہے......'' ❷

ایک روایت میں ہے کہ سیدہ رضی اللہ عنہا نے کجاوے کی پالکی سے جھانک کر دیکھا تو ارشاد فرمایا:

''اے اہل کوفہ! ذرا ٹھہرو! تمہارے مرد لوگ تو ہمیں قتل کرتے ہیں جبکہ تمہاری عورتیں ہم پر روتی ہیں، پس تمہارے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرنے والا اللہ ہے جو روزِ قیامت فیصلہ کر دے گا۔'' ❸

---

❶ الاحتجاج: ۲/ ۲۹۔ منتھی الآمال: ۱/ ۵۷۰.
❷ مع الحسین فی نھضتہ، ص: ۲۹۵ و ما بعدھا.
❸ نفس المھموم لعباس القمی، ص: ۳۶۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آمدم برسر مطلب:

قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کی بابت خود شیعی شہادتوں کو ان کی زبانی جمع کرنے کے بعد ہم دوبارہ اپنی بحث کی طرف لوٹتے ہیں۔

یہ ایک بے غبار حقیقت ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خطوط لکھ کر دھوکہ دینے والے ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمن'' تھے۔ یہی لوگ قتل حسین رضی اللہ عنہ کا پہلا سبب تھے اور یہی لوگ آج تک فتنہ کی اس آگ کو پھونکیں مار مار کر مزید بھڑکا رہے ہیں اور امت مسلمہ کے ساتھ مکر و فریب کرنے سے دست کش ہونے سے ہرگز بھی تیار نہیں بلکہ ہر لحظہ اس مشن کے لیے کمربستہ اور تیار و مستعد ہیں۔ یہ کوئی طبقہ چراغ توحید کی روشنی پھیلاتی لو کو بجھا کر امت مسلمہ کو مجوسی رسوم و روایات اور عقائد و عبادات کے چنگل میں پھنسا دینا چاہتے ہیں۔ نام نہاد محبانِ حسین کے یہ خطوط جہاں ایک گہرا مکر تھا، وہیں اسلام اور اکابر اسلام کے ساتھ ایک گہرا مذاق بھی تھا جو بتلاتے ہیں کہ سیدنا حسین اور ان کی اولاد کے قتل کا خون کن کے سر پر ہے۔

چنانچہ شیعوں کے ایک بے حد معتبر اور ثقہ عالم محسن الامین اپنے قلم سے لکھتا ہے:

> ''بیس ہزار عراقیوں نے حسین (رضی اللہ عنہ) کی بیعت کی تھی، پھر غداری کرتے ہوئے اس بیعت کو توڑ دیا اور الٹا حسین (رضی اللہ عنہ) کے خلاف خروج کر کے انہیں قتل کر ڈالا حالانکہ اس وقت حسین (رضی اللہ عنہ) کی بیعت ان کی گردنوں میں تھی۔'' [1]

یاد رہے کہ ایسا حالات کی بدلتی صورتِ حال کے ناگزیر نتیجہ کی بنا پر نہ تھا بلکہ یہ ایک سوچی سمجھی اور طے شدہ سازش کا نتیجہ تھا جو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کشاں کشاں مقتل کی طرف لے گیا تھا۔ چنانچہ کوفیوں سے قتال سے قبل سیدنا حسین رضی اللہ عنہ انہیں ارشاد فرماتے ہیں:

> ''کیا تم لوگوں نے مجھے یہ نہ لکھ بھیجا تھا کہ پھل پک چکے اور آپ اپنی تیار فوج کی طرف چلے آیئے؟ اے جماعت! تمہارے لیے ہلاکت ہو؟ کیا تم لوگ وہی نہیں ہو جنھوں نے بڑی بے قراری سے ہم سے مدد کی فریادیں کی تھیں پھر اسی تلوار کو ہم پر تیز کر دیا جو ہمارے ہاتھوں میں تھی، اور اس آگ کو ہم پر ہی اور زیادہ بھڑکا دیا جو ہم نے اپنے اور تمہارے دشمنوں کے لیے جلائی تھی اور اب تم اپنے ہی دوستوں کے خلاف اکٹھ کیے کھڑے ہو، تمہارا ناس ہو کہ اب تم دشمنوں کا دست و بازو بنے ہوئے ہو۔ تم لوگ مکھیوں کی طرح اُڑ اُڑ کر ہماری بیعت کی طرف تیزی سے لپکے تھے، اور پروانوں کی طرح ہم پر ٹوٹ کر گرے تھے، پھر تم ہی لوگوں نے حماقت

[1] اعیان الشیعة، محسن الامین: ١/ ٢٤.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے اس بیعت کو توڑ ڈالا۔ (تم لوگ) اس امت کے (طاغوت ہو، اور اس امت کے) طاغوتوں کے لیے ہلاکت اور دُوری ہو۔'' ❶

کوفی لشکر میں حر بن یزید نامی ایک آدمی بھی تھا جو اپنے ارادوں پر نادم ہو کر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آ ملا تھا۔ اس نے کوفیوں کو للکار کر کہا:

''کیا تم لوگ ایسا کرتے ہو کہ پہلے رب کے اس نیک بندے کو بلایا، پھر جب وہ تمہارے پاس چلا آیا تو اسے چھوڑ کر اس کے دشمن بن گئے تا کہ اسے قتل کر دو؟ اور اب وہ تمہارے ہاتھوں میں ایک قیدی کی طرح ہے۔ اللہ تمہیں پیاس کے دن پینے کو کچھ نہ دے۔'' ❷

پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے انہیں بددعا دیتے ہوئے فرمایا:

''اے اللہ! اگر تو نے انہیں ایک وقت تک مہلت دی تو انہیں فرقہ فرقہ کر دینا اور انہیں کئی راستوں والا بنا دینا، ان سے کوئی والی کبھی راضی نہ ہو کہ ان لوگوں نے ہمیں ہماری مدد کرنے کے لیے بلایا لیکن پھر ہمارے دشمن بن گئے اور ہمیں قتل کرنے لگے۔'' ❸

کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اس قول کے بعد قاتلانِ حسین کی تحدید وتعیین میں کسی شخص کے لیے کہنے کو کچھ باقی رہ گیا ہے؟ جب کوفیوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا اور ان کی غداری وعیاری اور خیانت ودغا بازی کھل کر سامنے آ گئی تو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ ارشاد فرمایا:

''تم لوگ ہمیں چھوڑتے ہو؟ ہاں! اللہ کی قسم! تم لوگ جفا کار ہو، تمہاری جفا کاری معروف ہے، تمہاری اگلی پچھلی نسلیں اس مذموم صفت کی رسیا اور گرویدہ ہیں، تم اس درخت کا پھل ہو جو دیکھنے والے کے لیے خبیث ترین اور کھانے والے کے لیے بدترین ہے۔ سن لو! جن لوگوں نے عہدوں کو پختہ کرنے کے بعد اور اس پر رب کو ضامن وکفیل بنانے کے بعد ان کو توڑ ڈالا، ان پر اللہ کی لعنت ہو۔ ظلم دو چیزوں کے درمیان مضبوط ہوا ہے، سوال اور ذلت کے درمیان۔ یہ ذلت مجھ سے دُور ہو، اللہ، اس کا رسول اور اہل ایمان اس کمینگی سے انکار کرتے ہیں۔ غیرت مند گودیں، پیٹ اور ناک مر جانا قبول کر لیتے ہیں لیکن اپنی اولادوں کو کمینی اناؤں کے حوالے نہیں کرتے۔ سن لو! میں اپنے خاندان کے ان چند افراد کو لے کر جا رہا ہوں جبکہ ہمارے دشمن تعداد

❶ تاريخ دمشق: ١٤/ ٢١٨۔ الاحتجاج للطبرسی، ص: ١٤٥ طبعة طهران.

❷ الارشاد للشيخ المفيد الشيعی، ص: ٢٣٤.

❸ الارشاد للمفيد، ص: ٢٤١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں زیادہ ہیں اور وفادار جفا کار ہو چکے ہیں۔"

پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھا:

فـــان نهـــزم فهـزّامـوان قـدمـــا
و ان نهـــزم فـــغيـــر مهـــزمينـــا
و مـــا ان طبـنـــا جبـن و لـكـن
مـــنـــايـــانـا و طـعـمة آخـريـنـا

"اگر ہم نے دشمنوں کو شکست دے دی تو یہ ہماری پرانی عادت چلی آتی ہے کہ ہم دشمنوں کو شکست دیا کرتے ہیں اور اگر ہم شکست کھا گئے تو یہ عارضی شکست ہوگی کہ ہم دشمنوں سے بری طرح شکست نہیں کھایا کرتے۔

اگر ہم خوش ہیں تو یہ بزدلی نہیں بلکہ یہ ہماری موت کے فیصلے ہیں جبکہ دوسروں (یعنی دشمنوں) کے لیے ذریعہ معاش ہے (کہ انہیں ہمیں قتل کر کے بڑے بڑے انعام ملیں گے)۔"

(پھر فرمایا):

"پھر تم اتنی دیر ہی ٹھہرنا جتنی دیر میں گھوڑے پر سوار ہونے میں لگاؤں یہاں تک کہ گھمسان کی جنگ شروع ہو جائے اور میں تمہیں بھی اسی بات کا عہد دیتا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد کو دیا تھا اور وہ رب تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَ كُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ﴾ (یونس: ۷۱)

"سو تم اپنا معاملہ اپنے شرکاء کے ساتھ مل کر پختہ کرلو، پھر تمھارا معاملہ تم پر کسی طرح مخفی نہ رہے، پھر میرے ساتھ کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو۔" ❶

اس خطاب میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ یہ بات صاف صاف بتلا رہے ہیں کہ جن لوگوں نے انہیں دعوت دی خاص طور پر اہل کوفہ، وہ غدار و جفا کار ہیں، اور غداری اور جفا کاری ان کے اصول و فروع کی جڑوں میں گھسی ہوئی ہے۔ یہ لوگ شجرۂ خبیثہ ہیں، یہ عہدوں کو پختہ کرنے کے بعد ان کو توڑ دینے والے ہیں۔ اُمت مسلمہ جانتے ہیں کہ یہ ان منافقوں کا حال ہے جن سے بچنے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو سخت تاکید کی تھی۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا تاکید کے ساتھ اس بات کو بیان کرنا کہ یہ اہل کوفہ کی صفات ہیں اور وہ نسل در نسل ان

❶ تاريخ دمشق: ١٤/ ٢١٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفات سے آراستہ چلے آ رہے ہیں، ان کے منافق اور خائن و غدار ہونے کی بلیغ ترین شہادت ہے۔ پھر اس کے بعد سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا ان کو لعنت کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ اہل کوفہ دنیا و آخرت میں ہلاک و برباد ہوئے اور انہیں دونوں جہانوں کی رسوائی ملی۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو یہ بھی باور کروایا کہ آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم عربوں کے سردار اور ان کے رہنما ہیں، مداہنت اور عہد شکنی ان کا شیوہ نہیں۔ وہ تو صبر و جرأت کے پیکر اور آخرت اور اس کی نعمتوں کے طالب ہیں نہ کہ دنیا کے طالب ہیں جیسے میدان کربلا کے غدار اور عہد شکن کوفی تھے جنھوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ان کی زندگی میں بھی کھایا اور بالآخر ان کی جان لے لی، اور ان کی شہادت کے بعد آج تک ان کے نام پر کھا رہے ہیں۔ آخر روزِ قیامت رب کے روبرو یہ کس منہ سے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے آئیں گے؟

چنانچہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نور نظر سیّدنا علی بن حسین بن علی بن ابی طالب المعروف بہ امام زین العابدین رحمہ اللہ کوفہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے کوفیوں کی عورتوں کو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ پر روتے دیکھا تو فرمانے لگے:

"یہ عورتیں ہم پر رو رہی ہیں تو پھر ہمیں قتل کس نے کیا ہے؟"
یعنی تمہارے سوا ہمارا قاتل پھر کون ہے؟ ❶

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے جب خلافت سے دست بردار ہو کر سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے صلح کر لی تو اہل بیت سے محبت کے دعوے داروں میں، جو دراصل قاتلان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے اور بعد میں ان ہی لوگوں کی قسمت میں خونِ حسین کرنے کی بدبختی بھی لکھی جا چکی تھی، خطاب کرتے ہوئے یہ فرمایا:

"اے اہل کوفہ! مجھے تین باتوں کی وجہ سے تم لوگ اچھے نہیں لگتے:
(۱) تم لوگوں نے میرے باپ کو قتل کیا۔
(۲) تم لوگوں نے میرا سامان لوٹا۔
(۳) اور تم لوگوں نے میرے پیٹ میں کدال کا وار کیا۔
اب سن لو کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی ہے، ان کی بات سنو اور مانو۔"

حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر بنی اسد کے ایک آدمی نے کدال لے کر وار کیا تھا اور ران کا گوشت پھاڑ دیا حتیٰ کہ ہڈی نظر آنے لگی تھی۔ ❷

---

❶ تاريخ اليعقوبي لليعقوبي: ١/ ٢٣٥ .

❷ كشف الغمة للمفيد، ص: ٥٤ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس خطبہ میں اہل کوفہ کے دو سنگین ترین جرائم کا بیان ہے۔ امیر المومنین جناب سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا اور سبط رسول سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کی نامسعود سعی کرنا، پھر ان کے ساتھ قتل حسین رضی اللہ عنہ جیسے جرم کو بھی ملا لیا جائے تو یہ جرائم کا ایک ایسا مجموعہ بن جاتا ہے جس کے برابر کوئی دوسرا جرم نہیں پایا جا سکتا۔ اب جو لوگ امت مسلمہ کے ساتھ غدر و خیانت کرنے اور اس کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے والے ان گھناؤنے اور عیار دشمنوں کا دانستہ یا نادانستہ دفاع کرتے ہیں، دراصل یہ لوگ بھی امت کی گھات میں لگے بیٹھے ہیں اور ان کی جملہ مالی و جانی قوتیں ان غارت گروں اور شریر لوگوں کی معاونت میں صرف ہو رہی ہیں جو ہر دور میں مسلمانوں کو سنت نبویہ سے دور کرنے کے لیے تمام وسائل کو بروئے کار لانے میں لگے ہوتے ہیں۔

اہل کوفہ سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے قاتل ہیں:

شیعہ و سنی دونوں طبقوں کی معتبر کتب اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے پاکیزہ خون سے ہاتھ رنگنے والا یہ نابکار اور پلید طبقہ اہل کوفہ تھے۔ قتل حسین کی پہلی ذمہ داری ان کے سروں پر ہے، یہی لوگ اس سنگین ترین جرم کے مجرم ہیں۔ اہل بیت نے اپنے خطبوں میں ان کوفیوں کو جس قدر ملامت کیا ہے، ان کی غداری و عیاری کو جس طرح طشت از بام کیا ہے اور انہیں جس طرح بددعائیں دی ہیں، یہ خطبے اس بات کا بین اور کافی و شافی ثبوت ہیں کہ شہادت حسین کے المیہ کے ذمہ دار یہ کوفی ہیں، چنانچہ سیّدہ زینب بنتِ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما جو حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں، جن کی سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بے پناہ عزت فرمایا کرتے تھے، جن کا یزید بن معاویہ کے ہاں بڑا رتبہ اور مقام و مرتبہ تھا، وہ بھی اس حسینی قافلہ میں شامل تھیں جو اہل کوفہ کی غداریوں اور عہد شکنیوں کی نذر ہو گیا تھا۔ سیدہ رضی اللہ عنہا اپنے ایک خطبہ میں قتل حسین رضی اللہ عنہ کے ان مجرموں کو نہایت بلیغ انداز میں سرزنش و ملامت کرتی ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا یہ خطبہ خود معتبر شیعہ مؤرخین و مؤلفین نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے، چنانچہ سیّدہ فرماتی ہیں:

> ''اے اہل کوفہ! ذرا خاموش ہو جاؤ، تم ہمارے مردوں کو قتل کرتے ہو اور ہماری عورتوں کو رلاتے ہو پس ہمارے اور تمہارے درمیان وہ اللہ حاکم ہے جو قیامت کے دن صاف صاف فیصلے کرے گا۔ اے اہل کوفہ! تمہارا برا ہو! تم لوگوں کو کیا ہوا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو بے یار و مددگار چھوڑ کر اسے قتل کر دیا، ان کا مال و اسباب لوٹ لیا اور ان کی عورتوں کو قیدی بنایا اور انہیں رسوا کیا، تم ہلاک و برباد ہو جاؤ۔ کیا تم کو کچھ خبر ہے کہ تم لوگوں نے کس ہلاکت کو دعوت دی؟ کس گناہ کے بوجھ کو اپنی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پیٹھوں پر لادا؟ کس کا خون بہایا؟ کس معزز ترین انسان کے خون سے ہاتھ رنگے؟ کن عورتوں کو تم نے دشمنوں کے حوالے کیا اور کون سا مال لوٹا ہے؟'' ❶

گزشتہ صفحات میں شیعہ کتب کے حوالے سے جناب زین العابدین رحمہ اللہ اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بیانات گزر چکے ہیں کہ جب انہوں نے اہل کوفہ کو قتل حسین پر روتے چلاتے اور آہیں بھرتے دیکھا تو تعجب سے فرمایا کہ یہ رونا کس لیے؟ تم ہی لوگ تو حسین کے قاتل ہو؟!!

یہ شیعہ کتب کی وہ معتبر روایات ہیں جن کے ردّ کی شیعہ حضرات کے پاس کوئی وجہ جواز یا دلیلِ انکار نہیں۔ سیدہ زینب بنت علی بن ابی طالب نے ان کوفیوں کو روتے پیٹتے دیکھ کر کہا تھا:

''سن لو! تم لوگوں نے اپنے آگے (قیامت کے لیے) جو (عمل) بھیجا ہے وہ بے حد برا ہے، اللہ تم پر ناراض ہے اور تم ہمیشہ آخرت کے عذاب میں رہو گے۔''

اہل کوفہ ہی قاتلانِ حسین ہیں۔ اس کی تائید و تاکید شیعہ معتبر کتب کی ان روایات سے ہوتی ہے جن میں اس قبیح و شنیع فعل کا ذکر ہے کہ انہی کوفیوں نے پہلے خطوط لکھ کر بلایا اور بعد میں غداری کر کے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ چنانچہ روایات میں مذکور ہے کہ جب حر بن یزید الریاحی اور عمر بن سعد نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے عراق آنے کی وجہ پوچھی تو جناب حسین رضی اللہ عنہ نے کیا سچ فرمایا تھا:

''مجھے تمہارے شہر کے لوگوں نے ہی تو خطوط لکھ کر بلوایا ہے۔'' ❷

ان لوگوں نے خطوط لکھے تھے کہ ہم آپ کے لیے خود کو روکے کھڑے ہیں ہمارے پاس چلے آیئے۔ ❸

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ سے ارشاد فرمایا تھا:

''اے لوگو! جب تک تم لوگوں کے خطوط اور تمہارے قاصد میرے پاس یہ پیغام لے کر نہیں آئے کہ ہمارے پاس چلے آیئے کیونکہ ہمارا کوئی امام نہیں ہے، شاید اللہ آپ کے ذریعے سے ہمیں حق و ہدایت پر جمع کر دے، میں تم لوگوں کے پاس نہیں آیا۔'' ❹

لیکن ان لوگوں نے بجائے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی مدد کرنے کے، الٹا ان کے خلاف مرنے مارنے پر اتر آئے۔ پھر جس لشکر نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور جو شیعانِ علی رضی اللہ عنہ میں سے تھے، اس کے سرکردہ،

❶ لواعج الاشجان لمحسن الامین العاملی، ص: ۵۷۔ الملهوف لابن طاؤوس، ص: ۹۱۔ نفس المهموم لعباس القمی، ص: ۳۶۵۔ مع الحسین فی نهضته لاسد حیدر، ص: ۲۹۵.

❷ الارشاد، للشیخ المفید: ۲/ ۷۹۔ الفتوح: ابن اعثم الکوفی: ۵/ ۸۵.

❸ الاصابة فی تمییز الصحابة لابن حجر: ۳/ ۶۹.

❹ الارشاد للمفید: ۲/ ۳۱.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قائدین اور امراء یہی اہل کوفہ تھے جس کی تائید شیعہ حضرات کی معتبر کتب تاریخ کی روایات سے ہوتی ہے۔ ذیل میں اس کا ایک مرتب خلاصہ لکھا جاتا ہے:

❀......سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھنے والوں میں ایک نام عمرو بن حجاج کا ہے اور یہی عمرو بعد میں اس لشکر کے میمنہ پر تعینات تھا جس نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خون میں نہلا دیا۔

❀......شمر بن ذی الجوشن شیعی کل تک شیعانِ علی رضی اللہ عنہ میں شمار ہوتا تھا اور اس نے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے شانہ بشانہ جنگیں بھی لڑیں، لیکن آج وہی شمر اس قاتل لشکر کے میسرہ پر دندناتا نظر آ رہا ہے۔ یہ وہی شمر ہے جس نے یہ رسوائے زمانہ مشورہ دیا تھا کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے صلح کی پیش کش کو ہرگز بھی قبول نہ کیا جائے اور حسین رضی اللہ عنہ کے لیے صرف ایک ہی صورت ہے کہ وہ امیر کوفہ عبیداللہ بن مرجانہ فارسیہ کے حکم پر اتریں۔

❀......سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خطوط لکھنے والوں میں عزرہ بن قیس الاحمسی بھی ہے، جس نے بعد میں غداری کی اور کوفی گھڑ سواروں کے اس دستہ کا امیر بنا جس کے ذمہ حسین رضی اللہ عنہ کے خون سے ہاتھ رنگنا تھا۔

❀......شیعہ روایات ایک نام شبث بن ربعی کا بھی ذکر کرتی ہیں، جس نے پہلے خطوط لکھے، پھر بدعہدی کی اور پھر اس کے بعد اپنی شقاوت و بدبختی پر پختہ مہر لگاتے ہوئے پیادوں کے اس دستے کا امیر بنا جنہوں نے خون حسین رضی اللہ عنہ کے گناہ کو اپنے سر لے کر دنیا و آخرت کی رسوائی کمائی۔ [1]

کسی لشکر کے چار حصے ہی تو سب سے اہم ہوتے ہیں، میمنہ، میسرہ، پیادے اور سوار، ان سب کی زمام کار اور قیادت و نظم و نسق ہمیں انہی لوگوں کے ہاتھ میں نظر آ رہا ہے جو ایک تو کوفی ہیں، دوسرے انہوں نے اہتمام سے خطوط لکھے اور تیسرے انہوں نے شد و مد کے ساتھ عہد اور بیعت کو توڑا اور آخر میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے ہی پیچھے ہٹے۔ اگر ان لوگوں کے دل میں سیّدنا حسین بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی محبت کا ایک ذرہ بھی ہوتا تو ان کے امکان میں یہ بات تھی کہ

❀...... وہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما کی رائے سے اتفاق کرتے اور ان کی مدد و نصرت کے لیے کمربستہ ہو جاتے۔

❀...... یہ لوگ امیر کوفہ ابن مرجانہ فارسیہ اور اس کے امراء سے آہنی ہاتھوں سے نبٹ سکتے تھے لیکن مکر و تلبیس کے اس جذبے کا کیا کیجیے جس کے ہاتھوں یہ کوفی مجبور تھے، جو یہودیانہ عقیدہ و عمل کا منطقی اثر تھا، جو ان کی رگ رگ میں رچ بس گیا ہوا تھا اور اب چاہتے ہوئے بھی یہ کوفی اپنے جیوں کو اس ناپاک جذبے کے

[1] پوری تفصیل کے لیے دیکھیں: الارشاد للمفید: ۲/ ۹۵۔ البدایۃ و النہایۃ: ۸/ ۱۷۷۔ تاریخ الطبری: ۳/ ۳۱۳-۳۱۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اثرات سے پاک نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں نے کمال مکاری و عیاری کے ساتھ جناب حسین رضی اللہ عنہ کو عداوتِ صحابہ کے اس دھاگے میں پرو دیا جس میں اس سے قبل اس نوع کے اور بھی متعدد جرائم پروئے ہوئے تھے، تاکہ فتنوں کی بھٹی میں جلائے جانے والی آگ میں اور اضافہ ہو۔

ان غداروں نے ایسا جرم کیا تھا کہ ''غداری'' کا کلنک قیامت تک کے لیے ان کے ماتھوں کی زینت بن گیا۔ چنانچہ علامہ بغدادی لکھتا ہے:

''کوفی روافض ''غدار'' اور ''بخیل'' کے رسوائے زمانہ ناموں سے جانے پہچانے جاتے ہیں اور اب یہ لوگ غداری اور بخل و خیانت میں مثال بن چکے ہیں۔ چنانچہ اب کسی کو بخیل اور غدار کہنا ہو تو اسے یہ کہا جاتا ہے: "ابخل من کوفی" اور "اغدر من کوفی" ''تو تو کوفیوں سے بھی زیادہ بخیل ہے۔'' اور ''تو تو کوفیوں سے بھی زیادہ غدار ہے'' آلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم سے ان کی تین رسوائے زمانہ غداریاں زیادہ مشہور ہیں:

۱...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کوفیوں نے جناب حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے دست حق پرست پر سمع و طاعت کی بیعت کی پھر غداری کر کے اس بیعت کو توڑ ڈالا اور ساباطِ مدائن میں سنان جعفی نے اندھیرے میں آپ پر کدال کا وار کر کے آپ کو شدید زخمی کر دیا۔

۲...... ان لوگوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خطوط لکھے کہ آپ کوفہ چلے آیئے ہم یزید کے خلاف آپ کی مدد کریں گے۔ جناب حسین رضی اللہ عنہ ان پر دھوکہ کھا گئے اور کوفہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ جب آپ کربلا پہنچے تو انہوں نے غداری کی اور عبیداللہ بن زیاد کے ساتھ مل گئے حتیٰ کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل بیت کے اکثر افراد کو کربلا میں قتل کر دیا۔

۳...... ان لوگوں نے زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے ساتھ بھی غداری کی۔ چنانچہ پہلے ان کی بیعت کی اور جب خروج کے بعد گھمسان کی جنگ ہونے لگی تو عین قتال کے وقت ان کا ساتھ چھوڑ گئے۔'' ❶

جناب محمد بن علی بن ابی طالب بھی ان کوفیوں کو پرلے درجے کا غدار سمجھتے تھے اور وہ سیدنا علی اور سیدنا حسن رضی اللہ عنہما کے ساتھ کی جانے والی غداری کی ذمہ داری ان کوفیوں پر ڈالتے تھے۔ جیسا کہ بعد میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی جانے والی غداری کے ذمہ دار بھی انہی کوفیوں کو ٹھہراتے تھے۔ چنانچہ جناب محمد رحمہ اللہ نے اپنے بھائی سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو وصیت و نصیحت کرتے اور سمجھاتے ہوئے کہا:

❶ الفرق بين الفرق للبغدادي، ص: ۳۷.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اے میرے بھائی! ان کوفیوں نے آپ کے والد اور آپ کے بھائی کے ساتھ جو جو غداریاں کی ہیں وہ آپ جانتے ہی ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ کے ساتھ بھی وہی نہ ہو جو آپ سے پہلوں (یعنی آپ کے والد اور بھائی) کے ساتھ ہوا ہے۔''❶

پھر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ واقعی وہی کچھ ہوا جس کا محمد بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ کو ڈر تھا۔

یہی بات فرزدق شاعر نے بھی اس سوال کے جواب میں کہ ''کوفی شیعوں کا کیا حال ہے؟'' سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے کہی تھی کہ

''ان کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں آپ کے خلاف ہیں۔''❷

یہ کوفی غدار تھے، قاتل علی رضی اللہ عنہ تھے، قاتل حسین رضی اللہ عنہ تھے اور یہ تو سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بھی اپنی طرف سے قتل کر گئے تھے، مگر قسمت نے ان کی یاوری نہ کی اور سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ بچ گئے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ان کے خائن وغدار ہونے کا پکا یقین ہو گیا تھا۔ ذیل کی نصوص اس کی تائید کرتی ہیں:

❀ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ ان کوفیوں سے فرماتے ہیں:

''اگر تم لوگوں نے میرا ساتھ نہ دیا اور میرے عہد اور بیعت کو توڑ ڈالا تو میری عمر کی قسم! یہ کوئی تمہارا نیا کام نہیں۔ تم لوگ اس سے پہلے میرے باپ، میرے بھائی اور میرے چچا زاد مسلم بن عقیل کے ساتھ ایسا کر چکے ہو، دھوکے میں پڑا وہی ہے جو تم لوگوں سے دھوکہ کھائے۔''❸

❀ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ان کے خطوط کے بارے میں شک تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''ان لوگوں نے مجھے خوف زدہ کیا۔ یہ رہے اہل کوفہ کے خطوط اور یہی میرے قاتل ہیں۔''❹

❀ گزشتہ میں شیعہ مصنف حسین کورانی کی رائے کو مفصل ذکر کیا جا چکا ہے کہ ایک تو ان کوفیوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا، دوسرے جلدی سے کربلا جا پہنچے اور کوفی شیطان کو خوش کرنے اور رب رحمان کو ناراضی کرنے کے لیے جناب حسین رضی اللہ عنہ کے خلاف تلواریں اٹھالیں۔ چنانچہ عمرو بن حجاج کوفی جو کل تک سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا زبردست حامی اور طرف دار تھا آج اپنے لشکر کو یہ کہہ رہا تھا:

---

❶ في رحاب كربلا لحسين كوراني، ص: ٦٠-٦١.

❷ منتهى الآمال لعباس القمي: ١/ ٤٥٤- الملهوف لابن طاؤوس، ص: ٣٩.

❸ المجالس الفاخرة: ٧٩- على خطى الحسين، ص: ١٠٠.

❹ معالم المدرستين: ٣/ ٧٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''دین سے نکلنے والے اور جماعت سے جدا ہونے والے اس شخص سے قتال کرو۔'' ❶

❀ حسین کورانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ عبداللہ بن حوزہ تمیمی جو کل تک شیعانِ علی میں سے تھا اور ممکن ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خطوط لکھنے والی شبث بن ربعی کی جماعت میں شامل رہا ہو اور یہ پکا کوفی تھا، لیکن آج حسینی قافلہ کے سامنے کھڑا پکار کر یہ کہہ رہا ہے کہ

''اگر تم میں حسین موجود ہیں تو انہیں جہنم کی آگ کی بشارت ہو۔'' ❷

❀ احسائی لکھتا ہے:

''سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے لڑنے والا یہ لشکر صرف کوفیوں کا ہی تھا جن کی تعداد تیس ہزار تک بیان کی جاتی ہے اور اس لشکر میں شام، حجاز، سوڈان، مصر، افریقہ، ہندوستان یا پاکستان کا ایک فرد بھی نہ تھا یہ لوگ مختلف قبائل سے اکٹھے ہو گئے تھے۔'' ❸

❀ محسن الامین کے بقول سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے غداری کرنے والے ان کوفیوں کی تعداد بیس ہزار تھی جنہوں نے بعد میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالا۔ ❹

❀ گزشتہ میں امام زین العابدین رحمہ اللہ کا مفصل خطبہ ذکر کیا جا چکا ہے جس میں وہ اہل کوفہ کو نہایت بلیغ انداز میں سرزنش کرتے ہیں اور ان پر ان کے جرم کی قباحت و شناعت کو خوب اجاگر کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے:

✱......تم لوگوں نے میرے والد کو خطوط لکھ کر دھوکا دیا۔

✱......عہد کر کے اسے توڑا۔

✱......انہیں بے یار و مددگار چھوڑ کر ان سے قتال کیا اور بالآخر انہیں قتل کر ڈالا۔

✱...... یہ عمل دنیا و آخرت میں تمہاری ذلت و رسوائی اور تباہی و بربادی کا قوی سبب ہے۔

✱......اور روز قیامت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سوال کا جواب دینے کو تیار ہو جاؤ کہ تم لوگوں نے میری عترت کو کیوں قتل کیا اور میری حرمت کو کیوں پامال کیا؟ تم لوگ میری امت میں سے نہیں ہو۔

---

❶ مقتل الحسین للمقرم، ص: ١٧٥ .

❷ فی رحاب کربلا لحسین کورانی، ص: ٦١ .

❸ عاشوراء لکاظم الاحسائی النجفی، ص: ٨٩ .

❹ اعیان الشیعة لمحسن الامین الشیعی: ١/ ٢٦ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❀ پھر جب ان کوفیوں نے غداری اور مکاری سے کام لیتے ہوئے جناب امام زین العابدین رحمہ اللہ کو بھی انہیں یہ یقین دلا کر دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ ہم آپ کی سنیں گے اور مانیں گے تو انہوں نے کوفیوں کی اس بات کا پرزور ردّ کرتے ہوئے یہ کہا:

''اے مکار غدارو! دور ہو جاؤ، دور ہو جاؤ، تم لوگوں کو شہوتوں نے اپنا اسیر بنا رکھا ہے کیا تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ میرے ساتھ بھی وہی کرو جو تم نے میرے باپ دادا کے ساتھ کیا ہے، ناچنے والیوں کے رب کی قسم! ابھی زخم بھرے نہیں یہ کل ہی کی تو بات ہے کہ تم لوگوں نے میرے باپ کو اس کے اہل بیت سمیت قتل کر دیا تھا۔'' ❶

❀ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت بھی بیان ہو چکی ہے جس کی صدا ہر اس دل میں گونج رہی ہے جس میں آل بیت رسول کی ذرّہ بھر بھی محبت ہے۔ چنانچہ جن لوگوں نے کدال کا وار کر کے قتل کرنے کی کوشش کی تھی سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما انہیں یہ فرماتے ہیں:

''اللہ کی قسم! میرے نزدیک معاویہ (رضی اللہ عنہ) ان لوگوں سے بہتر ہیں جو خود کو میرا شیعہ باور کرتے ہیں جبکہ دوسری طرف مجھے قتل کرنے کے درپے بھی ہیں، ان لوگوں نے میرا مال لوٹ لیا۔ اللہ کی قسم! اگر میں معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے ایک عہد لے لوں جس سے میں اپنا اور اپنے اہل کا خون محفوظ کر لوں، یہ اس بات سے بہتر ہے کہ یہ کوئی مجھے قتل کر کے میرے اہل بیت اور اہل کو ضائع اور برباد کر دیں۔'' ❷

❀ امام محمد باقر رحمہ اللہ، کوفہ کے شیعیان کے بارے میں کہتے ہیں:

''اگر یہ سب کے سب لوگ (یعنی سارے اہل کوفہ) ہمارے شیعہ بن جائیں تو ان میں سے تین چوتھائی تو ہم پر شک کرنے والے ہوں گے جبکہ ان کا ایک چوتھائی احمقوں کا ٹولہ ہو گا۔'' ❸

❀ امام جناب موسیٰ کاظم رحمہ اللہ جن کی طرف نسبت رکھنے والے خود کو موسوی کہتے ہیں، کوفیوں کی حقیقت کو بے نقاب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''اگر میں اپنے شیعہ کو پرکھوں تو یہ نام کے شیعہ نکلیں، اگر ان کا امتحان لوں تو مرتد نکلیں، اگر ان کو جانچوں تو ہزار میں ایک مخلص نکلے، اگر ان کو چھانوں تو اپنوں کے سوا کوئی نہ بچے، یہ تختوں پر ٹیک لگائے ایک زمانہ سے یہ کہتے آ رہے ہیں کہ ہم شیعانِ علی رضی اللہ عنہ ہیں لیکن شیعانِ علی رضی اللہ عنہ تو وہ ہیں

❶ مظالم اهل البيت لصادق مكي، ص: ۲۵۸۔ الملهوف لابن طاؤوس، ص: ۹۲.

❷ الاحتجاج للطبرسي: ۲/ ۲۹۰. ❸ رجال الكشي للكشي، ص: ۱۷۹.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جن کا قول وفعل صادق ہے۔''❶

یہ ہیں کوفی شیعہ اور ان کے ہم عقیدہ لوگ جن کی بداعمالیاں پوری امت کے سامنے کھلے بندوں موجود ہیں اور ہر شخص کی انگلی ان کی طرف اٹھ کر یہ کہہ رہی ہے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آل بیت رسول کے قاتل یہی غدار اور گناہ گار ہیں جنھوں نے اس امت کو اور خاص طور پر حضرات اہل بیت کو پے در پے ہلاکتوں میں ڈالا۔ یہ لوگ امت مسلمہ اور آل بیت رسول کے خلاف جرائم کے کس قدر رسیا اور خوگر ہیں!!!

ان دین دشمنوں کی شخصیت وکردار کا دوسرا گھناؤنا ترین پہلو یہ ہے کہ روئے زمین کے معزز ومحترم ترین انسانوں کا خون بہانے اور گردنوں تک شرور وفتن اور فسق وفجور کی دلدل میں دھنسے ہونے کے باوجود امت مسلمہ کو آج تک دھوکہ دینے میں جتے ہوئے ہیں تاکہ خود پر سے جرائم کے ثبوتوں کے داغوں کو مٹا سکیں اور کسی کے دل میں یہ خیال تک نہ آنے دیں کہ

''خون حسین کے اصل ذمہ دار کون ہیں؟ اور ان سے اس پاکیزہ ترین خون کا مطالبہ کیونکر کیا جائے؟!!''

اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ جو بھی سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کے لیے جرأت رندانہ کرتے ہوئے میدان جہاد میں اترنا چاہے، اسے اترنے سے قبل ہی سازشوں کے جال میں بری طرح الجھا کر جان سے مار ڈالا جائے۔ پھر اپنی ان بدبختانہ اور شقیانہ کاوشوں میں ایک قدم اور آگے بڑھتے ہوئے امت مسلمہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں اور رب کی کتاب سے دور کر کے یہود ومجوس کے رسوم ورواج میں دھکیلنے کی جہد مسلسل جاری رکھی جائے اور یہ سارا گھناؤنا کھیل آل بیت رسول کی محبت کی آڑ میں کیا جائے۔

سب سے خطرناک یہ کہ دین اسلام کے امین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوّلین اور سچے جاں نثاروں اور اسلام کے پہلے خدمت گاروں ''حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم'' پر طعن وتشنیع اور سب وشتم کے چھینٹے اڑا کر ان کے پاکیزہ کردار، بے لوث قربانیوں اور مبنی براخلاص جہادی کاوشوں کو مشکوک ٹھہرایا جائے، تاکہ آنے والی نسلوں کا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سے اعتبار اٹھ جائے اور ہر کہ ومہ اور ہر بے اوقات اور بے وقار اٹھ کر ان پر زبانِ طعن دراز کرتا پھرے اور جو جی میں آئے ان پر اناپ شناپ بول دے۔

مذکورہ بالا نصوص کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد کسی عاقل اور دانا وبینا پر یہ امر مخفی نہیں رہ سکتا کہ اہل کوفہ ہی دراصل قاتلانِ حسین ہیں، جنھوں نے مقتل حسین رضی اللہ عنہ کو ایک لاعلاج زخم بنا کر رکھ دیا ہے اور آج تک امت اس گہرے گھاؤ کو بھرنے کے لیے اپنی وحدت، امن وسلامتی اور عقیدہ ومذہب کی قربانی کی بھاری قیمت ادا

❶ الروضة للكافي: ٨/ ١٩١.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کرتی چلی آ رہی ہے۔

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے غداری کے نتیجہ میں آج تک بے پناہ لوگ قتل ہوئے ہیں۔ شاید یہ بے محابا خون ریزی وسفا کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مصداق ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

''رب تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس بات کی وحی کی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا (علیہ السلام) کے (قتل کے) بدلے میں ستر ہزار لوگوں کو قتل کیا اور میں تیری لخت جگر کے نور نظر کے (قتل کے) بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار (مزید) لوگوں کو قتل کروں گا۔'' ❶

اگر روزنِ تاریخ سے جھانکا جائے تو غدارانِ حسین کی قیادت میں بھڑکائی جانے والی فتنوں کی آگ میں آج تک بے شمار مسلمان جل کر خاکستر ہو چکے ہیں۔ بویہیوں، بسا سیریوں، قرامطیوں، ابن علقمی، تاتاریوں اور ہلاکو خان کی سفا کیوں اور خوں ریزیوں سے تعبیر تاریخ اس بات کی شاہد ناطق ہے اور آخر میں اور یہ بالکل آخری واقعہ نہیں، دورِ حاضر میں روافض کا مسلمانوں کے خلاف صلیبیوں اور یہودیوں کی طرف دست تعاون بڑھانا اوران کی عسکری، فکری، نظریاتی، سیاسی اور اعلامی میدانوں میں بھرپور معاونت کرنا، اس بات کی آفتاب نیم روز کی طرح روشن اور عیاں دلیل ہے کہ یہ لوگ اسلام کے خلاف ہر ظالم، جابر، مستبد، قاہر، غدار، عیار اور مکار کے ہم خیال، دست و بازو اور مدد و معاون ہیں اور ان کے دامے، درمے سخنے قدمے ہر طرح کی مدد کرنے پر ہمہ وقت مستعد و تیار ہیں، گویا امت مسلمہ کو خاک وخون میں نہلانا اور اس کو ہلاکت و دمار کی بلی چڑھانا ان کی زندگیوں کا مقصد وحید اور نظریاتی و عملی نصب العین ہے۔

مقتل حسین رضی اللہ عنہ کا خلاصہ:

خلاصہ یہ ہے کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ کے جملہ واقعات پر نگاہ غور ڈالنے والا صاف اس نتیجہ پر جا پہنچتا ہے کہ باطنی ہاتھوں سے بنے سازشوں کے اس جال کے پس پردہ بنیادی مقصد یہ ہے کہ قتل حسین کا مسئلہ ہمیشہ لاینحل رہے اور اس میں بے پناہ غموض اور الجھاؤ پیدا کر کے اسے امت مسلمہ کے عقیدہ و وحدت پر کاری ضرب لگانے کا تباہ کن ہتھیار بنا دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ بے شمار لوگ اس مسئلہ کے درپے ہی نہیں ہوتے، ہم مانتے ہیں کہ یہ زیادہ سلامتی کی راہ ہے لیکن پھر آخر اس بات کا کیا حل ہے کہ

''حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں نے قتل حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو فتنہ سازی اور افتراق و انتشار کا ایک قوی ہتھیار بنا لیا ہے۔''

آخر اس فتنہ انگیزی کا کوئی تو سد باب ہو؟!!

❶ المستدرك للحاكم، رقم الحديث: ٤٨٢٢۔ علامہ ذہبی "التلخيص" میں لکھتے ہیں: یہ روایت مسلم کی شرط پر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جبکہ دوسری طرف ان واقعات کی توضیح و بیان اور قاتلانِ حسین کی تعیین وتحدید میں بعض علماء کا طرزِ عمل بھی سلبی ہوتا جا رہا ہے۔ چنانچہ:

نہ تو یہ علماء ان سبائیوں کی اباطیل کی تردید کرتے ہیں۔

نہ قتل حسین کے واقعات کو قرار واقعی طور پر کھول کر بیان کرتے ہیں۔

نہ اس امر پر کوئی روشنی ڈالتے ہیں کہ روافض نے قتل حسین کے واقعہ کو امت مسلمہ میں فتنہ انگیزی برپا کرنے اور ان کے دین وعقیدہ کو برباد کرنے کا ذریعہ بنالیا ہے۔ جبکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس عظیم ابتلاء کے ورق ورق کو خوب کھول کر بیان کیا جائے تاکہ امت مسلمہ کی وحدت وتوحید کے دشمنوں کی نامشکور کاوشوں کا سدباب ہو۔

لیکن افسوس کہ یہی علماء ہمیں دوسرے اہم ترین معاملات میں بے حد بیدار مغزی اور موضوعیت کے ساتھ بحث وتدقیق اور جمع وتطبیق کرتے اور ان کی بابت نہایت عادلانہ اور منصفانہ حکم لگاتے نظر آتے ہیں اور جب بات ان خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے قتل کی آتی ہے تو بحث وتحقیق کی بساط لپیٹ دی جاتی ہے، موضوعیت کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے، بیدار مغزی کی جگہ جذبات اور ولولے لے لیتے ہیں اور ساری نکتہ رسی اور دقت نظری خود ساختہ عقیدتوں کے ریلے میں خس و خاشاک کی طرح بہ جاتی ہے جس کا یہ حضرات نہایت وسیع پیمانے پر فائدہ اٹھاتے ہیں اور ایسا جذباتی غل مچاتے ہیں کہ ہر کس و ناکس اور عالم و جاہل کے سامنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بس یہی احادیث رہ جاتی ہے:

❀...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، اللہ اس سے محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت کرتا ہے حسین میرے نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔'' ❶

❀...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

❶ جامع الترمذی: ٣٧٧٥ . امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ علامہ البانی نے بھی اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ (سنن ابن ماجه: ١٤٤) علامہ البانی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے، لیکن اس حدیث کی بابت وہ عقیدہ رکھنا درست نہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دشمنوں کا عقیدہ ہے، کیونکہ ایسی ہی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جُلَیبیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ارشاد فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں دو مرتبہ یہ ارشاد فرمایا: ''یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔'' (صحیح مسلم: ٢٤٧٢) اور اشعریین کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔'' (صحیح البخاری: ٢٣٥٤)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''حسن اور حسین نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔'' ❶

❀...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''عنقریب بے شمار فتنے ظاہر ہوں گے۔ پس جس نے اس امت کے امر میں تفرقہ پیدا کرنا چاہا جبکہ وہ ایک ہو تو اس کی گردن مار دو خواہ وہ جو کوئی بھی ہو۔'' ❷

یہ حکم اس وقت ہے جب ایک شخص امام کے خلاف خروج پر مصر ہو جائے، نصیحت قبول نہ کرے اور قتال کیے بنا نہ ٹلے۔ جبکہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے جب اہل کوفہ کے سامنے تین تجاویز رکھ دیں تو آپ نے ان کے ان سب دلائل کی جڑ کاٹ کر رکھ دی جن کے سہارے وہ خونِ حسین رضی اللہ عنہ کو مباح سمجھے بیٹھے تھے بالخصوص جب آپ نے اس بات کا بھی اعلان کر دیا کہ آپ یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے پر تیار ہیں چنانچہ آپ نے اہل کوفہ سے ارشاد فرمایا:

''میں یزید کے ہاتھوں میں ہاتھ دیتا ہوں پھر وہ اپنے اور میرے درمیان جو فیصلہ صحیح سمجھے کر لے۔'' ❸

آپ کا یہ ارشاد اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ یزید آپ کے مقام و مرتبہ کی عظمت کو جانتا تھا اور وہ آپ کا حق پہچانتا تھا۔ لیکن جب ان کوفیوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی تینوں تجاویز کو رد کر دیا تو اب ان کے دامن میں سوائے ظلم و ستم کے اور کچھ باقی نہ رہ گیا تھا۔

❀...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جو اپنے امیر میں کوئی ناگوار بات دیکھے تو اس پر صبر کرے کیونکہ جو بھی جماعت سے بالشت بھر جدا ہوا اور پھر اسی حال میں مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔'' ❹

❀...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''اللہ نے اس شخص پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا ہے جو اللہ کی رضا کے لیے لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے۔''

حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

❶ اس کی تخریج گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔

❷ صحیح مسلم: ۱۸۵۲۔ اس حدیث میں اس شخص سے قتال کرنے کا حکم ہے جو امام کے خلاف خروج کرے یا مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنا چاہتا ہو۔ یہ منع ہے۔ لہٰذا اگر ایسا آدمی باز نہ آئے تو اس سے قتال کیا جائے اور اگر اس کا شر اس کو قتل کیے بغیر ختم نہ ہوتا ہو تو اس کا خون ہدر (رائیگاں) ہے۔ لہٰذا اسے فتنہ کی سرکوبی کی خاطر قتل کر دیا جائے گا۔

❸ تاریخ الطبری: ۳/ ۳۱۲.

❹ صحیح البخاری: ٦٧٢٤.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''میں نے یہ حدیث چند لوگوں کو سنائی، جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ہم سرزمین روم میں اس غزوہ میں نکلے ہوئے تھے جس میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تھا اور اس وقت یزید بن معاویہ ہمارے امیر اور قائد تھے۔'' ❶

ایسے ابرار و اخیار صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ یزید کا ایک لشکر میں ہونا ان روایات کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے جو یہ بیان کرتی ہیں کہ یزید شراب خوری اور لہو و لعب کا عادی تھا لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے امیر ہونے پر راضی تھے۔ حاشا وکلا کہ اگر یزید ایسی باتوں کا مرتکب ہوتا جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اخلاق کے متناقض ہوتی ہیں تو سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جیسا متبع سنت شخص معاصی کے مرتکب ایک امیر کی قیادت میں کسی غزوہ میں کیونکر شریک ہو سکتا تھا؟

بلاشبہ ایسی روایات سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دیانت اور تقویٰ کو موردِ طعن بنایا جاتا ہے کہ یہ لوگ منکرات پر راضی تھے اور دراصل یزید کی کردارکشی کی آڑ میں زیادہ مقصود خود حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کردارکشی ہوتی ہے۔

دوسرے یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ ان روایات کی خود علمی دنیا میں کوئی قدر و قیمت نہیں، چاہے یہ روایات زبانِ زد خلائق ہی ہیں۔

اس طرح حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم جیسے اکابر صحابہ کا اس لشکر میں شریک ہونا جس کی قیادت یزید کر رہا ہو، ❷ اس بات کی بہتر دلیل ہے کہ یزید استقامت کی صفت سے متصف تھا، اس میں متعدد صفات حمیدہ جمع تھیں اور اس میں مہمات امور کو سرانجام دینے کی صلاحیتیں موجود تھیں، وگرنہ ایسے افاضل و اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم ایک فاسق و فاجر -- جیسا کہ زبان زد خلائق ہے -- کی زیر قیادت کبھی کسی غزوہ میں نہ نکلتے۔ دوسرے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک زندگیوں کا صرف ایک ہی مقصد تھا اور وہ تھا ''اعلائے کلمۃ اللہ۔''

پھر یزید کی بیعت کرنا جناب ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کوئی عارضی موقف نہ تھا۔ چنانچہ جب حرہ کا واقعہ پیش آیا اور لوگوں نے یزید کی بیعت ختم کر دی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بچوں کو جمع کیا، پھر کلمہ شہادت پڑھا، پھر فرمایا:

---

❶ فتح الباری لابن حجر رحمہ اللہ، فی شرح البخاری، شرح الحدیث رقم: ۱۱۳۰.

❷ یہ غزوۂ قسطنطنیہ کا ذکر ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اما بعد! ہم نے ان صاحب کی اللہ اور اس کے رسول کے نام پر بیعت کی ہے، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ''غدر کرنے والے کے لیے روزِ قیامت ایک پرچم نصب کیا جائے گا اور کہا جائے کہ یہ فلاں کی غداری (کا نشان) ہے اور سب سے بڑی غداری یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کی اللہ اور اس کے رسول کے نام پر بیعت کرے، پھر اس کی بیعت کو توڑ ڈالے۔ پس تم میں سے کوئی یزید کی بیعت نہ توڑے اور تم میں سے کوئی اس امر (خلافت) کی طرف نہ دیکھے وگرنہ اس کے اور میرے درمیان لاتعلقی ثابت ہو جائے گی۔'' ❶

محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کی شہادت بھی ہمارے سامنے ہے جو یزید پر لگائے جانے والے اتہامات کے ردّ کا شافی جواب ہیں۔ چنانچہ محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ نے یزید کے خلاف خروج کرنے والے ہر شخص سے علیحدگی اختیار کر لی تھی جن میں خود ان کے بھائی سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے، حالانکہ محمد رحمہ اللہ کبھی کسی میدان سے پیچھے رہنے والے نہ تھے۔ یہ وہی محمد رحمہ اللہ تو ہیں جو اپنے والد ماجد سیّدنا علی ابن ابی طالب امیر المومنین وخلیفہ راشد رضی اللہ عنہ کا پرچم تھامے جمل اور صفین کے میدانوں میں سب سے آگے آگے تھے۔ بہرحال محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کا موقف ان جھوٹی روایات کو جھٹلاتا ہے جو یزید کی طرف غیر اسلامی اخلاق کو منسوب کرتی ہیں، جیسے نماز پنجگانہ میں غفلت کرنا وغیرہ اور طعنہ پروروں کے اُڑائے شبہات کو پادرِ ہوا کر دیتا ہے مشہور مؤرخ بلاذری روایت کرتا ہے:

''حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ شام (دمشق) یزید بن معاویہ کے پاس تشریف لے گئے۔ چند دن بعد جب لوٹنے کا ارادہ کیا تو الوداع کہنے یزید بن معاویہ کے پاس تشریف لے گئے۔ یزید ان کی بے پناہ عزت کیا کرتا تھا۔ کہنے لگا: اے ابوالقاسم! اگر آپ نے مجھ میں کسی ناگوار بات کو دیکھا ہو تو میں اس سے دست کش ہوتا ہوں اور جو آپ کہیں گے وہ کرنے کو تیار ہوں۔ محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر میں تم میں کسی منکر کو دیکھتا تو میں تمہیں اس سے روکے بغیر نہ رہ سکتا تھا، اور اس بارے میں حق بات سے تم کو ضرور آگاہ کرتا کیونکہ رب تعالیٰ نے اہل علم سے اس بات کا عہد لیا ہے کہ وہ حق بات لوگوں کو ضرور بیان کریں گے اور اس کو چھپا کر نہ رکھیں گے۔ میں نے تم میں خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔'' ❷

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا مناد عبداللہ بن مطیع چند

---

❶ مسند احمد: ۵۰۸۸۔ شیخ ارناؤوط کہتے ہیں: اس کی اسناد صحیح ہیں اور شیخین کی شرط پر ہے۔

❷ انساب الاشراف: ۵/ ۱۷.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ساتھیوں کے ساتھ مل کر محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے ملنے مدینہ روانہ ہوا۔ ان لوگوں کا ارادہ انہیں یزید کی بیعت توڑنے پر راضی کرنے کا تھا۔ لیکن محمد رحمہ اللہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر ابن مطیع کہنے لگا: یزید مے خوار اور تارک صلوۃ ہے، وہ کتاب خدا کے حکم سے تجاوز کرتا ہے۔ محمد رحمہ اللہ نے یہ سن کر کہا:

''لیکن میں نے اس میں یہ باتیں نہیں دیکھیں، میں اس کے پاس جا کر چند دن قیام کر کے آیا ہوں میں نے اسے صوم وصلوٰۃ کا پابند، خیر کا متلاشی، علم دین کا سائل اور سنت کا پیرو دیکھا ہے۔''

ابن مطیع بولا: یہ اس نے آپ کو دکھلانے کے لیے کیا تھا (وہ بناوٹ کر رہا تھا)

محمد بولے: ''بھلا اس کو مجھ سے ڈرنے کی یا مجھ میں کسی بات کے طمع رکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ دوسرے مے خواری وغیرہ کی جو باتیں تم لوگ ذکر کر رہے ہو، کیا یہ باتیں اس نے تمہیں بتلائی ہیں؟ اگر تو اس نے یہ باتیں تمہیں بتلائی ہیں تو تم بھی ان باتوں میں شریک ہو (کہ کل تک اس کی بیعت پر تھے اور آج اس کی بیعت توڑتے ہو) اور اگر یہ باتیں اس نے تمہیں نہیں بتلائیں تو تمہارے لیے ایسی باتوں کی شہادت دینا جائز نہیں جن کو تم جانتے نہیں۔''

اس پر ان لوگوں نے کہا: ہم اس بارے میں حق پر ہیں اگرچہ ہم نے یہ باتیں نہیں بھی دیکھیں۔ محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ نے تب یہ بات کہی:

''رب تعالیٰ نے اہل شہادت کو ایسا کرنے سے روکا ہے اور میرا تمہارے اوپر کوئی اختیار نہیں۔'' [1]

محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ کا یہ موقف ان لوگوں کی تادیب وسرزنش اور تنبیہ وتاکید کے لیے کافی ہے جنھوں نے ایک ایسے شخص کے خلاف اتہام بازی اور تہمت طرازی کے میدان میں اپنی زبان اور قلم کو بگٹٹ گھوڑے کی طرح سرپٹ دوڑا رکھا ہے جس کی بیعت پر امت کی طرف سے ''شبہ اجماع'' ثابت ہے اور جب ہم محمد بن حنفیہ کے اس موقف کے ساتھ اپنے زمانہ کے ''شیخ الصحابہ'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر اور رفیع المرتبت صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موقف کو بھی ملا لیتے ہیں جو اس اجماع کے خلاف خروج کرنے والوں کو شدت کے ساتھ ڈراتے ہیں اور انہیں گناہ گار اور اوزار وآثام کا بوجھ اٹھانے والا قرار دیتے ہیں تو اس بہتان بازی کی قباحت میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

یہی موقف امام زین العابدین علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بھی تھا جنھوں نے اپنے کسی قول یا فعل کے ساتھ یزید کے خلاف خروج کرنے والوں کا ساتھ نہ دیا تھا اور نہ بنی عبدالمطلب میں سے ہی کسی نے ایسا کیا تھا۔ اگر مؤرخین کی بیان کردہ یہ باتیں درست ہوتی تو امام زین العابدین رحمہ اللہ سے بڑھ کر

[1] البدایة و النهایة: ۸/ ۲۳۳۔ تاریخ الاسلام، حوادث السنة: ۶۱-۸۰ھ۔ مختصر تاریخ دمشق: ۱/ ۳۷۵۶.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور کون ہوسکتا تھا جو ان باتوں پر خاموش رہتا اور یزید کے خلاف خروج نہ کرتا؟

مزید یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اس بات کو واجب کرتا ہے کہ اٹکل سے حکم بیان کرنے سے قبل خوب غور وخوض ضرور کرلیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''قیصر کے شہر سے میری امت کا جو پہلا لشکر جہاد کرے گا وہ مغفور (بخشش کیا ہوا) ہے۔'' [1]

یعنی اس کے لیے مغفرت اور بخشش کی بشارت ہے۔

قیصر کے شہر سے مراد قسطنطنیہ ہے۔ یزید بن معاویہ نے اپنے والد ماجد جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بلاد روم میں جہاد کیا اور قسطنطنیہ تک جا پہنچا۔ اس غزوہ میں اس کے ہمراہ کبار صحابہ اور اشراف و اکابر تھے جیسے حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہم وغیرہ جنھوں نے اسی غزوہ میں وفات پائی اور قسطنطنیہ کی فصیل کے قریب دفن کیے گئے۔ ان کی قبر آج بھی مشہور ومعروف اور مرجع خلائق ہے۔ یہ ۵۲ ہجری کے قریب قریب کا قصہ ہے جس کا انکار صرف ایک ہٹ دھرم، بے انصاف اور موضوعیت سے محروم انسان ہی کرسکتا ہے۔

اس حدیث میں اس لشکر کی منقبت بھی ہے اور ان کے لیے لسان نبوت سے مغفرت کی بشارت بھی ہے۔ جب نیکوں کا ہم مجلس بھی محروم نہیں رہتا تو یاد رکھیے کہ پھر اس لشکر میں شریک ہر انسان چاہے وہ امیر تھا یا مامور، رب تعالیٰ کے کرم کا طلب گار اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کا خواست گار تھا۔

اہل سنت والجماعت کے علماء جو یزید پر سب وشتم کے جواز کے قائل ہیں تو اس کی وجہ ان کے علم وفہم کا قصور اور کوتاہی ہے۔ جس کے اصولی طور پر تین ہی اسباب ہوسکتے ہیں:

۱۔ یا تو یہ نادان دوست بھی اعدائے صحابہ کے بچھائے مکر وفریب کے جالوں میں جا پھنسے ہیں۔

۲۔ یا پھر یہ اس شدید جذباتی اور حساس ماحول کا نتیجہ ہے جس میں یہ علماء رہ رہے ہوتے ہیں۔

۳۔ یا پھر تحقیق وتدقیق کا ذہول انہیں سب وشتم کے جواز کے دروازے پر لے جاتا ہے۔ حالانکہ اگر یہ لوگ تحقیق کرنا چاہیں تو کر بھی سکتے ہیں اور یہ امر انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و ولا رکھنے میں زیادہ پاکیزگی کا باعث بنے گا۔

لیکن جنھوں نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو لعن طعن کے تیروں کی آماج گاہ بنا لیا اور اس کی دلیل آل بیت رسول کی محبت بیان کی کہ ان کا کام ہی امت میں کتاب وسنت کی بابت تشکیک پھیلانا ہے۔ ان کے لیے ہلاکت و بربادی ہو، انہوں نے بے شمار حوادث و واقعات کو ایسے

[1] صحیح البخاری: ۲۷٦٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طلسماتی رنگ میں پیش کیا ہے اور ان کی ایسی فاسد توجیہات اور ان کی بابت ایسے باردا قوال پیش کیے ہیں جن کو روافض، مستشرقین اور لا مذہب ملحدین نے امت کی وحدت پر حملہ کرنے کا تباہ کن ہتھیار بنا لیا ہے اور آج اس ہتھیار کو لے کر یہ نامراد طبقے حق کی بیخ کنی میں لگے ہیں۔

اس طبقہ کی جانب داری، غفلت، سوء فہم، کج فکری اور حالات و واقعات کی خلاف واقعہ منظر کشی کی عادت کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ

جب بات سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی آتی ہے جو میدان کربلا میں شہید ہوئے نہ کہ کسی مسجد اور اس کے محراب میں، تو حسین رضی اللہ عنہما کے نام کی غیرت پر وہ شور مچایا جاتا ہے کہ آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن جب بات آتی ہے شہید منبر و محراب، جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر و نصیر، خلیفہ راشد، امیر المومنین عمر بن خطاب الفاروق رضی اللہ عنہ کے قاتل کی، جن کو بلا دلیل و تاویل غدر کرتے ہوئے ایک باقاعدہ منصوبہ کے تحت نماز کے دوران میں عین مسجد نبوی میں اور محراب رسول میں ظلماً شہید کر دیا گیا، جو ان کے زمانہ میں روئے زمین کے ہر فرد بشر سے افضل و بزرگ تھے، تو ان کی غیرت وحمیت پیوند خاک ہو جاتی ہے اور خلیفہ مسلمین پر ہونے والے اس ظلم و ستم کے بارے میں ایک حرف بھی ان کے لبوں پر نہیں آتا جنھوں نے امت مسلمہ کو رفعتوں اور عزتوں کی چوٹیوں پر جا بٹھایا تھا۔

قاتلان حسین پر بے محابا غل مچانے والوں کا مشیر رسول کے مجوسی قاتل ابولولو فیروز دیلمی پر لبوں کو سی لینا کسی اور امر کی غمازی کرتا ہے اور ان کے اس ''فکری سکوت'' کے تانے بانے کہیں اور جا ملتے ہیں!!

صورتِ حال یوں ہے کہ

اب نہ تو یہاں کوئی شور و غل ہے نہ ہنگامہ

نہ اظہار غم ہے اور نہ رونا دھونا

نہ جلوس ہیں اور نہ قاتل فاروق پر سب وشتم اور لعن طعن!!

تو کیا اس کی وجہ کہیں یہ تو نہیں کہ

''وہ قاتل ''مجوسی ایرانی اور فارسی'' تھا۔

کیا اب بھی تاریخ کا آئینہ صاف نہیں ہوتا اور اس کے سامنے سے تشکیک کی اڑائی گرد نہیں چھٹتی اور یہ بات الم نشرح ہو کر سامنے نہیں آتی کہ مذہبی رجحانات کے پیچھے اصل مقصد اسلام کی تاریخ میں علمی اور فکری تشکیک پیدا کرنا ہے۔

ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ ان کے کھیتوں سے ایک بکری بھی گزر جائے تو اسے مار بھگانے کو دوڑ پڑتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں لیکن امت مسلمہ پر قیامت بھی گزر جائے تو عقل کے پتلے بن کر دوسروں کو یہ فہمائش کرتے نظر آتے ہیں کہ جی! جابر و قاہر بادشاہوں پر لب کشائی موت کو دعوت دینا ہے، اس لیے جو ہو رہا ہے، ہونے دو، عافیت اسی میں ہے کہ چپ رہو۔

ان اعدائے صحابہ کا یہی موقف قرآن کے اوراق کے سامنے شہید کر دیئے جانے والے خلیفہ راشد امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور مسجد میں دھوکہ سے شہید کر دیئے جانے والے خلیفہ راشد امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ہے۔ انہی فتنہ پردازوں نے جناب حسین رضی اللہ عنہ کو جھوٹے خطوط بھیج بھیج کر اپنے مقتل کی طرف نکلنے پر مجبور کیا۔ پھر جو ہوا سو ہوا اور امت آج تک اس دل فگار وجگر پاش اور روح فرسا واقعہ کی پاداش میں بدترین تفرقہ اور اختلاف کا شکار چلی آ رہی ہے، اس کی وحدت کا شیرازہ بکھر گیا ہے، اس کے عقائد میں وہ دراڑیں ڈال دی گئی ہیں جو بھرنے میں نہیں آ رہی ہیں اور امت سنت والجماعت کا بے علم اور جاہل طبقہ ان کے خود ساختہ عقائد کی بلی چڑھتا جا رہا ہے۔ خونِ حسین رضی اللہ عنہ کی آڑ میں صدیوں سے امت مسلمہ کے صلحاء، اتقیاء، علماء اور قائدین کا بے محابا خون بہایا جا رہا ہے۔ ان جملہ تفصیلات کی روشنی میں ہم پورے وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ

❀ ...... قتل حسین رضی اللہ عنہ کی پہلی ذمہ داری کوفی سبائی رافضیوں کے سر ہے۔

❀ ...... پھر امیر کوفہ ابن مرجانہ فارسیہ عبیداللہ کے سر پر ہے جو انہی غوغائی رافضی سبائیوں کے عقائد و اخلاق کی فضاؤں میں پلا بڑھا اور جوان ہو کر انہی کے رنگ میں پوری طرح رنگا گیا۔ جس نے ان کوفیوں سے سب سے زیادہ جو بات سیکھی، وہ تھی حضرات صحابہ کرام اور آل بیت رسول سے بغض و عداوت اور اسی بغض و عداوت نے اس کے سامنے نواسہ رسول کے قتل کو مزین کر کے پیش کیا اور بالآخر وہ یہ کام کر گزرا۔

اس کے بعد یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ جو بھی ان دونوں طبقوں کو اس جرم سے بری قرار دینے کی کوشش کرتا ہے وہ دراصل باطل کے دفاع میں لگا ہے تاکہ امت فتنوں کی بھول بھلیوں میں بھٹکتی اور سر پٹکتی رہے اور کینوں کی دلدل میں دھنسی رہے جبکہ دوسری طرف حقیقی مجرم فتنوں کی آگ کو مزید بھڑکانے اور سازشوں کے جال بچھانے کے لیے آزاد دندناتا پھرے۔

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کی مصیبت عظمیٰ اور امت مسلمہ کی شرعی ذمہ داریاں اور غم حسین میں تخفیف کے لیے شرعی نصیحتیں

ہر مومن کا اس بات پر پورا یقین ہے کہ رب کی تقدیر نافذ ہو کر رہتی ہے، اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ ارشاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باری تعالیٰ ہے:

﴿لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ﴾ (الرعد: ۳۸) ''ہر وقت کے لیے ایک کتاب ہے۔''

اور فرمایا:

﴿وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ سَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ﴾

(آل عمران: ۱٤٥)

''اور کسی جان کے لیے کبھی ممکن نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر مر جائے، لکھے ہوئے کے مطابق جس کا وقت مقرر ہے، اور جو شخص دنیا کا بدلہ چاہے ہم اسے اس میں سے دیں گے اور جو آخرت کا بدلہ چاہے اسے اس میں سے دیں گے اور ہم شکر کرنے والوں کو جلد جزا دیں گے۔''

اور اس بات پر بھی ہر مومن کا ایمان ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرما دیا گیا تو اس کے بعد اس دنیا میں کسی کو بقا اور دوام نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ (الزمر: ۳۰)

''بے شک تو مرنے والا ہے اور بے شک وہ بھی مرنے والے ہیں۔''

اور اس بات پر بھی سب کا ایمان ہے کہ حیلہ و تدبیر تقدیر کے آگے کارگر نہیں۔

ہر مومن کا اس بات پر بھی پکا ایمان ہے کہ جناب سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو لسان نبوت سے جنت کی بشارت مل چکی ہے جو ایک اٹل حقیقت ہے اور جنت کے حصول کے لیے بے پناہ قربانیاں دینی پڑتی ہیں اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ جناب سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے اہل بیت کو جو بھی حوادث پیش آئے، وہ آپ کے رفع درجات اور تکفیر سیئات کے لیے تھے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت امت مسلمہ کو اس بات کا عظیم درس دیتی ہے کہ جنت کا راستہ، یہ وفا کا راستہ ہے۔ اس راستے میں جان دینا پڑتی ہے۔ یہاں ہر سو کانٹے بکھرے ہیں۔ یہاں راحت و آرام نام کی کوئی چیز نہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

راہ وفا میں ہر سو کانٹے
دھوپ بہت اور سائے کم

اگر کسی پیکر حسن و جمال کو نکاح کا پیغام بھیجنا ہے تو پھر خطیر مہر کے لیے تیار رہیے۔ جب ریحانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ حق میں یوں شہید کر دیا گیا تو کیا راہ حق پر چل کر سنت کی نصرت و حمایت کرنے والے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دوسرے مجاہدین اور جاں نثار شہادت کے اس رتبہ سے کنی کترا کر گزر سکتے ہیں؟ ہرگز بھی نہیں اور جن کو جاں عزیز ہو انہیں اس راستے پر قدم رکھنے کا سوچنا بھی نہیں چاہیے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حادثۂ فاجعہ امت مسلمہ کو یہ درس دیتا ہے کہ وہ قاتلان حسین کے عقیدہ و عمل اور دجل و تلبیس سے ہوشیار رہیں۔

کتاب وسنت سے سچی محبت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم اپنے اندر حسینی قربانی کی روح کو ہر وقت زندہ رکھیں، اس مصیبت عظمی پر صبر کریں اور اس پر رب تعالیٰ سے اجر کی امید رکھیں۔

یہ دنیا جائے فنا ہے، یہاں کسی کو بقا اور قرار نہیں جیسا کہ خود جناب حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''اگر یہ دنیا اس لائق ہوتی کہ اسے کسی کے لیے باقی رکھا جاتا یا کوئی اس کے لیے باقی رہتا تو وہ رب کے پیغمبر ہیں۔ مگر یہ کہ یہ دنیا گرتا گھر ہے اس کی ہر نعمت خراب ہونے والی اور ہر خوشی ختم ہونے والی ہے۔''

جب بادشاہ اشبیلیہ معتمد بن عباد اندلسی کی حکومت جاتی رہی اور وہ مغرب کے شہر ''اغمات'' میں پس دیوار زنداں کر دیا گیا تو بدلتے زمانہ اور دگرگوں ہوتے حالات میں گہری نگاہ ڈالنے کے بعد حسرت سے یہ شعر پڑھنے لگا:

سیسلی النفس عما فات
علمی بان الکل یدرکه الفناء

''میں اپنے ہاتھوں سے نکل جانے والی حکومت پر اپنے دل کو یہ جان کر تسلی دیتا ہوں کہ فنا تو ایک دن سب کو آ کر رہے گی۔''

پھر یہ شعر پڑھا:

نعیم و بؤس ذا لذلك ناسخ
و بعدهما نسخ المنایا الامانیا

''نعمتیں اور تنگیاں یہ آتی جاتی رہتی ہیں اور یہ ایک دوسرے کو مٹاتی رہتی ہیں پھر موت آ کر سب تمناؤں کا خاتمہ کر دیتی ہے۔'' [1]

بس یہی دنیا ہے، یہ چل چلاؤ کا میلہ ہے، یہاں خویش اور وطنوں کی جدائیوں کے صدمے سہنے پڑتے ہیں۔ خوش نصیب وہ ہے جسے حسن خاتمہ نصیب ہو گیا۔ رب کے حضور دست سوال دراز ہے کہ وہ ہمیں

[1] قلائد العقیان للفتح بن خاقان، ص: ۲۶-۲۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسن خاتمہ نصیب فرمائے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کئی لوگوں کے لیے عبرت بنی۔ چنانچہ عمیر بن عبدالملک بیان کرتے ہیں کہ میں عبیداللہ بن زیاد کے پاس گیا، وہاں اس کے سامنے ایک ڈھال پر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر رکھا تھا، اللہ کی قسم! اس واقعہ کو چند دن بھی نہ گزرے تھے کہ میں مختار بن ابی عبید کے پاس گیا تو وہاں ڈھال پر عبیداللہ بن زیاد کا سر ڈھال پر رکھا دیکھا، اللہ کی قسم! اس واقعہ کو بھی چند دن نہ گزرے تھے کہ میں مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو میں نے وہاں مختار کا سر ایک ڈھال پر رکھا دیکھا، اور اللہ کی قسم! اس واقعہ کو بھی چند دن نہ گزرے تھے کہ میں عبدالملک بن مروان کے پاس گیا تو میں نے وہاں مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کا سر ڈھال پر رکھا دیکھا۔ (1)

یہ ان لوگوں کے سر قلم کر کے ڈھالوں پر رکھے گئے تھے جو مقام و مرتبہ، قوت و طاقت، علم و فراست اور اعوان و انصار کی کثرت والے تھے، تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو ان سب باتوں سے محروم ہیں۔ بے شک یہ دنیا دار الفنا ہے، یہاں سب کو آ کر چلے جانا ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کی راہ میں اللہ اور اس کے رسول کے دین کی نصرت و حمایت کرتے ہوئے فنا ہو جانا یہ شہوتوں اور خواہشات کے پیچھے فنا ہو جانے سے بہتر ہے اور اللہ کی راہ کی موت بزدلوں اور بیٹھ رہنے والوں کی بستروں پر آنے والی موت سے بہتر ہے۔

اس مقام پر یہ نکتہ از حد ملحوظ رہے کہ جن حضرات نے قتل حسین رضی اللہ عنہ کو جن خود ساختہ اور طلسماتی کہانیوں کے پردوں میں لپیٹ کر امت کے سامنے پیش کیا ہے اور اس لا متناہی سلسلہ کو نسل در نسل نقل کرتے چلے آ رہے ہیں، وہ اس بات کو بھول گئے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان باتوں میں سے کسی ایک بات کو بھی پائے بغیر اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ پھر حضرات خلفائے ثلاثہ سیّدنا فاروق اعظم، سیّدنا عثمان غنی اور سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ان حضرات کی سازشوں کا شکار ہوئے اور ان بزرگوں نے مساجد میں اور قرآنی اوراق کے سامنے جام شہادت نوش کیے لیکن انہیں بھی وہ باتیں حاصل نہ ہوئیں جن کے تذکروں سے ان حضرات کی کتابیں بھری پڑی ہیں، ان لوگوں نے ان باتوں کے تذکروں سے دنیائے عالم کی فضا کو جھنجھنا کر رکھ دیا ہوا ہے۔ آخر یہ سب امور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے حصہ میں ہی کیوں آئے جبکہ ان کے والد ماجد بھی ان باتوں کے حصول سے محروم رہے؟ آخر یہ حالات، تغیرات اور واقعات سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما کے قتل سے قبل کیوں منصۂ شہود پر وقوع پذیر نہ ہوئے؟ کہیں اس کی وجہ صرف یہی تو نہیں کہ یہ جملہ ہوش ربا، طلسماتی اور ماورائے عقل وخرد واقعات وحوادث ان حضرات کے اپنے ساختہ پرداختہ ہیں اور یہ واقعات گھڑنا

(1) المعجم الاوسط: ۲۸۷۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور دنیائے تاریخ میں جعل سازی کے اس نئے باب کا آغاز کرنا ان کی سخت مجبوری تھی تاکہ آنے والی نسلوں کو قتل حسین کے قبیح ترین جرم کے اصلی مجرموں کے چہروں کی شناخت حاصل نہ ہو۔ اس لیے بے اصل و بے سند واقعات کا ایک طومار تیار کر کے کتب تاریخ کو ان سے بھر دیا گیا اور قتل حسین کے واقعہ پر شک و تلبیس اور دجل و تدلیس کی دبیز تہیں چڑھا دی گئیں۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ان لوگوں نے (یعنی روافض نے) ذکر کیا ہے کہ جس روز سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا گیا، اس روز جس کنکری، روڑے یا پتھر کو پلٹا جاتا تھا تو نیچے سے تازہ خون نکل آتا، اس دن سورج کو گرہن لگ گیا، آسمان کا کنارا سرخ ہو گیا اور آسمان سے پتھر برسنے لگے۔ یہ سب باتیں محل نظر ہیں اور بظاہر یہ روافض کی کذب بیانی کا شاخسانہ ہے تاکہ قتل حسین کے امر کو بے حد عظیم بنا کر پیش کیا جا سکے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ سبط رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل ایک عظیم واقعہ ہے لیکن جو باتیں اس قتل کی آڑ میں ان شیعہ حضرات نے جعل سازی سے گھڑ کر بیان کی ہیں وہ سراسر خلاف واقع ہے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے قبل خود ان کے والد ماجد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ قتل ہوئے جو بالاجماع ان سے افضل ہیں لیکن ان کی شہادت پر ایسا کوئی خلاف فطرت واقعہ پیش نہیں آیا۔ پھر ان سے پہلے امیر المومنین سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو محصور کر کے مظلومانہ قتل کر دیا گیا لیکن ایسے ماورائے عقل واقعات رونما نہ ہوئے اور ان سے بھی قبل سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسجد و محراب کے درمیان عین نماز فجر میں شہید کر دیے گئے، اور سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت واقعی مصیبت عظمیٰ تھی کہ اس سے قبل اہل اسلام کو ایسا واقعہ ہرگز بھی پیش نہ آیا تھا، لیکن اس طامۂ کبریٰ کے وقت بھی زمین و آسمان کے درمیان کوئی ایسا تغیر و انقلاب پیش نہ آیا تھا اور تو اور جناب محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ، جو سید البشر خاتم الانبیاء والمرسلین اور امام الانبیاء ہیں اور بالاجماع ذات باری تعالیٰ کے بعد جملہ مخلوقات میں سب سے افضل ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ فضیلت و بزرگی دنیا و آخرت دونوں جہانوں کے لیے ثابت ہے لیکن جس دن آپ نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی گردش لیل و نہار میں سرمو تغیر بھی پیش نہ آیا تھا اور جو باتیں یہ شیعہ شہادت حسین کے دن کے بارے میں بیان کرتے ہیں ایسی کوئی بات کسی کے دیکھنے سننے میں نہ آئی۔ یہی وجہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ارجمند سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور اس دن اتفاقاً سورج کو گرہن بھی لگ گیا اور لوگوں میں اس بات کا چرچا ہونے لگا کہ ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر سورج بھی گہنا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے نماز کسوف ادا فرمائی اور بعد میں لوگوں میں ایک نہایت بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اس بات کو واضح فرما دیا کہ آفتاب و ماہتاب کا گہنا جانا کسی کی موت وحیات پر موقوف نہیں۔'' ❶

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''بے شک سورج اور چاند رب تعالیٰ کی (آفاقی) نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یہ کسی کی موت یا حیات کی وجہ سے نہیں گہناتے۔ پس جب تم ان کو گہناتے دیکھو تو رب تعالیٰ سے دعا مانگو اور تکبیر پڑھو اور نماز پڑھو اور صدقہ دو، پھر ارشاد فرمایا: ''اے امت محمد! اللہ کی قسم! اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں تو (بہت) کم ہنسو اور (بہت) زیادہ روؤ۔'' ❷

❶ دیکھیں: البداية و النهاية: ٥/ ٣١١۔ صحيح مسلم: ٩٠١.

❷ صحيح البخاري: ٩٩٧.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل:

سرِ حسین رضی اللہ عنہ کا مدفن، یزید کی بیعت، قتل حسین رضی اللہ عنہما کی بابت یزید کا موقف، مظلومیت کا عقیدہ اور عاشوراء کا بیان

پہلی بحث

سرِ حسین رضی اللہ عنہ کا مدفن اور قتل حسین رضی اللہ عنہ کی بابت یزید کا موقف

اعدائے صحابہ نے جس قدر ناجائز فائدہ خود اس حادثہ فاجعہ سے اٹھایا ہے اسی قدر ناجائز فائدہ انہوں نے سرِ حسین رضی اللہ عنہ کے مدفن کی بابت موضوع سے اٹھایا ہے تاکہ مجوسی رسوم و عادات کی ترویج کے ضمن میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر امت مسلمہ میں فتنوں کو ہوا دینے کے اسباب کو دوام بخشا جا سکے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ان مجوسیانہ رسوم و افعال کا دین اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس موقعہ پر یہ سوال ضرور اٹھتا ہے کہ رسوم و عادات کا یہ نیا جہان آخر کیوں آباد کیا گیا جس سے اہل اسلام اس سے قبل ہرگز بھی آشنا نہ تھے؟ ذیل میں اس کے چند اہم اسباب کو ذکر کیا جاتا ہے:

- آل بیت رسول کے پاکیزہ خون سے ہاتھ رنگنے کے جرم سے خود کو بری قرار دینے کی یہ ایک بھونڈی کوشش تھی، تاکہ آنے والی نسلیں قتل حسین رضی اللہ عنہ اور قتل اہل بیت رضی اللہ عنہم کے اصلی مجرم تک رسائی نہ حاصل کر پائیں۔
- سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آل بیت رضی اللہ عنہم سے شد و مد کے ساتھ محبت کے اظہار کی آڑ میں حقائق کو مسخ اور سنت نبویہ کو بگاڑا جا سکے، جبکہ دوسری طرف امت مسلمہ کے بزرگ ترین اور پاکیزہ ترین طبقہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، امہات المومنین رضی اللہ عنہن، قائدین فاتحین اور اسلاف و اکابر پر لعن طعن اور سب وشتم کی راہ ہموار کی جا سکے، تاکہ آنے والی نسلوں کے دلوں میں ان مقدس بزرگوں کی بابت کینہ اور بغض و نفرت کے بیجوں کو بویا جائے، ان قدسی صفات ہستیوں کے خلاف نفرت کی فضا پیدا کی جائے اور نوجوانان ملت کے دلوں میں سے ان رشک ملائک وجودوں پر سے اعتماد کو کھرچ کر نکال دیا جائے۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد اب ہم اپنے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں، سرِ حسین رضی اللہ عنہ دراصل کہاں دفن ہے؟ جان لیجیے کہ اس بارے میں کوئی صریح اور ثابت روایت نہیں ملتی۔ اگرچہ اس باب میں مروی روایات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہت زیادہ ہیں۔ اس بارے میں دو رائے نہیں کہ یہ جملہ روایات خود تراشیدہ ہیں تاکہ جا بجا شرکیہ رسومات کے اڈے کھولے جا سکیں اور کھول دیئے گئے۔ ان مشاہد و مزارات کو اسی مقصد کے لیے قائم کیا گیا تاکہ امت مسلمہ میں شبہات کو ہوا دی جا سکے اور فتنہ، کینہ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفرت و کراہت کی ثقافت کو پالا پوسا جا سکے اور یہ سب کچھ اس زعم باطل کی آڑ میں کیا جائے کہ ہم تو آل بیت کے تقرب کے لیے ان مشاہد و مزارات کی زیارتوں کے لیے جا رہے ہیں۔

لیکن یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ان زیارتوں کا آل بیت رضی اللہ عنہم سے کوئی تعلق واسطہ نہیں۔ کیونکہ ان زیارتوں کے اکثر افعال و اعمال سنت نبویہ کے ان آداب سے خالی ہیں جن کو حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم نے تا دم واپسیں مضبوطی سے تھامے رکھا تھا۔

مدفن سر حسین رضی اللہ عنہ کی بابت اختلاف کا سبب:

سر حسین رضی اللہ عنہ کی جائے تدفین میں پیدا ہونے والے اختلاف کا سبب ان مشاہد و مزارات کی کثرت ہے جنہیں مسلمانوں کے بلاد و امصار میں جا بجا قائم کر دیا گیا ہے۔ افسوس کہ یہ جملہ مشاہد ان ادوار میں قائم کیے گئے جب اہل سنت نبویہ کمزور ہو چکے تھے اور ان میں صحیح عقیدہ کا اہتمام اور عقائد کے دشمنوں سے برسر پیکار ہونے کا جذبہ و ولولہ کمزور ہوتے ہوتے تقریباً ختم ہونے کو تھا۔ سر حسین رضی اللہ عنہ کے مدفن کی بابت چند روایات کو ذیل میں اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے:

ایک روایت یہ ہے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک کربلا میں دفن ہے۔ ❶ جبکہ ایک ثابت روایت میں مذکور ہے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد اہل کوفہ جناب حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو اپنے امیر ابن مرجانہ فارسیہ کے پاس لے گئے تھے۔ ابن مرجانہ سر مبارک کو ایک طشت میں رکھا اور ہاتھ میں پکڑی چھڑی کو اس کے منہ پر مارنے لگا، یہ بدتہذیبی دیکھ کر سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ رہ نہ سکے اور فرمانے لگے: ''یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔'' ❷

ابن زیاد کے بعد سر مبارک کہاں لے جایا گیا؟ اس میں زبردست اختلاف ہے۔ چنانچہ جن روایات میں یہ مذکور ہے کہ ابن زیاد نے سر مبارک یزید کے پاس شام بھیج دیا تھا اور یزید ہاتھ میں پکڑی چھڑی کو سر مبارک پر مارنے لگا جس پر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اٹھ کر یزید کے اس فعل پر نکیر کی، تو یہ جملہ روایات درجہ صحت کو نہیں پہنچتیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان روایات کے ضعیف ہونے پر اس بات سے استدلال کیا ہے کہ

❶ مواقف المعارضة للشيباني، ص: ٣٠٦.
❷ صحيح البخاري: ٣٥٣٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو صحابہ رضی اللہ عنہم اس الم ناک واقعہ کے وقت موجود تھے وہ تو سرے سے شام میں تھے ہی نہیں، وہ تو کوفہ میں تھے۔ ❶

پھر اس روایت کے متن کے فاسد ہونے پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ اس روایت کا متن روایات صحیحہ کے متن کے خلاف ہے جو اس بات کو بالتاکید ثابت کرتی ہیں کہ یزید نے آل حسین کے ساتھ ازحد حسن سلوک کیا تھا اور وہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی آل کے قتل پر بے حد افسردہ اور غم زدہ ہو گیا تھا۔ ❷ جبکہ صحیح روایت میں صرف اس قدر ثابت ہے کہ سر مبارک کو ابن مرجانہ فارسیہ کے پاس لے جایا گیا، یہ ابن مرجانہ تھا جس نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے چہرۂ مبارک پر کمال سنگ دلی کا مظاہر کرتے ہوئے ہاتھ میں پکڑی چھڑی ماری تھی، جس پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے برملا نکیر کی تھی ❸ اور یزید کی طرف سر مبارک کے لے جائے جانے کی روایت باطل ہے اس کی اسناد منقطع ہے ❹ اور یہ صحیح روایت کے مخالف بھی ہے۔

جن روایات میں سر مبارک کے شام لے جائے جانے کا ذکر ہے ان میں سے کوئی روایت بھی البدایہ و النہایہ میں مذکور ہونے کے باوجود درجہ صحت کو نہیں پہنچتی، ❺ جیسا کہ امام ذہبی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ❻

اب ذیل میں کسی قدر اختصار کے ساتھ ان شہروں کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں سر حسین رضی اللہ عنہ کے دفن ہونے کی بابت روایات منقول ہیں:

کربلا:

اگرچہ اس بارے میں ایک بھی معتبر روایت نہیں ملتی جس میں اس بات کا ذکر ہو کہ سر حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں دفن ہے۔ لیکن اس کے باوجود ایسی روایات کی کثرت ہے اور لطف یہ ہے کہ یہ جملہ روایات انہی شیعوں سے مروی ہیں۔ کچھ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس دن بعد ان کے سر مبارک کو دوبارہ کربلا لایا گیا اور اسے جسد حسین رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔ ❼

اس روایت کے اختراع کا مقصد صرف یہی تھا کہ ایک مشہد قائم کر کے اسے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بغض و نفرت کے اظہار کا مرکز بنا لیا جائے۔

---

❶ منهاج السنة: ٤/ ٥٥٧ .

❷ مواقف المعارضة فی خلافة یزید للشیبانی، ص: ٣٠٨ .

❸ صحیح البخاری: ٣٥٣٨۔ منهاج السنة: ٨/ ١٤١ .

❹ منهاج السنة: ٨/ ١٤٢ . ❺ البداية و النهاية: ١١/ ٥٨٠ .

❻ تاریخ الاسلام، ص: ١٠٦ .

❼ مواقف المعارضة للشیبانی، ص: ٢١٣ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس روایت کے باطل ہونے کی یہی دلیل کافی ہے کہ اس روایت کو بیان کرنے والے اس روایت میں متفرد اور یہ روایت دلیل سے تہی دست و دامن ہے اور اس کے راوی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے غداری کرنے والے ہیں۔ جبکہ صحیح روایت تاکید کے ساتھ یہ بیان کرتی ہیں کہ جسد حسین رضی اللہ عنہ کا مدفن غیر معروف ہے اور جو لوگ اس کی معرفت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ ایک مسلمہ تاریخی حقیقت پر افترا پردازی کرتے ہیں۔ ❶

ابن جریر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ کی جگہ کے آثار مٹ چکے ہیں حتیٰ کہ اب کوئی اس جگہ کی تعیین سے آگاہ نہیں رہ گیا۔ ❷

بے پناہ قیل وقال کے باوجود حقیقت یہی ہے جس کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنی شہادت کے بعد ایک مجسم قبر کا نام اور مقام نہیں بلکہ وہ تو ایک روحانی قدر اور معنوی پیغام ہیں جو اپنے مدعیان محبت کو اس بات کا درس دے رہے ہیں کہ اصل عزت وشرافت کتاب وسنت سے تمسک میں ہے اور مومن وہ ہے جو کتاب وسنت کے دشمنوں سے ہوشیار اور خبردار رہے۔

دمشق:

اسے بیہقی نے ایک بلا اسناد روایت میں ذکر کیا ہے کہ سر حسین رضی اللہ عنہ دمشق میں دفن ہے بے شک یہ ایک سرگشتہ قول ہے جس کی کوئی قیمت نہیں۔ ❸

ایک روایت اس بارے میں ابن عساکر نے بھی نقل کی ہے لیکن وہ روایت مجہول ہے۔ ❹ لہٰذا یہ روایت ساقط الاعتبار ہوگی جو کسی بھی حال میں معتمد ومعتبر نہ ہوگی۔ ❺

ذہبی نے بھی ایک روایت میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ سر حسین رضی اللہ عنہ دمشق میں دفن ہے لیکن یہ روایت بے حد ضعیف ہے ❻ جس کا سیاق صحت ومصلحت دونوں کے منافی ہے۔

رقہ ❼:

دور حاضر میں روافض اس بات پر بے پناہ پیسہ اور قوت خرچ کر رہے ہیں کہ عامۃ الناس کا رخ کسی نہ

---

❶ تاریخ بغداد: ۱/ ۱۴۳-۱۴۴۔ ترجمة حسین، رقم الترجمة: ۲۷۶.

❷ البداية و النهاية: ۱۱/ ۵۸۰.

❸ المحاسن و المساوی للبیهقی، ص: ۸۴۔ لیکن یہ روایت بلا اسناد ہے جس کی کوئی قیمت نہیں۔ دیکھیں: مواقف المعارضة للشیبانی، ص: ۳۱۳.

❹ دیکھیں: مواقف المعارضة، ص: ۳۱۳. علمی دنیا میں مجہول روایت کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔

❺ مواقف المعارضة، ص: ۳۱۳.

❻ سیر اعلام النبلاء: ۳/ ۳۱۶۔ سمط النجوم العوالی: ۳/ ۸۲.

❼ سوریہ عربیہ کے مشرق میں فرات کے کنارے آباد ایک شہر۔ ہارون الرشید گاہے گاہے یہاں صرف آرام کرنے کے لیے آیا کرتا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی طرح اس شہر کی طرف موڑ دیا جائے۔ اس روایت میں سبط ابن جوزی منفرد ہیں جن پر رافضی ہونے کی تہمت ہے۔ سبطِ ابن جوزی نے یہ روایت کسی سند و حجت کے بغیر ذکر کی ہے جو اس بات کو واضح کرتی ہے کہ سر حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر بنایا جانے والا یہ مقبرہ جعلی ہے جس کا مقصد امت مسلمہ کے ساتھ عداوت کا اظہار، اسے عداوت صحابہ کی دلدل میں دھکیلنا اور کینہ و فتنہ کی تہذیب کی ترویج کے ذریعے سے اس پر کتاب و سنت کو ملتبس کرنا ہے۔ ❶ ان روافض کا وتیرہ خلاف واقعہ روایات و اخبار کی ترویج ہے۔ ❷ اسی لیے یہ سبط ابن جوزی جیسے حضرات کے گرویدہ اور اس کی روایات پر فریفتہ ہیں۔ چنانچہ ذہبی سبط ابن جوزی کے بارے میں کہتے ہیں: ''میں نے اس کی ایک کتاب دیکھی ہے جو اس کے رافضی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔'' ❸

عسقلان:

ان روایاتِ مکذوبہ میں ایک نام عسقلان کا بھی ملتا ہے، محققین کی ایک جماعت نے اس خبر کا انکار کیا ہے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک فلسطین کے شہر عسقلان میں دفن ہے۔ ان محقق علماء میں ایک نام علامہ قرطبی کا بھی ہے جنھوں نے سر حسین رضی اللہ عنہ کی بابت جملہ افسانوں کا قرار واقعی تعاقب کر کے ان کی جعل سازی کی قلعی کھولی ہے۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں:

''سر حسین رضی اللہ عنہ کے عسقلان میں مدفون ہونے کی بابت منقول روایت سراسر باطل ہے۔'' ❹

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اس روایت پر انکار کیا ہے۔ ❺

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی متابعت میں ''البداية و النهاية'' میں سر حسین رضی اللہ عنہ کے عسقلان میں مدفون ہونے کی روایت کو رد کر دیا ہے۔ ❻

قاہرہ:

حاقدین اسلام نے اس بات کو بھی خوب تشہیر دی ہے کہ قاہرہ سر حسین رضی اللہ عنہ کا مدفن ہے۔ چنانچہ عبیدیوں نے مصر پر اپنے ایام حکومت کے دوران میں لوگوں کی عقلوں سے خوب کھلواڑ کیا اور کسی شعبدہ باز اور مداری کی طرح لوگوں کو بے وقوف بنایا اور انہیں یہ باور کروایا کہ سر حسین رضی اللہ عنہ قاہرہ میں مدفون ہے۔ اس سے ان کی

❶ مواقف المعارضة للشيباني، ص: ٣١٤. شخصيات اسلامية للعقاد: ٣/ ٢٩٨.
❷ مواقف المعارضة، ص: ٣١٤.
❸ سير أعلام النبلاء للذهبي: ٢٣/ ٢٦٤.
❹ التذكرة للقرطبي: ٢/ ٢٩٥.
❺ تفسير سورة الاخلاص لابن تيمية، ص: ٢٦٤.
❻ البداية و النهاية: ١١/ ٥٨٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک غرض تو خود سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی حرمت کو پامال کرنا تھا، دوسرے صلیبیوں کے ساتھ اپنے خفیہ مراسم کی پردہ پوشی کرنا بھی مقصود تھا تاکہ کسی کا اس طرف خیال بھی نہ جائے کہ بالآخر ان عبیدیوں نے صلیبیوں کے سامنے انتہائی قابل مذمت پسپائی کیوں اختیار کی۔

چنانچہ جب ۵۴۹ ہجری میں صلیبیوں نے عسقلان پر قبضہ کرلیا تو عبیدی وہاں سے ایک موہوم سر لے کر آئے اور اسے خلیفہ اور ارکان دولت کی موجودگی میں مشہد حسین کے قریب خان خلیل میں ایک معروف قبر میں بڑی دھوم دھام سے دفن کیا گیا ❶ اور عوام کو یہ باور کروایا کہ وہ اس سر کو عسقلان جا کر اپنے صلیبی بھائیوں سے فدیہ کی بھاری رقم دے کر چھڑا کر لائے ہیں۔ ❷

اس سراسر خود تراشیدہ افسانے کی اصل غرض و غایت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے بناوٹی محبت کے اظہار کی آڑ میں ان سے غداری کرنے والے اصل مجرموں کی پردہ پوشی اور امت مسلمہ پر از حد تنگی کرنا تھی، جو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آل بیت رسول سے سچی محبت کرنے والے ہیں۔

کتاب و سنت سے عداوت اور فتنوں کی نشر و اشاعت سے والہانہ محبت رکھنے والے متاخرین میں سے ایک صاحب قلم و قرطاس اور محقق فاضل جناب حسین محمد یوسف بھی ہے جس نے اس بات کے اثبات میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے کہ سر حسین واقعی مشہد حسینی میں مدفون ہے، یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے نہ کہ وہم اور باطل خیال۔ اپنے اس مبنی بر جزم دعویٰ کی دلیل میں موصوف لوگوں کے بیان کردہ چند منامات اور رؤیا (خوابوں) کو پیش کرتے ہیں۔ ❸

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جن روایات کی بنیاد پر عسقلان میں سر حسین کا جو عظیم الشان مقبرہ بنایا گیا ہے، وہ روایات موضوع اور جھوٹے اور وہمی خوابوں پر مبنی ہیں۔ جن کو حاکم مصر مستنصر باللہ عبیدی اور وزیر مملکت بدر الجمالی کے دورِ حکومت میں گھڑا گیا تھا۔ چنانچہ بدر الجمالی نے چند خوابوں کو سن کر ان کی بنیاد پر عسقلان میں ایک عظیم الشان مشہد تعمیر کروا دیا۔ ❹ بدر الجمالی کے بعد افضل عبیدی نے اس جگہ سے وہ سر نکلوا کر عسقلان ہی میں ایک اور جگہ دفن کروا دیا اور اس پر پہلے سے بھی بڑا مشہد تعمیر کروایا۔ ❺

---

❶ مواقف المعارضة، ص: ٣١٦.

❷ مواقف المعارضة، ص: ٣١٦.

❸ مواقف المعارضة، ص: ٢١٧۔ الحسين سيد شباب اهل الجنة لحسين محمد يوسف، ص: ١٤٩.

❹ مواقف المعارضة، ص: ٣١٦۔ نور البصائر، ص: ١٢١۔ الشبلنجي۔

❺ المقريزي اِتّعَاظ الحنفاء: ٣/ ٢٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبیدیوں کی یہ حرکات اس امر کی غمازی کرتی ہیں کہ انہیں اپنے اس جرم کا پورا پورا شعور و ادراک تھا کہ وہ اپنے آپ کو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کر کے امت مسلمہ کے ساتھ خیانت اور مکر و فریب کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ وگرنہ دراصل یہ تنکے کی آڑ لے کر خود کو چھپانے کی ایک نامعقول اور نالائق کوشش تھی۔ ان حرکات سے عبیدیوں کا پہلا بنیادی مقصد اپنے نسب، اپنے عقائد کے مآخذ اور فلسطین پر صلیبیوں کے قبضہ کی بابت ان کے ساتھ اپنے خفیہ تعلقات سے لوگوں کی توجہ ہٹانا تھا۔ جبکہ دوسرا بنیادی مقصد کتاب و سنت پر قائم بلاد شام کی سکونتی ترکیب میں زبردست تغیر پیدا کر کے وہاں کتاب و سنت سے انحراف و اعراض اور بدعات میں اشتغال کی فضا کو پیدا کرنا تھا۔

ان باطل و فاسد اغراض کے لیے ان عبیدیوں نے پرلے درجے کے بے ضمیر، ایمان فروش اور بے اوقات لوگ منہ مانگے داموں خریدے جنہوں نے اعدائے صحابہ کو لبھا لبھا کر ان علاقوں میں لا بسایا، شبانہ روز کاوشوں سے لوگوں کی زبردست ذہن سازی کر کے ان جعلی مشاہد کی بابت عبیدیوں پر سے افترا کے شبہات کو مٹایا اور عامۃ الناس کے سامنے ان جعلی مشاہد کو خوب مزین و آراستہ کر کے پیش کیا۔

آج بھی ان مذموم مقاصد کے حصول کے لیے بے پناہ دولت خرچ کی جا رہی ہے تاکہ لوگوں کو کتاب و سنت کے منہج سے ہٹایا جا سکے۔ ❶

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ

''یہ مزعومہ سر جو عسقلان میں مدفون ہے اور اسے سر حسین رضی اللہ عنہ باور کیا جاتا ہے یہ تو ایک عیسائی راہب کا سر ہے۔'' ❷

امت مسلمہ کے سربرآوردہ علماء نے مصر میں سر حسین کے دفن ہونے کی روایت کا انکار کیا ہے۔ ❸

باوجود اس کے کہ قاتلان حسین کا دامن اس کھلی بدنامی کے داغ سے آلودہ ہے لیکن پھر بھی اپنے اسی جرم کو ہتھیار بنا کر امت مسلمہ کے سامنے حقائق کو مسخ کرنے کی ان کی خو آج تک قائم ہے۔ چنانچہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ایک جماعت جو خود کو فاطمی (عبیدی) کہلواتی ہے جس کی ۴۰۰ ہجری سے قبل سے لے کر ۵۶۰ ہجری تک مصر پر حکومت رہی، اس بات کی مدعی ہے کہ سر حسین دیار مصر میں پہنچا تھا جس کو انہوں

❶ مواقف المعارضة، ص: ۳۱۹۔ النجوم الزاهرة للاتابكي: ۵/ ۵۷.

❷ مواقف المعارضة، ص: ۳۲۰۔ رأس الحسين لابن تيمية، ص: ۱۸۷.

❸ مواقف المعارضة، ص: ۳۲۰۔ رأس الحسين لابن تيمية، ص: ۱۸۶.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے دفن کر کے اس پر ایک عظیم مشہد تعمیر کیا یہ لوگ مصر کے اس مشہور مشہد کو "تاج الحسین" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ مشہد ۵۰۰ ہجری کے بعد تعمیر کیا گیا تھا۔ متعدد اہل علم اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ بالکل بے اصل بات ہے۔ ان لوگوں نے یہ بات صرف اس باطل دعویٰ کو عام کرنے کے لیے پھیلائی ہے کہ یہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد ہیں۔ بلاشبہ اپنے اس دعویٰ میں یہ عبیدی دروغ گو اور خائن ہیں۔ قاضی باقلانی اور دیارِ مصر کے دوسرے متعدد علماء نے صراحتہً بیان کیا ہے کہ عبیدیوں کا "فاطمی" ہونے کا دعویٰ باطل ہے۔ میں کہتا ہوں کہ خود عوام نے بھی اس باطل دعویٰ کو عام کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ چنانچہ یہ لوگ ایک فرضی سر لے کر آئے اور اسے اس مذکورہ مسجد میں دفن کر کے مشہور کر دیا کہ یہاں سر حسین دفن ہے اور آج یہ بات زبانِ زد خلائق اور ان کے اعتقاد کا جزو لا ینفک بن چکی ہے۔ ❶ اس کی وجہ اس کے سوا اور کچھ نہ تھی کہ جناب حسین رضی اللہ عنہ پر غیرت کھانے والے لوگ انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اکثر دیار و امصار میں آل بیت رسول کے ساتھ کیے جانے والے اس سانحہ پر کسی ولولہ و انگیخت کا مظاہرہ نہ کیا اور روافض کو دن رات کے اس تماشے سے روکنے کے لیے تنکا بھی نہ توڑا۔"

جبکہ دوسری طرف روافض نے ان مشاہد کی آڑ میں حرمت حسین رضی اللہ عنہ کو پامال کرنے کے ساتھ ساتھ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بے دریغ سب و شتم کی راہ بھی ہموار کی۔ افسوس کہ امت مسلمہ کے عوام و خواص اب تک غفلت کی نیند سوئے ہیں اور استراحت کی اس چادر کو اپنے پر سے نہ جانے کب اتاریں گے؟!!

مدینہ منورہ:

مذکورہ بالا تفصیل سے عیاں ہے کہ سر حسین رضی اللہ عنہ کی جائے تدفین کی تعیین کی بابت کوئی صحیح اور ثابت روایت نہیں ملتی اور جو روایات ملتی ہیں ان کی حیثیت اوہام، خیالات، اندازوں اور تخمینوں سے زیادہ کی نہیں، جو دراصل حضرات کی ان جھوٹی تمناؤں کی غماز ہیں جن کی بنا پر ان خدا ناترسوں نے کتاب و سنت کے صحیح عقیدہ کے خلاف صدیوں سے جنگ برپا کر رکھی ہے۔

ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک قبرستان بقیع (مدینہ منورہ) میں سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کے پاس دفن ہے۔ ❷

یہی قول امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا بھی ہے۔ ❸ حافظ ابو یعلی ہمدانی کہتے ہیں کہ اس باب میں اصح ترین

---

❶ البداية و النهاية: ١١/ ٥٨٢ . ❷ طبقات ابن سعد: ٥/ ٢٣٨ - تاريخ الاسلام، حوادث سنه (٦٠-٨١هـ) .

❸ راس الحسين لابن تيمية: ١٨٣ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قول یہی ہے کہ سر مبارک قبرستان بقیع میں سیّدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کے پاس مدفون ہے۔ ❶ زبیر بن بکار اور محمد بن حسن مخزومی کا بھی یہی قول ہے۔ ❷

ابن ابو المعالی اسعد بن عمار نے اپنی کتاب "الفاصل بین الصدق و المین فی مقر رأس الحسین" میں ذکر کیا ہے کہ علماء کی ایک جماعت نے، جن میں ابن ابی الدنیا، ابو المؤید الخوارزمی اور ابو الفرج بن الجوزی جیسے بڑے بڑے علماء کے نام آتے ہیں، اس بات کو تاکید کے ساتھ کہا ہے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک قبرستان بقیع میں مدفون ہے۔ ❸ اسی قول کو علامہ قرطبی نے بھی لیا ہے۔ ❹

زرقانی کہتے ہیں: ابن دحیہ کا قول ہے کہ اس قول کے سوا دوسرا کوئی قول صحیح نہیں۔ ❺

ان اقوال کی روشنی میں یہ بات مؤکد ہو جاتی ہے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں شہید کیا گیا اور بعد میں امت کو اعتقادی تشتت و انتشار کا شکار کرنے کے لیے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت سر حسین رضی اللہ عنہ کے مدفن کے نام پر جا بجا مشاہد و مزارات تعمیر کر دیے گئے۔

بہر حال ان تفصیلات کی روشنی میں خلاصہ یہ سامنے آتا ہے کہ سر حسین رضی اللہ عنہ اور خود جسد حسین رضی اللہ عنہ کی تدفین کی بابت میسر اور منقول روایات کا زیادہ تر حصہ جعلی ہے اور ان روایات کے پیچھے لگنا سراب کے پیچھے دوڑنے کے مترادف ہے۔ ان روایات کو تراشنے کا مقصد جہاں امت مسلمہ میں فکری و اعتقادی فتنہ انگیزی پیدا کرنا ہے، وہیں آل بیت رسول سے جھوٹی محبت و عقیدت کے اظہار کی آڑ میں لوگوں کے احساسات و جذبات کو مہمیز کر کے دنیا بھر سے حرام کا مال بٹورنا اور حسین مظلوم رضی اللہ عنہما کی مدد کے نام پر امت مسلمہ کی آبرو سے کھیلنا ہے۔ چنانچہ یہ لوگ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کا ذرا پاس و لحاظ نہیں کرتے بالخصوص آل بیت رسول کی مقدس و مطہر خواتین کے بارے میں ایسی ایسی رسوائے زمانہ باتوں کی تشہیر کرتے ہیں جن کو سن کر ایک غیرت مند مسلمان کا سر مارے شرم کے جھک جاتا ہے۔ یہ لوگ صرف عامۃ الناس کے جذبات کو ہوا دیتے ہیں جن میں سرے سے کوئی فکری و عملی استعداد ہی نہیں ہوتی۔

ان لوگوں نے شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے الم ناک واقعہ کو اپنے مقاصد کے حصول کا قوی ذریعہ بنا رکھا ہے۔ چنانچہ لوگ ان کی زبانوں سے اس المیہ کی حزن و الم پر مبنی فرضی تفصیلات سن کر بے خود ہو جاتے ہیں اور نصرتِ حسین کے نام پر اپنی تجوریوں کے منہ کھول دیتے ہیں جو صرف اور صرف جد حسین رضی اللہ عنہ حضرت

❶ التذکرۃ للقرطبی: ۲/ ۲۹۵۔
❷ التذکرۃ للقرطبی: ۲/ ۲۹۵۔
❸ مواقف المعارضۃ، ص: ۳۲۳۔
❹ التذکرۃ للقرطبی: ۲/ ۲۹۵۔
❺ مواقف المعارضۃ، ص: ۳۲٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسالت مآب ﷺ کی سنت پر لعنت کرنے اور اس سنت سے محبت رکھ کر اس پر سچائی کے ساتھ عمل کرنے والوں پر لعنت کرنے سے تعبیر ہے۔ ان کوفیوں نے میدانِ کربلا میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی لاش پر رقص کیا اور اسی نہج پر چلتے ہوئے ان کے جد اعلیٰ حضرت رسالت مآب ﷺ کے دین کو بدلا اور یہی ان رافضیوں کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ امت کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر مال بٹورنے کے لیے یہ کسی شروع واخلاق کی پابندی نہیں کرتے۔

غرض سر حسین رضی اللہ عنہ کی جائے تدفین کی تعیین کی بابت اقرب ترین روایت قبرستان بقیع کی ہے اکثر ثقہ علماء نے اسی قول کو لیا ہے لیکن اس کے باوجود یہ روایت جزم و وثوق اور یقین وقطعیت کا فائدہ نہیں دیتی اور شاید اسی میں رب تعالیٰ کی حکمت اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی تکریم تھی کہ جناب حسین رضی اللہ عنہ کی لاش اور سر مبارک کا مدفن غیر متعین، غیر قطعی اور مجہول ہی رہے تا کہ لوگ ان مقامات کو رب کے سوا عبادت کا مرکز نہ بنا لیں اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر تسویلات اور محرمات و اعراض کے ساتھ نہ جڑا رہے۔ چنانچہ کربلا کے میدان میں روافض کے مزعومہ مشاہد پر مردوں عورتوں کے بے محابا اختلاط، زینت کے اظہار اور تبرج کے ارتکاب کے جو مظاہر دیکھنے کو ملتے ہیں کہ الامان و الحفیظ۔ ان قبروں پر اباحیت، معاصی کے ارتکاب اور سنت کے اِمحاء کے پورے پورے اسباب و وسائل باضابطہ طور پر میسر کیے جاتے ہیں اور یہ سارا کھیل حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر کھیلا جاتا ہے اور یہ کہنا بالکل بے جا نہ ہوگا کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر بنائے گئے مشاہد و مزارات پر جن گناہوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے اس کی مثال کہیں اور دیکھنے کو نہیں ملتی۔ کیا محبان حسین رضی اللہ عنہ کے یہی اخلاق ہوتے ہیں؟

ان مشاہد و مزارات کو جابجا بنانے والے جانتے ہیں کہ وہ صرف اٹکل کے تیر چلا رہے ہیں اور یہ ان کی سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے شہادت پا جانے کے بعد ان پر اسی طرح جرأت و جسارت ہے جس طرح انہوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے خون سے ہاتھ رنگ کر ان پر جرأت و جسارت کی تھی۔ اس سے زیادہ حیرت کی بات اور کیا ہوگی کہ انہوں نے ایسی ایسی جگہوں پر مشاہد و مزارات بنا ڈالے ہیں جہاں جناب حسین رضی اللہ عنہ نے کبھی قدم بھی نہ رکھا تھا۔

قتل حسین رضی اللہ عنہ کی بابت یزید کا موقف:

ایسی کوئی صحیح روایت نہیں ملتی جو یہ بتلائے کہ قتل حسین رضی اللہ عنہما میں یزید کا حکم یا مرضی شامل تھی۔ بلکہ یزید نے جناب امام زین العابدین علی بن حسین رحمہ اللہ سے جو کہا وہ اس کے موقف کو واضح کرتا ہے۔ چنانچہ یزید نے علی بن حسین رحمہ اللہ اور آل حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ بے پناہ حسن سلوک کیا اور یہ کہا:

''اللہ کی قسم! اگر میں حسین کا ساتھی ہوتا اور زندگی کا ایک حصہ خرچ کر کے بھی ان کا دفاع کر پاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو میں ایسا ضرور کرتا۔'' ❶

پھر یزید نے ابن مرجانہ فارسیہ پر رد بھی کیا اور اسے قیدیوں کو شام بھیج دینے کا حکم دے بھیجا۔ جبکہ ابو خالد ذکوان کو پہلے بھیج دیا اور حکم دیا کہ انہیں سفر کی تیاری کے لیے دس ہزار درہم دیئے جائیں۔ ❷

گزشتہ میں یہ بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ امیر کوفہ نے آل بیت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے ایک الگ جگہ کا حکم دیا اور انہیں نفقہ اور خلعتوں سے نوازا۔

اس باب میں مروی اصح روایات یہ امر واضح طور پر بیان کرتی ہیں کہ یزید کو قتل حسین رضی اللہ عنہ پر ذرا بھی خوشی نہ ہوئی تھی بلکہ یزید بے حد غم زدہ اور غمگین ہو گیا تھا کیونکہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قتل یزید کے والد ماجد سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی وصیت کے خلاف تھا جنہوں نے خاص طور پر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں وصیت اور ان کے حق کے اکرام کی بے حد تاکید کی تھی۔ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کے سامنے جناب حسین رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کو خوب واضح فرمایا تھا اور بتلایا تھا کہ مسلمانوں کے دلوں میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بے پناہ محبت و تعظیم ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں حکومت کا منہج جناب حسین رضی اللہ عنہ جیسے موقف رکھنے والے شخص کے ساتھ ویسا معاملہ کرنا نہ تھا جو شیعان کوفہ نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ روا رکھا تھا جس کا نمایاں عنصر غدر و خیانت تھا۔ بلکہ اس دور میں سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی سیاست، جس کو ان سے ان کے بیٹے یزید نے سیکھا، یہ تھی کہ کریمانہ اخلاق کے ساتھ امت مسلمہ کے زعماء اور سربرآوردہ افراد کو اپنی طرف مائل کیا جائے اور ان کا بے پناہ اکرام کر کے ان کی رضا اور اخلاص کو حاصل کیا جائے۔

چنانچہ یزید کو اس بات کا بخوبی ادراک تھا کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر، عظیم المرتبت اور رفیع الشان صحابی رسول اور سبط رسول کو قتل کر کے اسے کن بدنامیوں اور رسوائیوں کا طوق اپنے گلے میں ڈالنا پڑے گا، جبکہ آخرت کی ذلتیں اور رسوائیاں اس کے علاوہ ہیں اور اس سب پہ مستزاد یہ کہ خود یزید کی صفوں میں وہ انتشار اور خلفشار پیدا ہو جائے گا جس کا تدارک اس کے لیے از حد کٹھن ثابت ہوگا۔ اس لیے ہم جزم کے ساتھ یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ یزید کو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے المیہ پر بے حد حزن و ملال ہوا، گو دونوں میں قرابت و رحم کا رشتہ نہ تھا۔ کیونکہ یہ امر خود اس کے والد ماجد سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی جناب حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے بارے میں وصیت کے خلاف تھا اور یہی بات زیادہ صحیح اور واقعہ کے زیادہ قریب ہے۔

---

❶ مواقف المعارضۃ، ص: ۲۸۲۔ شیبانی کہتے ہیں: اس روایت کی اسناد کے رجال ثقہ ہیں البتہ شعبی اور مدائنی سے انقطاع ہے۔

❷ طبقات ابن سعد: ۵/ ۳۹۳۔ مواقف المعارضۃ، ص: ۲۸۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یزید کے حزن و ملال کا سبب یہ تھا کہ وہ جانتا تھا کہ خون حسین امت کے کسی بھی دوسرے شخص کے خون کی طرح نہیں خواہ اس کا مرتبہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو اور یزید اس بات کو بھی بخوبی جانتا تھا کہ جن لوگوں نے غداری کا مرتکب ہو کر خون حسین رضی اللہ عنہ سے اپنے ہاتھ رنگے تھے ان کا مقصد امت مسلمہ میں ایک دائمی فتنہ کی آگ بھڑکانا تھا تاکہ روئے زمین پر دوبارہ اسی جاہلیت کو دندنانے کا موقعہ فراہم کریں جس سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ نے زمین کو پاک کر دیا تھا۔

ان کوفیوں نے مسلمانوں کے درمیان نفرت اور فتنوں کو ہوا دینے اور جد حسین کے لائے ہوئے دین و عقیدہ سے جنگ کرنے کے لیے دم حسین کو استعمال کیا، جس سے امت سنت والجماعت میں شک و ارتیاب، بے یقینی اور صحیح عقیدہ سے دُوری پیدا ہو گئی، جب کہ دوسری طرف ان حضرات نے امت سنت والجماعت کے بیشتر بلاد و امصار پر قبضہ کر کے وہاں کتاب وسنت سے محاربہ کا میدان کارزار سجا لیا اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان جملہ احوال میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے والوں کا، یا جنہیں ان حضرات سے محبت کا دعویٰ ہے، ان کا حال شہودِ غیب کا ہے، جو اپنے بلاد و امصار اور عقیدہ و مذہب پر نازل ہونے والے مصائب کو ترچھی نگاہ سے دیکھتے تو ہیں لیکن نہ تو ان میں کوئی جنبش پیدا ہوتی ہے، نہ یہ کسی دوسرے کو انگیخت کرتے ہیں اور نہ قلم وتلوار ہی کو حرکت دیتے ہیں، جیسا کہ ان کے اکابر اسلاف اور سلف صالحین تھے جو منکرات کو مٹانے کے لیے سربکف ہو کر میدان جہاد میں اتر آیا کرتے تھے۔ بلاشبہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آل بیت طاہرین رضی اللہ عنہم کے لیے یہ امر بھی کسی مصیبت عظمیٰ سے کم نہیں۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت نہ کی تھی جس کا کوفیوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا، چنانچہ ان کوفیوں نے جناب حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے گہرے تعلق کا جھوٹا اظہار کیا، ان کے آگے اپنی جھوٹی اور باطل بیعت کا جال بن کر بچھایا، اپنے سچے جھوٹے خطوط میں احیائے سنت کے مزعومہ جذبات کو ملمع کر کے بیان کیا اور یہ سب کچھ یزید اور اس کے عاملوں پر نکتہ چینی اور حرف گیری کی آڑ میں کیا اور جناب حسین رضی اللہ عنہ کو اس بات پر ابھارا کہ وہ ان مزعومہ بگڑتے حالات کو سدھارنے میں آپ کا دست و بازو بنیں گے اس لیے آپ کوفہ چلے آئیے۔

گزشتہ میں یہ بات بھی مفصل بیان کی جا چکی ہے کہ حضرات آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی جناب حسین رضی اللہ عنہ کے اس خروج کے موافق نہ تھا، ان سب حضرات نے جناب حسین رضی اللہ عنہ کو اہل کوفہ پر اعتبار کرنے سے منع کیا اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان سب حضرات کو کوفیوں پر اس قدر خوف اور اندیشہ ہونے کے باوجود شام میں موجود یزید پر ادنیٰ سا کھٹکا یا خرخشہ بھی نہ تھا حالانکہ یزید کو کوفہ اور مدینہ کے جملہ احوال کی پل پل کی خبریں بھی پہنچ رہی تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس موقعہ پر اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ جناب حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کو کسی فرد واحد نے بھی یزید کی بیعت کرنے پر مجبور نہ کیا تھا اور جب تک ان کوفی رافضیوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو فتنہ کی آگ میں ڈال نہ دیا تھا کسی نے بھی جناب حسین رضی اللہ عنہ کو میلی نگاہ سے دیکھا تک نہ تھا۔ اس مرحلہ میں جناب حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایسی کوئی ظاہرو باہر وجہ جواز بھی نہ تھی جو یہ بتلاتی کہ امت کی مصلحت خروج حسین رضی اللہ عنہ میں ہے۔ اگر جناب حسین رضی اللہ عنہ ان دغا باز، خائن اور مکار وعیار رافضی کوفیوں کے کہنے پر خروج نہ فرماتے تو ان بدبختوں کو جناب حسین رضی اللہ عنہ سے غداری کر کے انہیں شہید کرنے کا موقعہ ہی ہاتھ میں نہ آتا اور نہ امت مسلمہ کو یہ اندوہناک، جگر پاش اور دل خراش حادثۂ فاجعہ دیکھنے کو ملتا۔ لیکن ہوتا وہی ہے جو رب کی تقدیر میں لکھا ہوتا ہے اور اللہ کی تقدیر نافذ ہو کر رہتی ہے۔ اس بات سے انکار کی گنجائش نہیں کہ جناب حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دل فگار واقعہ امت مسلمہ کے لیے بے پناہ غم واندوہ کا باعث ہے اور اس دل سوز واقعہ نے امت سنت والجماعت کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ لیکن اس سب کے باوجود شہادت حسین رضی اللہ عنہ کا المیہ حضرات خلفائے راشدین جناب فاروق اعظم، جناب عثمان غنی اور جناب علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم اجمعین) کی شہادتوں کے المیوں سے ہرگز بھی بڑا نہیں۔ لیکن اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو ''حقیقی مصیبت'' امت سنت والجماعت کی ان اسباب و وسائل اور ادوار و مراحل سے کمال غفلت ہے جن کو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آل بیت رسول کے پاکیزہ خونوں سے کھلواڑ کرنے کے لیے استعمال کیا گیا اور قتل و غارت کے اس ہوش ربا واقعہ کو رہتی دنیا تک کتاب و سنت اور اہل اسلام پر طعن کا ایک قوی ذریعہ بنا لیا گیا اور یہ خطرناک کھیل کھیلنے والے رافضی کوفی اس واقعہ کو آڑ بنا کر آج تک امت مسلمہ کے عقیدہ کی بیخ کنی کرنے، اس کے اتفاق واتحاد کو پراگندہ کرنے اور توحید و رسالت پر اس کے یقین و اذعان کو کمزور کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

''بے شک قتل حسین رضی اللہ عنہ کے المیہ کا حقیقی الم ناک پہلو یہی ہے۔''

یہ بات اپنی جگہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ''ہماری تعزیت'' یہ احرار اور ان سے قبل حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا شیوہ ہے۔

منصور بن صفیہ اپنی والدہ سے بیان کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مسجد میں داخل ہوئے جبکہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی لاش سولی پر لٹکی تھی۔ لوگوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ ''(حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ) سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا وہ رہیں۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں وعظ و تذکیر کی اور فرمایا: ''یہ لاش کچھ بھی نہیں، اصل تو روحیں ہیں جو اللہ کے حضور موجود ہیں، پس آپ صبر کریں اور ثواب کی امید رکھیں۔'' سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''بھلا مجھے صبر کرنے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کون سی بات روک سکتی ہے جبکہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کا سر قلم کر کے بنی اسرائیل کی ایک رنڈی کی طرف بھیجا گیا تھا۔'' ❶

غدار اور دغا باز و جفا کار یہود بنی اسرائیل کے ہاتھوں رب تعالیٰ کے متعدد پیغمبر شہید ہوئے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح حضرت زکریا علیہ السلام بھی قتل کیے گئے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ قَدْ جَآءَ كُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ بِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ (آل عمران : ۱۸۳)

''کہہ دے بے شک مجھ سے پہلے کئی رسول تمھارے پاس واضح دلیلیں لے کر آئے اور وہ چیز لے کر بھی جو تم نے کہی ہے، پھر تم نے انھیں کیوں قتل کیا، اگر تم سچے تھے۔''

اور فرمایا:

﴿سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ﴾ (آل عمران : ۱۸۱)

''ہم ضرور لکھیں گے جو انھوں نے کہا اور ان کا نبیوں کو کسی حق کے بغیر قتل کرنا بھی اور ہم کہیں گے جلنے کا عذاب چکھو۔''

محبان حسین رضی اللہ عنہ کی قتل حسین رضی اللہ عنہ کے حادثۂ فاجعہ پر خود اپنی غم گساری اور تعزیت کے لیے یہی امر بس ہے کہ رب تعالیٰ نے قاتلان حسین رضی اللہ عنہ سے بدترین انتقام لیا۔ یہ اہل کوفہ اور ان کے ہم نوا تھے جو کتاب و سنت سے سب سے زیادہ دور، کتاب و سنت کی صحت پر سب سے زیادہ شک کرنے والے اور سلف صالحین سے جن میں سرفہرست حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، ان سے سب سے زیادہ بغض، نفرت اور کینہ رکھنے والے ہیں، ان کا حسینی عقائد سے کوئی تعلق واسطہ نہیں، نہ انہیں امت حسین رضی اللہ عنہ سے ہی کوئی سروکار ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ بجائے صلحاء کے مشاہد و مزارات پر جانے کے ابولؤلؤہ فیروز دیلمی (قاتل حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کی قبر کی طرف بھاگتے ہیں۔ ''تو کجا من کجا''

کوفی رافضی قاتلان حسین رضی اللہ عنہ سے رب تعالیٰ کی قدرت و مشیت نے کس طرح انتقام لیا؟ ذیل میں اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے:

❀ ......عبید اللہ بن مرجانہ فارسیہ جو اعدائے صحابہ کا مہرہ، ان کی سواری اور ان کا اسلحہ تھا، جس نے ان نامرادوں کی باتیں سنیں، ان کا مشورہ مانا اور ان کی نامسعود مراد کو پورا کرنے کے لیے سبط رسول کو قتل کیا، وہ

❶ مصنف ابن ابی شیبۃ: ۳۷۳۲۸.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بھی ویسے ہی حالات میں گھر کر قتل ہوا جن حالات میں گھیر کر اس نے جناب حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کروایا تھا۔

چنانچہ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

''رب کا فیصلہ جاری ہوا۔ چنانچہ عبیداللہ بن زیاد ۶۷ ہجری عاشوراء کے دن قتل کیا گیا۔ اسے ابراہیم بن اشتر نے جنگ میں قتل کیا۔ اس کا سرقلم کر کے مختار بن ابی عبید کے پاس بھیج دیا۔ اس نے ابن مرجانہ کا سر ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے وہ سر علی بن حسین امام زین العابدین رحمہ اللہ کے پاس بھیج دیا۔'' [1]

جان لیجیے کہ کسی معتبر روایت سے اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ یزید نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دینے کا حکم دیا ہو اس باب میں مروی جملہ روایات کوفیوں کی ساختہ پرداختہ اور ان کی افترا پردازیوں کا شاخسانہ ہیں۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کے بغیر ایک زمانہ گزار دیا مگر کسی نے بھی آپ سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا۔ البتہ جناب حسین رضی اللہ عنہ سے جب یزید کی بیعت کا مطالبہ کیا گیا تو آپ ہجرت کر کے مکہ چلے آئے تھے اور اگر آپ کوفیوں کے مکر پر متنبہ ہو جاتے تو شاید تاریخ اسلام میں ایسا دردناک واقعہ پیش ہی نہ آتا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اہل نقل و روایت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یزید نے قتل حسین رضی اللہ عنہ کا حکم نہ دیا تھا۔ البتہ ابن زیاد کو یہ لکھ بھیجا تھا کہ وہ انہیں ولایت عراق سے روک دے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا یہ گمان تھا کہ اہل عراق ان کی نصرت کریں گے اور جیسا کہ انہوں نے اپنے خطوط میں لکھا تھا اس پر قائم رہ کر آپ کے ساتھ وفا کریں گے۔ پس سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا زاد مسلم بن عقیل کو کوفیوں کے پاس بھیجا۔ جب کوفیوں نے انہیں گھیر کر بے بس کر کے قتل کر دیا اور آپ کے ساتھ غداری کی اور بجائے آپ کی بیعت کرنے کے ابن زیاد کی بیعت کر لی تو آپ نے لوٹ جانے کا ارادہ کر لیا لیکن اس ظالم فوجی دستے نے آپ کا راستہ روک لیا۔ آپ نے ان تین باتوں میں سے ایک کے مان لینے کا مطالبہ کیا:

یا تو مجھے یزید کے پاس جانے دو،

یا کسی سرحد پر جا کر جہاد کرنے دو،

یا پھر مجھے اپنے شہر لوٹ جانے دو،

لیکن ان لوگوں نے آپ کو ان تینوں باتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کا موقعہ نہ دیا اور

---

[1] الاستيعاب لابن عبدالبر: ١/ ١١٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مطالبہ کیا کہ آپ گرفتاری دے دیں۔ آپ نے گرفتاری دے دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر ان ظالموں نے آپ سے قتال کیا حتیٰ کہ آپ ظلماً شہید کر دیئے گئے۔ جب یزید کو قتل حسین رضی اللہ عنہ کی خبر پہنچی تو وہ غم زدہ ہو گیا اور حرم میں جا کر رونے لگا۔ یزید نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے آل بیت اور حرم میں سے کسی کو ہرگز بھی قیدی نہ بنایا بلکہ ان کا بے حد اکرام واعزاز کیا اور تحائف سے نواز کر ان کے شہر واپس بھیج دیا۔'' ❶

آلِ حسین رضی اللہ عنہ کے قیدی بنائے جانے کے بارے میں بیان کی جانے والی باتیں بھی انہی قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کی گھڑی ہوئی ہیں جو آج تک اپنے اس بدترین جرم کے آثار کو مٹانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، جس کے شواہد پکار پکار کر اپنے مجرموں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، بلاشبہ یہ وہی لوگ ہیں جو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آل بیت رضی اللہ عنہم کی محبت کے دعوے کی آڑ میں اپنے آپ کو چھپانے کی نامشکور سعی میں لگے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف ان کا وظیفۂ حیات صرف اور صرف کتاب وسنت کی تعلیمات کو نابود کرنا اور جاہلی رسموں کی آڑ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض ونفرت کا اظہار اور اس کی اشاعت کرنا ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ دوٹوک فرماتے ہیں:

''جن روایات میں ان ناشائستہ باتوں کا ذکر آتا ہے کہ آل بیت رسول کی خواتین کی اہانت کی گئی، انہیں قیدی بنا کر شام لے جایا گیا اور وہاں ان کے ساتھ ذلت آمیز رویہ روا رکھا گیا، بلاشبہ یہ جملہ روایات باطل اور ساقط الاعتبار ہیں۔ بنی امیہ تو بنی ہاشم کی بے پناہ تعظیم وتوقیر کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حجاج بن یوسف نے سیّدہ فاطمہ بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کو اپنی زوجیت میں لیا تو عبدالملک بن مروان کو اس سے بے حد گرانی ہوئی (کہ حجاج سیّدہ محترمہ کے لائق نہ تھا) اس لیے عبدالملک نے حجاج کو ان سے علیحدگی اختیار کر لینے کا اور طلاق دے دینے کا فرمان جاری کیا۔ معلوم ہوا کہ بنی امیہ بنی ہاشم کا اس قدر اکرام واحترام کیا کرتے تھے۔ یہی حقیقت ہے کہ کسی ہاشمی خاتون کو ہرگز بھی قیدی نہ بنایا گیا تھا۔''

آگے لکھتے ہیں:

''متعدد لوگوں نے یہ بات نقل کی ہے کہ یزید نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دینے کا حکم نہ دیا تھا اور نہ اسے اس بات سے کوئی غرض تھی بلکہ وہ تو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا احترام اور اکرام کرنا چاہتا تھا جیسا کہ خود سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی یزید کو اس بات کا تاکیدی حکم دیا تھا۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ

❶ منهاج السنة: ٤/ ٤٧٢ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو ولایت سے اور خروج کرنے سے روکتا تھا۔

چنانچہ میدان کربلا میں جب عراقیوں کی غداری دیکھ کر جناب حسین رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے تین باتیں پیش کیں جن میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ انہیں یزید کے پاس جانے دیا جائے، لیکن عراقیوں نے تینوں میں سے کسی ایک بات کو بھی نہ مانا اور نتیجہ بالآخر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے جاں نثار رفقاء کی شہادت کی صورت میں نکلا۔ چنانچہ جب یزید کو اور اس کے گھر والوں کو قتل حسین رضی اللہ عنہ کی دل خراش خبر پہنچی تو وہ بے حد غم زدہ ہو کر رونے لگے اور یزید نے کہا: اللہ کی لعنت ہو ابن مرجانہ فارسیہ پر! اگر اس کا حسین (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کوئی قرابتی رشتہ ہوتا تو وہ انہیں ہرگز بھی قتل نہ کرتا۔ میں حسین (رضی اللہ عنہ) کو قتل کیے بغیر بھی اہل عراق کی اطاعت پر راضی تھا۔ یزید نے آل بیت حسین رضی اللہ عنہ کو انعام و اکرام سے نواز کر انہیں عزت و احترام کے ساتھ مدینہ روانہ کیا۔ البتہ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ اٹل ہے کہ یزید نے نہ تو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا بدلہ لیا اور نہ قاتلانِ حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کر دیئے جانے کا حکم ہی دیا۔ رہی وہ روایات جن میں ان باتوں کا ذکر ہے کہ یزید نے آل بیت حسین رضی اللہ عنہ کی خواتین اور اولادوں کو قیدی بنایا، انہیں شام کے گلی کوچوں میں رسوا کرنے کے لیے گھمایا اور انہیں کجاوں کے بغیر اونٹوں پر سوار کیا، بلاشبہ یہ سب دروغ بے فروغ اور باطل ہے۔ الحمد للہ کسی مسلمان نے کبھی کسی ہاشمیہ خاتون کو قیدی نہیں بنایا اور نہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بنو ہاشم کو قیدی اور غلام بنانے کو حلال جانا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ یہ جاہل اور خواہشات کے غلام جھوٹ کثرت سے بولتے ہیں۔ جیسا کہ ان گمراہوں کی ایک جماعت یہ تک کہتی ہے کہ حجاج بن یوسف نے ...... کو قتل کر دیا تھا۔ یہ سب نرا جھوٹ ہے، حجاج نے کسی ہاشمی کو کبھی قتل نہیں کیا حالانکہ اس کے ہاتھوں پر بے شمار لوگوں کا خون لگا ہے۔ چنانچہ عبدالملک بن مروان نے حجاج کو حکم لکھ بھیجا تھا کہ کسی بنی ہاشم سے ہرگز بھی تعرض نہ کرنا۔ میں نے بنی حرب کا انجام دیکھا ہے کہ جب انہوں نے حسین رضی اللہ عنہ سے تعرض کیا تو انہیں جن عذابوں سے واسطہ پڑا سو وہ تم جانتے ہی ہو۔'' [1]

آگے لکھتے ہیں:

''خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی تاریخ میں یہ بات معروف ہے کہ مسلمانوں نے کسی ایسی عورت کو کبھی قیدی اور کنیز نہیں بنایا جس کا ہاشمیہ ہونا معروف ہو اور نہ مسلمانوں نے آلِ حسین رضی اللہ عنہ میں سے

[1] منهاج السنة: ٤/ ٥٥٧.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کسی کو قیدی ہی بنایا تھا۔ بلکہ آل بیت حسین رضی اللہ عنہ جب شام میں یزید کے گھر پہنچے تھے تو یزید کے گھر والوں نے قتل حسین رضی اللہ عنہ پر رونا شروع کر دیا تھا۔ یزید نے ان کا بے حد اکرام و اعزاز کیا اور انہیں اختیار دیا کہ چاہیں تو اسی کے پاس ٹھہر جائیں اور چاہیں تو مدینہ لوٹ جائیں۔ اس پر انہوں نے مدینہ لوٹ جانے کو اختیار کیا۔

رہ گیا قصہ سر حسین رضی اللہ عنہ کے گلی گلی پھرائے جانے کا اور اس جیسی دوسری اناپ شناپ باتیں، تو بلاشبہ وہ جھوٹ اور بہتان ہیں جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

رہے وہ حوادث وعقوبات جو قتل حسین رضی اللہ عنہ کا نتیجہ تھیں، تو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ خونِ حسین رضی اللہ عنہ سے ہاتھ رنگنا بہت بڑا گناہ ہے اور اس گناہ کا ارتکاب کرنے والا، اس پر راضی رہنے والا، اس میں معاونت کرنے والا، بلاشبہ یہ سب لوگ رب تعالیٰ کے اس عقاب کے مستحق ہیں جو ایسے ہی مجرموں کو دیا جاتا ہے۔

لیکن اس حقیقت سے انکار بھی ممکن نہیں کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قتل ان سے افضل ہستیوں کے قتل سے بڑا گناہ نہیں جیسے رب تعالیٰ کے پیغمبروں اور سابقین اوّلین مہاجرین و انصار کا قتل، مسیلمہ کذاب سے جنگ میں شہید ہونے والے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم، شہدائے احد، بیر معونہ کے مظلوم شہید اور جیسے سیّدنا عثمان اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا قتل وغیرہ۔'' ❶

علامہ ابن جریر طبری کی بعض روایات ان حقائق سے پردہ اٹھاتی ہیں جن میں بے شمار لوگوں کو اشتباہ پیش آیا ہے۔ ان روایات کے سامنے زبانِ زد خلائق وہ روایات پادر ہوا ہو جاتی ہیں جو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان حسد اور کینہ کے جذبات کو انگیخت کرتی ہیں۔ چنانچہ طبری ایک جگہ لکھتے ہے کہ

''جب سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی خواتین اور گھر والوں کو ابن زیاد کے پاس لایا گیا تو اس نے عزت و احترام کے ساتھ انہیں ایک علیحدہ مکان میں اتارا، ان کے لیے نفقہ جاری کیا اور انہیں خلعتیں بھی دیں۔'' ❷

طبری کے اس بیان سے ان روایات کی غیر واقعیت کا یقینی علم ہو جاتا ہے جن میں ان محترم خواتین کی بابت از حد نازیبا اور ناشائستہ باتیں مذکور ہیں کہ ان واجب الاحترام خواتین سے بے حد غفلت برتی گئی، ان

---

❶ منهاج السنة: ٤/ ٥٥٩.

❷ تاريخ الطبري: ٣/ ٣٠٠، ٨/ ١٧١.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کے مقام و مرتبہ کا کوئی پاس ولحاظ نہ کیا گیا، بغیر پالان اور کجاووں کے ان کو اونٹوں کی ننگی پیٹھوں پر سوار کیا گیا، اور نہ جانے کیا کیا۔ بلاشبہ یہ سب کوفیوں کی سب کی خرافات اور دروغ بافیاں ہیں جو ان کے اس کینہ اور نخوت کی غمازی کرتی ہیں جو یہ مسلمانوں کے جیبوں میں پھونکنا چاہتے ہیں تاکہ مسلمانوں کی اخوت و ہمدردی پارہ پارہ ہو اور شقاق و نفاق اور بغض و عداوت کو ان کے جیبوں میں زہریلے تیر کی طرح پیوست کر دیا جائے۔ اسی طرح ان کوفیوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن کی بابت جن محیّر العقول روایات کو گھڑا ہے، جن کا بیان گزشتہ میں گزر چکا ہے، جو ان کے بنیادی عقائد کا حصہ ہیں، ان سے غرض جناب حسین رضی اللہ عنہ کی تعظیم و توقیر یا تصدیق نہیں بلکہ اسلامی تاریخ کی جڑوں میں فتنہ اور شقاق کا بیج بونا ہے، تاکہ انجان لوگوں پر شہادت حسین کا الم ناک واقعہ ایک چیستاں بن کر رہ جائے۔

غرض ایک طرف یہ روایات ہیں تو دوسری طرف وہ روایات بھی ہیں جو بتلاتی ہیں کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ کا سن کر یزید رونے لگا تھا اور بے اختیار کہہ اٹھا:

''اگر حسین رضی اللہ عنہ ابن مرجانہ فارسیہ کے قرابت دار ہوتے تو وہ ایسا کبھی نہ کرتا۔'' ❶

ابن مرجانہ پر یزید کو اس بات کا بے حد افسوس تھا کہ اس نے اس اقدام کی جرأت کیونکر کی، لیکن مجوسیت اور فارسیت کے اس بغض اور کینہ کا کیا کیجیے جو ابن زیاد کی رگ رگ میں پیوست تھا اور یہ اس کا نسبی ورثہ تھا۔ بلاشبہ ابن زیاد نے اپنی ایرانی ماں کے مجوسی خون کے اثرات کو بدن کے روئیں روئیں میں محفوظ کر رکھا تھا جس میں عربوں کے لیے رحم نام کی کوئی چیز نہ پائی جاتی تھی، چاہے وہ جو بھی ہو!!!

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''گمانِ غالب ہے کہ اگر قتل و شہادت سے قبل یزید سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ پر قابو پالینے میں کامیاب ہو جاتا تو انہیں ضرور معاف کر دیتا جیسا کہ اسے ان کے والد سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی جناب حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں کڑی تاکید تھی اور جیسا کہ خود اس نے بھی یہ روح فرسا خبر سن کر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنے دل کے خیالات کا برملا اظہار کیا تھا۔ چنانچہ ابن زیاد کو لعنت و ملامت کرتے ہوئے بظاہر یزید نے انہی جذبات کا اظہار کیا تھا۔ لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ اٹل ہے کہ اس سب کے باوجود یزید نے نہ تو ابن مرجانہ کو معزول کیا، نہ اس پر کوئی عتاب کیا اور نہ کسی کو بھیج کر اس کے اس قبیح فعل پر کسی غم و غصہ کا اظہار ہی کیا۔ واللہ اعلم۔'' ❷

❶ تاریخ الطبری: ۳/ ۳۰۰، ۸/ ۱۷۰.

❷ البدایة و النهایة: ۸/ ۲۰۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن زیاد کو عتاب نہ کرنے کے اسباب معروف ہیں۔ یزید کو بدلتے حالات کے پل پل کی خبریں پہنچ رہی تھیں، فتنے کی آگ بلند سے بلند ہوتی جارہی تھی، بلاد وامصار سے آنے والی خبریں خوش کن نہ تھیں۔ یزید کو سردست ابن مرجانہ اور اس کے کوئی اعوان وانصار سے اپنے تعلقات کشیدہ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ یہ بات بھی معروف ہے کہ یزید کو ابن مرجانہ پر بے حد غم وغصہ تھا اور یزید نے اسے کوفہ کی ولایت پر بھی مجبوراً تعینات کیا تھا۔

جیسے تاریخ کے اوراق میں یہ بات بھی محفوظ ہے کہ جناب امیر المومنین سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شہید مظلوم خلیفۃ المسلمین سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتل موجود تھے اور لوگوں کے بے پناہ اصرار اور مطالبہ کے باوجود امن اور اطمینان اور وحدت کے قائم ہونے سے قبل انہوں نے نہ تو ان میں سے کسی پر حد جاری فرمائی اور نہ کسی سے قصاص ہی لیا تھا اور یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جناب علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حالات میں نہ استقرار پیدا ہوا نہ استحکام، نہ امن قائم ہوسکا اور نہ اطمینان کی دولت ہی نصیب ہو سکی۔ اسی لیے جناب علی رضی اللہ عنہ نے کسی پر حد بھی قائم نہ فرمائی اور نہ ان اشرار وفجار قاتلوں میں سے کسی سے قصاص ہی لیا۔

ہاں سیّدنا طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے بصرہ خروج کے دوران میں جن جن سے قصاص لیا سولیا اور جن پر اللہ کا حکم ہوا ان پر حد جاری کی، یا جس نے ان بزرگوں سے قتال کیا اور اس دوران میں مارا گیا۔ غرض ان لوگوں کے سوا کسی کو بھی قصاص یا حد میں قتل نہ کیا گیا تھا۔ حالانکہ اس بات سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں کہ جناب علی رضی اللہ عنہ قاتلانِ عثمان کو قصاص میں قتل کرنے کے بے حد حریص تھے۔

یزید نے کوفہ کے والی ابن زیاد کو جو خط لکھا تھا اس میں کسی جگہ بھی خاص سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دینے کی طرف اشارہ تک نہ تھا بلکہ اس کے برعکس سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے، ان کے مقام و مرتبہ کو پہچاننے اور اس کا پاس لحاظ کرنے اور آپ کے ساتھ معاملہ کرنے میں ازحد حزم واحتیاط سے کام لینے کے واضح اشارے پائے جاتے ہیں۔

یزید نے اس بات کی تاکید بھی لکھ بھیجی تھی کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی بھی معاملہ کرنے سے قبل یزید کو اس کی اطلاع ضرور دی جائے۔ یہ جملہ امور بتلاتے ہیں کہ یزید سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں کافی خوف زدہ تھا۔

ذیل میں اس مراسلہ کی عبارت کے چند جملے نقل کیے جاتے ہیں، یزید لکھتا ہے:

"مجھے اس بات کی خبر پہنچی ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ بے شک تمہارا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زمانہ اور تمہارا شہر اس آزمائش میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اسی طرح اپنے عاملوں میں سے تمہیں اس آزمائش کا سامنا ہے۔ انہی مواقع پر یا تو لوگ آزاد ہوتے ہیں یا پھر غلام بنا لیے جاتے ہیں۔"

لیکن ابن زیاد نے یزید کی اس فہمائش کی مطلق پروا نہ کی اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر کے ان کا سر یزید کے پاس بھیج دیا۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ صحیح یہ ہے کہ ابن زیاد نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سر شام نہ بھیجا تھا۔ ایک روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ یزید نے ابن زیاد کو خط میں لکھ بھیجا کہ "مجھے اس بات کی خبر پہنچی ہے کہ حسین (رضی اللہ عنہ) عراق کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ ان پر نگران اور مسلح افراد مقرر کر دو، ان پر پہرا رکھو، کوئی گمان ہو تو قید میں ڈال دینا اور کوئی تہمت ملے تو دار و گیر کرنا البتہ ان کے خون سے ہاتھ رنگنے سے سخت گریز کرنا، ہاں جو تم سے قتال کرے اسے قتل کر دینا اور مجھے پل پل کی خبر بھیجتے رہنا۔ والسلام!" ❶

لیکن ابن مرجانہ فارسیہ نے یزید کے خط کی ہدایات کی مطلق پروا نہ کی اور ان سب فہمائشوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ان سے بھی قتال کیا جنھوں نے قتال میں پہل نہ کی تھی اور انہوں نے تو صلح کی پیش کش کی تھی۔ گویا اس کی رگوں میں ٹھاٹھیں مارتے ایرانی مجوسی خون نے اس کی بصیرت و بصارت دونوں کو اندھا کر دیا تھا، اور اسے حسد و کینہ کی اندھی کھائی میں جا گرایا۔ چنانچہ ابن مرجانہ فارسیہ نے صلح کی پیش کش کو ٹھکرا کر مجوسی نسل کی لاج رکھتے ہوئے شر کو اختیار کیا اور ان اہل فتنہ کی معاونت و مساعدت پر کمربستہ ہو گیا جنھوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو فتنہ کا جال بن کر اور ان کی جائے قرار سے نکال کر غدار کوفیوں کے آگے لا کھڑا کیا۔ جبکہ ابن زیاد ان کی تلواروں اور آراء کے ہم نوا تھا۔

کیا یہ وہی لوگ نہیں تھے جو جناب امیر المومنین سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور انہوں نے مسلمانوں میں فتنہ کا بیج بونے، امن و سلامتی کو غارت کرنے اور باہمی اتفاق و اتحاد کو جلا کر خاکستر کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا تھا اور انہیں جب بھی کسی نئے فتنہ کی بنیادیں رکھنے کا موقع ملا، انہوں نے وہ موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے کمال چابک دستی سے کام لیتے ہوئے ابن زیاد کی مجوسی رگ کو چھیڑا اور اسے صلح و سلامتی کی راہ سے بڑی خوبی کے ساتھ موڑ لیا حتیٰ کہ اسے خود اپنے امیر اور خلیفہ کی رائے کے خلاف چلنے پر آمادہ کر لیا۔ چنانچہ ان حضرات کے بھڑکانے اور اکسانے پر ابن مرجانہ نے یزید کو کسی بات

❶ البدایة والنهایة: ۸/ ۱٦٥۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کو اس مسئلہ میں تردد ہوا ہے۔ دیکھیں: تاریخ الطبری: ۳/ ۲۹۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے آگاہ کرنا گوارا نہ کیا اور کوفیوں کی انگیخت پر حسینی قافلہ کو تلواروں پر رکھ لیا اور قتل حسین رضی اللہ عنہ کے رسوائے زمانہ جرم کا ارتکاب کرلیا۔ اسی بات کو تاکید کے ساتھ یزید نے جناب علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ کے سامنے بیان کیا تھا کہ اسے حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش کا مطلق علم نہ تھا اور اسے یہ روح فرسا خبر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل ہو جانے کے بعد ملی تھی۔ ❶

حالات و واقعات کا اگر استقرائی اور معروضی جائزہ لیا جائے تو یہی حقیقت الم نشرح ہو کر سامنے آتی ہے۔ پھر ان سب کے ساتھ ساتھ بنوامیہ کے حلم و بردباری کو بھی ہر وقت سامنے رکھیے جو سب قبائل عرب میں ان کا طرۂ امتیاز اور امتیازی وصف تھا جس کی شہادت جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی دیتے ہیں۔ چنانچہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملنے شام گئے تو ان کے آنے کی خبر سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو حکم دیا کہ وہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جا کر حاضر ہو۔ چنانچہ یزید سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان کی رہائش گاہ پر حاضر ہوا۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یزید کو خوش آمدید کہا اور خوب گفتگو رہی۔ جب یزید جانے لگا تو سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یزید سے ارشاد فرمایا:

''جب بنوحرب (یعنی بنوامیہ) نہ رہیں گے تو سمجھ لینا کہ لوگوں کے علماء رخصت ہو گئے۔''

پھر یہ شعر پڑھا:

مغاض عن العوراء لا ینطقوا بھا
واصل وراثات الحلوم الاوائل ❷

''برائیوں سے چشم پوشی کرنے والے اور ان کو دیکھ کر بھی ان پر لب کشائی نہ کرنے والے، اور بردباروں کی پہلی وراثتوں کے اصل وارث۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے:

''جب بنوامیہ ختم ہو جائیں گے تو سمجھ لینا کہ لوگوں میں حلم و بردباری جاتی رہی ہے۔'' ❸

پھر جب ان سب امور کے ساتھ خود سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی یزید کو جناب حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس تاکیدی وصیت کو بھی ملا لیا جائے کہ جناب حسین رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کا ازحد خیال رکھنا اور ان کے ساتھ حسن معاملہ کرنا، چنانچہ جب یزید کو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کر دیئے جانے کی خبر پہنچی تو بے اختیار رونے لگا، کہ یہ جملہ امور اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ جناب حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دینا یا کروا دینا یزید کی اس

---

❶ مواقف المعارضة، ص: ٣٠٠. ❷ البداية و النهاية: ٨/ ٢٢٩۔ تاريخ دمشق: ٦٥/ ٤٠٣.
❸ العقد الفريد: ٤/ ٣٣٧ لابن عبد ربه۔ الكامل لابن اثير: ٣/ ٢٦٢۔ الانصاف للخليفة: ٥٣٥.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سیاست اور ان قواعد وضوابط کے برملا خلاف تھا جن کی نیو یزید نے اپنے والد ماجد سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد معارضہ ومخالفت کا مقابلہ کرنے کے لیے رکھی تھی۔

اس امر کی تاکید کہ قتل حسین رضی اللہ عنہ میں یزید کی مرضی، کوئی سیاست، اشارہ یا کوئی حکم شامل نہ تھا، جناب علی بن حسین رحمہ اللہ کے موقف سے بھی ہوتی ہے کہ کسی صحیح نص میں یہ مروی نہیں کہ انہوں نے یزید کے خلاف خروج میں کسی کے ساتھ مشارکت کی ہو، یا انہوں نے اپنے والد ماجد سیّدنا حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد اس بارے میں یزید کو کبھی برا بھلا کہا ہو، یا جب یزید نے قتل حسین رضی اللہ عنہ کی بابت اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تھا تو انہوں نے یزید کے اس اعتذار کو تشکیکی نگاہ سے دیکھا ہو، یا اس کی عذرخواہی میں کسی تردد کا شکار ہوئے ہوں۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، جناب محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ، آل بیت کے سردار جناب عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما اور دوسرے اجل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مواقف کو بھی ملا لیجیے۔ یہ بات کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں کہ ان بزرگ ہستیوں میں سے کسی ایک نے بھی قتل حسین رضی اللہ عنہ کا ذمہ دار یزید کو ٹھہرایا ہو۔

امت کے اہل علم اور ارباب دانش وبینش کو اس امر سے باخبر ہونا لازم ہے تاکہ وہ امت مسلمہ کے قابل اعتبار اکابر واصاغر اور اسلاف واخلاف کی سیرت وبصیرت اور اسوہ وقدوہ کی پیروی کریں اور باطل روایات پر کان دھرنے سے سخت گریز کریں اور جراَت بے جا کی اس دلدل میں گرنے سے بچیں جس میں گرانے کے لیے یہ دشمنان صحابہ صدیوں سے کوشش کر رہے ہیں اور مذموم مقصد کے حصول کے لیے مکر وفریب کی ہر چال چلنے کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں۔

رب تعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے:

﴿وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۝﴾ (الصف : ۸)

''اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے، اگرچہ کافر لوگ ناپسند کریں۔''

آل حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں یزید کا موقف:

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دینے کے بعد جب ابن مرجانہ فارسیہ نے یزید سے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی آل اور خواتین کے بارے میں رائے دریافت کرنے کے لیے خط لکھا تو یزید یہ الم ناک خبر سن کر رو پڑا اور کہنے لگا:

''اے عراقیو! میں حسین (رضی اللہ عنہما) کے قتل کیے بغیر بھی تمہاری طاعت پر راضی تھا، ابن مرجانہ پر لعنت ہو، اس نے حسین (رضی اللہ عنہما) سے قرابت داری کا رشتہ دور دیکھا (اس لیے انہیں بے دردی سے شہید کر ڈالا) اللہ کی قسم! اگر حسین (رضی اللہ عنہما) کا معاملہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں انہیں معاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر دیتا۔ پس اللہ حسین (رضی اللہ عنہما) پر رحم فرمائے۔'' ❶

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ایسی مظلومانہ شہادت پر دل خون ہو جائیں اور پتھروں کے جگر بھی چاک ہو جائیں۔ بھلا یزید اپنے چچیروں کی شہادت پر کیوں نہ روتا؟ اور اس کا دل اس صدمہ سے رنجور کیوں نہ ہوتا؟ جبکہ وہ جانتا تھا کہ یہ دل فگار حادثہ قریش میں افتراق کا باعث بن سکتا ہے، جن کی وحدت کا امت کی وحدت پر بے پناہ اثر ہے، اس لیے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یزید کو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر بڑا غم تھا اور حقیقی غم تھا اور اسے اس بات کا حقیقی ادراک تھا کہ یہ واقعہ اس کے دین و دنیا دونوں کے تباہ ہو جانے کا قوی سبب بن سکتا ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد جب یزید کے پاس پہنچی تو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی لخت جگر اور نور نظر سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یزید سے مخاطب ہو کر کہا:

> ''اے یزید! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں بھی قیدی بنائی جائیں گی؟ یزید نے برجستہ کہا: ہرگز نہیں بلکہ وہ تو آزاد ہیں، عزت والیاں ہیں۔ تم اپنی چچیری بہنوں کے پاس چلی جاؤ، تم انہیں بھی وہی کچھ کرتے پاؤ گی جو میں کر رہا ہوں۔ سیّدہ فاطمہ رحمہ اللہ فرماتی ہیں: ''سو میں ان کے پاس گئی تو میں نے ساری سفیانیہ خواتین کو بس روتے ہی دیکھا۔'' ❷

یہ روایت امت مسلمہ میں فتنہ بھڑکانے اور کینہ پھیلانے والوں کا منہ توڑ جواب ہے جو جعلی روایات کی آڑ میں دراصل ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت کی استہانت و اہانت میں لگے ہیں اور لوگوں کو بھی اس ناپاک کام پر جری کرتے ہیں۔ چنانچہ کوفیوں نے ان مقدس خواتین کی بابت ازحد حیا باختہ باتیں تراش رکھی ہیں اور ان کو اپنے خطبوں اور ٹی وی پروگراموں میں بیان کرتے ہیں۔ ان رافضیوں کا یہ رسوائے زمانہ رویہ ہر عاقل اور صاحب علم و فضل پر ان کے مقاصد کو آشکارا کرتا ہے کہ دراصل یہ لوگ امت مسلمہ کے دلوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت کی عظمت و ہیبت اور تقدس و احترام کو کھینچ کر نکال دینا چاہتے ہیں۔ افسوس کہ کتاب و سنت اور ان کے سچے پیروکاروں کے خلاف یہ مذموم سازش آل بیت رسول کے دفاع کے نام پر اور ان کے غم و الم پر کی جا رہی ہے۔ تاکہ جو بھی کتاب و سنت پر عزیمت و اخلاص کے ساتھ چلنا چاہے اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چل کر انہیں سعادتوں سے اپنا دامن بھرنا چاہے، اس کے خلاف شور مچا کر آسمان سر پر اٹھا لیا جائے۔ ❸ تاکہ ایک تو عقیدۂ توحید کے خلاف جنگ پورے زور و شور کے ساتھ جاری رہے،

---

❶ انساب الاشراف للبلاذری: ۳/ ۲۱۹۔ مواقف المعارضۃ: ۲۸۲۔

❷ تاریخ الطبری: ٦/ ۳۹۵۔

❸ مقاتل الطالبین للاصفهانی، ص: ۱۱۹۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دوسرے اس گنہ گار مجرم کی شناخت کو امت مسلمہ پر خلط ملط کر دیا جائے جس نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکر و فریب کا ارتکاب کیا، اور اس پاکیزہ خون کے بہانے میں اپنا حصہ ڈالا۔

ان کوفیوں نے آل بیت رسول کی خواتین کی بابت جو روایات گھڑی ہیں، وہ واقعہ کی منظر کشی کچھ یوں کرتی ہیں کہ ان پاکیزہ خواتین کو بے پردہ اور قیدی بنا کر پیش کیا گیا تھا۔ حاشا وکلا کہ ان مقدس خواتین نے کسی بھی حال میں بے پردگی کو قبول کیا ہو۔ دوسرے ہم یہ بھی جانتے ہیں ایک غیور اور مومن مسلمان ایسا ہنود و یہود اور صلیبی و مجوسی خواتین کے ساتھ بھی نہیں کر سکتا، چہ جائیکہ وہ آل بیت رسول کی واجب صد احترام مقدس اور نیک ترین خواتین کے ساتھ ایسی بے تہذیبی و بدسلوکی کو روا جانے ...... مَعَاذَ اللّٰهِ!

لیکن افسوس کہ صحت و ثاقت اور صدق و مصداقیت سے معرا یہ جعلی روایات جو کذب و بطلان کا طومار ہیں، یہی کچھ بیان کرتی ہیں تاکہ کسی کو خود ان پر نگاہ ڈالنے کا موقعہ نہ ملے۔ جبکہ یہ جعلی اور مکذوبہ روایات ان ثابت روایات کے بھی مغایر و مخالف ہیں جو یہ بیان کرتی ہیں کہ یزید نے آل حسین کا بے حد اکرام کیا تھا۔

یزید کے اس کریمانہ سلوک کو امام زین العابدین علی بن حسین رحمہ اللہ نے خوب یاد رکھا۔ چنانچہ انہوں نے زندگی بھر یزید کے ساتھ صلح قائم رکھی اور جب کوفیوں نے ایک بار پھر فتنہ کی آگ بھڑکا کر اس کے شعلوں کی لپٹوں میں جناب زین العابدین رحمہ اللہ کو گھسیٹنا چاہا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا اور یزید کی وفات تک اپنے کسی قول یا فعل سے یزید کے خلاف کسی کو انگیخت نہ کیا۔

تو کیا اب یہ کوفی خونِ حسین رضی اللہ عنہ پر خود ان کے فرزند ارجمند سیّدنا امام زین العابدین علی بن حسین رحمہ اللہ اور ان کے چچا جناب محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے زیادہ غیرت رکھتے ہیں؟ جنہوں نے مرتے دم تک یزید کے ساتھ اچھے تعلقات قائم و برقرار رکھے اور کسی صحیح روایت میں ان دونوں بزرگوں سے یزید کی بابت کسی قدح و تنقیص کا ثبوت نہیں ملتا اور جب تک یزید نے آل حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاں مہمان رکھا، اس نے جناب علی بن حسین رحمہ اللہ کے بنا کبھی صبح یا شام کا کھانا نہ کھایا تھا۔ (1)

چنانچہ یزید سیّدنا علی بن حسین رحمہ اللہ کو بلواتا، ساتھ بٹھاتا، کھانے میں شریک کرتا، گفتگو کرتا اور ان کی غم گساری اور دل داری کرتا تھا اور جب آل حسین رضی اللہ عنہ مدینہ کوچ کرنے لگے تو یزید نے سب ہاشمی خواتین کو بلوا کر ان سے دریافت کیا کہ اس حادثۂ فاجعہ کے دوران میں ان سے کیا کیا لے لیا گیا تھا۔ غرض جس خاتون نے جو بھی بتلایا، یزید نے اسے اس سے دوگنا دیا۔ (2)

(1) طبقات ابن سعد: ٥/ ٣٩٧.

(2) طبقات ابن سعد ٥/ ٣٩٧۔ تاریخ الطبری: ٦/ ٣٩٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر یزید نے مدینہ سے بنی ہاشم اور بنی علی ❶ کے موالیوں کو بلوا بھیجا، جب وہ پہنچے تو یزید نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ازواج و بنات کو سامان تیار کرنے کا حکم دیا اور ان کو ہر قسم کا زادِ راہ اور مدینہ تک کی ضروریات بہم پہنچائیں۔ ❷ پھر حضرت نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ کو سامان سفر تیار کرنے کا حکم دیا۔ ❸ جب یہ حضرات کوچ کرنے لگے تو یزید نے امام زین العابدین رحمہ اللہ کو بلوا کر کہا:

''اگر آپ چاہیں کہ میرے ہاں ہی ٹھہر جائیں اور میں آپ کے ساتھ صلہ رحمی کروں اور آپ لوگوں کا حق پہچانوں تو میں اس کے لیے تیار ہوں۔'' ❹

لیکن امام زین العابدین رحمہ اللہ نے مدینہ لوٹنے کو اختیار کیا۔

غرض یزید نے اولادِ حسین رضی اللہ عنہم کو دونوں باتوں کا اختیار دیا کہ عزت و آبرو کے ساتھ اسی کے پاس ٹھہرے رہیں یا پھر احسان و اکرام کے ساتھ مدینہ لوٹ جائیں۔ چنانچہ انہوں نے مدینہ لوٹ جانے کو اختیار کیا۔ ❺

یہ حضرات جب دمشق سے مدینہ روانہ ہونے لگے تو یزید نے الوداع کہتے ہوئے ایک بار پھر عذر پیش کیا اور یہ کہا:

''ابن مرجانہ پر خدا کی پھٹکار ہو، اللہ کی قسم! اگر حسین رضی اللہ عنہ کا معاملہ میرے ہاتھ میں ہوتا اور وہ مجھ سے کسی بات کا سوال کرتے تو میں انہیں وہ ضرور عطا کرتا اور جہاں تک ہوسکتا انہیں ہلاکت سے بچاتا چاہے ان کی خاطر مجھے اپنی کسی اولاد کی قربانی بھی دینا پڑتی تو دریغ نہ کرتا۔ لیکن رب کی تقدیر غالب آئی۔ آپ کو جو بھی ضرورت پیش آئے مجھے لکھ بھیجا کیجیے!'' ❻

ایک روایت میں آتا ہے کہ جب آل حسین مدینہ روانہ ہونے لگے تو یزید نے سیّدنا علی بن حسین رحمہ اللہ سے یہ کہا: کیا تم لوگ جانتے ہو کہ کس بات نے حسین رضی اللہ عنہ کو اس اقدام پر ابھارا اور کس بات نے انہیں اس حالت میں مبتلا کیا؟ وہ بولے: نہیں۔ تو یزید کہنے لگا: انہوں نے دراصل رب تعالیٰ کے ان ارشادات میں تدبر نہ کیا تھا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ

❶ طبقات ابن سعد: ٥/ ٣٩٧. ❷ طبقات ابن سعد: ٥/ ٣٩٧۔ تاریخ الطبری: ٦/ ٣٩٣.
❸ تاریخ الطبری: ٦/ ٣٩٢. ❹ تاریخ الطبری: ٦/ ٣٩٢۔ سیر اعلام النبلاء: ٤/ ٣٨٦.
❺ منهاج السنة: ٤/ ٥٥٩. ❻ تاریخ الطبری: ٦/ ٣٩٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

(آل عمران: ٢٦) [1]

''کہہ دے اے اللہ! بادشاہی کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دیتا ہے، اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لیتا ہے، اور جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں ہر بھلائی ہے، بے شک تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں آیات غور کرنے والوں کے لیے بے پناہ عبرتوں کی حامل ہیں۔ لیکن یہ بات درست نہیں ہے کہ جناب حسین رضی اللہ عنہ نے ان آیات میں نگاہ غور و تدبر نہ ڈالی ہو۔ وہ حسین رضی اللہ عنہ جنھوں نے کتاب و سنت کے علوم کے سرچشموں سے سیرابی حاصل کی، علم کے ماحول میں آنکھ کھولی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بچپن گزارا، اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت اٹھائی اور اپنے والد ماجد سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زیر تربیت پروان چڑھے، جو ایک سچے عالم ربانی اور اس بات کے بے حد حریص تھے کہ ان کی اولاد علم و عمل کی اعلیٰ ترین سطح تک جا پہنچے۔ ان سب امور کے ہوتے ہوئے بھلا یہ کیونکر گمان کیا جا سکتا ہے کہ جناب حسین رضی اللہ عنہ نے ان آیات کریمہ کے مقاصد و عبر میں غور نہ کیا ہو۔

تب پھر کیا ہوا؟

افسوس کہ اس موقعہ پر کوفیوں کے مکر و غدر نے آپ کو اپنی ان سازشوں میں گھیر لیا جو انہوں نے امت مسلمہ کے ائمہ و اکابر اور ابرار و اخیار کے خلاف تیار کی تھیں، تاکہ یہ امت اپنے پیغمبر کی اس سنت سے روگرداں ہو جائے جس میں دنیا و آخرت کے سب فتنوں سے نجات اور پناہ ہے۔

غرض جب آل حسین رضی اللہ عنہ مدینہ کی طرف کوچ کرنے لگے تو یزید نے آل ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے تقریباً تیس گھڑ سوار موالیوں کو ان کے ہمراہ کر دیا اور انہیں اس بات کا تاکیدی حکم دیا کہ یہ حضرات جہاں چاہیں اور جب چاہیں پڑاؤ ڈالیں، تم لوگوں نے ان کی اثنائے طریق میں ہر قسم کی مدد و معاونت کرنی ہے۔ [2] یزید نے آل حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ محرز بن حریث کلبی اور بہراء کے ایک آدمی کو بھی ان کے ہمراہ کیا جو اہل شام کے افاضل علماء میں سے تھے۔ [3] غرض آل حسین رضی اللہ عنہما نوازشات و احترامات سے لدے دمشق سے نکلے اور مدینہ جا پہنچے۔ [4]

---

[1] البداية و النهاية: ٨/ ١٩٥ .

[2] طبقات ابن سعد: ٥/ ٣٩٧ـ مواقف المعارضة، ص: ٢٨٦ .

[3] مواقف المعارضة في خلافة يزيد، ص: ٢٨٦ـ

[4] مواقف المعارضة، ص: ٢٨٦ .

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

امام زین العابدین رحمہ اللہ مدینہ میں ہی رہے، یزید کے ساتھ شام میں ان کے تعلقات قائم رہے۔ یزید جناب امام زین العابدین رحمہ اللہ کی ضروریات پوری کرتا، ان کے مطالبات کی تعمیل کرتا، ہدیے بھیجتا جن کو جناب امام زین العابدین رحمہ اللہ مدینہ کے فقراء ومہاجرین میں تقسیم فرما دیتے۔ رب تعالیٰ نے سیّدنا علی بن حسین رحمہ اللہ کی اولاد میں بے پناہ برکت رکھ دی اور وہ خوب پھیلی حتیٰ کہ اکثر عرب قبائل میں آل حسین پہنچ گئی اور بلاد وامصار کی کوئی اقلیم ان کے وجود باجود سے خالی نہ رہی۔ جناب حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی اولاد و باقیات کے یہ آثار ان لوگوں کے علاوہ ہیں جو خود کو زبردستی آل حسین کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ نہ تو وہ عرب ہیں اور نہ آل حسین میں سے ہیں بلکہ وہ عجمی ہیں جن کی زبان بھی عربی نہیں اور یہ زبردستی کا انتساب صرف دجل وتلبیس کی غرض سے ہے۔ وَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسری بحث:

بیعت یزید، شوریٰ، عقیدۂ مظلومیت اور عاشوراء

ذیل میں ان تمام نکات پر علی الترتیب روشنی ڈالی جاتی ہے:

بیعتِ یزید اور شوریٰ:

اس وقت کے حالات اکابر اہل اسلام کے اجتہاد کے مطابق یزید کی بیعت کے سوا کسی دوسرے صورت کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اس لیے ان حضرات نے امیر المومنین سیّدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی وفات کے بعد کسی فتنہ گر کو اپنا کھیل کھیلنے کا موقعہ فراہم نہ کیا۔ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو خلافت سونپنے کا اقدام صرف اور صرف امت کو اختلاف و افتراق سے بچانے کے لیے کیا تھا تا کہ امت کی وحدت برقرار رہے جس کا نفع اور مصلحت سب کو پہنچنی تھی۔ چنانچہ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ''اے اللہ! اگر تو میں نے یزید کو اس لیے ولی عہد بنایا ہے کہ میں نے اس میں اس امر کی اہلیت دیکھی ہے تو اسے میری امید کے مطابق فضل و اہلیت کے اس مقام تک پہنچا دے اور اس بارے اس کی مدد فرما اور اگر میں نے ایسا صرف ایک باپ کی اولاد پر شفقت و محبت کے جذبہ سے مجبور ہو کر کیا ہے اور جو امر میں نے اسے سونپا ہے یہ اس کا اہل نہیں تو اسے اس امر تک پہنچنے سے قبل ہی موت دے دینا۔'' [1]

اہل باطل کے شکوک و اوہام کے تارِ عنکبوت کو تار تار کرنے کے لیے اور سنت نبویہ پر پے در پے حملہ کرنے والوں کے حملوں کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے ہم نے اس نازک میدان میں قدم رکھنے کا فیصلہ اور اس کی جرأت کی ہے وگرنہ ان مصائب پر قلم اٹھانے سے رکنا کس قدر آسان ہے جو گزر چکے اور وہ لوگ اپنے رب کے حضور پہنچ چکے، اور وہی ان باتوں کا فیصلہ کرنے والا حقیقی حاکم ہے جو دلوں کے بھید اور آنکھوں کی خیانت تک جانتا ہے۔ شاید ہماری یہ چند توضیحات خوابِ غفلت میں پڑے مسلمانوں کو بیدار کر دیں اور وہ بچ سکیں۔ یاد رکھیے! کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو دو دفعہ قتل کیا گیا اور تم دونوں دفعہ سوتے ہی رہ گئے۔ ایک اس وقت جب کوفہ کی غدار تلواروں نے ان کے معصوم خون کو مباح جانا اور دوسرے اس وقت جب حسینی پرچم جس کو لے کر سنت نبویہ کے دفاع کے لیے نکلا کرتے تھے، ان رافضیوں کے ہاتھ میں آ گیا جنہوں نے یہی پرچم لے

[1] تاریخ الاسلام للذہبی: ۱/ ۵۲۲، ۶۲۱۔ تاریخ الخلفاء للسیوطی: ۱/ ۱۸۲۔ خطط الشام لمحمد کرد علی: ۱/ ۱۳۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر خادمانِ ملت و دین اور حامیانِ کتاب و سنت کا بے محابا خون کرنا شروع کر دیا، ان کی حرمتوں کو پامال کیا، ان کے مسلمات کا انکار کیا اور ان کے عقیدہ و منہج میں زبردست تحریف و تبدیلی پیدا کر دی۔

امام ابن خلدون لکھتے ہیں:

''جس چیز نے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ خلافت کے منصب پر اپنے بیٹے یزید کو متمکن کریں نہ کہ کسی اور کو، وہ امت مسلمہ کی وحدت کی مصلحت کی رعایت تھی تاکہ لوگ اہل حل وعقد کی رائے سے ایک بات پر مجتمع ہوں۔''

آگے لکھتے ہیں:

''اگر سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی عدالت اور ان کا شرفِ صحابیت کسی دوسرے امر کے گمان سے مانع ہے۔ پھر اس موقع پر اکابر صحابہ کی موجودگی اور ان کا اس بارے میں سکوت اس بات کی دلیل ہے کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات شک سے بالاتر ہے اور جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو حق کے معاملہ میں کسی مداہنت یا سہل انگاری کا شکار تھے۔ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی عدالت اس گمان کے قائم کرنے سے مانع ہے۔'' ❶

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو اس خوف کی بنا پر خلافت کے لیے نام زد کیا تھا تاکہ مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا نہ ہو، کیونکہ آپ جانتے تھے کہ بنو امیہ کسی اور کے خلیفہ بنائے جانے پر راضی نہ ہوں گے، چنانچہ اگر خلافت کسی اور کے حوالے کی گئی تو بنو امیہ اس سے ضرور اختلاف کریں گے، مزید یہ کہ بنو امیہ یزید کے بارے میں نیک گمان رکھتے تھے، کسی کو یزید کی صالحیت میں شک نہ تھا اور نہ ہم جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ گمان کر سکتے ہیں کہ انہوں نے ایک غیر صالح شخص کو امت مسلمہ کی امارت و خلافت جیسے اہم ترین منصب کے لیے نام زد کیا تھا۔'' ❷

ابن خلدون لکھتے ہیں:

''مامون ہی کو دیکھ لیجیے کہ جب اس نے علی بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو ولی عہد بنایا اور ان کا نام الرضا رکھا، تو بنو عباس نے کیسے اس پر انکار کیا اور اس کی بیعت توڑ کر مامون کے چچا ابراہیم

❶ المقدمة للقاضی ابن خلدون، ص: ۲۱۰.

❷ المقدمة، ص: ۲۰٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بن مہدی کی بیعت کر لی، جس کے نتیجہ میں قتل و غارت اور اختلاف ظاہر ہوا، راستے لوٹے جانے لگے اور باغیوں اور خارجیوں کی کثرت ہوگئی، بے پناہ بگڑتی صورتِ حال دیکھ کر مامون فوراً خراسان سے بغداد جا پہنچا اور اس بغاوت کا سر کچلا اور ان کے امر کو ان کے عہد کی طرف لوٹایا۔ ہمیں مامون کے عہد میں اس کا اعتبار کرنا ہوگا۔ بے شک زمانے، ان میں ظاہر والے امور و حوادث اور قبائل و عصبیات کے اختلاف سے مختلف ہیں اور مصالح کے اختلاف سے مختلف رہتے ہیں اور ہر زمانہ کا اس کے خاص حالات کے اعتبار سے ایک خاص حکم رہا ہے اور یہ اللہ کا اپنے بندوں پر لطف و احسان ہے۔" ❶

ایسے اقدامات کے ضمن میں امت مسلمہ کی وحدت پوشیدہ ہوتی ہے۔ ان میں امت کے استقرار و استحکام کی حفاظت اور امارت و خلافت جیسے منصب کے بارے میں نزاعات و خصومات کی پیش بندی ہوتی ہے۔ ❷ یہ بات روافض کو گھبرا کر رکھ دیتی ہے، اور ان کے کلیجے امت مسلمہ کی امن و سلامتی اور وحدت و یگانگت کو دیکھ کر منہ کو آنے لگتے ہیں۔ پھر وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ انہیں امت مسلمہ کی وحدت ایک آنکھ نہ بھائی اور یزید کے بارے میں بے تحاشا افواہیں اور جھوٹی باتیں پھیلا دیں حتیٰ کہ عالم اسلام کا چپہ چپہ ان کذب بیانیوں سے بھر گیا، تا کہ یزید اور اس کے والیوں کے خلاف شورش برپا ہو، فتنہ سر اٹھائے اور سنت نبویہ پر غیرت رکھنے والوں کے جذبات میں انگیخت پیدا ہو۔

ان کوفیوں نے ایسا ہی سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی کیا کہ خطوط کا ایک طومار لکھ بھیجا لیکن عین وقت پر باطل کے شانہ بشانہ کھڑے ہو گئے۔ سنت نبویہ کے سچے پیروکار سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو اس بات کی مطلق خبر نہ تھی کہ اس سازش کے سارے تانے بانے بننے والے یہی کوفی تھے۔ بلاشبہ ان اعدائے صحابہ کا مقصد جناب حسین رضی اللہ عنہ کو غدر کر کے شہید کرنا ہی تھا تا کہ سنت نبویہ کا ایک مظہر، کتاب اللہ کا ایک سچا عامل و پیکر اور دین محمدی کی اشاعت و سر بلندی کا ایک سچا محب روئے زمین پر باقی نہ رہے۔

کیا یہ بات کوئی عاقل تسلیم کر سکتا ہے کہ ان کوفیوں کو جناب حسین رضی اللہ عنہ کا یہ سراپا قبول تھا جس کے انگ انگ میں زہد و عبادت، تقویٰ و طہارت، سنت کے ساتھ شدت تمسک، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی محبت و عقیدت رچی بسی تھی؟ ہرگز بھی نہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ان لوگوں کو جس بنیادی سبب و باعث نے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ مکر و فریب کرنے پر آمادہ کیا تھا وہ تھا

❶ العبر و دیوان المبتدأ و الخبر لابن خلدون: ۱/ ۲۱۱.

❷ العواصم من القواصم، ص: ۲۲۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب حسین رضی اللہ عنہ کا امت مسلمہ کی نظروں میں عقیدت و احترام پر مبنی مقام و مرتبہ، جو کتاب و سنت کی سچی پیروی پر مبنی تھا۔ ان رافضیوں کو دراصل کھٹکا اسی بات کا تھا کہ اگر امر خلافت جناب حسین رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست میں آ گیا تو یقیناً وہ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے نہج پر ہی امر خلافت کو چلائیں گے جس میں دور دور تک بھی ان کے وجودوں کے باقی رہنے یا رکھنے کی گنجائش نظر نہ آتی تھی۔ چنانچہ ان لوگوں نے دوہری چال چلی کہ ایک طرف تو خود فتنہ بھڑکایا پھر جناب حسین رضی اللہ عنہ جیسے اخیار و ابرار اکابر کی شخصیات کو اس فتنہ کو اور زیادہ بھڑکانے کے لیے ایندھن کے طور پر استعمال کیا۔ یوں ان لوگوں نے قتل حسین رضی اللہ عنہ کی مصیبت عظمیٰ کو جس کا پہلا سبب انھی کا مکر و غدر تھا، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سنت نبویہ اور وحدت امت کے ساتھ کھلواڑ کرنے کا ذریعہ بنا لیا۔

رہے وہ نام نہاد اہل سنت جو اس بات کا پروپیگنڈا کرتے نہیں تھکتے کہ اسلام میں ''موروثی حکومت'' کے نظام کے مؤسسِ اوّل جناب امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما تھے، تو دراصل ان لوگوں نے حالات و واقعات کا صرف ایک زاویۂ نگاہ ہی سے جائزہ لیا ہے، اسی یک طرفہ جائزے نے انہیں ایک ایسے صحابی رسول پر یہ تہمت لگانے پر ابھارا جن کی سیاست نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ روئے زمین کے سب سے ذہین ترین آدمی تھے اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بعد سیاسی تدبر و شعور میں سب سے زیادہ قوت و مہارت اور دسترس رکھتے تھے۔

اگر سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یزید کی بیعت کو امر وراثت گمان کرتے ہوتے تو انہیں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ، سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور دوسرے لوگوں کو اپنی رائے میں شریک کرنے کی کیا ضرورت تھی اور انہوں نے ان اکابر کے غصہ اور سختی کو کیوں برداشت کیا اور آخر یہ سب سہنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اکیلے ہی یزید کی نامزدگی کو کیوں کافی نہ سمجھا؟ اور کیا یہی نظامِ وراثت نہیں ہوتا؟ کہ والی کسی سے بھی مشورہ یا رائے لیے بغیر اکیلے ہی اپنے ورثاء میں سے کسی ایک کو اپنے بعد کے امر کا وارث قرار دے دیتا ہے۔

پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات کے شدید متمنی کیوں تھے کہ عام قبائل عرب اور امت کے اکابر کو بھی یزید کی بیعت میں شریک کریں؟ اور انہوں نے ہر خاص و عام، قریب اور دور کے آدمی سے اس بارے میں مشاورت کیوں کی؟ یا اس بات کو ہوا دے کر دراصل امت مسلمہ کے اکابر کی بابت بدگمانی کے زہر کو عام کر کے اعدائے صحابہ کے ہاتھوں کو مضبوط کرنا مقصود ہے؟ یوں اس شور و غوغا کا بدترین نتیجہ یہ نکلا کہ ہر بے اوقات اٹھ کر جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف محاکمہ کرنے اور ان کے خلاف عدالت قائم کرنے بیٹھ گیا اور اس کی جرأت بے جا اس حد تک جا پہنچی کہ وہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنے تئیں صحیح بات کی فہمائش کرنے لگا، حالانکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب معاویہ رضی اللہ عنہ تو ان عظیم ترین ہستیوں میں سے ہیں جن کے اقوال و افعال کو آج تک مشعل راہ بنایا جاتا ہے اور قیامت تک بنایا جاتا رہے گا۔

پھر ان لوگوں کے لہجوں کی رعونت دیکھ کر یوں گمان ہونے لگتا ہے کہ غزوۂ قسطنطنیہ کے اصل بہادر اور شہ سوار یہی لوگ تھے جو جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے مبارک دور خلافت میں لڑی گئی تھی!!

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر نکتہ چینی کرنے والے ان نام نہاد عقل مندوں نے خود کو اہل عقل و خرد اور اربابِ حکمت و دانش کے نزدیک ''ایک مذاق'' بنانا گوارا کر لیا اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ ان کی زبانیں بھی انہی خرافات کے ذکر سے ہر وقت تر رہتی ہیں جو روافض صحابہ کا وظیفۂ حیات ہیں کہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت لے کر ایک بالکل غیر شرعی امر کا ارتکاب کیا ہے، کیونکہ اس میں وراثت کا شبہ ہے۔ جبکہ عین اسی وقت ان کا اپنا کردار یہ ہے کہ ان کے خود ساختہ دین کی ساری بنیاد اور مکمل ڈھانچہ ہی ''وراثت'' کے نظام پر قائم ہے اور یہ ان کی نری سیاست نہیں بلکہ ''اصل دین'' ہے۔ لہٰذا ان کے نزدیک امامت صرف اولاد حسین رضی اللہ عنہما میں ہی جاری ہو سکتی ہے، دوسرے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے بھی صرف اس اولاد میں امامت قائم اور جاری و ساری رہ سکتی ہے جو جناب حسین رضی اللہ عنہ کی ایرانی لونڈی کے بطن سے چلی اور طرفہ تماشا یہ کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر وراثت اور موروثی نظام حکومت کے بانی ہونے کی تہمت لگانے والے یہ حضرات خود جناب حسین رضی اللہ عنہ کے دین حق کو مٹانے میں اپنی تمام تر توانائیاں خرچ کرنے میں صدیوں سے لگے ہوئے ہیں۔ اس بات کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ جناب حسین رضی اللہ عنہ کی ذریت و اولاد آفاقِ عالم میں خوب خوب پھیلی ہوئی ہے لیکن اہل بیت سے محبت کے دعوے دار یہ حضرات اور ان کی حکومتیں امامت و قیادت کو صرف اپنے اندر ہی جائز سمجھتے ہیں اور یہ حق اور منصب اپنے سوا کسی اور کو دینے کے لیے ہرگز بھی تیار نہیں۔ حتیٰ کہ امامت کے خود ساختہ جلیل القدر منصب کا یہ کسی ہاشمی عرب کو بھی اہل باور نہیں کرتے؟!!

ان لوگوں کے زبانی دعووں، دلی عقیدوں اور عملی رویوں سے یوں لگتا ہے کہ جیسے جس ''بیت'' کا یہ نام لیتے ہیں وہ کسی اور ہی کا بیت ہے نہ کہ بیت نبوی ہے اور جس آل کا یہ نام لیتے ہیں یہ آل رسول ہی نہیں؟!!

افسوس! کہ رافضیوں کے اس پروپیگنڈے کی زَد میں نام نہاد اہل سنت بھی آ گئے اور انہوں نے سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی رسول پر یہ طعن کرنا شروع کر دیا کہ انہوں نے خلافت کو وراثت میں بدل دیا۔ حالانکہ خود ان رافضیوں کے نزدیک خلافت صرف وراثت میں ہی ہے۔ یہ اولادِ حسین رضی اللہ عنہما کے سوا کسی میں بھی خلافت و امامت کو جائز نہیں سمجھتے۔ یہاں چند سوالات اٹھتے ہیں:

❀...... آخر یہ کس نے کہا ہے؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

❀......اس پر کس نے عمل کیا؟

❀......اس قول کو کون تسلیم کرتا اور صحیح مانتا ہے؟

❀......کیا اس بات کی خود سیّدنا علی رضی اللہ عنہ وصیت اور حکم کر گئے تھے؟

❀......پھر انہوں نے خود سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی خلافت کا وارث کیوں نہ بنایا؟

❀......اور کیا یہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے؟

❀......اگر خلافت و امامت صرف اولادِ علی و حسین رضی اللہ عنہما ہی میں روا ہے تو پھر خود جناب حسن رضی اللہ عنہ امر خلافت سے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دست بردار کیوں ہوئے تھے اور مسلمانوں نے اس سال کا نام "عام الجماعت" (باہمی اتفاق و اتحاد کا سال) کیوں رکھا؟

جب ان نام نہاد الزامات و اتہامات کا تاریخ اسلام میں نام ونشان تک نہیں ملتا تو ہم پر لازم ہے کہ ہم امت کے اسلاف اکابر اور ائمہ اعلام کی بابت شکوک وشبہات پیدا کرنے والے ان افکار کے پھیلانے والوں کو جانیں اور پہچانیں، اور اسلام کی ثابت اور کھری تاریخ کی بیخ کنی کرنے والی ان روایات کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کریں۔ جبکہ اس جعلسازی کا سنگین ترین پہلو یہ ہے کہ ان جعلسازوں کو ان جعلی روایات کی خطرناکی کی ذرا پروا نہیں۔ ضرورت ہے کہ امت مسلمہ کے حساس قلب ونظر رکھنے والے دردمند لوگ ان رافضیوں کی تاک میں رہیں اور ان کی ظاہری اور پوشیدہ ہر ہر حرکت پر کڑی نگاہ رکھیں۔ ان کی شخصیت، کردار اور عقیدہ و عمل کو قلم سے طشت از بام کریں، تاکہ خوابِ غفلت میں پڑے ہوؤں کو بیدار کریں۔

یہ روافض خود سے واقعات تراشتے ہیں، اشعار گھڑتے ہیں اور انہیں امت مسلمہ کے اکابر و اشراف کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی برامکہ نے بھی کیا۔ ہارون الرشید نے انہیں قریب کیا، اپنا مصاحبِ خاص بنایا لیکن انہوں نے ان احسانات کا بدلہ غدر و خیانت کی صورت میں دیا اور خلافت کو عربوں سے چھین کر عجمیوں کے ہاتھوں میں دینے کی سرتوڑ کوشش کی۔

ان برامکہ نے دھونی دینے اور بھٹی جلانے کے نام پر مساجد میں مجوسیوں کی آگ کو داخل کیا۔ "العواصم من القواصم" کا مؤلف برامکہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"یہ لوگ باطنیہ تھے، فلاسفہ کے عقائد رکھتے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں نے دین اسلام کے خلاف گہری چال چلی اور مجوسیت کو دین کے نام پر حیاتِ نوبخشی، ان لوگوں نے مساجد کو دھونی دینے کی نیو ڈالی۔ اس سے قبل مساجد کو "خلوق" ❶ سے معطر کیا جاتا تھا لیکن ان لوگوں نے مساجد کو

❶ خُلُوق یا خِلَاق: ایک قسم کی خوشبو جس کا بیشتر حصہ زعفران ہوتا ہے۔ (القاموس الوحید، ص: ٤٦٩) (نسیم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آگ سے معمور کرنے کے لیے انگارے جلانے کو رواج دیا اور تو اور، ان لوگوں نے یہ تک گھڑ لیا کہ مساجد میں دھونی دینا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔ یہ برامکہ عربوں کی حکومت کو عجمیوں کے ہاتھوں اور آزاد دین دار شرفاء کی حکومت کو ملحد بے دین غلاموں کے ہاتھوں برباد کروانے میں کامیاب رہے۔ ان لوگوں نے اپنے نفوس میں عربوں اور خلافت اسلامیہ کے خلاف کینہ پال رکھا تھا، ہر وقت اس کی بربادی کے منتظر رہتے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں نے ہر کوڑھ مغز، بے لگام اور بے صبر بخیل کو اپنے گرد اکٹھا کیا، ان کے سامنے کھل کر فلسفیانہ نظریات کو رکھا جو اب تک چھپاتے چلے آ رہے تھے۔ لوگوں کو قریب کرنے کے لیے ان پر داد و دہش کے دروازے کھول دیئے۔ یوں برامکہ نے اسلامی معاشرہ سے وہ لوگ چھانٹ چھانٹ کر الگ کر لیے جن کو نیکی و راستی اور رشد و ہدایت سے کوئی سروکار نہ تھا، کسی نے صحیح کہا ہے:

عَنِ الْمَرْءِ لَا تَسْئَلْ وَ سَلْ عَنْ قَرِیْنِهٖ
فَكُلُّ قَرِیْنٍ بِالْمَقَارِنِ یَقْتَدِیْ

''آدمی کے بارے میں نہ پوچھ بلکہ اس کے مصاحب و ہم نشین کے بارے میں پوچھ کہ آدمی ہمیشہ اپنے ہم مجلس اور ہم صحبت کی سیرت کو اپناتا ہے۔''

ان برامکہ نے ہدایت کے نام پر سراپا گمراہی ایک مجلس قائم کی ہوئی تھی جہاں اسلام کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکنے کے خفیہ منصوبے تشکیل دیئے جاتے تھے۔ برامکہ نے اپنی گمراہی کو اطراف و اکناف میں پھیلانے کے لیے معتزلہ، امامیہ اور موبذان -یہ مجوسیوں کے قاضی ہوتے ہیں- میں سے چودہ نام وَر آدمیوں کا انتخاب کیا ہوا تھا، جو شر و فساد میں طاق اور اپنی مثال آپ تھے۔ مذکورہ موبذان مجوسیوں کا بااعتماد اور خاص آدمی تھا۔'' ❶

ہم اپنے ذی شعور اور دانش مند قاریوں پر یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ روافض اپنے اس مکر پر آج تک جمے ہوئے ہیں۔ یہی ان کا عقیدہ ہے، گمراہی کے انہی ہتھیاروں سے لیس یہ سبائی اسلام کے خلاف محاذ آراء ہیں، یہ رافضی غیرتِ اسلامی اور دینی حمیت سے محروم غافل مسلمانوں کی بے خبری کا بھرپور فائدہ اٹھاتے آتے ہیں اور اب تک بھی غیرت و حمیت اور صحیح دینی و تاریخی علم سے محروم طبقہ ہی ان کا آسان شکار بنتا چلا آ رہا ہے۔ سبائیوں نے بداعتقادی اور مکر و فریب کے انہی ہتھیاروں سے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما پر حملہ کیا تھا اور جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کردار کشی میں اپنی ساری صلاحیتیں خرچ کر دیں اور ان پر یہ بہتان

❶ العواصم من القواصم، ص: ٦٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باندھ دیا کہ انہیں اپنے بیٹے یزید کی بے دینی کا علم تھا لیکن وہ یہ سمجھتے رہے تھے کہ یزید اپنے کرتوت لوگوں کے سامنے عیاں نہ کرے گا۔ حاشا وکلا کہ جنابِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں یا زبان پر یہ بات آئی ہو۔ افسوس کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف یہ دروغِ بے فروغ ان کی رحلت کے صدیوں کے بعد گھڑا گیا۔ یہ افترا پرداز اور دروغ باف کمال حیا باختگی سے یہ کہتے ہیں کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید سے یہ کہا تھا:

فَبَاشِرِ اللَّيْلَ بِمَا تَشْتَهِي
فَإِنَّمَا اللَّيْلُ نَهَارُ الْأَرِيبِ
كَمْ فَاسِقٍ تَحْسِبُهُ نَاسِكًا
قَدْ بَاشَرَ اللَّيْلَ بِأَمْرٍ عَجِيبِ
غَطَّى عَلَيْهِ اللَّيْلُ أَسْتَارَهُ فَبَاتَ
فِي أَمْنٍ وَعَيْشٍ خَصِيبِ
وَلَذَّةُ الْأَحْمَقِ مَكْشُوفَةٌ
يَشْفِي بِهَا كُلُّ عَدُوٍّ غَرِيبِ

''رات کو جو چاہے کر لیا کرو کہ رات زیرک کا دن ہوتا ہے۔ کتنے ہی گناہ گار ہیں جن کو تم بڑا عبادت گزار سمجھتے ہو لیکن وہ رات کو نہ جانے کیسے کیسے عجیب کام کرتے ہیں۔ رات کی تاریکی اس پر اپنے پردے ڈال دیتی ہے، یوں وہ رات کو کمال بے خوفی اور عیش ولذت میں گزارتا ہے۔ لیکن احمق سب کے سامنے گل چھرے اڑاتا ہے جس سے دشمنوں کو خوش ہونے کا موقع ملتا ہے۔''

اگرچہ قاتلانِ حسین نے کذب بیانی اور افترا پردازی کی انتہا کر دی لیکن رب تعالیٰ نے انہیں برسرِ بازار فضیحت و رسوائی سے دوچار کیا۔ یہ اشعار نہ تو سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں کہے گئے اور نہ ان کے بعد کہے گئے اور نہ ان اشعار کا سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، یزید یا خلافت بنو امیہ سے کوئی تعلق ہی ہے۔ ان اشعار سے اہل بصرہ واقف تک نہیں۔ یہ تو یحییٰ بن خالد برمکی کے اشعار ہیں جو ہارون الرشید کے دور میں تھا اور یہ یزید کی وفات کے تقریباً سو سال بعد کا زمانہ ہے۔ [1] کیا یہ ان رافضیوں کی کھلی بہتان تراشی نہیں؟!!

بہرحال آل بیت حسین رضی اللہ عنہ کی بابت خود ساختہ مظالم کی جو داستانِ ہوش ربا یزید کے دورِ خلافت کی طرف منسوب کر کے سنائی جاتی ہے، اس کا ''سچ کی دنیا'' سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ان غداروں نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ جب تک جناب حسین رضی اللہ عنہ کوفیوں کی خط و کتابت کے بعد کوفہ

[1] تاريخ دمشق: ٦٥/ ٤٠٣.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی طرف روانہ نہ ہوئے تھے، کسی نے بھی آپ کو یزید کی بیعت کر لینے پر مجبور نہ کیا تھا، لیکن جیسے ہی یزید کی بیعت کر لی گئی تو ان حضرات کو سب سے زیادہ خدشہ امت میں وحدت و اتحاد کے قائم ہو جانے کا تھا اس لیے انہوں نے بہتان تراشیوں اور فتنہ انگیزیوں کی آگ بھڑکا دی۔ ان کی جھوٹی افواہوں اور دغا بازیوں کو دیکھتے ہوئے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت نہ کرنے کی بابت اپنا موقف تبدیل کر لیا اور اب آپ نے پرامن معارضہ کے بجائے اسلحہ اٹھا لینے کا فیصلہ کر لیا اور شاید اس کی دو وجوہات تھیں:

پہلی وجہ:

خلافت یزید کی بیعت کے لیے شوریٰ کی اس عملی شکل میں تشکیل نہ دی گئی تھی جیسا کہ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ادوار میں ہوتا تھا اور یہ حقیقت ہے۔ جبکہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد سے یہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے یزید کی بیعت کے لیے شوریٰ منعقد کر لی ہے، وہ یوں کہ انہوں نے اقالیم، سربرآوردہ شخصیات، والیان، لشکروں کے قائدین، قاضیوں اور علماء سے یزید کی بابت بیعت لے لی تھی۔ یوں انہوں نے اس طرح یزید کی بیعت کی بابت امت کی موافقت و تائید حاصل کر لی تھی۔ دوسرے اس وقت حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم جیسا ایسا کوئی فرد بھی تو نہ تھا کہ جس پر وحدتِ کلمہ کا انعقاد ہو سکتا۔ جیسا کہ حضرات انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ میں کیا کرتے تھے کہ جب وہ کسی کی بیعت کر لیتے تھے تو باقی امت پر سمع و طاعت لازم ہو جاتی تھی کہ حضرات انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم اہل حل وعقد تھے۔

پھر اگر یزید کے علاوہ کسی کی بیعت کی جاتی تو امر خلافت میں استقرار و استحکام اور استقامت منعقد نہ ہو سکتی تھی کیونکہ اس وقت قوت وشوکت اور استقرار خلافت کے جملہ اسباب یزید کی تائید میں جاتے تھے اور کوئی دوسرا اس قوت وشوکت اور تائید وحمایت میں یزید سے آگے نہ نکل سکتا تھا، جس کا لازمی نتیجہ تشتت و افتراق اور متعدد اجتہادات کی صورت میں نکلتا اور صراع و نزاع کا آغاز ہو جاتا۔ اسی امر نے جلیل القدر اور سربرآوردہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکوت اختیار کرنے اور امت کی وحدت اور امن و استقرار کی خاطر یزید کی بیعت کو تسلیم کر لینے پر آمادہ کیا، وگرنہ جملہ اصحاب رسول اور ان کی اولادیں سب کے سب یزید سے ظاہر و باطن ہر اعتبار سے بہتر تھے۔ اسی بات کو حضرت یُسیر بن عمرو رضی اللہ عنہ نہایت بلاغت کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

چنانچہ حمید بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ ہم یزید کے خلیفہ بننے کے بعد حضرت یسیر بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمانے لگے:

''لوگ کہتے ہیں کہ یزید اُمت محمدیہ کا بہتر آدمی نہیں، میں بھی اسی بات کا قائل ہوں، لیکن بات یہ ہے کہ رب تعالیٰ کا امت محمدیہ کے امر کو متحد رکھنا یہ مجھے اس کے متفرق و منتشر ہو جانے سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زیادہ عزیز ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جماعت تیرے پاس خیر ہی لائے گی۔'' ❶

البتہ یہ بات ضرور یاد رہے کہ اس بات کا قائل کوئی بھی نہیں کہ غلبہ کے حصول کے لیے شوریٰ کا یہی منہج ہی سب سے درست ہے۔ حمید ہی سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ یزید کے خلیفہ بننے کے بعد ہم ایک صحابی رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ فرمانے لگے:

''کیا تم لوگ یہ بات کہتے ہو کہ یزید اس امت کا نہ تو سب سے بہتر آدمی ہے، نہ سب سے زیادہ فقیہ ہے اور نہ سب سے زیادہ معزز ہی ہے؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمانے لگے: میں بھی یہی کہتا ہوں، لیکن اللہ کی قسم! مجھے امت محمدیہ کا اتفاق و اتحاد اس کے افتراق و اختلاف سے زیادہ عزیز ہے، تمہارا اس دروازے کے بارے میں کیا خیال ہے جس میں ساری امت کے گزر جانے کی گنجائش ہو تو کیا ایک شخص اس میں داخل ہونا چاہے تو کیا داخل نہ ہو سکے گا؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں۔ پھر فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر امت محمد ﷺ کا ہر فرد یہ کہے کہ وہ اپنے بھائی کا خون نہ بہائے گا اور نہ اس کا مال ہی چھینے گا۔ کیا یہ اس کے بس میں ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا: ضرور۔ تو فرمایا: یہی وہ بات ہے جو میں تمہیں کہنا چاہتا ہوں۔ پھر فرمایا: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''حیا سے تمہیں خیر ہی ملے گی۔'' ❷

اس رائے کی درستی اس وقت ہمارے سامنے واضح ہوتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے بے پناہ فضائل و مناقب اور شمائل و محامد کے مالک ہونے، امت محمدیہ میں عظیم تر رتبہ و مرتبہ اور لوگوں کی بے انتہا عقیدت و محبت رکھنے اور علم و فصاحت اور اعوان و انصار کی کثرت ہونے کے باوجود جب سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اختیار کی ہوئی ایک بات کو بدلنے کی کوشش کی تو ایسا نہ کر سکے اور نتیجہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت، شقاق اور فتنوں کے اضافے اور دار الاسلام میں ایک دوسرے کے خلاف اجتہادات کی کثرت کی صورت میں نکلا اور یہی وہ خطرات تھے جن سے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ امت کو بچانا چاہتے تھے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ ان کی دقت نظری، باریک بینی، بے پناہ دانائی اور اپنے دور کے حالات کی قرار واقعی تشخیص و تعیین میں غور و تدبر اور فکر و فراست کی راستی و درستی کو بتلاتا ہے۔ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس سیاست و تدبر کی شہادت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ان الفاظ کے ساتھ دیتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

''میں نے نبی کریم ﷺ کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑا سردار نہیں دیکھا۔ کسی نے کہا: کیا ابوبکر

---

❶ اسد الغابة لابن الاثیر، ترجمة یُسیر بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ: ۳/ ۱۳۱.

❷ تاریخ خلیفہ ابن خیاط: ۱/ ۱۶۴۔ مذکورہ حدیث "اسد الغابة: ۱/ ۶۰" میں موجود ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور عمر رضی اللہ عنہما بھی نہیں؟ تو فرمانے لگے کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ان سے بہتر تھے اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑا سردار نہیں دیکھا۔'' ❶

یہ موقعہ ان مسائل کی تفصیل کا نہیں۔ البتہ اس ذات کا حق پہچاننا بھی ضروری ہے جس نے اپنے علم، حلم اور دینی غیرت وحمیت کی بدولت پراگندہ امت کی شیرازہ بندی کی اور آراء و اجتہادات کی محاذ آرائی ختم کر کے اعدائے صحابہ کی شورشوں اور یورشوں کے آگے بند باندھ کر رکھ دیا۔

پھر یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ان جملہ امور میں امت کی مصلحت و عافیت کی بابت مجتہد تھے۔ اس لیے جو دریدہ دہن بھی ان پر موت قریب آ جانے اور قرب وحساب کے سامنے آنے پر اولاد کی محبت کے ہاتھوں مغلوب و مجبور ہو جانے کی تہمت لگاتا ہے تو بے شک وہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ان گزشتہ حسنات پر گھناؤنی تہمت لگاتا ہے جو انہوں نے جہاد فی سبیل اللہ کرنے، فتنوں کو پیوند خاک کرنے، امت کو متحد کرنے، اس میں امن کو عام کرنے اور اس کی اصلاح احوال کرنے کی راہ میں کی تھیں۔ میں ہرگز بھی یہ گمان نہیں کر سکتا کہ جس شخص کا یہ حال ہو وہ کبھی محض اپنے جذبات کے ہاتھوں مجبور ہو کر امت کی قسمت سے کھلواڑ کرنے کے لیے ایک غلط فیصلہ کرے خواہ آلِ بیت کی محبت کی آڑ میں ہی سہی۔

دوسری وجہ:

ان فتنہ گروں، دغا بازوں اور حضرات صحابہ کرام اور آل بیت رضی اللہ عنہم سے بے پناہ کینہ اور کھوٹ رکھنے والوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے حالات و واقعات کی خلافِ واقعہ منظر کشی کی اور بہتان و جعلسازی سے کام لیتے ہوئے تحریف کرنے اور بھڑکانے اور اکسانے میں بے پناہ مبالغہ کیا۔ ابوسعید مقبری بیان کرتے ہیں:

''اللہ کی قسم! میں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھا، وہ دو آدمیوں کے درمیان چل رہے تھے، کبھی وہ اس آدمی کی بات پر اعتماد کرتے تو کبھی اس دوسرے کی بات پر اور کبھی پھر اس پہلے کی بات پر، یہاں تک کہ مسجد میں یہ شعر پڑھتے ہوئے داخل ہو گئے:

لا ذعرت السوام فی غبش الصب
ح مغیرا و لا دعیت یزیدا
یوم اعطی مخافة الموت فیما
و المنایا یرصدننی ان احیدا

❶ المعجم الكبير: ١٣٤٣٢ـ المعجم الاوسط للطبراني: ٥٧٦٩ـ الآحاد و المثاني لابن عمرو الشيباني: ٥١٦ـ منهاج السنة: ٤/ ٤٣٠ـ البداية و النهاية: ٧/ ١٣٣ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''نہ تو مجھے منہ اندھیرے کسی غارت گر کا ڈر ہے اور نہ مجھے یزید کی بیعت کرنے کو کہا گیا ہے۔ مجھے ڈر ہے تو اس دن کا ہے جب مجھے ظلم سے مار ڈالا جائے گا اور موت میری تاک میں ہے کہ میں کب تنہا ہوتا ہوں۔''

ابو سعید کہتے ہیں:

''میں سمجھ گیا کہ اب سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ زیادہ دیر تک نہ ٹھہریں گے اور خروج کر دیں گے۔ پھر تھوڑا عرصہ بھی نہ گزرا کہ انہوں نے خروج کر دیا اور وہ مدینہ سے مکہ چلے گئے۔'' ❶

فتنہ گروں کی آپ سے ملاقاتیں بڑھتی گئیں۔ وہ آپ کے سامنے ظلم وستم کے جھوٹے قصے بیان کر کر کے آپ کی حمیت دینی کو انگیخت کرتے رہے حتیٰ کہ بالآخر انہوں نے سنت کی مدد کے نام پر۔۔جس سے یہ ہمیشہ بیزار رہتے ہیں۔ آپ کی حمیت کو مہمیز کر ہی دیا اور ان مکار وعیار کوفیوں کے مزعومہ ظلم و باطل کے قلع قمع کے لیے آپ کو تیار کر ہی لیا تو جنابِ حسین رضی اللہ عنہ سے کچھ ایسے امور سرزد ہونے لگے جو آپ کی نیتِ خروج کی غمازی کرتے تھے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حکومت کی طرف سے بعض لوگوں کو آپ کی نشست و برخاست اور حرکات وسکنات پر نظر رکھنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات سے کچھ عرصہ قبل ہی انہیں ان امور کی خبر دمشق لکھ بھیجی۔ انہی خطوط میں مروان بن حکم کا لکھا یہ خط بھی ہے جس میں انہوں نے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ

''مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں حسین (رضی اللہ عنہما) فتنہ کا باعث نہ بن جائیں۔ میں حسین (رضی اللہ عنہما) کی بابت آپ لوگوں کا دن طویل دیکھ رہا ہوں۔''

جس پر سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو وعظ و نصیحت بھرا یہ خط لکھا:

''جس نے اللہ سے اپنے داہنے ہاتھ سے کوئی عہد کیا ہو، وہ پورے کیے جانے کے زیادہ لائق ہے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ اہل کوفہ آپ کو شقاق و افتراق کی دعوت دے رہے ہیں۔ ان عراقیوں کو آپ آزما چکے ہیں، یہ وہی تو ہیں جنہوں نے آپ کے والد اور بھائی کے ساتھ بُرا کیا تھا۔ سو اللہ سے ڈریے اور عہد کو یاد رکھیے، جب آپ مجھے تھکائیں گے تو میں آپ کو تھکاؤں گا۔''

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں یہ لکھ بھیجا:

''آپ کا خط ملا۔ آپ کو میرے بارے میں غلط باتیں پہنچی ہیں۔ نیکیوں کی راہ اللہ ہی دکھاتا

❶ تاریخ الاسلام للذہبی: ۲/ ۸۳.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ میرا آپ سے محاربہ کرنے یا آپ سے اختلاف کرنے کا کوئی ارادہ نہیں اور اگر میں آپ سے جہاد ترک کرتا ہوں تو رب کے حضور میرے پاس کوئی عذر نہ ہوگا اور میرے نزدیک اس سے بڑا فتنہ نہیں کہ آپ نے اس امت کے امر کی ولایت یزید کے ہاتھ میں دے دی ہے۔"

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ خط پڑھ کر فرمایا:

"ہم نے ابوعبداللہ پر ایک شیر کو ترجیح دی ہے۔" ❶

یہ جملہ نصوص بتلاتی ہیں کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور خلیفۃ المسلمین سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان امور صراحت و باہمی خیر خواہی کی انتہا پر تھے۔ ہر ایک کو بات کی آزادی تھی۔ دورِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں جنابِ حسین رضی اللہ عنہ کو کسی بات کا اندیشہ اور کھٹکا نہ تھا، وہ جو چاہتے تھے کہہ دیتے تھے، جس چیز پر چاہتے تنقید کر دیتے تھے۔ انہیں اخذ و ردّ میں آزادی تھی، ان کے قول و فعل کو اعتماد کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ان کو نہایت شائستہ نصیحت فرماتے تھے اور ان دونوں بزرگوں میں دقیق و عمیق امور میں خوب صراحت تھی اور ان دونوں بزرگوں میں یہی رویہ اخیر تک قائم رہا۔

جناب حسین رضی اللہ عنہ کو سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ سے زیادہ یہ سننے کو ملا کہ وہ خروج پر آمادہ ہیں اور اس کی وجہ بھی سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچنے والی خبریں تھیں۔ چنانچہ انہوں نے لکھ بھیجا کہ

"میرا خیال ہے کہ آپ کے دماغ میں ایک خواہش ہے، میں اس کو معلوم کرنا چاہتا ہوں تا کہ میں وہ آپ کو معاف کر دوں۔" ❷

یہ امر بتلاتا ہے کہ دورِ معاویہ رضی اللہ عنہ عفو و درگزر اور چشم پوشی کی سیاست کی انتہا پر تھا۔ شاید یہ جناب حسن رضی اللہ عنہما اور جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان منعقد ہونے والی عظیم تر صلح کا ثمرہ تھا اور یہی وہ صلح تھی جس کی بدولت امت مسلمہ نے مودّت و محبت، اخوت و ہم دردی، باہمی اعتماد و ہم آہنگی اور نیکی و تقویٰ کے کاموں پر ایک دوسرے کی مدد کے ثمرات کو چنا تھا۔

اس دور میں خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ اور آل بیت رضی اللہ عنہم کے درمیان تعلقات میں کسی قسم کی رنجش و تکدر کا شائبہ تک نہ تھا جناب معاویہ رضی اللہ عنہ حضرات حسنین کریمین، حضرت ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم کا اس قدر اکرام کرتے تھے کہ اتنا کوئی دوسرا نہ کرتا تھا۔ جبکہ یہ حضرات سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہر قسم کی خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے تھے اور جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کا منشا پورا کرنے میں کسی ناگواری کا اظہار تک

❶ تاريخ الاسلام للذهبي: ١/ ٥٥٦.

❷ مختصر تاريخ دمشق، باب جوامع حديث مقتل الحسين: ٢/ ٤٤٠ـ البداية و النهاية لابن كثير: ٨/ ١٧٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ کرتے تھے۔ بلکہ یہ حضرات تو سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حلم و بردباری اور لوگوں کے ساتھ ان کے حسن سلوک دیکھ کر ان پر رشک کرتے تھے، جو لوگوں کے دلوں میں ان کے بارے میں کسی کینہ کو باقی رہنے نہ دیتا تھا۔ البتہ کوفیوں کا معاملہ دوسرا تھا، وہ رب کے ہاں سے اور ہی دل لائے تھے جہاں خیر کا گزر تک نہ ہوتا تھا، ان کے دلوں کے کینوں سے امت مسلمہ کا کوئی بزرگ نہ بچ سکا۔ جبکہ دوسری طرف سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ آل بیت رضی اللہ عنہم کو بے کھٹکے جو چاہتے تھے کہہ دیتے تھے۔ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خوب جانتے تھے کہ آل بیت رضی اللہ عنہم کا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا مقام و مرتبہ ہے اور ان بزرگ ہستیوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنا قرب حاصل ہے۔ پھر آل بیت حسین رضی اللہ عنہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی چچیری اولاد بھی تھے۔ دونوں کا نسب عبد مناف پر جا کر ایک ہو جاتا تھا۔ اب اس بات میں کیا شک رہ جاتا ہے کہ جو دونوں بھائیوں اور دو چچوں میں صلح اور خیر کے ارادہ کے بغیر زبردستی جا گھسے وہ دراصل شقاق و نفاق اور انتشار و افتراق کا داعی ہے جو رشتہ داریوں اور قرابتوں کو توڑنا چاہتا ہے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تعاون و تواصل اور دلوں کی شفافیت کے اس ماحول اور حال کو باقی رکھنے پر بے حد حریص تھے اور آپ یہ بھی جانتے تھے کہ یہ اہل کوفہ جو فتنوں اور شرارتوں کے سرغنہ ہیں، وہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خلافت کے حصول پر بھڑکانے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیں گے اور آپ نے حالات کے تناظر سے یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ بالآخر ایسا ہو کر رہے گا اور آپ کو یہ بھی بخوبی علم تھا کہ اس میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اپنی نیک نیتی کی بنا پر عذر پر ہوں گے اور اس امر کے اصل مجرم جناب امیر المومنین سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے قاتل، سکہ بند شریر کوفی ہوں گے۔

چنانچہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں اس بات کا شدید اہتمام رکھا کہ امت پر جناب حسین رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کو خوب خوب اجاگر کریں اور کسی بھی طور پر ان کے ساتھ تصادم کی صورت پیدا نہ ہونے دیں۔ آپ کی شدید تمنا تھی کہ اس بات کا اہتمام پوری تاکید کے ساتھ آپ کی وفات کے بعد بھی رہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے مرض الموت میں اپنے بیٹے یزید کو بلا کر اسے تاکید کے ساتھ وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

> ''حسین بن علی، فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر کو دیکھنا۔ وہ لوگوں کو سب سے زیادہ محبوب ہیں، ان سے صلہ رحمی کرنا، نرمی کا برتاؤ کرنا، تمہارے لیے ان کا معاملہ درست رہے گا اور اگر ان سے کسی بات کا صدور ہو تو مجھے امید ہے کہ اللہ تمہیں ان سے ان لوگوں کے ذریعے سے کافی ہو جائے گا جنہوں نے ان کے باپ کو قتل کیا اور ان کے بھائی کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔''

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے پندرہ رجب ۶۰ ہجری کو وفات پائی اور لوگوں نے ان کے بعد یزید کی

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بیعت کی۔ ❶

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے زندگی بھر اپنے سب والیوں اور گورنروں کے سامنے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بابت اپنا یہی منہج قائم رکھا، اسی کی تاکید کے ساتھ یزید کو وصیت بھی کی اور یزید نے بھی اسی نہج کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کی اپنی سی بھرپور کوشش کی۔ لیکن اس بات سے انکار بھی ممکن نہیں کہ یزید میں اپنے والد ماجد کا سا سیاسی تدبر، معاملہ فہمی، صبر وسیادت اور زمامِ حکومت سنبھالنے کا تکلف اور بناوٹ سے خالی سلیقہ اور طریقہ نہ تھا اور نہ لوگ اسے اس نگاہ سے دیکھتے تھے جیسے وہ اس کے والد کو دیکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ کے تین جلیل القدر صحابہ اور بزرگوں، سیّدنا حسین، سیّدنا ابن زبیر، اور سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہم نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کے نزدیک یزید کا انتخاب شوریٰ کی حقیقت اور روح سے خالی تھا اور نہ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سیرت سے میل ہی کھاتا تھا۔ ان حضرات نے امر خلافت کے لیے اپنی اولادوں کو آگے نہ کیا تھا۔ جبکہ باقی امت نے یزید کی بیعت کر لی جو معروف ہے۔

یزید کی خلافت کی بابت شوریٰ پر ہمارا یہ نقد برحق ہے خواہ اس میں جمہور امت بھی شامل تھی۔ لیکن یزید کا استخلاف اس تناظر میں نہ تھا بلکہ امت کی وحدت اور اس کی سلامتی کے تناظر میں تھا۔ اگر سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے اس اجتہاد کو کہ دو نقصانوں میں سے ہلکے کو اختیار کیا جائے، ترک کر دیتے تھے تو خلافت کے کئی امیدوار کھڑے ہو جاتے اور ہر ایک کو اعوان وانصار اور یار و مددگار بھی میسر آ جاتے۔ بھلا بتلایئے کہ ان سب کو ایک کون کرتا، اس پر مستزاد یہ کہ خوارج کب سے تاک میں بیٹھے تھے کہ جس طرح بھی بن پڑے امت مسلمہ کے عقیدہ و ایمان کے وجود میں بدعت وسبائیت کے پنجے گاڑ دیئے جائیں۔ اس لیے اگرچہ یزید کا انتخاب افضل نہ تھا لیکن ضرر میں کم اور وحدت امت کا ضامن زیادہ تھا۔ جیسا کہ سیّدنا یسیر بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات مذکور ہو چکی ہے۔ اس لیے ہمارا یہ کہنا بے جا نہیں کہ یزید کے انتخاب کی بابت سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر زبان چلانے والوں نے اس امر کا صرف ایک زاویہ سے ہی جائزہ لیا ہے۔ جبکہ وہ امت کی واقعیت اور حقیقت احوال سے جاہل ہیں بلکہ وہ امت کی گھات میں بیٹھے دشمن کوفیوں کی باطنیت اور مکر وایہام سے تجاہل برت رہے ہیں۔ لیکن صحیح نتیجہ تک پہنچنے کے لیے کینہ، حسد، خود غرضی، نفس پرستی، خود رائی، لاچارگی اور جہل و بےعلمی سے خالی ہونا بھی تو ناگزیر ہے۔

میرا پختہ یقین ہے کہ ایک دانا و بینا ذی ہوش مومن سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی امت سے محبت اور اس کی وحدت کی شدید حرص کے دامن پر تہمت کا کوئی داغ لگانے کی جرأت ہرگز بھی نہ کرے گا اور یہ کوئی مفروضہ

❶ مختصر تاریخ دمشق، باب جوامع حدیث مقتل الحسین: ۲/ ٤٤٠ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں بلکہ ایک نا قابل انکار حقیقت ہے۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ جیسے دو خلفائے راشدین کے بعد کس نے امت کو متحد کیا؟ کس نے امت کو دوبارہ اس کی عزت و رفعت پر متمکن کیا؟ کس نے از سر نو فتوحات کا وسیع تر سلسلہ جاری کیا؟ کیا تاریخ کسی ایسے شخص کا پتا بھی دیتی ہے جس نے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی مصاحبت اختیار کرنے کے بعد ان سے اکتا کر اور دل آزردہ ہو کر انہیں اور جماعت کو چھوڑ دیا ہو؟ کیا ہمیں روزنِ تاریخ سے کوئی محتاج نظر پڑتا ہے جس کی دورِ معاویہ رضی اللہ عنہ میں حاجت روائی نہ کی گئی ہو اور اس کی کسمپرسی اور لاچارگی کا مداوا نہ کیا گیا ہو؟ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بعد سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سوا ایسا کون ہے جس سے امت نے اس طرح محبت کی ہو جیسی اس نے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کی ہے؟ یہ اور نہ جانے اور کتنے فضائل و مناقب ہیں جو سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے نامۂ اعمال میں درج اور امت کے دلوں پر نقش ہیں جن کا انکار ممکن نہیں، اگرچہ یہ طعنہ زن زبان دراز سبائی سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مبارک دور کی طرف خود ساختہ کتنے ہی حوادث و مصائب کیوں نہ منسوب کرتے رہیں، جن کی حیثیت اس شور و شغب سے زیادہ کی نہیں جو دیکھنے یا سننے کے لائق نہیں۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اونچے اور جلیل القدر کردار پر انگلیاں اٹھانے والے اور شوریٰ شوریٰ کا نام لے کر ٹسوے بہانے والے اور جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف یہ غل مچانے والے کہ انہوں نے شوریٰ کو عضو معطل بنا کر رکھ دیا تھا، خود کو یوں ظاہر اور پیش کرتے ہیں جیسے امت کی شیرازہ بندی کا سہرا انہی کے سر ہے اور جیسے روم کی سرکشی اور خودسری کو کچل کر خاک میں ملانے والے یہی جغادری اور خون آشام معرکوں کے شہسوار ہیں اور ان کے یہ کارنامے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے کارناموں سے کسی طرح کم نہیں جو روزِ قیامت تک کبھی فراموش نہ کیے جاسکیں گے، لیکن افسوس کہ یہ حضرات یہ بات یکسر بھول جاتے ہیں کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تو سب سے زیادہ شوریٰ پر عمل کرنے والے تھے اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت تو شوریٰ سے ہی تعبیر تھا۔ لیکن کوئی سچ بولنا اور انصاف کا دامن تھامنا بھی چاہے تو تب نا!!

کیا اس حقیقت سے انکار ممکن ہے کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کے انتخاب کی بابت کس کس سے مشورہ نہ کیا؟ کس کس دروازے پر دستک نہ دی؟ کیا ہر قبیلہ کی طرف وفود نہ بھیجے؟ کیا لوگوں سے رائے نہ لی گئی اور انہوں نے اپنی آراء پیش نہ کیں؟ کیا اقالیم و قبائل کے وفود نے آ آ کر اس مسئلہ میں شرکت نہ کی اور اپنی رضا کا اظہار کر کے برکت کی دعائیں نہ دی تھیں؟ تاریخ کی کتابیں ان کے ذکر سے معمور ہیں۔ ❶

ان واقعات کے تناظر میں برملا کہا جا سکتا ہے کہ یزید کا استخلاف شوریٰ سے تھا جس میں اغلبیت کی

❶ دیکھیں: تاریخ الطبری: ۳/ ۲٤۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رائے ثابت ہے گو اجماع تام نہیں ملتا۔ لیکن پھر بھی نکتہ چینیوں اور طعنہ زنوں کے لیے انگشت نمائی کی گنجائش نہیں ملتی۔ لیکن اگر بات افضلیت کی کی جائے کہ اس وقت ولایت کے زیادہ لائق کون تھا، تو بلاشبہ اس وقت ایک نہیں ہزاروں بلکہ بے شمار ایسے ''رجال'' امت میں موجود تھے جو ہر اعتبار سے یزید سے زیادہ امر خلافت کے اہل اور لائق تھے۔ لیکن امت نے اس فیصلے کو قبول کیا، اہل قوت وشوکت نے اس کی موافقت کی اور اس پر راضی رہے۔ اس مقام پر ہم بغیر صحیح معلومات کے غلط سلط باتیں پھیلانے والے کو صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ وہ کسی ثبوت کے بغیر بہتان طرازی، الزام تراشی، کردار کشی اور کسی بھی واقعہ اور حادثہ کی غلط عکاسی اور منظر کشی کرنے سے گریز کرے۔

جب حقیقت کا ان دونوں پہلوؤں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے قرار واقعی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے علم وتجربہ، فراست ومہارت اور تدبر وسیاست کے ذریعے سے صحیح رہنمائی کی، لوگوں کو قریب کیا، ان سے مشورہ لیا اور انہیں مشورہ میں شریک کیا، جس پر لوگوں نے انہیں مشورہ دیا اور برکت کی دعا دیتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ فتنہ کا دروازہ کسی طور پر بھی کھلا نہ رہنے دیجیے گا۔ بعد کے واقعات جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے وفہم کی تصویب کرتے ہیں۔ چنانچہ جیسے ہی یزید راہی ملک عدم ہوا امت کی وحدت کی لڑی ٹوٹ کر بکھر گئی اور اطراف واکناف میں فتنوں کی آگ بھڑک اٹھی اور اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ شوریٰ کے نظام کو یزید نے معطل کر دیا تھا تو یزید کی وفات کے بعد اب شوریٰ نے آگے بڑھ کر اپنا کردار کیوں نہ ادا کیا اور امر خلافت کے لیے امت کے رجالِ خیر کو آگے کیوں نہ کیا؟ بالخصوص معاویہ بن یزید بن معاویہ کا کردار اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کی بنیاد ہی شوریٰ پر رکھی تھی۔

چنانچہ معاویہ (بن یزید) یزید کی وفات کے بعد ربیع الاول ۶۴ ہجری میں خلیفہ منتخب ہوا۔ معاویہ کی کنیت میں اختلاف ہے، ابوعبدالرحمن، ابو یزید اور ابولیلیٰ تین نام کتب تاریخ میں ملتے ہیں۔ جب معاویہ (بن یزید) کا انتقال ہونے لگا تو لوگوں نے کہا: آپ اپنے بعد کسی کو خلیفہ نامزد کیوں نہیں کر جاتے؟ تو کہنے لگا: ''میں نے خلافت کی حلاوت تو چکھی نہیں اور اس کی تلخی جھیل نہیں سکا۔'' ❶

اس کے بعد خلیفہ کے اختیاری معاملہ کو بالکلیہ طور پر امت کے حوالے کر دیا اور اپنے کسی قول وفعل سے خلیفہ کے اختیار وانتخاب میں دخل تک نہ دیا۔

معاویہ (بن یزید) نے خلیفہ بننے کے بعد اپنے باپ کے مقرر کیے کسی عامل کو ہرگز نہ بدلا۔ معاویہ ایک خوبرو، سرخ وسپید، نیک سیرت نوجوان تھا۔ اکیس سال کی مختصر سی زندگی پا کر داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ عثمان

❶ تاریخ الاسلام للذهبی: ۱/ ۵٦۵۔ تاریخ الخلفاء للسیوطی: ۱/ ۱۸۲۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بن عنبسہ بن ابی سفیان نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ جب بنو امیہ نے ابن عثمان کو خلیفہ بنانا چاہا تو انہوں نے انکار کر دیا اور اپنے ماموں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے جا ملے۔ [1]

امر خلافت ایک بار پھر شوریٰ کے ہاتھ میں تھا۔ تو اب کی بار بھی شوریٰ نے خلافت کے لیے خیر امت کا انتخاب کیوں نہ کیا؟ جیسا کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر حرف گیری کرنے والوں کا شب و روز کا وظیفہ ہے؟ یا ان لوگوں کو شوریٰ کی بابت چرب زبانی کرنے میں مزا آتا ہے اور وہ بھی ان باتوں کے علم کے بغیر کہ

شوریٰ کے رجال کون ہوتے ہیں؟

شوریٰ کی مجلس کیسی ہوتی ہے؟

شوریٰ کے اخلاق وضوابط کیا ہیں؟!!

ان لوگوں نے خلافت اسلامیہ کے شورائی نظام کو معاصر انتخابات جیسا سمجھ لیا ہے جو نظریاتی ہیں، جن میں امت کی اور دین کی کسی مصلحت کی رو رعایت نہیں ہوتی۔ کیا آج مشرق یا مغرب میں کوئی شخص جماعتی، ملکی اور مفاد پرستانہ جذبات سے خالی اور پاک ہو کر بھی انتخابات لڑ سکتا ہے؟ کیا آج انتخابات کا کوئی امیدوار اِن سیاسی اور فکری ہلاکت آفرینیوں کی دلدلوں میں گھسے بغیر بھی اپنی مراد تک پہنچ سکتا ہے؟ کیا آج کے ہر ضابطۂ اخلاق سے آزاد انتخابات خلافت اسلامیہ کے نظامِ شوریٰ سے ادنیٰ سی بھی مماثلت رکھتے ہیں؟!!

بلاشبہ شوریٰ حکومت اسلامیہ کے وسائل میں سے ایک وسیلہ ہے، لیکن شوریٰ اس وقت ہی سود مند ہے جب ایک اسلامی معاشرہ حدود شرعیہ اور امت کے بلند تر مصالح کی رو رعایت کرنے پر بھی آمادہ ہو۔ روایتی شوریٰ اور نظریاتی انتخابات نے امت مسلمہ کو کس قدر نقصان پہنچایا ہے اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ کتنے ہی سنگ دل، بے رحم، سرکش، ہٹ دھرم، باغی و طاغی سرکش رہنما نظریاتی انتخابات کی راہ سے اقتدار تک پہنچے اور امت کی قسمت پر براجمان ہو کر بیٹھ گئے۔ حالانکہ وہ لوگ شوریٰ اور آزادانہ انتخابات کے بدترین مخالف ہوتے ہیں۔ ان لوگوں نے امت کے سینے میں جو چرکے لگائے تاریخ کے اوراق ان کی داستانوں سے معمور ہیں۔

اس بنا پر واجب ہے کہ حکومت کے وسیلہ کی منہجیت کا مدار اولویت ہو، نہ کہ اولویت حکومت تک پہنچنے کے وسیلہ کا مدار ہو، ایک مسلمان کے لیے سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس کی حکومت شرعی حکومت ہو جو عقیدہ و دین کی نصوص پر کاربند ہو، نہ یہ کہ ایک حاکم نام کا تو مسلمان ہو لیکن اس کا طرزِ حکومت لا دین، ملحدانہ اور لبرل وغیرہ ہو۔ دوسرے یہ کہ اولویت دستور اسلامی کو مستحکم کرنے اور اس کو نافذ العمل بنانے کے لیے ہو جبکہ حکومت کا حصول اور حاکم کی آزادی اس کے نزدیک ثانوی درجے میں ہو۔ نظام شوریٰ کو جہاں نظامِ اسلام کے

---

[1] تاریخ الاسلام للذهبی: ۱/ ۵٦٥.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حصول وتنفیذ کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے، وہیں اس کو جماعت، وطن، قوم قبیلہ اور فرقہ کی نصرت وحمایت کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ نصوص شرعیہ پر مشتمل دستورِ اسلامی کے ساتھ، جس میں رعایا حکام کی گردنوں پر مسلط ہو، ایک ایسی امت میں کھلواڑ کرنا ممکن نہیں جو اپنے عقیدہ کا احترام کرتی ہو اور اپنے اہداف ومقاصد کو جانتی پہچانتی اور سمجھتی ہو۔ اسلام میں شوریٰ کا حقیقی ہدف یہی ہے۔ امت پر لازم ہے کہ وہ اس کو سیکھے، سمجھے، اس سے محبت کرے اور اسی کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالے۔

اس سب کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری یہ تمنا ہے کہ کاش اس مرحلہ میں امت شوریٰ کی تطبیق کر سکتی اور ایک ایسے شخص کو مسند خلافت پر بٹھاتی جو ہر اعتبار سے یزید سے بہتر اور معزز وموقر ہوتا تو یقیناً پوری امت اس پر راضی بھی ہوتی اور وہ شخص فتنوں اور مصائب سے امت کی آڑ اور ڈھال بھی بنتا۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا۔

تب پھر ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں اور انہی الفاظ کے ساتھ ان حالات و واقعات اور مصائب وحوادث کی تعزیت کر سکتے ہیں کہ امت نے تو اپنا زور پورا لگایا اور نہ شوریٰ نے کوئی کوتاہی کی، لیکن جو تقدیر میں لکھا تھا وہ ہو کر رہا۔

یہی سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی شدید خواہش تھی کہ امت ان کے وفات پا جانے کے بعد اسی پر کار بند رہے۔
اس کی تائید وتاکید اس خط سے ہوتی ہے جو یزید نے مدینہ کے والی ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو لکھا تھا کہ

> ''لوگوں کو بیعت کی دعوت دو، ابتدا قریش کے اشراف سے کرنا۔ لیکن ان میں سے بھی پہل حسین بن علی سے کرنا۔ کیونکہ امیر المومنین معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے مجھے ان کے ساتھ نرمی کرنے اور حسن سلوک کرنے کی وصیت کی تھی۔'' ❶

ولید نے یزید کا خط ملتے ہی نصف شب کو سیّدنا حسین (رضی اللہ عنہ) اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بلوا بھیجا اور انہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دے کر یزید کی بیعت کر لینے کا مطالبہ کیا۔ دونوں نے جواب میں صبح تک مہلت مانگ لی کہ دیکھیے صبح کو لوگ کیا کرتے ہیں اور نکل گئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نکلتے ہوئے یہ کہا:

> ''ہم یزید کو جانتے ہیں، نہ اس میں حزم واحتیاط ہے اور نہ مروت۔''

ولید نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے ذرا سختی سے بات کی تھی جس کے جواب میں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اسے برا بھلا کہا اور اس کا عمامہ پکڑ کر سر سے اتار پھینکا، جس پر ولید کہنے لگا:

❶ مختصر تاریخ دمشق، باب جوامع حدیث مقتل الحسین: ۲/ ٤٤٠ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ہم نے ایک شیر کو برانگیختہ کیا ہے۔''

جب ولید گھر پہنچا تو اس کی بیوی اسماء بنت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کہنے لگی: کیا تم نے حسین (رضی اللہ عنہ) کو گالی دی؟ ولید نے کہا: ابتدا انہوں نے کی تھی۔ جس پر اسماء کہنے لگی: اچھا چلو حسین (رضی اللہ عنہ) کی گالی کا جواب تم نے ان کو گالی دے کر دے دیا، لیکن اگر وہ تیرے باپ کو گالی دیں تو کیا تم بھی ان کے باپ کو گالی دو گے؟ ولید نے کہا: نہیں!

سیدنا حسین اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اسی رات مکہ کو نکل گئے۔ صبح لوگوں نے یزید کی بیعت کر لی۔ جب سیّدنا حسین اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو طلب کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ دونوں تو راتوں رات مکہ نکل گئے ہیں۔ مکہ پہنچ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر جا اترے۔ [1]

یہ روایات بیان کرتی ہیں کہ خلافت کا سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے مطالبہ اور معاملہ بے حد نرمی کا تھا جس کا ثبوت مدینہ کے والی کے رویے سے ہوتا ہے جو سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھائی اور نئے خلیفہ کا چچا تھا، سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اس کے سر سے عمامہ اتار پھینکا لیکن اس نے جواب میں کچھ نہ کہا اور نہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر ان کا کوئی مواخذہ کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو امیہ کے دل آل بیت رسول کی بابت سلامتی سے معمور تھے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اہل ایمان کے درمیان اختلاف رائے جائز ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس دور کے خاص و عام سب کے سب جناب حسین رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ سے بخوبی واقف تھے، لیکن افسوس کہ اعدائے صحابہ نے مسلمانوں کی باہمی صلہ رحمی اور مودت و محبت کو ختم کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔

جب یزید کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ ضرور خروج کریں گے تو اس نے انہیں اس ارادہ سے باز رکھنے کی نہایت بلیغ کوشش کی اور اس غرض کے لیے اس نے کبار اہل بیت کو بھی جناب حسین رضی اللہ عنہ پر اثر انداز ہونے کو کہا، لیکن یزید اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ چنانچہ یزید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مکہ خروج کر جانے کی خبر لکھ بھیجی۔ یزید کا خیال تھا کہ مشرق کے لوگوں نے انہیں آ کر خلافت کی طمع دلائی تھی۔ یزید نے لکھا کہ آپ ان میں صاحب علم و تجربہ ہیں۔ اگر تو حسین (رضی اللہ عنہما) نے خروج کا ارادہ کیا ہے تو انہوں نے قرابت کو قطع کیا ہے، آپ اہل بیت کے بڑے اور سب کے منظور نظر ہیں، انہیں تفرقہ سے باز رکھنے کی کوشش کیجیے، اور چند اشعار بھی لکھ بھیجے جن میں خروج نہ کرنے کا نہایت بلیغ مطالبہ تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب میں یہ لکھ بھیجا:

[1] تهذيب الكمال للمزي: ٦/ ٤١٥۔ تاريخ دمشق لابن عساكر: ١٤/ ٢٠٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں امید کرتا ہوں کہ حسین (رضی اللہ عنہما) کا خروج کسی ایسے امر کے لیے نہ ہوگا جو تمہیں ناگوار ہو اور جس بات سے بھی الفت اور اتحاد پیدا ہوتا ہو اور شورش ختم ہوتی ہو میں اس بات کی انہیں ضرور نصیحت کروں گا۔''

اس کے بعد سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو رات گئے تک سمجھاتے رہے اور یہ کہا:

''میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ کہیں کل کو تم بے یار و مددگار ہلاک نہ ہو جاؤ، عراق تو ہرگز مت جاؤ اور اگر تمہیں یزید کے خلاف خروج کرنا ہی ہے تو حج ختم ہونے تک ٹھہرے رہو، تب لوگوں سے ملو جلو، ان کی رائے معلوم کرو، پھر اپنی رائے دیکھنا۔ یہ ۱۰ ذی الحجہ ۶۰ ہجری کی رات تھی۔ لیکن سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے بات نہ مانی اور عراق کی طرف عازمِ سفر ہو گئے۔'' ❶

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے مدینہ قاصد بھیجا۔ اس قاصد کے ساتھ بنی عبدالمطلب کے مردوں، عورتوں اور بچوں پر مشتمل انیس افراد مکہ آ پہنچے جن میں آپ کی اور آپ کے بھائی کی اولاد اور خواتین بھی شامل تھیں۔ ان کے پیچھے محمد بن حنفیہ بھی چلے گئے اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے مکہ آ ملے۔ محمد نے کہا کہ میرے رائے میں ابھی یزید کے خلاف خروج کا وقت نہیں۔ لیکن سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ان کی بات نہ مانی، جس پر محمد نے اپنی اولاد کو ساتھ نکلنے سے روک دیا اور ان میں سے کسی کو بھی نہ نکلنے دیا جس کا سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قدرے رنج تھا۔ انہوں نے فرمایا: کیا تم اپنی اولاد کو ادھر جانے سے روک رہے ہو جہاں مجھے شہادت ملے گی؟ محمد نے جواب دیا: مجھے اس کی حاجت نہیں کہ آپ شہید ہوں اور آپ کے ساتھ یہ بھی شہید ہوں، گو میرے لیے آپ کی مصیبت ان کی مصیبت سے بڑی ہے۔ ادھر عراقیوں نے خط پہ خط لکھ مارے اور قاصدوں کا تانتا بندھ گیا جو عراق چلے آنے کی دعوت دے رہے تھے۔ چنانچہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ عراق کے ساٹھ شیوخ اور اپنے اہل بیت کے ساتھ بروز سوموار دس ذی الحجہ ۶۰ ہجری کو عراق کی طرف روانہ ہو گئے۔ ❷

ان جملہ نصوص کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس سارے فتنہ کی آگ کا پہلا ایندھن اہل کوفہ تھے جن کی فتنہ انگیزیوں کا سلسلہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ میں شرکت سے شروع ہو کر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو دھوکے سے مار ڈالنے، سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زخمی کرنے اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ غداری کر کے انہیں شہید کرنے پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ اگرچہ جغرافیائی اور اعتقادی اعتبار سے اس جرم کی شناعت میں تعمیم ہے جو عراقی عوام سب کو شامل ہے بالخصوص معاصر عراق پر بھی جو اپنے افکار اور کینوں میں اہل کوفہ کی تاریخی بداعتقادی و بداطواری سے

❶ تهذيب الكمال: ٦/ ٤١٩۔ تاريخ دمشق: ١٤/ ٢٠٩۔ بغية الطلب لابن نديم: ٣/ ٢٧.

❷ تهذيب الكمال: ٦/ ٤٢٢۔ تاريخ دمشق، باب جوامع حديث مقتل الحسين: ١٤/ ٢١١، ٢/ ٤٤٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شدید متاثر ہے۔ لیکن اس کی تاریخی ذمہ داری کی تحدید اہل کوفہ تک محدود ہے جنہوں نے آل بیت کے قتل کا ارتکاب کیا اور وہ بھی ان کی مدد و نصرت کے نعروں کی آڑ میں کیا۔

جب سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ عراق کی طرف عازم سفر ہو گئے اور بعض والیوں کو بھی اس کی خبر مل گئی تو انہوں نے ابن زیاد کو سختی کے ساتھ خبردار کرتے ہوئے خطوط لکھے، جن میں اسے اس بات سے از حد ڈرایا کہ وہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو معمولی سی گزند پہنچانے کا بھی نہ سوچے اور خوب سمجھ لے کر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ لوگوں کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ چنانچہ مروان بن حکم نے عبیداللہ بن زیاد کو لکھا:

''اما بعد! حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) تیری طرف آ رہے ہیں۔ یاد رکھنا کہ یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لخت جگر ہیں جو خود جگر گوشہ رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! ہمیں حسین (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔ خبردار جوش میں آ کر ایسا کوئی کام نہ کر بیٹھنا جس کی تلافی تم کر نہ سکو، نہ عوام اس کو بھلا سکیں اور نہ اس کے ذکر کو بھی ترک کر پائیں۔ والسلام!'' ❶

جبکہ عمرو بن سعید بن عاص نے عبیداللہ ابن مرجانہ فارسیہ کو ان الفاظ کے ساتھ فہمائش کی:

''اما بعد! حسین تمہاری طرف آ رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ یا تو حسن سلوک کیا جاتا ہے یا ان کے درپے آزار نہیں ہوا جاتا۔''

اسماعیل بن علی خطمی کہتے ہیں:

''سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا مکہ سے عراق کی طرف جانا تب ہوا جب بارہ ہزار کوفیوں نے مسلم بن عقیل بن ابی طالب کے ہاتھ پر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی اور انہوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ چلے آنے کی دعوت پر مشتمل بے شمار خطوط بھی لکھ دیے ہوئے تھے۔ چنانچہ خطوط اور قاصدوں کی آمد اور اہل کوفہ کے بیعت کر لینے کے بعد سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔'' ❷

لیکن افسوس کہ اہل کوفہ نے ان تنبیہات اور تاکیدات کو ذرا درخورِ اعتنا نہ سمجھا اور وہ ایسا کرتے بھی کیوں؟ غدر و خیانت اور جفا و بے وفائی تو ان کی رگ رگ میں پیوست تھی۔ بھلا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب و شتم کرنے والوں کو بھی آخرت کے انجام بد اور شریعت کی مخالفت کا کوئی اندیشہ یا ڈر خوف ہوسکتا ہے؟!!

یہ بات معروف اور معلوم ہے جس کی شہادت خود شیعہ مآخذ و مصادر بھی دیتے ہیں کہ کوفہ عراق تمام شرور

---

❶ تهذيب الكمال: ٦/ ٤٢٢۔ تاريخ دمشق، باب جوامع حديث مقتل الحسين: ١٤/ ٢١١، ٢/ ٤٤٤.

❷ المعرفة و التاريخ: ١/ ٣٦١۔ اس روایت کی سند چاہے جیسی بھی ہو لیکن اہل کوفہ کی تاریخی حقیقت یہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور فتنوں کا گڑھ تھا۔ جس قدر سازشوں کے جال یہاں بنے جاتے تھے کسی دوسرے شہر میں اس میدان میں کوفہ کی ہم سری کرنے کی تاب نہ تھی۔ اسی لیے امت مسلمہ کے اخیار و ابرار نے کوفہ کی بے حد مذمت بیان کی۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

''شیطان نے کوفیوں میں انڈے دیئے، ان کو سینچا اور ان سے بچے نکالے۔''

پھر فرمایا:

''اے اللہ! ان کوفیوں نے مجھ پر امر کو ملتبس کر دیا تو بھی ان پر امر کو ملتبس کر دے اور ان پر ایک ثقفی نوجوان مسلط کر، جو ان کے نیکوں کو قبول نہ کرے اور ان کے بروں سے درگزر نہ کرے۔'' ❶

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ ان کوفیوں پر مطلق اعتبار نہ کرتے تھے اور نہ ان کے آئے کسی خط کی طرف التفات ہی فرماتے تھے، کیونکہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ نے بخوبی دیکھ لیا تھا کہ پہلے انہوں نے ان کے والد ماجد کے ساتھ دغا بازی کی، پھر خود ان کے ساتھ بھی فریب کاری سے دریغ نہ کیا۔ یزید الاصم بیان کرتا ہے:

''سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما مدائن اترے، قیس بن سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) مقدمہ میں تھے۔ پھر ''انبار'' اترے۔ وہاں ان لوگوں نے کدال کا وار کر کے انہیں زخمی بھی کیا اور خیمہ بھی لوٹ لیا۔''

یزید اصم کہتا ہے:

''ایک موقعہ پر میں سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھا کہ کوفیوں کا ایک خط آیا۔ آپ نے اس کی مہر کھول کر حتیٰ کہ اس کے عنوان تک کو دیکھنا گوارا نہ کیا اور خادمہ سے سلفچی منگوا کر اس خط کو اس سلفچی میں پانی سے دھو کر صاف کر ڈالا۔''

یزید کہتا ہے:

میں نے پوچھا: اے ابومحمد! یہ کن کے خطوط تھے؟ تو فرمانے لگے: یہ ان کے خطوط تھے جو حق کی طرف پلٹ کر نہیں آتے اور باطل سے دست کش نہیں ہوتے، یہ عراقیوں کے خطوط تھے جن کو میں نے دھو کر مٹا ڈالا۔ ❷

یہ تھا سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا ان کوفیوں کے بارے میں دوٹوک موقف جو پکار پکار کر بتلاتا ہے کہ جناب حسن رضی اللہ عنہ کو ان کوفیوں پر ذرا بھروسہ نہ تھا اور وہ ان کوفیوں کو بڑی گہرائی سے جانتے تھے کیونکہ انہیں

---

❶ المعرفۃ و التاریخ: ۱/ ۳۶۱۔ اس روایت کی سند چاہے جیسی بھی ہو لیکن اہل کوفہ کی تاریخی حقیقت یہی ہے۔

❷ المعرفۃ و التاریخ: ۱/ ۳۶۱۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ان کوفیوں سے بڑے تلخ تجربات ہوئے تھے۔ جناب حسن رضی اللہ عنہ کو اس بات کا قطعی یقین تھا کہ یہ پرلے درجے کے غدار اور دغا باز ان خطوط میں آل بیت کی جس محبت کو خوب بڑھا چڑھا کر ذکر کرتے ہیں، اس سے کہیں زیادہ یہ نامراد آل بیت رسول سے کینہ، نفرت اور بغض رکھتے ہیں اور ہر وقت ان کا خون بہانے کے درپے رہتے ہیں۔

امت مسلمہ کے صلحاء لوگوں کو کوفہ جانے سے منع کرتے تھے اور دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! ہمیں اس کوفہ سے نجات دے۔ چنانچہ سفیان ''فرات القزاز'' سے روایت کرتا ہے، وہ کہتا ہے:

> ''سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو جناب کعب احبار نے انہیں ان الفاظ کے ساتھ کوفی فطرت پر متنبہ کیا: کوفہ نافرمانوں کا مرکز اور ہر لاعلاج بیماری کا گڑھ ہے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ ''لا علاج بیماری'' سے کیا مراد ہے؟ تو کہنے لگے: نفس کی وہ خواہشات جن سے شفا نہیں ملتی۔''

ابو صالح حنفی کہتے ہیں:

> ''میں نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے مصحف اٹھا کر اپنے سر پر رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کے اوراق کو ہلتے دیکھا۔ پھر فرمانے لگے: اے اللہ! ان لوگوں نے مجھے امت میں اس کی خیروں کے ساتھ رہنے سے روک دیا، پس تو مجھے امت کا ثواب عطا فرما۔ اے اللہ! میں ان سے اور وہ مجھ سے تنگ ہیں، مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے نفرت ہے، ان لوگوں نے مجھے میری طبیعت، عادت اور ان اخلاق کے خلاف پر ابھارا جن کو میں پہچانتا نہیں۔ اے اللہ! تو مجھے ان سے بہتر لوگ عطا فرما اور انہیں مجھ سے بھی برا دے۔ اللہ! ان کے دلوں کو یوں فنا کر دے جیسے نمک پانی میں گھل کر فنا ہو جاتا ہے۔''
>
> راوی ابراہیم بیان کرتا ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی مراد اہل کوفہ تھے۔ ❶

خلیفہ چہارم امیر المومنین سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

> ''اے اللہ! میں ان سے اور یہ مجھ سے اکتا گئے ہیں، میں ان سے اور یہ مجھ سے آزردہ ہیں، پس تو مجھے ان سے اور ان کو مجھ سے راحت دے دے۔ ان کے بدبخت ترین نے میرے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے اور ان کو میری داڑھی پر رنگنے سے گریز نہ کیا۔'' ❷

---

❶ كنز العمال للمتقى الهندى، رقم: ٣٦٥٨١۔ البداية و النهاية: ١٣/ ١٧٠.

❷ المصنف للصنعانى، رقم: ٢٠٦٣٧۔ الآحاد و المثانى، ص: ١٥٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ شاہد ہے کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مختلف لوگوں کو اختلاف رہا۔ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے متعدد لوگوں سے معرکے بھی ہوئے لیکن جناب امیر سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سوائے کوفیوں کے کسی ایک کے بارے میں بھی یہ مروی نہیں کہ انہوں نے اس کے حق میں ایسی آزردگی، دل گرفتگی اور رنجیدگی کے ساتھ بددعا کی ہو۔ ہاں صحیح روایات سے اگر ثابت ہے تو صرف ان کوفیوں پر بددعا کرنا ثابت ہے جو دھڑلے سے جناب امیر رضی اللہ عنہ سے محبت کے بلند بانگ دعوے بھی کرتے تھے اور ساتھ ہی ساتھ گھناؤنی سازشوں کے دام ہم رنگ زمین بھی آپ کی راہوں میں بچھاتے تھے۔ حتیٰ کہ بالآخر آپ رضی اللہ عنہ کو دھوکے سے عین مسجد میں وار کر کے شہید بھی کر دیا۔

کیا ان کوفیوں کے ایسے شرم ناک کردار کے بعد یہ لوگ اس قابل ہو سکتے ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جائے؟ اور ان پر اعتماد کی کوئی سبیل ہو بھی کیونکر کہ جب امیر المومنین جناب علی رضی اللہ عنہ صاف صاف ان سے نفرت اور کراہیت کا اظہار فرما رہے ہیں؟!!

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ان کوفیوں پر ان الفاظ کے ساتھ بھی ایک بددعا منقول ہے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اے اللہ ان کے گھروں میں ذلت گھسا دے، ان کے سینے ہیبت سے بھر دے، ان کے دلوں کو مٹا دے جیسے نمک پانی میں مل کر مٹ جاتا ہے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جس نے ان کوفیوں کے ذریعے سے حملہ کیا اس نے ایک چوک جانے والے تیر سے حملہ کیا۔''

عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ جناب علی رضی اللہ عنہ کو قصر سے باہر ہاتھ میں درہ پکڑے دیکھا۔ جناب عمرو رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب دینے کے بعد فرمایا:

''اے عمرو! میں اس سے قبل یہ سمجھتا تھا کہ یہ والی لوگ عوام پر ظلم ڈھاتے ہیں، لیکن یہ کیا کہ یہاں تو عوام والیوں پر ستم کرتے ہیں۔ اے اللہ! میرے اور ان کے درمیان تفریق کر دے اور ان پر مجھ سے بھی برا مسلط کر دے۔''[1]

جب ان کوفیوں کا جناب علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ رویہ تھا حالانکہ وہ صاحب سلطنت وشوکت اور لشکروں کے قائد تھے، معاملات کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں تھیں لیکن پھر بھی یہ کوفی متمرد و سرکش تھے اور اتنے نافرمان کہ جناب علی رضی اللہ عنہ نے فرطِ غیظ سے ان پر بددعائیں کیں، تو بھلا ان نامرادوں نے جناب حسین بن علی رضی اللہ عنہما

[1] المعرفة و التاريخ للفسوی: ١/ ٣٦٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ کیا کیا نہ کیا ہوگا، جن کے پاس نہ حکومت تھی اور نہ قوت وشوکت، نہ لشکر تھے اور نہ مادی وعددی غلبہ؟ ہاں آپ کے پاس تھا تو صرف ایمان اور گنتی کے چند مخلص جاں نثار ووفادار۔

ایسی کسمپرسی میں ان سبائیوں نے جناب حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ غدر و خیانت کا ارتکاب کیا، قتال میں پہل کی اور بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول کو مسل کر شہید کر ڈالا۔

ان پر کن الفاظ کے ساتھ بددعا کی جائے؟

رب کا کون سا قہر وعتاب ان کے لائق ہو؟

جگر گوشۂ رسول کو بے یار و مددگار چھوڑ کر انتہائی بے دردی سے انہیں مار ڈالنے والوں کا دین کیا ہو سکتا ہے؟

آخر وہ کس شرعی، اخلاقی اور عرفی قدروں پر قائم ہیں؟

جن کے آل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نفرت کو ناپا نہیں جا سکتا؟!!

ہاں جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس محبوب ترین نواسے کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود بھی بے پناہ محبت تھی اور رہتی دنیا تک کے لیے اپنی امت کو بھی ان سے محبت کرنے کی بلیغ ترین تاکید فرما گئے!!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے بعد
مظلومیت کا عقیدہ

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دینے کے بعد یہ کوئی ایک ایسا عقیدہ اور نظام بنانے میں کامیاب ہو گئے جس نے ایک ایسی حکومت کو قائم کیا جس کی بنیادیں کتاب وسنت سے عداوت، اُمت مسلمہ سے محاذ آرائی اور جیسے بھی بن پڑے اُمت مسلمہ کے دشمنوں کے ساتھ اتفاق واتحاد اور قرب وولاء پر رکھی گئی تھیں۔ پھر اس گھناؤنے منصوبے نے مساجد، علماء، حفاظ، قراء، فاتحین، محدثین، مفسرین، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات تابعین رحمہم اللہ کے خلاف خفیہ اور علانیہ ہر قسم کی جنگ کا اعلان کر دیا۔

یہ سب کچھ نفرت و کینہ اور بغض و حسد سے معمور ان نعروں کی چھاؤں میں کیا جانے لگا جن کو ''مظلومیت'' کا نام دیا جاتا ہے۔ اس عقیدہ کی بنیاد اس مشہور مثل پر رکھی گئی ہے:...... مارا بھی خود ہی، پھر خود ہی رونے لگا اور جا کر شکایت بھی لگا ڈالی......

اگر بات مظلومیت کی ہی ہے تو پھر سب سے مظلوم خود اُمت مسلمہ کے جلیل القدر صحابہ اور ائمہ اعلام ہیں جن کو نہایت بے دردی اور دھوکے سے شہید کر دیا گیا تھا۔ جو سیّدنا فاروق اعظم، سیّدنا عثمان بن عفان، سیّدنا علی بن ابی طالب اور سیّدنا طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم ہیں۔

پھر جنگ جمل اور صفین کے مظلوم مقتولوں اور شہیدوں کے نام آتے ہیں۔ ان کے بعد جناب حسن رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملے، پھر جناب معاویہ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملے اور سیّدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ والی مصر کے نائب حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا نام آتا ہے۔ ان سب کے بعد جناب حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ غداری کرنے اور بدترین وسائل کو اختیار کر کے انہیں ان کے اہل بیت سمیت شہید کر دیئے جانے کا نام آتا ہے۔

غور سے دیکھا جائے تو غدر و قتل کے ان واقعات میں سے اکثر مساجد میں اور نماز فجر کے اوقات میں پیش آئے جو اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ ان رافضیوں سبائیوں کے نزدیک مساجد، نمازیں اور شعائر اسلامیہ کی کوئی وقعت نہیں۔ ان لوگوں نے امت کے دلوں میں رِستے اس زخم کو کبھی بند نہ ہونے دیا۔ چنانچہ انہوں نے یزید بن علی کے ساتھ بھی غداری کر کے انہیں قتل کر ڈالا اور آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنے بغض و کینہ کا کھل کا اظہار کیا۔ کوفیوں کے بعد یہ سبائی رافضی قرامطہ کی شکل میں امت کے سامنے آئے اور امت کے ساتھ فتنوں اور خیانتوں کی انتہا کر دی، یہ لوگ ڈاکے ڈالتے، رستے لوٹتے، مسافروں کو قتل کر دیتے، راہ گیروں کو ڈراتے دھمکاتے تھے حتیٰ کہ مشہور عابد و زاہد شافعی عالم اور وزیر ''نظام الملک'' کو دھوکے سے قتل کر ڈالا جو مدارس اسلامیہ کے مشہور نظام ''مدارس نظامیہ'' کا بانی مبانی تھا۔ نظام الملک نے مدارسِ نظامیہ کی بنیاد بغداد میں رکھی جنہوں نے اپنے زمانہ میں رافضیت کے سیل رواں کے آگے بند باندھ دیا تھا۔

قرامطہ کے بعد علاقمہ نے رفض وسبائیت کا منصب سنبھالا اور تا تاریوں کے ساتھ مل کر رقعۂ اسلام کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ علاقمہ نے دولت عباسیہ کے سقوط میں مرکزی کردار ادا کیا۔ ان لوگوں نے بنو عباس کو تہِ تیغ کرنے میں اس بات کا بھی پاس لحاظ نہ رکھا کہ ان میں بنو ہاشم کی خواتین اور چشم و چراغ بھی ہیں۔

علاقمہ کے بعد عبیدیوں نے سبائیت کے مشن کو جاری و ساری رکھا جنہوں نے سلطان صلاح الدین ایوبی کے خلاف فلسطین میں صلیبیوں کا ساتھ دیا اور سلطان صلاح الدین ایوبی کے قتل کی خفیہ تدبیر میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ آج بھی بغداد اور کابل کے سقوط میں انہیں رافضیوں نے آگے بڑھ بڑھ کر صلیبیوں کا ساتھ دیا ہے، جو سب کو معلوم ہے اور ان رافضیوں نے یہ سب کچھ علانیہ کیا ہے۔

ان سب کے علاوہ کتاب و سنت کو مشکوک بنانے، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دینے، اُمت مسلمہ کے عقیدہ کو مطعون بنانے اور امت کے اخیار و ابرار کو قتل کرنے اور ان کی عزت و آبرو کو پامال کرنے کا مشن رافضیت نے کسی دور میں بھی ترک نہیں کیا۔

رافضیت اور سبائیت کے مظلومیت کے جھوٹے پرچار کے بالمقابل یہ ہے اہل کتاب و سنت کی وہ مظلومیت جو رافضیت کی باطنی اور خارجی جماعتوں کی گردن پر ہے۔ اس مظلومیت کی سنگینی کا قرار واقعی ادراک حاصل کرنا امت پر لازم ہے جس پر خاموشی بے حد طول پکڑ گئی ہے، جس سے امت مسلمہ کے عقائد و عواقب پر بے حد گہرے اثرات مرتب ہو رہے ہیں اور ضرورت ہے کہ ان خطرات کا فوراً علم حاصل کیا جائے اور ان رافضیوں کی وجہ سے امت مسلمہ کے عقائد کی دیواروں میں جو دراڑیں پڑ گئی ہیں ان کو پُر کیا جائے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ان قاتلوں کے مکر کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا جائے اور ان رافضیوں سے اور ان کے دوستوں سے براءت و بیزاری کی ثقافت تشکیل دی جائے۔

یاد رہے کہ یہ اعدائے صحابہ ہی ہیں جنہوں نے امت مسلمہ پر بے پناہ ستم ڈھائے ہیں جبکہ ان پر امت مسلمہ نے نہ ماضی میں اور نہ اس کے بعد کبھی کوئی ظلم کیا ہے۔ البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسریٰ کی فارسی مجوسی حکومت کو اس کی جہالت اور ظلم و طغیان سمیت ختم ضرور کیا تھا کیونکہ کسریٰ کی مجوسی حکومت نے انسانیت پر ظلم وستم اور جہالت کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ افسوس کہ آج یہ رافضیت مظلومیت کے نام پر ایک بار پھر اسی مجوسیت، جہالت اور ظلم کو زندہ کرنا چاہتی ہے۔

یہی حقیقت بھی ہے، امت مسلمہ کے اعدائے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں قتل و کراہیت کے اکثر واقعات اسی ایک نکتہ کے گرد گھومتے ہیں کہ یہ رافضی اسی مجوسی سلطنت کے معنوی وارث ہیں اور اپنے سوا دوسری تمام اُمتوں سے افضل اور بہتر سمجھتے ہیں۔ اسی لیے انہیں عرب دنیا سے بے حد نفرت ہے اور یہ ان کے وجود کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتے۔ ان کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آل بیت غدر و خیانت کے ہتھیار ہیں۔ رافضی ان مقدس ہستیوں کا نام استعمال کر کے امت مسلمہ کو راہِ حق سے برگشتہ کرتے ہیں اور آل بیت کی نصرت کے نام پر اسلامی عقائد پر نقب لگاتے ہیں۔

امت مسلمہ پر لازم ہے کہ وہ ان آتش پرست مجوسیوں اور ان کے سرکش قائدین سے امت کو بچانے کی بھرپور کوشش کریں اور ہر اس قول وفعل کی حقیقت کو آشکارا کریں جس کے ذریعے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت وحرمت اور عقیدہ وایمان پر طعن کیا جاتا ہے تاکہ امت مسلمہ کے عقیدہ ان کی وحدت اور ان کی شخصیت کو موردِ الزام ٹھہرایا جا سکے جبکہ ان سب افعال کا ارتکاب سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آل بیت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ غم خواری، تعزیت اور محبت کے اظہار کی آڑ میں کیا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبت کا غم تو امت مسلمہ کو پہنچا ہے اور انہیں دہرا غم پہنچا ہے۔ ایک غم یہ کہ ان مقدس ہستیوں کے ساتھ نہایت گھناؤنی صورت میں غدر وخیانت کی گئی جس کے نتیجہ میں امت مسلمہ ان مقدس ہستیوں کے بابرکت وجوؤں سے محروم ہوگئی اور دوسرا غم یہ اٹھانا پڑا کہ خود آل بیت اور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ناموں کو کتاب وسنت کے عقیدہ اور ان کی لغت پر بھرپور حملہ کرنے کے لیے بطور ہتھیار کے استعمال کیا جانے لگا۔ لہٰذا یہ کہنا عین حقیقت ہے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی مصیبت کا صدمہ تو امت مسلمہ نے اٹھایا ہے۔ جبکہ اعدائے صحابہ ان کے مصائب کے نام پر تعزیت اور مظلومیت کا اظہار کرنے کا ڈھونگ رچاتے ہیں اور مظلومیت کے نام کے نعرے بلند کرتے ہیں جن کا مقصد امت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ اس گھناؤنے مقصد کے حصول کے لیے ان رافضی اعدائے صحابہ نے ایک مستقل حکومت کو قائم کیا ہے جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات تابعین کے عقیدہ وعمل کے نشانات اور آثار کو مٹانے کے لیے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے اور ''خاکم بدہن'' ان بدبختوں کی کوششوں کی کامیابیوں کے آثار بھی ظاہر ہونے لگے ہیں۔ جن میں سرفہرست کتاب وسنت اور ان کی ثقافت سے جنگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا، نام نہاد بے علم و عمل مسلمانوں کو حسینیت اور مظلومیت کے ناموں پر اور نعروں کی آڑ میں کتاب وسنت کے خلاف ابھارنا اور ان کے نزدیک حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شخصیات کو مشکوک بنانا ہے۔ جیسا کہ دَورِ حاضر میں اس کے واضح آثار نظر آنے لگے ہیں۔ اس لیے علماء کی یہ خصوصی ذمہ داری بنتی ہے کہ اعدائے صحابہ کے چہروں کو بے نقاب کریں، آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونے والے ظلم وستم کے اصلی مجرموں کو سامنے لائیں، جو آج بھی امت مسلمہ کو تباہی کے گھاٹ اتارنے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں، علماء کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں کی تربیت کر کے انہیں کتاب وسنت کے حقیقی دشمنوں سے آگاہ کریں، ان کے تمام وسائل کا پردہ چاک کریں، ان کے معاونین کو بے نقاب کریں اور اعدائے صحابہ نے اسلامی ثقافت اور جغرافیہ پر جو ستم بھی ڈھائے ہیں ان کے تدارک کی تدابیر اختیار کریں۔ بالخصوص ان نام نہاد، دھوکا باز، گمراہ اور مفاد پرست مسلمانوں سے امت کو خبردار کریں جو حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں اور ان کے کینہ پرور قاتلوں میں برابری کرنے کی نامسعود کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

مناسب ہے کہ اس مقام پر اپنے معزز قارئین کے سامنے مظلومیت اور حسینیت کے نام پر کیے جانے والے باطل افعال اور گمراہ رسومات کی حقیقت خود رافضی مآخذ ومصادر سے کھول کر بیان کر دی جائے تاکہ امت مسلمہ کو ان افعال کی گمراہی اور خطرناکی کا علم دلیل کے ساتھ حاصل ہو اور وہ جان لیں کہ ان باطل رسومات کی آڑ میں دراصل حضرات صحابہ کرام اور بالخصوص آل بیت رسول کے عقیدہ وعمل کو باطل قرار دینے کی گھناؤنی سازش کی جا رہی ہے جو صدیوں سے جاری ہے تاکہ امت مسلمہ خوابِ غفلت سے بیدار ہو۔

حسینی رسومات ائمہ کے عہد میں نہ تھے:

اس بات کا اقرار خود اہل تشیع کے علماء کو بھی ہے کہ ماتم، تعزیہ، سینہ کوبی، زنجیر زنی وغیرہ کے شعائر کا خود ائمہ کے دور میں وجود تک نہ تھا۔ چنانچہ اہل تشیع کا مشہور عالم نجم الدین ابوالقاسم المعروف بہ "المحقق الحلی" کہتا ہے کہ

> "تعزیہ اٹھانا اور جلوس نکالنا دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں موجود نہ تھا اور نہ ائمہ کے دور میں اس کا نام و نشان اور تذکرہ ہی ملتا ہے بلاشبہ تعزیہ بنانا اور جلوس نکالنا اسلاف کی سنت کے خلاف ہے۔" ❶

ماتم، حسینی شعائر وغیرہ بدعت ہیں جن کا ترک واجب ہے، روافض کے شیخ، آیت اللہ العظمی جواد التبریزی بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں۔ چنانچہ جب شیخ سے ان شعائر و رسومات کی بابت سوال کیا گیا کہ ائمہ کے ادوار میں یہ شعائر نہیں تھے تو ان کا حکم کیا ہے؟ تو موصوف اس کا یہ جواب دیتے ہیں:

❶ المعتبر، ص: ٩٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اہل تشیع ائمہ کے ادوار میں تقیہ کر کے جیتے تھے۔ ائمہ کے ادوار میں ان شعائر کا عدم وجود ان کے عدمِ امکان کی وجہ سے اس بات کی دلیل نہیں کہ دور حاضر میں یہ شعائر غیر مشروع ہیں۔ اگر شیعہ حضرات کو اس دور میں بھی وہ وسائل اور امکانیات میسر آتے ہوتے جو ان کو آج اس دور میں میسر ہیں کہ وہ ان شعائر کا اظہار اور ان کو قائم کر سکتے ہیں تو ائمہ کے ادوار کے شیعہ بھی ان شعائر پر ضرور عمل کرتے جیسا کہ آج ہم کر رہے ہیں، جیسے غم کے اظہار کے لیے حسینیات کے بلکہ ہر گھر کے دروازے پر کالے جھنڈے نصب کرنا وغیرہ۔'' ❶

ایسا ہی اعتراف علامہ آیت اللہ عظمی علی الحسینی الفانی الاصفہانی ❷ بھی کرتا ہے۔ چنانچہ وہ ایک اعتراض ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''بے شک یہ شعائر و رسومات ائمہ معصومین کے ادوار میں نہ تھے حالانکہ حسین کے غم کے زیادہ حق دار وہی تھے کہ وہی تو اہل مصیبت تھے۔ کسی حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ ائمہ معصومین میں سے کسی نے ان رسومات کا حکم دیا ہو۔ ان امور کا آغاز اہل تشیع نے کیا، انہوں نے اس بدعت کی بنیاد رکھ کر اس کو مذہبی شعائر کا نام دیا۔ جبکہ ایک حدیث میں ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں جائے گی۔''

فانی اصفہانی اس کا یہ جواب دیتا ہے:

''جواب بالکل واضح ہے کہ ہر جدید چیز بدعت نہیں ہوتی۔ مبغوض بدعت وہ ہے جس کو دین میں نیا حکم بنا کر پیش کیا جائے کہ یہ الٰہی تشریع ہے، ایسی ہی بدعت کی بابت روایات میں مذمت آتی ہے اور یہ بات بدیہی ہے کہ حسینی شعائر کی حیثیت یہ نہیں اور ایسا کیوں نہ ہو کہ رونے کا تو شریعت میں حکم آیا ہے۔ ❸ یہ ایک تولیدی فعل ہے جس کا ایک سبب ضرور ہوتا ہے۔ یا تو وہ سبب قولی ہوتا ہے جیسے مصائب کو ذکر کرنا اور مرثیہ پڑھنا۔ یا پھر اس کا سبب فعلی ہوتا ہے جیسا کہ شبیہ

---

❶ ضمیمہ جلد دوم "صراط النجاۃ" للخوئی، ص: ٥٦٢ ط ١٤١٧ ھ۔

❷ آگے عباس قمی اور خونساری کی تصریحات بھی آ جاتی ہیں کہ یہ معز الدولہ بویہی تھا جس نے سب سے پہلے لوگوں کو اس بات کا حکم دیا تھا کہ وہ گلی کوچوں اور بازاروں میں ماتمی جلوس نکالیں اور نوحہ زنی اور سینہ کوبی کریں۔

❸ احمد بن فہد الحلی "عدۃ الداعی، ص: ١٦٩" پر امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتا ہے، وہ فرماتے ہیں: ''تین آنکھوں کے سوا روزِ قیامت ہر آنکھ رو رہی ہوگی: (۱) ایک وہ آنکھ جو محارم کے دیکھنے سے پست رہے۔ (۲) دوسری وہ آنکھ جو رب کی طاعت میں جاگتی رہے۔ (۳) تیسری وہ آنکھ جو رات میں خوفِ خدا سے روتی ہو۔

رونا اللہ کے خوف سے ہوتا ہے نا کہ اس طرح جس طرح حسینیات اور ماتمی جلوسوں اور مجلسوں میں ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور تعزیہ۔ اس لیے ایک فقیہ کے ذمہ لازم ہے کہ وہ ان شعائر کو جائز قرار دے کیونکہ ان شعائر پر وہ رونا مرتب ہوتا ہے جو راجح ہے جیسا کہ تعزیہ بنانا اور اٹھانا کہ یہ ایک قصدی عنوان ہے۔ اس کا نکالنا ضروری ہے۔ یہ عزاداری کا عنوان ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف قوموں میں تعزیت اور عزاداری کے عناوین اور صورتیں مختلف ہیں۔ عزاداری کا جو طریقہ اہل تشیع کے ہاں رائج ہے وہ شرعی ممنوعہ بدعت کے زمرے میں نہیں آتا۔ لہٰذا جس کو بھی تعزیت اور عزاداری کے ان رائج طریقوں کی مشروعیت پر شک ہے اسے پہلے بدعت کا مفہوم سمجھنا چاہیے، پھر جس پر چاہے اس بدعت کی تطبیق کرے۔'' ❶

حسن مغنیہ لکھتا ہے:

''چوتھی صدی ہجری میں جب بویہی دور آیا تو انہوں نے بغداد، عراق، خراسان، ماوراء النہر اور ساری دنیا میں ان رسومات کی بنیاد رکھی۔ اب سیاہ پرچم ہر طرف لہرائے جانے لگے اور لوگوں نے ماتمی جلوس نکالنے شروع کیے جن میں اہل تشیع سینہ کوبی کرتے تھے۔ اسی طرح حمدانی کے دور میں حلب اور موصل کا حال بھی تھا۔ پھر فاطمیوں کا دور آیا۔ ان کے دور کی رسومات بغداد کی رسومات کے تابع تھیں۔ فاطمیوں نے ان اصول پر اکتفا کیا جو آج تمام اسلامی اور عربی بلاد و امصار میں پھیلی ہوئی ہیں بالخصوص عراق، ایران، ہندوستان (پاکستان)، شام اور حجاز۔ چنانچہ ماتمی جلوسوں کا انعقاد کیا جاتا، نوحہ خوانی اور سینہ کوبی کی جاتی اور آنسو بہائے جاتے۔ آج ان حسینی شعائر کو قائم کرنا دین کی خدمت اور اعلانِ حقیقت کا مظہر بن چکا ہے۔'' ❷

شیعہ امام اور شہید آیت اللہ حسن شیرازی ان شعائر و رسومات کی تاریخ اور ادوار کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ ظلم ہے کہ اہل تشیع کو ان ادوار سے قبل ان رسومات کے ادا کرنے کی اجازت نہ تھی اور نہ وہ اس پر قادر ہی تھے۔ کیونکہ شیعہ بنوعباس اور بنوامیہ کے ظلم وستم کے ہاتھوں کمزور تھے۔ ان پر سال کے موسموں کی طرح گرم سرد موسم آتے رہتے تھے۔ چنانچہ حالات کے اعتبار سے ان کی تعبیرات مختلف رہی ہیں۔ ❸

آگے موصوف شیرازی اہل تشیع پر آنے والے پانچ ادوار کا ذکر کرتے ہیں:

---

❶ مقتل الحسین لمرتضی عباد، ص: ۱۹۲، طبع چهارم.

❷ آداب المنابر، ص: ۱۹۲۔ یہ عبارت بتلاتی ہے کہ بویہیین اور فاطمیوں کے ادوار سے قبل دین کی خدمت اور اعلانِ حقیقت کا کوئی مظہر نہ تھا۔ پھر یہ لوگ آئے جو ائمہ معصومین نہ تھے اور ان لوگوں نے ان رسومات کی بنیاد رکھ کر ان کو خدمت حق کا ایک مظہر قرار دیا۔

❸ الشعائر الحسینیة للشیرازی، ص: ۹۷-۹۸.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

پہلا دَور:

یہ ائمہ کا دور ہے۔ شیرازی لکھتا ہے:

''اس دور میں یہ لوگ کسی ایک کے گھر میں جمع ہو کر اشعار پڑھتے اور اہل بیت کے پرسا میں احادیث پڑھ کر سناتے تھے۔ جبکہ دوسرے یعنی سامعین زار و قطار روتے تھے لیکن یہ سب کچھ کمال راز داری اور تقیہ کے ساتھ ہوتا تھا کہ کہیں ظالم حکومتیں ان پر غضب ناک ہو کر ان کے سر قلم نہ کر دیں۔'' ❶

لیکن موصوف شیرازی کا یہ قول ردّ ہے کیونکہ موصوف نے اپنی اس عبارت کا کوئی حوالہ ذکر نہیں کیا۔

دوسرا دَور:

یہ بنو عباس کا دور ہے۔ شیرازی اس دور کا خوب شکوئی کرتا ہے اور کہتا ہے:

''چنانچہ امام شہید پر نوحہ کی مجالس میں وسعت آئی اور منبروں پر مرثیہ خوانی علی الاعلان ہونے لگی۔ البتہ یہ سب کچھ ایک محدود ماحول میں ہوتا تھا جو تحریک تشیّع سے جدا تھا۔'' ❷

میں کہتا ہوں کہ موصوف کا یہ قول بھی ردّ ہے کیونکہ وہ خود اس بات کا اقرار کر رہا ہے کہ یہ نوحہ خوانی وغیرہ تحریک تشیّع سے جدا تھی، تب پھر اس بات سے استشہاد اور استدلال چہ معنی دارد؟!!

تیسرا دَور:

موصوف شیرازی لکھتا ہے:

''یہ بویہیین، دیالمہ اور فاطمیوں کا دور ہے۔ بالخصوص معز الدولہ دیلمی کا دور جنھوں نے دہشت گردی کا شیوہ اختیار کیا، کھل کر سیاسی طاقت کا مظاہرہ کیا اور اہل تشیع کو ماتمی اور نوحہ و مرثیہ خوانی کی مجالس گھروں سے نکال کر گلی کوچوں اور سڑکوں پر لے آنے کی کھلی اجازت دی۔ اب دس محرم کو حکومتی سطح پر سوگ منایا جانے لگا۔ چنانچہ اس وقت دکانیں بند کر دی جاتیں اور ایک منظم طریق سے مختلف گلیوں، راستوں اور کھلے میدانوں میں ماتمی جلوس نکالے جاتے تھے۔'' ❸

چوتھا دَور:

یہ صفویوں اور بالخصوص علامہ مجلسی کا دور ہے جس نے اہل تشیع کو اپنے تمام شعائر اور رسوم آزادی کے ساتھ ادا کرنے کی زبردست ترغیب دی۔ اس دَور میں واقعۂ کربلا کے المیہ کو ڈرامائی انداز میں نقل کر کے

---

❶ الشعائر الحسينية، ص: ٩٨.　❷ الشعائر الحسينية، ص: ٩٨.

❸ الشعائر الحسينية، ص: ٩٩.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دکھانے کی بدعت کا بھی آغاز کیا گیا۔ ❶

پانچواں دَور:

موصوف شیرازی لکھتا ہے:

''یہ متاخرین فقہاء کا دور ہے۔ جن میں سرفہرست شیخ مرتضی انصاری اور آیت اللہ دربندی کے نام آتے ہیں۔ اس دور میں سینہ کوبی اور زنجیر زنی کے جلوسوں کو کثرت کے ساتھ نکالا جاتا تھا۔'' ❷

اس کے بعد شیرازی بھی تبریزی، اصفہانی اور فانی کی طرح اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ

''اگر ان لوگوں کو ائمہ کے ادوار میں آزادی میسر آئی ہوتی تو وہ ان شعائر کو آج سے کہیں زیادہ قائم کرنے والے ہوتے، لیکن انہیں ان اَدوار میں آزادی نصیب نہ ہوسکی، گوکہ اہل تشیع اس معاملہ میں ہر دَور میں بے حد حساس رہے ہیں۔'' ❸

شیرازی کا یہ قول کہ ''یہ لوگ ان شعائر کو قائم کرتے جو انہوں نے آج قائم کر رکھے ہیں'' اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ رسومات ان اَدوار میں ناپید تھیں۔

معلوم ہوا کہ ان شعائر و رسومات کا نہ تو نبی کریم ﷺ نے حکم دیا اور نہ یہ ائمہ کے اَدوار میں تھیں، تب پھر یہ ان بدعات میں سے ہیں جن سے نبی کریم ﷺ نے یہ فرما کر ڈرایا ہے:

''نئی نئی باتوں سے بچو کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں جائے گی۔''

موصوف شیعی مصنف اور اسی طرح ہر شیعی اہل علم کو اس بات کا ادراک حاصل کرنا چاہیے، وہ ان موجودہ رسومات پر نگاہِ غور ڈالے اور ان ماتموں پر پابندی کا ازسرنو جائزہ لے۔

مذکورہ مضمون کو ختم کرنے سے قبل ہم محمد حسین فضل اللہ کے دیئے گئے ایک جواب کو قارئین کی نذرِ نظر کرتے ہیں۔ چنانچہ جب موصوف سے پوچھا گیا کہ حسینی ماتم کی بنیاد کس نے رکھی تھی تو موصوف اس کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے:

''حسینی ماتم کی بنیاد ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم نے رکھی تھی۔ یہ حضرات ان مجالس کا اپنے گھروں میں انعقاد کرتے تھے اور ان لوگوں کو بلواتے جو رقت آمیز طریقہ سے حسین علیہ السلام پر آنے والی مصیبت

❶ الشعائر الحسينية، ص: ٩٩.
❷ الشعائر الحسينية، ص: ٩٩.
❸ الشعائر الحسينية، ص: ١٠٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو اشعار کی شکل میں ذکر کرتے تھے۔'' ❶

اور ایک موقعہ پر یہ جواب دیتے ہیں:

''حسینیات کی بنیاد مساجد کے احترام کے تناظر میں ہے۔ لوگوں کو عزاء حسین علیہ السلام کے سننے اور وعظ و ارشاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان میں جنبی اور حائض بھی ہوتے ہیں۔ اب چونکہ مساجد کو نجس کرنا جائز نہیں اس لیے حسینیات کو مساجد کے پہلو میں منعقد کیا جاتا تھا۔ یہ سوچ کر ایسا نہیں کیا گیا کہ یہ مساجد میں مجالس کے انعقاد کا بدل ہے۔ بلکہ ایک تو اس میں مساجد کی حمایت و حفاظت ہے، دوسرے کھلی جگہ کا میسر آنا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ آ کر حسینی نوحوں اور ذکر کو سن سکیں اور چاہے مساجد ناپاک بھی ہو جاتی ہوں۔ ہم نہیں جانتے کہ حسینیات کی ابتدا کب سے ہوئی ہے۔'' ❷

ذرا موصوف کی قلابازیوں کا نظارہ تو کیجیے کہ ابتدا میں حسینیات کے آغاز کو ائمہ اہل بیت کے سر دھرتے ہیں جبکہ آگے چل کر صاف مکر جاتے ہیں اور دو باتوں کو ان حسینی رسومات کی تاسیس کی وجہ قرار دیتے ہیں:

(۱)...... مساجد کا احترام

(۲)...... جگہ کی وسعت

جبکہ اخیر میں چل کر صاف کہہ جاتے ہیں کہ ان رسومات کی بنیاد کس نے رکھی، ہمیں معلوم نہیں۔

نوحہ خوانی اور سینہ کوبی کی بدعت کے موجد اہل تشیع ہیں:

اہل تشیع کی ماتمی رسومات پر خود ایک صاحب قلم وقرطاس اور زبردست شیعہ مبلغ داعی عبدالحسین شرف الموسوی نے ''المجالس الفاخرة فی ماتم العترة الطاهرة'' کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے اور اپنی قدیم عادت کے مطابق موصوف نے بدعات وخرافات کے دفاع کی زبردست کوشش کی ہے۔

چنانچہ وہ ماتم کے جواز کا ثبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے لخت جگر سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر آنسو بہانے سے دینے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ ❸

ہم مانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر روئے۔ لیکن کیا وہ سب کچھ بھی کیا جو آج بلکہ گزشتہ کئی صدیوں سے ماتم حسینی کے نام پر ہوتا آ رہا ہے؟!!

---

❶ الندوة: ٥/ ٥٠٩.

❷ الندوة: ٤/ ٤٧٨-٤٧٩.

❸ المجالس الفاخرة، ص: ١١ و ما بعدها.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کیا نبی کریم ﷺ نے اپنے عزیز چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر بھی ایسا کچھ کیا جو آج یہ ذاکر رو رو کر اور دوسروں کو رُلانے کے لیے کرتے ہیں؟!!

کیا نبی کریم ﷺ بھی کسی مرنے والے کے ذکر کے وقت اسی طرح شیریں شربت تقسیم کیا کرتے تھے جیسے کسی کی موت کے ذکر کے وقت یہ لوگ آج کرتے ہیں؟!!

پھر موصوف عبدالحسین نے قیاس سے کام کیوں لیا جو ان کے مذہب میں حرام ہے؟!

موصوف لکھتا ہے:

''ائمہ کی سیرت مرثیہ پڑھنے اور نوحہ کہنے سے معمور ہے اور انہوں نے نسل در نسل اپنے اولیاء کو حسین کے غم میں نوحہ کرنے اور ماتم کرنے کی وصیت کی ہے۔'' ❶

موصوف نوحہ خوانی اور سینہ کوبی وغیرہ پر اعتراض کرنے والوں کو جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے:

''اگر یہ ملامت گر احمق جان لیتا کہ ہمیں آلِ بیت کا کتنا غم ہے اور ہم ان کے کتنے مددگار ہیں اور ہم نے ان کے دشمنوں سے کیسی گمبھیر جنگ چھیڑ رکھی ہے تو اس کی گردن ہمارے اس بے پناہ حزن و ملال کے آگے جھک جاتی۔ اس نوحہ خوانی اور مرثیہ خوانی کی حکمت جان کر اس کا سر خم ہو جاتا اور ان اسرار میں آ کر پناہ لیتا جو ہم صدیوں سے چھپائے آتے ہیں۔'' ❷

شیعی عالم دکتور ہادی فضل اللہ نوحہ، ماتم اور سینہ کوبی وغیرہ کی بابت شیعہ علماء کے موقف کی دو قسمیں بیان کرتا ہے:

(۱)...... مدرسہ اصلاحیہ: یہ مجددین کا فریق ہے جن میں سرفہرست محسن الامین کا نام آتا ہے، ان کے نزدیک یہ حسینی رسومات حرام اور بدعت ہیں کیونکہ ان میں جانوں کے ضیاع کا اندیشہ ہے۔ جیسا کہ زنجیر زنی کرنے والے خود اپنا بے جا خون بہاتے ہیں اور بسا اوقات ہلاک بھی ہو جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک واقعہ کربلا کا ڈرامہ بنا کر دکھانا حرام ہے۔ ❸

(۲)...... مدرسہ محافظہ: یہ محافظین کا فریق ہے، جن میں سرفہرست عبدالحسین صادق کا نام آتا ہے۔ اس مدرسہ (سکول آف تھاٹ) کا مرکزی خیال یہ ہے کہ جب تک کسی کام کے حرام ہونے کی نص نہ آ جائے تمہارے لیے ہر بات مباح ہے چاہے وہ ایذا اور اذی تک ہی جا پہنچائے۔

دوسرے ان کے نزدیک مدرسہ اصلاحیہ نے جن جن باتوں کو حرام قرار دیا ہے، ان میں سے کوئی بات

---

❶ المجالس الفاخرة، ص: ١٧ . ❷ المجالس الفاخرة، ص: ٢٦-٢٧ .

❸ رائد الفكر الاصلاحی، ص: ١٣٧ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی حرام نہیں۔ ❶

پھر ہادی فضل اللہ عبدالحسین موسوی کے مدرسہ محافظہ کے نظریات کے درپے ہوتے ہوئے لکھتا ہے:

''ہمارے مفکر عبدالحسین کہتے ہیں حسینی ماتم کے جملہ مظاہر حرام نہیں کیونکہ شرعی قاعدہ ہے کہ اشیا میں اصل اباحت ہے نا کہ حرمت۔ چنانچہ وہ مدرسہ اصلاحیہ کی طرح حسینی ماتم کے مظاہر کو حرام قرار نہیں دیتے۔'' ❷

حسن مغنیہ لکھتا ہے:

''دس محرم آتا ہے تو عجب حال ہو جاتا ہے عاملیہ کی مساجد، حسینی مجالس، گلی کوچے اور بازار سیاہ پرچموں سے ڈھک جاتے ہیں، ہر طرف آہوں سسکیوں اور گریہ وزاری کا بازار گرم ہوتا ہے، در و دیوار پر غم کی پرچھائیاں نظر آتی ہیں، واقعہ کربلا کو سنا سنا کر ماحول اس قدر غمگین وحزین بنا دیا جاتا ہے کہ چہرے افسردہ، دل رنجیدہ، سینے آزردہ، جی گھٹے ہوئے اور فضا از حد مغموم ہوتی ہے۔ ہر طرف ہائے ہائے کی پکار ہوتی ہے۔ جس سے دل زخمی اور سینے چھلنی ہوتے ہیں۔'' ❸

ایک اور جگہ مغنیہ لکھتا ہے:

''دس محرم کی صبح آٹھ بجے سے ہی واقعہ کربلا کی تمثیلی شکل دکھلانے کو نبطی نکل آتے ہیں اور ہزاروں لوگوں کی بھیڑ لگ جاتی ہے۔ واقعہ کربلا کی ڈرامائی عکاسی کرنے میں نبطیوں کے بڑے بوڑھے اور بچے عورتیں سب شریک ہوتے ہیں۔ یہ ڈرامہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک جاری رہتا ہے۔ لحہ بہ لحہ بھیڑ بڑھتی جاتی ہے۔ واقعہ طف کے ناظرین کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ جب یہ لوگ لوٹتے ہیں تو ان کے سینے کھلے اور ننگے ہوتے ہیں۔ جن کو بے تحاشا پیٹ رہے ہوتے ہیں، جبکہ ہاتھوں میں خنجر، تلواریں اور زنجیریں ہوتی ہیں چنانچہ خنجروں اور تلواروں کو تو اپنے سروں پر جب کہ دھاری دار زنجیروں کو اپنی پیٹھوں پر مارتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس قدر جذباتی انداز میں کیا جاتا ہے کہ دل مارے غم کے پگھل پگھل جاتے ہیں۔'' ❹

اہل تشیع کا خطیب بے بدل دکتور احمد وائلی زنجیر زنی اور سینہ کوبی کی بابت سوال کے جواب میں لکھتا ہے:

''اس باب میں گزشتہ علماء اپنی رائے دے چکے ہیں کہ اگر تو یہ ضربیں جان لیوا ہیں تو ایسا کرنا

---

❶ رائد الفكر الاصلاحي، ص: ١٣٨ حاشيه.

❷ رائد الفكر الاصلاحي، ص: ١٣٧.

❸ آداب المنابر، ص: ١٨١.

❹ آداب المنابر، ص: ١٧٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرام ہے اور اگر یہ ضربیں جان لیوا نہیں تو حرام نہیں بلکہ یہ حب حسین رضی اللہ عنہ کی ایک وجدانی تعبیر ہے۔'' ❶

ایسا ہی ملتا جلتا شیعی مصنف فتویٰ عبدالہادی عبدالحمید صالح کا بھی ہے کہ......

''اگر تو یہ زنجیر زنی وغیرہ ہلاکت آفرین ہو تو حرام ہے وگرنہ جائز ہے۔ موصوف اس زنجیر زنی کو دل کا ایک فطری جذبہ قرار دیتے ہیں۔'' ❷

شیخ الشیعہ مہدی محمد سویج لکھتا ہے:

''واقعہ کربلا پر نوحہ خوانی، سینہ کوبی اور زنجیر زنی کرنے والے دراصل ایک طرف اپنے دل کے جذبات کا اظہار کرتے ہیں تو دوسری طرف آل بیت سے اپنی سچی محبت جتلاتے ہیں۔ ان کا منہ پیٹنا اور سینہ کوبی کرنا ظالموں پر غیض وغضب کے اظہار کے لیے ہوتا ہے کیونکہ کوئی زمانہ یزید اور ابن زیاد سے خالی نہیں ہوتا اور ہر زمانہ کے مظلوم اپنے اوپر ہونے والے مظالم کی فریاد اپنا منہ پیٹ کر کرتے ہیں۔'' ❸

اہل تشیع کا استاذِ محقق ''طالب خرسان'' لکھتا ہے:

''ایسے ماتمی مظاہرے تمام بلادِ اسلامیہ میں حسین اور ان کے ساتھ شہید ہونے والوں پر غم کے اظہار کے لیے قائم کیے جاتے ہیں۔'' ❹

شیخ الشیعہ دکتور عبدعلی محمد حبیل اپنے شیخ حسن دمستانی سے نقل کرتے ہیں کہ

''حسین پر نوحہ کرنا فرضِ عین ہے۔'' ❺

علی خامنائی لکھتا ہے:

''چند امور ایسے ہیں جو لوگوں کو اللہ کے قریب کرتے ہیں، جن پر کاربند رہنے سے وہ اپنے دین پر مضبوطی سے قائم رہ سکتے ہیں، ان امور میں سے چند مراسم عزاداری ہیں۔ ہمارے امام خمینی نے ہمیں اس بات کی وصیت کی ہے کہ ہم محرم کے روایتی عزاداری کے زمانہ میں حسینی مجالس میں شریک ہوا کریں، امام حسین پر نوحہ اور گریہ وزاری کیا کریں، جلوسوں میں سینہ کوبی کیا کریں۔ یہ

❶ مجلة مرآة الامة الكويتية، عدد: ١٠٧٣، ١٦ جون ١٩٩٧ء.
❷ تعال نتفاهم، ص: ٦١.
❸ مائة مسئلة مهمة حول الشيعة، ص: ١٦٨-١٦٩.
❹ ثورة الطف، ص: ٧٥. ❺ ملحمة الطف، ص: ١٥.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

وہ امور ہیں جو اہل بیت کے حق میں ہمارے جذبات کو اور زیادہ انگیخت کرتے ہیں۔ انہی مراسم میں سے سر اور سینوں کا پیٹنا بھی داخل ہے۔'' ❶

اہل تشیع کا نفس ناطقہ، مرجع العام والخاص آیت اللہ العظمی امام خمینی شیعہ ذاکروں کو نصیحت کرتے ہوئے کہتا ہے:

''خطباء کی ذمہ داری ہے کہ وہ مرثیے پڑھا کریں۔ جبکہ عوام کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ تعزیتی جلوسوں اور ماتمی مجالس میں نکلا کریں تاکہ سینہ کوبی کریں اور اپنے سے پہلوں کے افعال پر عمل کریں۔'' ❷

ایک اور جگہ امام خمینی لکھتا ہے:

تعزیتی جلوسوں میں نکل کر سینہ کوبی کرنا اہل بیت کے ساتھ ہمارے اظہار ہمدردی کی ایک رمز ہے اس لیے ہمیں بلاد و امصار میں ماتمی مجالس کو قائم کرنا چاہیے جس میں خطباء مرثیے پڑھیں، عوام زار و قطار روئے، سینہ کوبی کرے، حسینی نعرے لگائے جیسا کہ گزشتہ لوگ کیا کرتے تھے۔ یاد رہے کہ ہم ان مراسم وشعائر کے بل پر زندہ ہیں۔'' ❸

نوحہ خوانی اور سینہ کوبی کے جواز کا فتویٰ:

اہل تشیع کے اکابر علماء نے ان بدعات کے جواز کا برملا فتویٰ دیا ہے چنانچہ اہل تشیع کے امام محقق، رئیس الفقہاء آیت اللہ العظمی شیخ محمد حسین نائینی سے جب ماتمی جلوسوں میں کیے جانے والے حسینی شعائر کے بارے سوال کیا گیا تو موصوف نے یہ تفصیلی جواب لکھا:

اوّل:...... پس محرم کے دن گلی کوچوں، سڑکوں اور شاہراہوں پر ماتمی جلوسوں کے نکالنے کے جواز میں کوئی شک نہیں۔ بلاشبہ یہ مظلوموں کی عزاداری کا سچا ترین طرز وطریق ہے اور دور ونزدیک کے ہر انسان تک حسینی دعوت پہنچانے کا سہل ترین راستہ بھی ہے۔ البتہ مناسب ہے کہ جلوسوں کے شرکاء ان امور سے گریز کریں جو ان کے شایانِ شان نہیں جیسے گانا گانا، لہو و طرب اور موسیقی کے آلات کا استعمال کرنا، دو محلوں کے لوگوں کا جلوس پہلے نکالنے میں باہم جھگڑا کرنا وغیرہ اور اگر ان امور میں سے کسی امر کا اتفاقی وقوع ہو بھی جاتا ہے تو وہ امر بذات خود تو ضرور حرام ہے لیکن اس کی حرمت ماتمی جلوس تک سرایت نہیں کرتی۔ اس کی نظیر حالت نماز میں اجنبیہ کی طرف دیکھنا ہے کہ اگرچہ وہ بذات خود حرام ضرور ہے لیکن دوران نماز اجنبیہ کو

❶ فلسفة عاشوراء، ص: ۸-۹.
❷ نهضة عاشوراء، ص: ۱۰۷.
❸ نهضة عاشوراء، ص: ۱۰۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھنا نماز کو باطل نہیں کرتا۔

دوم: ...... چہروں اور سینوں کو اس قدر پیٹنا جائز ہے جس سے وہ سرخ یا سیاہ ہو جائیں۔ بلکہ اتنی حد تک کندھوں اور پیٹھوں پر زنجیر زنی بھی جائز ہے بلکہ اگر ان امور سے معمولی درجے کا خون بھی نکل آئے تب بھی یہ امور جائز ہیں۔ رہا سروں پر تلواریں اور خنجر مارنا تو اگر یہ ہلاکت کے درجے تک نہیں لے جاتا تو قوی قول ان کے جواز کا ہے جس سے ماتھے کی کھال تو مجروح ہو لیکن ہڈی متاثر نہ ہو جیسا کہ ماہر زنجیر زن کرتے ہیں اور اگر زنجیر زنی عادی ہو، مگر اس سے غیر عادی خون نکل آئے، یہ بھی اس کی حرمت کا موجب نہیں۔ البتہ اولیٰ اور زیادہ محتاط یہ ہے کہ اناڑی لوگ زنجیر زنی سے گریز کریں بالخصوص جو شیلے نوجوانوں کو اس امر سے باز رکھا جائے جن کو اپنی جانوں کی مطلق پروا نہیں ہوتی جن کے دل محبت حسین سے معمور ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں قولِ ثابت پر ثابت قدم رکھے۔

سوم: ......صدیوں سے امامیہ واقعہ کربلا کی تمثیل کے طور پر جو کچھ کرتے چلے آ رہے ہیں اس کے جواز میں بظاہر کوئی اشکال نہیں جن میں واقعہ کربلا کو یاد کر کے یہ امامیہ روتے بھی ہیں اور رلاتے بھی ہیں۔ اگرچہ اس میں بعض مرد عورتوں کے لباس پہن کر ان کی مشابہت اختیار کرتے ہیں لیکن قوی قول اس کے بھی جواز کا ہے۔ اگرچہ آج سے چار سال قبل ہمیں اس کے جواز میں اشکال تھا لیکن جب ہم نے اس مسئلہ کا از سر نو جائزہ لیا تو ہم پر یہ بات واضح ہوئی کہ عورتوں کی ایسی مشابہت حرام ہے جس میں مرد مردانگی کے حلیہ سے بالکل ہی باہر نکل جائے۔ جیسا کہ ہم نے "العروۃ الوثقی" کے حواشی میں اس مسئلہ کی بابت اپنے استدراک میں اس امر کی وضاحت کر دی ہے۔ لیکن پھر بھی حسینی مجالس کو محرمات کے ارتکاب سے منزہ رکھنا لازم ہے۔

چھارم: ...... ماتمی جلوسوں میں سواریوں پر سوار جو سرخ رنگ یا سرخی وغیرہ استعمال کرتے ہیں ہمیں ابھی تک اس کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکی۔ اگرچہ اس سرخی کو صرف عزاداری کے اظہار میں ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ البتہ اس سرخی کا لہو ولعب کے طور پر استعمال کرنا جائز نہیں جیسا کہ نجف اشرف میں ماتمی جلوسوں میں یہ سرخی استعمال کی جاتی ہے کہ بہر حال بظاہر اس کا استعمال عزاداری کی حد تک جائز ہے۔ واللہ اعلم۔ [1]

موصوف کے اس فتویٰ پر جن اکابر شیعہ علماء نے دستخط کیے، ذیل میں ان کے نام اور بعض کی آراء کو بھی درج کیا جاتا ہے:

۱۔ آیۃ اللہ العظمیٰ مرزا عبدالہادی شیرازی۔ موصوف لکھتے ہیں: "موصوف قدس سرہ نے اس فتویٰ میں جو کچھ لکھا ہے وہ ان شاء اللہ درست ہوگا۔" [2]

[1] مقتل الحسین، ص: ۱۴۶۔ [2] مقتل الحسین، ص: ۱۴۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ آیۃ العظمی محسن الحکیم طباطبائی۔ ❶

۳۔ آیۃ العظمی ابو القاسم الخوئی۔ موصوف لکھتے ہیں: ''شیخ الاستاذ قدس سرہ نے بصری استفتاء کے جواب میں جو کچھ رقم کیا ہے وہ صحیح ہے اور اس پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ❷

۴۔ آیۃ العظمی الامام محمود الشاہرودی۔ ❸

۵۔ آیۃ اللہ الشیخ محمد حسن المظفر۔ ❹

۶۔ آیۃ اللہ العظمی حسین الحمامی الموسوی۔ ❺

۷۔ آیۃ اللہ محمد الحسین آل کاشف الغطاء۔ ❻

۸۔ آیۃ اللہ العظمی محمد کاظم شیرازی۔ ❼

۹۔ آیۃ اللہ جمال الدین الکلبایکانی۔ ❽

۱۰۔ آیۃ اللہ کاظم المرعشی۔ ❾

۱۱۔ آیۃ اللہ مہدی المرعشی۔ ❿

۱۲۔ آیۃ اللہ علی مدد الموسوی الفاینی۔ ⓫

۱۳۔ آیۃ اللہ الشیخ یحییٰ النوری۔ ⓬

شیخ مرتضی عیاد لکھتا ہے:

''اہل تشیع کے معتبر علماء وفقہاء کی ایک جماعت نے اس موضوع کے جواز کا فتویٰ دیا ہے جن کے ذکر کا احصاء اس مقام پر ممکن نہیں۔'' ⓭

اس کے بعد شیخ مرتضی عیاد نے متعدد علماء کی تحریریں نقل کی ہیں جو ان بدعات کے جواز کو بتلاتی ہیں۔ ہم ان تحریروں میں سے صرف ایک جملہ کے نقل پر اکتفا کرتے ہیں جسے ان حضرات کے بقول علامہ کبیر، زاہد، الورع، المحدث اور آیۃ اللہ جیسے بھاری القاب کے مالک مشہور شیعی عالم شیخ خضر بن شلال العفکاوی نے تحریر

❶ مقتل الحسين، ص: ١٤٧.
❷ مقتل الحسين، ص: ١٤٨.
❸ مقتل الحسين، ص: ١٤٨.
❹ مقتل الحسين، ص: ١٤٩.
❺ مقتل الحسين، ص: ١٤٩.
❻ مقتل الحسين، ص: ١٤٩.
❼ مقتل الحسين، ص: ١٥٠.
❽ مقتل الحسين، ص: ١٥٠.
❾ مقتل الحسين، ص: ١٥٠.
❿ مقتل الحسين، ص: ١٥١.
⓫ مقتل الحسين، ص: ١٥١.
⓬ مقتل الحسين، ص: ١٥٢.
⓭ مقتل الحسين، ص: ١٥٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے۔ موصوف لکھتا ہے:

''نصوص سے مستفاد ہوتا ہے کہ حسینی شعائر کی زیارت جائز ہے، چاہے اسے اس بات کا یقین ہو کہ عزاداری کے اس طریق سے وہ اپنی جان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔'' ❶

شیخ مرتضی فیروز آبادی لکھتا ہے:

''سینہ کوبی کرنا گزشتہ صدیوں سے اہل تشیع کا دستور چلا آتا ہے، متقدمین ومتاخرین اکابر فقہائے شیعہ نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ کسی ایک کے بارے میں بھی نہ آج تک سنا گیا اور نہ سنا جائے گا کہ وہ اس کے عدمِ جواز کا فتویٰ دیتا ہے اور اس پر انکار کرتا ہے اور بالفرض اگر کسی کو ان حسینی شعائر کے جواز میں شبہ ہے یا کسی کی بدسلیقگی عدمِ جواز کی داعی بنتی ہے تو یہ نادر ہے اور نادر معدوم کے حکم میں ہوتا ہے۔'' ❷

شیخ محمد حسین فضل اللہ سینہ کوبی کے بارے میں ان خیالات کا اظہار کرتا ہے:

''ہمارے نزدیک شعائرِ حسینیہ غم اور حزن وملال کے اظہار اور آل بیت حسین کے ساتھ ولاء کے اقرار کی تعبیر کے مختلف اسالیب ہیں اور تعبیر کے اسالیب مختلف زمانوں میں بدلتے رہتے ہیں تو جیسے رونا غم کے اظہار کا ایک طریقہ ہے، اسی طرح مناسب حد تک سینہ کوبی کرنا بھی غم کے اظہار کا ایک اسلوب ہے۔'' ❸

موصوف ایک اور جگہ لکھتا ہے:

''اس بنا پر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہر انسان اپنی ولاء ومحبت کے بقدر سینہ کوبی کر سکتا ہے البتہ یہ شرط ہے کہ سینہ کوبی تکلیف دہ نہ ہو۔'' ❹

آگے لکھتا ہے:

''نرم سینہ کوبی یہ ہے کہ تو سینہ پیٹتے وقت واقعۂ کربلا کے المیہ کو یاد کرے۔ لہٰذا غم کے اظہار کا ہر وہ طریق جائز ہے جو بدن کے لیے ضرر رساں نہ ہو۔'' ❺

---

❶ مقتل الحسین، ص: ۱۵۳، طبع ۱۹۹۶۔ المطبعة العلوية فی النجف.

❷ مقتل الحسین، ص: ۱۸۸-۱۸۹، طبع ۱۹۹۶.

❸ الندوة: ۱/ ۲۸۹.

❹ الندوة: ۱/ ۳۳۷.

❺ الندوة: ۱/ ۳۳۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشیع کی بے حرمتی کے وقت زنجیر زنی اور سینہ کوبی کی حرمت:

اہل تشیع ہر اس کام سے کوسوں دور بھاگتے ہیں جو ان کے مذہب کی حقیقت کا پردہ چاک کرے چاہے وہ فعل ان کے نزدیک جائز بھی ہو۔ تاکہ اپنے مخالفوں کو مسلسل دھوکہ میں رکھا جا سکے اور ان کے سامنے تشیع کی صورت کو ملمع کر کے پیش کیا جا سکے۔ اس کی سب سے بڑی مثال شیعہ کے عالم کبیر آیت اللہ العظمی ابوالقاسم الخوئی کا زنجیر زنی وغیرہ کے بارے میں موقف ہے۔ چنانچہ محمد حسین فضل اللہ لکھتا ہے:

''حتی کہ سید خوئی نے بھی "المسائل الشرعية" میں ان باتوں کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے جس کو امریکہ اور کینیڈا میں جماعت اسلامیہ نے شائع کیا ہے۔ چنانچہ جب شیخ خوئی سے زنجیر زنی وغیرہ کے بارے میں فتویٰ پوچھا گیا تو موصوف نے اس شرط پر ان کو ناجائز قرار دیا کہ لوگ ان کا مذاق اڑاتے ہوں اور اس سے شیعیت کی بے حرمتی ہوتی ہو۔'' [1]

دیکھ لیجیے کہ محض مذہب کی بے حرمتی پر ایک مسلمہ جائز امر کو حرام قرار دیا جا رہا ہے۔

گزشتہ میں ہم نے شیخ محمد حسین نائینی کے حوالے سے شیعہ کی جملہ رسومات کے جواز کا فتوی نقل کیا ہے۔

ان متضاد فتاوی کی روشنی میں ایک آدمی کے لیے یہ سمجھنا از حد دشوار ہو جاتا ہے کہ یہ شیعہ بالآخر حرام کن باتوں کو قرار دیتے ہیں اور ان کے نزدیک جائز امور کون کون سے ہیں۔ کیونکہ شیعوں کا تقیہ اور کتمان کا عقیدہ مخالفوں پر ان کے مذاہب وعقائد کو ملتبس کر دیتا ہے۔ لہٰذا اگر ایک آدمی شیخ خوئی سے سینہ کوبی اور زنجیر زنی وغیرہ کا فتویٰ پوچھے گا تو موصوف اس کو اپنے نزدیک حرام قرار دے دیں گے کہ اس میں شیعہ مذہب کی بے حرمتی ہے نا کہ یہ اسی طرح حرام ہے جس طرح دوسرے اس کو حرام سمجھتے ہیں۔

میں نے بارہا شیعہ علماء سے سینہ کوبی اور زنجیر زنی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ان کو عوام کا فعل قرار دے کر حرام بتلایا۔ لیکن اس وقت سخت حیرت ہوتی ہے جب یہی فتویٰ دینے والے شیعہ علماء حسینی ماتمی مجالس اور جلوسوں میں اور حسینی شعائر میں سب سے آگے آگے شریک نظر آتے ہیں۔ سینہ کوبی، زنجیر زنی وغیرہ کو دیکھنے کے باوجود ان پر انکار نہیں کرتے۔ جس سے مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ دراصل یہ لوگ دوسروں کے سامنے اپنے صحیح اور مسلمہ عقائد کو ظاہر کرنا ہی نہیں چاہتے اور اس سے بھی زیادہ تعجب خیز امر یہ ہے کہ جب ان کی حقیقت دوسروں پر عیاں ہوتی ہے تو ذرا شرمندہ نہیں ہوتے۔

مناسب ہے کہ حسینی شعائر کی حرمت کو اب خود شیعہ مآخذ و مصادر سے بھی بیان کر دیا جائے۔

---

[1] الندوة: ١/ ٣٣٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوحہ خوانی کی حرمت:

ہم قارئین پر یہ امر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ حسینی شعائر کے نام پر سیاہ لباس پہننا، سینہ کوبی کرنا زنجیر زنی کرنا، سیاہ پرچم اٹھانا وغیرہ جو کچھ بھی کیا جاتا ہے جن کے جواز کا یہ شیعہ علماء فتویٰ دیتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ان سب امور کو حرام قرار دیا ہے۔ جبکہ خود شیعہ حضرات کے قدیم مآخذ میں ائمہ اہل بیت کرام کے حوالے سے بھی ان امور کو حرام کہا گیا ہے۔ اثنا عشری شیوخ اس کی حرمت کو تسلیم کرتے ہیں۔

چنانچہ شیعہ کے شیخ محمد بن علی بن حسین بن بابویہ القمی الملقب بہ الصدوق کہتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے الفاظ ہیں: ''نوحہ کرنا جاہلیت کا فعل ہے۔'' [1] یہی الفاظ محمد باقر المجلسی نے بھی نقل کیے ہیں۔'' [2]

معلوم ہوا کہ شیعہ حضرات صدیوں سے نسل در نسل جو نوحہ خوانی کرتے آ رہے ہیں وہ سراسر جاہلیت ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔

نوحہ ان مبغوض اور ملعون آوازوں میں سے ایک آواز ہے جس سے اللہ اور اس کے رسول کو بغض ہے جیسا کہ شیعہ علماء علامہ مجلسی، نوری، بروجردی وغیرہ نے اس کو رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''دو آوازیں ملعون ہیں جن سے اللہ کو بغض ہے، ایک مصیبت کے وقت نوحہ کرنا اور ایک گانے کی آواز۔'' [3]

شیعہ علماء نے ایسی جگہوں میں جانے سے منع کیا ہے جہاں یہ دو ملعون آوازیں ہوں۔ جو روایات ان حسینی شعائر میں حاضر ہونے سے منع کرتی ہیں ان میں سے ایک امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا وہ خط ہے جو انہوں نے رفاعہ بن شداد کو لکھا تھا کہ

''اپنے زیر ولایت علاقہ میں کسی میت پر نوحہ کرنے سے بچنا۔'' [4]

---

[1] شیخ صدوق نے یہ روایت "من لا يحضره الفقيه: ٤/ ٢٧١-٢٧٢" میں نقل کی ہے۔ اسی طرح یہ روایت الحر العاملی نے "وسائل الشيعة: ٢/ ٩١٥" میں، یوسف بحرانی نے "الحدائق الناضرة: ٤/ ١٦٧" میں اور حاجی حسین البروجردی نے "جامع احاديث الشيعة: ٣/ ٤٨٨" میں نقل کی ہے۔

[2] بحار الانوار: ٨٢/ ١٠٣.

[3] بحار الانوار للمجلسي: ٨٢/ ١٠١۔ مستدرك الوسائل للنوري: ١/ ١٤٤۔ جامع احاديث الشيعة للبروجردي: ٣/ ٤٨٦.

[4] مستدرك الوسائل للنوري: ١/ ١٤٤۔ جامع احاديث الشيعة: ١/ ١٤٤۔ بحار الانوار: ٨٢/ ١٠١.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:

''میں نے تمہیں نوحہ کرنے اور واویلا کرنے سے روکا ہے۔'' ❶

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں نے تمہیں نوحہ کرنے سے اور دو احمق اور گناہ گار آوازوں سے منع کیا ہے ایک وہ آواز جو لہو اور شیطانی بانسریوں کے وقت گانے کی آواز ہوتی ہے اور دوسری وہ آواز جو مصیبت کے وقت چہرہ نوچنے اور گریبان چاک کرنے کے وقت ہوتی ہے کہ یہ شیطان کی آواز ہے۔'' ❷

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ

''تین اعمال جاہلیت کے ہیں جن میں لوگ قیامت تک مبتلا رہیں گے: (۱) ستاروں سے بارش مانگنا (۲) نسبوں میں طعنہ دینا (۳) اور مرنے والوں پر نوحہ کرنا۔'' ❸

کلینی وغیرہ نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

''مردوں پر نوحہ کرنا مناسب نہیں لیکن لوگ جانتے نہیں۔'' ❹

ایک روایت میں کلینی امام صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ

''میت پر نوحہ کرنا اور کپڑے پھاڑنا جائز نہیں۔'' ❺

امام موسیٰ جعفر علیہ السلام سے جب میت پر نوحہ کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اس کو مکروہ جانا۔ ❻

محمد باقر مجلسی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتا ہے کہ جب ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کو غسل میں نے دیا جبکہ انہیں کفن خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا اور خوشبو لگائی اور فرمایا: اے علی! ان کو اٹھاؤ! چنانچہ میں ابراہیم رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھا کر بقیع پہنچا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے جن کو دیکھ کر دوسرے مسلمان بھی رونے لگے۔ حتیٰ کہ مردوں کی آوازیں عورتوں کی آوازوں سے بلند ہو گئیں جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا

---

❶ یہ الفاظ "جامع احادیث الشیعة: ۳/ ۳۷۲" میں منقول ہیں۔

❷ مستدرك الوسائل: ۱/ ۱۴۵۔ جامع احادیث الشیعة: ۳/ ٤٨٦ .

❸ بحار الانوار: ۸۲/ ۱۰۱۔ مستدرك الوسائل: ۱/ ۱۴۳-۱٤٤۔ جامع احادیث الشیعة: ۳/ ٤٨٨ .

❹ الکافی للکلینی: ۳/ ۲۲٦۔ الوافی للملا محسن الملقب به الفیض الکاشانی: ۱۳/ ۸۸ .

❺ الکافی: ۳/ ۲۲۵۔ الوافی: ۱۳/ ۸۸ .

❻ وسائل الشیعة للحر العاملی: ۱۲/ ۹۲۔ یہاں کراہت سے مراد تحریم ہے جیسا کہ بحرانی نے "الحدائق الناضرة: ٤/ ١٦٨" میں واضح کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا اور فرمایا:

''نگاہ اشک بار ہے، دل غمگین ہے لیکن ہم رب کی ناراضی کا بول نہ بولیں گے۔ اے ابراہیم! ہمیں تیری مصیبت پہنچی ہے اور ہم تم پر غم زدہ ہیں۔'' ❶

اب سب حضرات غور سے دیکھ لیں کہ نبی کریم ﷺ نے کس شدت کے ساتھ میت پر بلند آواز سے نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے جس طرح مصیبت کے وقت چیخیں مار کر رونے سے منع کیا ہے، اسی طرح نوحہ کرنے سے اور اس کو سننے سے بھی منع فرمایا ہے۔ ❷

کلینی فضل بن میسر سے روایت کرتا ہے، وہ کہتے ہیں:

''ہم ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی نے آکر اپنی مصیبت کا شکوی کیا۔ انہوں نے فرمایا: صبر کر تجھے اجر ملے گا اور اگر تم صبر نہ کرو گے تو تقدیر تو نافذ ہو کر رہے گی البتہ تمہیں گناہ ضرور ہوگا۔'' ❸

امام صادق جعفر بن محمد سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

''صبر اور بلاء (آزمائش) دونوں مومن کی طرف بڑھتے ہیں تو آزمائش اسے صابر پاتی ہے۔ جبکہ آزمائش اور جزع فزع کافر کی طرف بڑھتے ہیں تو آزمائش کافر کو بے صبرا پاتی ہے۔'' ❹

محمد بن مکی العاملی المقلب بہ شہید اوّل کہتا ہے:

''شیخ نے ''المبسوط'' میں اور ابن حمزہ نے نوحہ کو حرام قرار دیا ہے اور شیخ نے نوحہ کی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے۔'' ❺

شیخ سے مراد ابوجعفر محمد بن الحسن الطّوسی ہے جو شیخ الطائفہ کے لقب سے مشہور ہے، اس نے نوحہ کو حرام بھی کہا ہے اور اس کی حرمت پر اجماع بھی نقل کیا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ شیخ طوسی کے دور تک سب شیعہ نوحہ خوانی کی حرمت پر مجتمع تھے جس کو آج ہم حسینیات میں برملا بیان ہوتے سنتے ہیں۔ اب ہم ان

---

❶ بحار الانوار: ۸۲/ ۱۰۰-۱۰۱.

❷ وسائل الشیعة للحر العاملی: ۲/ ۹۱۵.

❸ الکافی: ۳/ ۲۲۵۔ الذکری، ص: ۷۱۔ وسائل الشیعة: ۲/ ۹۱۳.

❹ الذکری، ص: ۷۱.

❺ الذکری، ص: ۷۲۔ بحار الانوار: ۸۲/ ۱۰۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیعوں کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ وہ اپنے طرز عمل کا متقدمین شیعہ علماء کے فتاویٰ سے موازنہ کر کے جائزہ لیں۔ آیت اللہ العظمی محمد الحسینی الشیرازی لکھتا ہے:

''لیکن شیخ سے "المبسوط" میں اور ابن حمزہ سے نوحہ خوانی کی مطلق تحریم منقول ہے۔'' ❶

شیرازی کہتا ہے:

''الجواہر'' میں واویلا کرنے اور سینہ کوبی کرنے کی مطلق اور قطعی حرمت پر اجماع کا دعویٰ منقول ہے۔'' ❷

نجم الدین ابوالقاسم جعفر بن حسن ملقب بہ ''المحقق الحلی'' لکھتا ہے:

''شیخ نے تعزیہ کے لیے جلوس کی کراہیت پر اجماع سے استدلال کیا ہے۔ کیونکہ تعزیہ کے جلوس کسی صحابی یا امام سے منقول نہیں۔ لہٰذا تعزیہ نکالنا اور اسے جلوس میں لے چلنا اسلاف کی سنت کے خلاف ہے۔'' ❸

محمد بن مکی العاملی لکھتا ہے:

''شیخ نے تعزیہ کے لیے دو یا تین دن کا جلوس نکالنا مکروہ لکھا ہے اور اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ ابن ادریس نے یہ کہہ کر اس اجماع کو ردّ کیا ہے کہ یہ تو لوگوں کا محض اکٹھا ہونا اور ایک دوسرے کی زیارت کرنا ہے۔ جب کہ شیخ المحقق نے ان الفاظ کے ساتھ اجماع کی تائید کی ہے کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ یا امام علیہ السلام سے تعزیہ نکالنا اور اسے جلوس میں لے چلنا منقول نہیں لہٰذا یہ اسلاف کی سنت کے مخالف ہوگا۔ گو یہ عمل تحریم کی حد تک نہ بھی پہنچتا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ مذکورہ اخبار اس کی حرمت کو بتلاتی ہیں۔ لہٰذا تزاور (باہمی ملاقات) کی حجت بے معنی ہے۔'' ❹

اگرچہ شیخ بحرانی نے نوحہ خوانی کی حرمت کی روایات کے رد کی بڑی کوشش کی ہے لیکن بے سود کہ جب شیخ اور ابن حمزہ نے اس پر اجماع نقل کر دیا ہے تو اس کے بعد اس تاویل کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی کہ اس سے مراد وہ نوحہ ہے جو حرمت پر مشتمل ہو یا جاہلیت کے نوحہ کے مثل ہو۔

شیخ بحرانی نے نقل کیا ہے کہ شیخ الطائفہ نے "النہایۃ" میں اس حرمت کو مقید ذکر کیا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ شیخ بحرانی کا یہ نقل مردود ہے کیونکہ شیخ الطائفہ نے خود اس پر اجماعِ مطلق ذکر کر دیا ہے۔ تو اب ہمارے یہ شیعی مصنف کیا جواب دیں گے؟!!

❶ الفقه: ١٥/ ٢٥٣.
❷ الفقه: ١٥/ ٢٦٠.
❸ المعتبر، ص: ٩٤.
❹ الذكرى، ص: ٧٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سینہ کوبی اور چہرہ پیٹنے کی حرمت:

شیعہ حضرات امام باقر کے اس قول کو دلیل بنا کر اس فعل کے جواز کے قائل ہیں۔

امام باقر کا قول ہے:

''سخت ترین جزع فزع بلند آواز کے ساتھ واویلا کرنا، سینہ کوبی کرنا، چہرہ پیٹنا، ماتھے کے بال نوچنا وغیرہ ہے۔ جس نے نوحہ کیا اس نے صبر ترک کر دیا اور دوسرے راستے پر چل پڑا۔'' ❶

جبکہ امام صادق رحمہ اللہ کا قول ہے کہ

''جس نے مصیبت میں ران پر ہاتھ مارا اس کا اجر اکارت جائے گا۔'' ❷

جب ران پر ہاتھ مارنے سے اجر ضائع ہو جاتا ہے تو چہرہ پیٹنے اور سینہ کوبی کرنے سے تو بدرجہ اولیٰ اجر برباد ہو گا۔ کیونکہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''وہ ہم میں سے نہیں جو چہرہ پیٹے اور گریبان چاک کرے۔'' ❸

دکتور محمد تیجانی سماوی شیعی لکھتا ہے کہ امام محمد باقر الصدر سے جب اس حدیث کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا:

''اس حدیث کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں۔'' ❹

یحییٰ بن خالد سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: کون سی چیز مصیبت کے اجر کو اکارت کر دیتی ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''آدمی کا اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر مارنا اور صبر تو صدمہ کے آغاز میں ہی ہوتا ہے، جو راضی رہا اسے رضا ملے گی اور جو ناراض ہوا اسے ناراضی ملے گی۔''

پھر فرمایا:

''جس نے سر منڈایا یا آواز بلند کی میں اس سے بری ہوں۔'' ❺

جعفر بن محمد اپنے دادوں سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت

❶ الکافی: ۳/ ۲۲۲-۲۲۳۔ ذکری الشیعة، ص: ۷۱۔ الوافی: ۱۳/ ۸۷.

❷ الکافی: ۳/ ۲۲۵۔ ذکری الشیعة، ص: ۷۱۔ وسائل الشیعة: ۳/ ۹۱٤.

❸ مستدرك الوسائل: ۱/ ۱٤٤۔ جامع احادیث الشیعة: ۳/ ٤۸۹۔ جواهر الکلام: ٤/ ۳۷۰.

❹ ثم اهتدیت، ص: ۵۸.

❺ جامع احادیث الشیعة: ۳/ ٤۸۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے وقت چیخنے چلانے سے منع کیا اور نوحہ کرنے سے، اسے سننے اور چہرہ پیٹنے سے منع فرمایا۔ ❶

محمد بن مکی العاملی کہتا ہے:

''چہرہ پیٹنا، نوچنا، بال کھینچنا، بالاجماع حرام ہے۔ شیخ نے المبسوط میں یہی کہا ہے کیونکہ اس میں رب کی تقدیر پر ناراض ہونا ہے۔'' ❷

شیرازی کہتا ہے کہ

''چہرہ پیٹنا اور بال نوچنا حرام ہے۔'' ❸

شیعی عالم دکتور سماوی تیجانی حضرت حمزہ، حضرت خدیجہ اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہم پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کو ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ

''یہ رونا رحمت کا رونا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرنے والے پر چہرہ پیٹ کر، گریبان چاک کر کے، بالوں کو نوچ کر نوحہ کرنے سے منع فرمایا۔ تو پھر زنجیر زنی کے ذریعے نوحہ کرنے کا عالم کیا ہو گا جو جسم کو خون میں نہلا دیتا ہے۔؟!!'' ❹

تیجانی کہتا ہے کہ

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پا جانے کے بعد امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے وہ کچھ نہ کیا تھا جو آج شیعہ کرتے ہیں۔ اسی طرح جناب حسین کریمین رضی اللہ عنہما نے بھی ایسا نہ کیا تھا اور تو اور جناب سجاد نے بھی ایسا نہ کیا جنہوں نے کربلا کا المیہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور انہوں نے اپنے والد ماجد، چچوں اور سب بھائیوں کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید ہوتے دیکھا اور بقول تیجانی انہوں نے ان مصائب کو دیکھا جن سے پہاڑ ٹل جائیں لیکن تاریخ کا ایک ورق بھی اس بات کی شہادت دینے سے قاصر ہے کہ کسی امام نے ان باتوں میں سے کسی کا ارتکاب کیا ہو، یا ان کے کرنے کا اپنے شیعہ کو حکم دیا ہو۔'' ❺

تیجانی آگے چل کر کہتا ہے:

''حق تو یہ ہے کہ بعض شیعہ جو یہ افعال کرتے ہیں ان کا دین سے کوئی واسطہ نہیں۔ چاہے

---

❶ من لا یحضره الفقیه: ٤/ ٣-٤ . ❷ الذکری، ص: ٧٢ .

❸ الفقه: ١٥/ ٢٦٠ . ❹ کل الحلول، ص: ١٥١ .

❺ کل الحلول، ص: ١٥١ ۔ سب تعریفیں اسی اللہ کی ہیں جس نے اس کم عقل سے یہ کہلوا دیا کہ تاریخ ان باتوں میں سے کسی بات کی شہادت نہیں دیتی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے رہیں مجتہدین اپنا اجتہاد اور دیتے رہیں فتویٰ دینے والے اور چاہے ان افعال کو بے حد اجر وثواب کا حامل بھی قرار دیتے رہیں۔ بے شک ان افعال کی حیثیت جذبات، عادات اور رسومات سے زیادہ کی نہیں۔ جن کے پہلے یہ لوگ خود عادی بنے، بعد میں اگلی نسلوں نے اس کو مذہبی ورثہ سمجھ کر اپنا لیا۔ بلاشبہ یہ نسل در نسل اندھی تقلید کا ایک بدترین نمونہ ہے اور انہیں اس کا شعور تک نہیں۔ بلکہ بعض نادان تو زنجیر زنی کے ذریعے اپنا خون بہانے کو قربتِ الٰہی کا قوی ذریعہ سمجھتے ہیں اور بعض یہ گمان رکھتے ہیں کہ جو یہ افعال نہیں کرتا اسے حسین رضی اللہ عنہ سے کوئی محبت نہیں۔'' ❶

آگے چل کر تیجانی لکھتا ہے کہ

''میں ان وحشت انگیز اور نفرت آمیز مناظر پر ذرا بھی مطمئن نہیں بلاشبہ عقل سلیم ان باتوں سے دور اور نفور ہوتی ہے۔ چنانچہ جب ایک آدمی بدن ننگا کر کے جنونیوں کی طرح چیخ چیخ کر حسین حسین کہتے ہوئے ہاتھوں میں تیز دھاری زنجیر لے کر اپنا بدن چھلنی کرنے لگتا ہے تو ایک معتدل مزاج انصاف پسند انسان اس منظر کو دیکھ کر شدید کراہت کرتا ہے اور اس سے بھی زیادہ عجیب تر بات یہ ہے کہ ابھی جو لوگ یوں لگتے تھے کہ حسین کا غم ان کی جان ہی نکال لے گا، لیکن یہ کیا کہ جیسے ہی وہ ماتمی جلوسوں کے اختتام پر اکیلے ہوتے ہیں تو کمال لاپرواہی سے کھا پی اور ہنس رہے ہوتے ہیں۔ ان کے تمام تر جذبات جو جنون کی حد کو چھو رہے تھے کیا جلوس کے ختم ہوتے ہی اپنی موت آپ مر گئے؟!! اور اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہے کہ غم حسین میں چاقوؤں، خنجروں اور تلواروں سے اپنے بدن چھلنی اور لہولہو کرنے والے اکثر لوگ پرلے درجے کے بے دین اور بدقماش ہوتے ہیں۔ اسی لیے میں اپنے آپ کو یہ کہنے سے اکثر نہیں روک پاتا کہ تم لوگ جو یہ سب کچھ کرتے ہو یہ محض ڈھکوسلا اور اندھی تقلید ہے۔'' ❷

یہ ایک شیعہ مصنف کا اقرار واعتراف ہے۔ شیخ حسن مغنیہ کا قول بھی اس کے قریب قریب ہے، وہ کہتا ہے:

''حقیقت یہ ہے کہ چاقو اور خنجر مار کر سروں کو زخمی کرنا اور ان سے خون نکالنا اسلامی احکام میں سے نہیں اور نہ اس بارے کوئی صریح نص ہی آتی ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ یہ ایک اعلیٰ جذبہ ہے جو مومنوں کے دلوں میں جوش مارتا ہے، اس دل فگار اور روح فرسا واقعہ پر جس میں

❶ كل الحلول، ص: ١٤٨.

❷ كل الحلول، ص: ١٤٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت حسین کے پاکیزہ خونوں کو ظلم کر کے بہا دیا گیا۔'' ❶

اب ایک طرف حسن مغنیہ یہ کہتا ہے کہ ''حقیقت یہ ہے کہ چاقو اور خنجر مار کر سروں کو زخمی کرنا اور ان سے خون نکالنا اسلامی احکام میں سے نہیں۔''

جبکہ ساتھ ہی یہ بھی کہہ جاتا ہے کہ ''یہ ایک اعلیٰ جذبہ ہے۔'' ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ موصوف کے ان دونوں اقوال میں تطبیق کی صورت کیا ہے۔ کیا حسن مغنیہ یہ نہیں جانتا کہ جن باتوں کو وہ ''اعلیٰ جذبات قرار دے رہا ہے، خود اسی کے بقول یہ بدترین منکرات اور بدعات ہیں۔

دس محرم اور سیاہ لباس:

شیعہ حضرات عاشوراء کے دن اہتمام کے ساتھ سیاہ لباس پہنتے ہیں جبکہ خود اس بات کو بھی روایت کرتے ہیں کہ یہ اہل جہنم کا لباس ہے۔ امام صادق سے جب سیاہ ٹوپی پہن کر نماز ادا کرنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے صاف کہا کہ

''سیاہ ٹوپی پہن کر نماز ادا مت کرو کہ یہ جہنمیوں کا لباس ہے۔'' ❷

شیعہ حضرات امیر المومنین سیّدنا علی سے ان کے اصحاب کی معرفت یہ روایت کرتے ہیں کہ

''سیاہ لباس نہ پہنو کہ سیاہ لباس فرعون پہنا کرتا تھا۔'' ❸

یہ لوگ خود نبی کریم ﷺ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ

''تین چیزوں کے سوا سیاہ لباس مت پہنو، عمامہ، موزے اور چادر۔'' ❹

جبرئیل علیہ السلام سے مروی ہے کہ وہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس سیاہ چوغہ پہنے اور ایک پٹکا باندھے اترے جس میں خنجر اڑسا ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیسا حلیہ ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا: اے محمد! یہ تیرے چچا عباس کی اولاد کا حلیہ ہے، تمہاری اولاد کے لیے تیرے چچا عباس کی اولاد سے ہلاکت ہو، نبی کریم ﷺ اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا:

''اے میرے چچا! میری اولاد کے لیے تیری اولاد سے ہلاکت ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی قوتِ باہ ختم کر دوں؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نہیں! تقدیر کا قلم

---

❶ آداب المنابر، ص: ١٨٢.

❷ من لا يحضره الفقيه: ١/ ١٦٢ـ وسائل الشيعة: ٣/ ٢٨١ـ نجاة الامة، ص: ٨٥.

❸ من لا يحضره الفقيه: ١/ ١٦٣ـ وسائل الشيعة: ٣/ ٢٧٨ـ نجاة الامة، ص: ٨٤.

❹ من لا يحضره الفقيه: ١/ ١٦٣ـ نجاة الامة، ص: ٨٤.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

چل چکا ہے۔'' ❶

شیعوں کے شیخ الحاج محمد رضا الحسینی الحائری کہتے ہیں:

''ہم امامیہ میں یہ بات مشہور ہے، بلکہ اس کی بابت اجماع تک کا دعویٰ کیا جاتا ہے کہ نماز میں سیاہ لباس پہننا مکروہ ہے بلکہ مطلق مکروہ ہے البتہ سیاہ عمامہ، موزہ اور چادر پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ ''المعتبر'' میں اس کو ہمارے علماء کی طرف منسوب کیا گیا۔ ''شرائع، قواعد، ارشاد اور روؤس'' میں بھی اسی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ شیخ مفید اور سالار نے انہی دونوں پر اقتصار کیا ہے جبکہ ابن حمزہ نے صرف عمامہ پر اقتصار کیا ہے۔ ''الذکری'' سے منقول ہے کہ سرے سے ان تینوں کا استثناء ہے ہی نہیں۔ ''کشف اللثام'' میں مذکور ہے کہ

''ہمارے اصحاب میں سے ابن سعید کے سوا کسی نے بھی چادر کا استثناء نہیں کیا۔'' ❷

شیخ حائری اپنا کلام ان الفاظ پر ختم کرتے ہیں:

''ہمارے اصحاب نے ان روایات سے استدلال کر کے سیاہ لباس پہننے کو اور اس میں نماز پڑھنے کو مکروہ کہا ہے اور اس بابت اجماع تک کا دعویٰ کیا ہے۔'' ❸

میں کہتا ہوں کہ جب یہ روایات بھی انہی شیعوں کی ہیں اور اجماع بھی انہی کا ہے، تو پھر اس کے باوجود بھی محرم کے پہلے عشرے میں شیعہ حضرات اس قدر اہتمام سے سیاہ لباس کیوں پہنتے ہیں؟

آخر یہ شیعہ خود اپنی روایات اور اپنے علماء کے منعقدہ اجماع کا احترام کیوں نہیں کرتے؟!!

شیعہ ذاکروں کو ایک نصیحت جو نوحہ خوانی اور سینہ کوبی کو جائز قرار دیتے ہیں:

گزشتہ میں ہم شیعہ کے فقیہ اکبر محمد بن مکی العاملی ملقب بہ الشہید الاول اور آیۃ اللہ العظمیٰ محمد الحسینی الشیرازی کے حوالہ سے بالتفصیل یہ بات ذکر کر آئے ہیں کہ اکابر شیعہ علماء جیسے شیخ الطائفہ، ابن حمزہ وغیرہ کے نزدیک سینہ کوبی اور نوحہ خوانی مطلق حرام ہے اور ان کی حرمت پر اجماع بھی منقول ہے۔ چنانچہ ہاشم الہاشمی فضل اللہ کے ساتھ ہونے والی اپنی گفتگو میں کہتا ہے کہ

''ابن حمزہ اور شیخ الطائفہ نوحہ خوانی کے حرام ہونے کی طرف گئے ہیں اور شیخ نے تو ''المبسوط'' میں اس کی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے۔'' ❹

❶ من لا یحضرہ الفقیہ: ۱/ ۱٦۲۔ وسائل الشیعۃ: ۳/ ۲۷۹۔ نجاۃ الامۃ، ص: ۸٤-۸۵۔ مستدرك الوسائل: ۱/ ۲۰۸.

❷ نجاۃ الامۃ فی اقامۃ العزاء علی الحسین و الائمۃ، ص: ۸۳.

❸ نجاۃ الامۃ، ص: ۸۵.

❹ حوار مع فضل اللہ حول الزہراء، ص: ۲۳۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یہ بھی کہا ہے:

''ہاں! جملہ اخبار میں نوحہ خوانی کی حرمت وارد ہوئی ہے۔'' ❶

ان سب نصوص اور حرمت کے اجماع کے باوجود آخر پھر بھی یہ حسینی ماتمی مجالس کیوں منعقد کی جاتی ہیں اور اپنے ہی علماء کے اقوال کو دیوار پر کیوں دے مارا جاتا ہے؟!!

اے شیعہ ذاکر! ذرا ہوش سے سن! حضرات اہل بیت نے اپنی اولادوں کی تربیت صبر اور برداشت پر کی تھی اور انہیں یہ تعلیم دی تھی کہ ہر بڑی سے بڑی مصیبت میں بھی صرف انا للہ پڑھا کریں اور صبر کیا کریں نا کہ واویلا برپا کر دیا کریں جیسا کہ آج کل اور صدیوں سے مجالس اور تعزیتی مجلسوں میں اس نوحہ خوانی اور گریہ و بکا کا دستور جاری ہے۔

موسیٰ بن جعفر رحمہ اللہ سے منقول ہے، وہ کہتے ہیں:

''الصادق جعفر بن محمد کو ان کے سب سے بڑے بیٹے اسماعیل بن جعفر کے وفات پا جانے کی خبر دی گئی۔ اس وقت وہ کھانا کھانا چاہتے تھے۔ یہ خبر سن کر وہ زیر لب مسکرائے، کھانا منگوایا اور اپنے مصاحبوں کے ساتھ بیٹھ گئے اور باقی دنوں سے کہیں اچھے طریقے سے کھانا کھایا۔ پھر اپنے مصاحبوں کو بھی کھانے میں شریک ہونے کی دعوت دی اور کھانا بار باران کے سامنے رکھتے۔ یہ منظر دیکھ کر انہیں تعجب ہوا کہ موصوف پر تو بیٹے کی وفات کے غم کا کوئی اثر نظر ہی نہیں آ رہا۔ جب امام موصوف تناول فرما چکے تو انہوں نے عرض کیا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد! آج تو ہم نے آپ میں ایک عجیب تربات دیکھی ہے۔ آپ کو ایسے بے مثال بیٹے کی وفات کا صدمہ پہنچا اور آپ کا یہ حال ہے؟

فرمانے لگے: مجھے کیا ہو گیا ہے جو میں ویسا نہ بنوں جیسا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو کہ سب سچوں کے سچوں کی خبر میں یہ بات آ چکی ہے کہ میں بھی مرنے والا ہوں اور تم بھی مرنے والے ہو۔ لوگوں نے موت کو پہچانا اور اسے آنکھوں کے سامنے رکھا، اسی لیے جب موت ان میں سے کسی کو اچک لے جاتی تھی تو انہیں ذرا تعجب نہ ہوتا تھا، انہوں نے اپنا امر اپنے خالق عزوجل کے سپرد کر رکھا تھا۔'' ❷

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کی اس روایت کے بعد یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ حضرات اہل بیت ان مروجہ حسینی شعائر سے بالکلیہ بری ہیں۔

---

❶ حوار مع فضل الله حول الزهراء، ص: ۲۳۱ .

❷ عيون اخبار الرضا: ۲/ ۲ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عورتیں اور حسینیات:

حسینی شعائر کی بابت گزشتہ مذکورہ ممانعت مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے یکساں ہے۔ قارئین کے مزید علمی افادہ کی خاطر ان روایات کو ذکر کیا جاتا ہے جن میں خاص عورتوں کے حق میں ان بدعات سے دور رہنے کی تاکید اور ان کے ارتکاب کی ممانعت کا ذکر ہے۔ تاکہ ماتمی جلوسوں میں جانے والی شیعہ خواتین کو بھی اپنے اس رویہ میں غور و تدبر کرنے اور نظر ثانی کرنے کا موقع ملے تاکہ وہ بھی شرعی محظورات و محرمات میں جا پڑنے سے بچیں۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے جب اپنا چہرہ پیٹا اور گریباں چاک کرنے کو ہاتھ بڑھایا اور گریباں چاک کر کے بے ہوش ہو کر گر پڑیں تو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اے میری بہن! اللہ سے ڈر اور اللہ کی تعزیت کے ساتھ تعزیت کر، جان رکھ کہ زمین پر بسنے والے سب مر جائیں گے اور آسمانوں میں بسنے والے بھی نہ بچیں گے، رب کی ذات کے سوا سب مرنے والے ہیں۔ جس نے مخلوق کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور انہیں مر جانے کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا۔ وہ ایک اکیلا ہمیشہ زندہ رہے گا۔ میرا باپ، میری ماں اور میرا بھائی مجھ سے بہتر تھا، میرے لیے اور ہر ایک مسلمان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اسوہ اور نمونہ ہے۔''

جناب حسین رضی اللہ عنہ نے اس طور پر اپنی بہن سے غم گساری اور تعزیت کی، پھر انہیں ارشاد فرمایا:

''اے میری بہن! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اور تو میری قسم ضرور پوری کرنا۔ جب میں شہید کر دیا جاؤں تو میری میت پر گریباں چاک نہ کرنا، چہرہ نہ نوچنا اور نہ میرے اوپر واویلا کرنا۔'' [1]

ایک روایت میں ہے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے میری بہن! اے ام کلثوم! اے فاطمہ! اے رباب! دیکھنا کہ جب میں قتل کر دیا جاؤں تو مجھ پر نہ تو گریباں چاک کرنا اور نہ چہرے نوچنا۔'' [2]

صدوق وغیرہ نے عمر بن ابی المقدام سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے ابو الحسن اور ابو جعفر علیہما السلام کو ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ (الممتحنة: ۱۲) ''اور نہ کسی نیک کام میں تیری نافرمانی کریں گی۔'' کی تفسیر میں یہ بیان کرتے سنا ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ علیہا السلام سے ارشاد فرمایا:

---

[1] الملهوف لابن طاؤوس، ص: ۵۰۔ منتهى الآمال لعباس القمي: ۱/ ۴۸۱.

[2] مقتل الحسين لعبد الرزاق الموسوي المقرم، ص: ۲۱۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''جب میرا انتقال ہو جائے تو اپنا چہرہ نہ نوچنا، بالوں کو نہ کھولنا، واویلا نہ کرنا اور نہ نوحہ کرنا۔''

پھر فرمایا:

''یہی وہ ''معروف'' ہے جس کا ذکر اس آیت میں آتا ہے۔'' ❶

ابوعبداللہ علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں:

''معروف یہ ہے کہ عورتیں اپنا گریبان چاک نہ کیا کریں، چہرے نہ پیٹا کریں، واویلا نہ مچایا کریں اور نہ قبروں پر کھڑی ہوا کریں۔'' ❷

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی دونوں پر لعنت کی ہے۔'' ❸

ان روایات اور ممانعتوں کے سننے کے بعد آخر شیعہ خواتین کو ماتمی مجالس میں جانے کا کیا فائدہ؟!! بے شک وہ اس سے بچیں۔

القطب الراوندی ''لب اللباب'' ❹ میں لکھتا ہے:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عورتوں پر لعنت کی ہے: (۱) وہ عورت جو خاوند کے مال اور اپنی ذات میں اس کی خیانت کرے (۲) نوحہ کرنے والی (۳) خاوند کی نافرمان (۴) اور ماں باپ کی نافرمان۔''

امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے جب صفین کے مقتولوں پر عورتوں کے نوحہ کرنے کی آوازیں سنیں اور حرب بن شرحبیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں ارشاد فرمایا:

''کیا تمہاری عورتیں تم پر غالب ہیں، یہ میں کیا سن رہا ہوں؟ تم لوگ ان کو اس واویلا کرنے سے روکتے کیوں نہیں؟'' ❺

ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ

''جسے خدا نے ایک نعمت سے نوازا اور اس نے اس نعمت کے ملنے پر بنسریاں بجائیں تو اس نے اس نعمت کا کفران کیا اور جسے کوئی مصیبت پہنچی اور اس نے اس مصیبت میں نوحہ کرنے والی بلائی

---

❶ معانی الاخبار لابن بابویہ القمی، ص: ۳۹۰.

❷ تفسیر نور الثقلین: ۵/ ۳۰۸۔ مستدرك الوسائل: ۱/ ۱٤٤۔ بحار الانوار: ۸۲/ ۷۷.

❸ مستدرك الوسائل: ۱/ ۱٤٤۔ جامع احادیث الشیعة لحسین البروجردی: ۳/ ٤۸۷.

❹ مستدرك الوسائل: ۲/ ٤۳۱. ❺ جامع احادیث الشیعة: ۳/ ۳۸۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو اس نے اس مصیبت میں کفران کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے اس مصیبت کے اجر کو برباد کر دیا۔''❶

جعفر بن محمد اپنے دادوں سے نبی کریم ﷺ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اے علی! جس نے اپنی بیوی کا کہنا مانا رب تعالیٰ اسے اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ بیوی کی اطاعت کیا چیز ہے؟ فرمایا: ''یہ کہ تو اسے حماموں، عرسوں اور نوحہ کی مجالس میں جانے کی اور باریک کپڑے پہننے کی اجازت دے۔''❷

صدوق وغیرہ نے جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے آباء سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''چار قسم کے لوگ میری امت میں ہمیشہ رہیں گے: (۱) حسب نسب پر فخر کرنے والے (۲) نسب میں طعن کرنے والے (۳) ستاروں سے بارش مانگنے والے (۴) اور نوحہ کرنے والیاں۔ نوحہ کرنے والی اگر توبہ کیے بغیر مر جاتی ہے تو وہ قیامت کے دن اس حال میں کھڑی ہوگی کہ اس پر تارکول کا کرتا اور خارش کی اوڑھنی ہوگی۔''❸

ابو جعفر ثانی اپنے دادوں سے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ

''جب مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میں نے ایک عورت کو کتے کی شکل میں دیکھا، آگ اس کے پیچھے سے داخل ہو کر اس کے منہ سے نکلتی تھی جبکہ فرشتے آگ کے ہتھوڑے اس کے سر اور بدن پر مار رہے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو جبرئیل علیہ السلام نے بتلایا کہ یہ نوحہ کرنے والی حسد خوری لونڈی تھی۔''❹

امام جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت گھر کی خواتین کو نوحہ کرنے، گریباں چاک کرنے اور چہرہ نوچنے سے منع کیا۔❺

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں سے اس بات کی بیعت لی کہ وہ نوحہ نہ

❶ وسائل الشيعة: ١٢/ ٩.
❷ وسائل الشيعة: ١/ ٣٧٦.
❸ الخصال، ص: ٢٢٦ ـ الحدائق للبحراني: ٤/ ٦٨.
❹ عيون اخبار الرضا: ٢/ ١١.
❺ بحار الانوار: ٨٢/ ١٠١ ـ جامع احاديث الشيعة: ٣/ ٤٩٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کریں گی، چہرہ نہ نوچیں گی اور خلوتوں میں اجنبی مردوں کے ساتھ نہ بیٹھیں گی۔ ❶

ایک کھلا تضاد:

تیجانی لکھتا ہے کہ

''یہ سینہ کوبی اور زنجیر زنی وغیرہ عوام کا فعل اور ان کی جہالت ہے نا کہ علماء کا شیوہ ہے بلکہ وہ تو ہمیشہ ان باتوں سے منع کرتے چلے آئے ہیں۔'' ❷

جبکہ مرتضی فیروز آبادی لکھتا ہے کہ

''چہرہ پیٹنا وغیرہ شیعہ کی سیرت و کردار رہا ہے، نہ یہ سنا گیا اور نہ سنا جائے گا کہ کسی عالم نے کبھی ان افعال پر انکار کیا ہو۔'' ❸

ادھر امام محمد باقر الصدر کہتے ہیں کہ

''علماء ہمیشہ سے ان شیعوں کو ان امور سے روکتے اور ان کی حرمت بیان کرتے آئے ہیں۔''

اب دونوں میں سے کون سچا اور کون جھوٹا ہے؟ تیجانی یا محمد باقر۔ یا محمد باقر پر تیجانی جھوٹا الزام لگا رہے ہیں بظاہر یہاں جھوٹا تیجانی ہے۔ کیونکہ تیجانی ذکر کرتا ہے کہ جب محمد باقر الصدر نجف آئے تو میں ان کی زیارت کو گیا اور یہ سوال کیا کہ یہ شیعہ گریہ کیوں کرتے ہیں، سینہ کوبی اور زنجیر زنی کیوں کرتے ہیں حتیٰ کہ ان کے خون نکلنے لگتے ہیں۔ یہ باتیں اسلام میں حرام ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جس نے چہرہ پیٹا، گریبان چاک کیا اور جاہلیت کی طرف بلایا وہ ہم میں سے نہیں۔''

تیجانی خود بیان کرتا ہے کہ محمد باقر نے میری اس بات کا یہ جواب دیا کہ

''بے شک یہ حدیث صحیح ہے لیکن اس کا ابو عبداللہ کے ماتموں پر اطلاق نہیں ہوتا۔ لہٰذا جو ابو عبداللہ کا ماتم کرتا ہے اور حسینی طریق پر چلتا ہے وہ جاہلیت کی دعوت دینے والا نہیں۔ پھر شیعہ میں عالم بھی ہیں اور جاہل بھی اور ان کے جذبات بھی ہیں۔ اگر یہ شیعہ آل بیت حسین پر ہونے والے مظالم کو سن کر جذبات سے مغلوب ہو جاتا ہے تو وہ ماجور ہوگا۔ کیونکہ اس کی نیت اللہ کے لیے ہے۔'' ❹

---

❶ بحار الانوار: ۸۲/ ۱۰۱۔ جامع احادیث الشیعة: ۳/ ٤٨٤.

❷ کل الحلول، ص: ۱۵۰.

❸ ثم اهتديت للتيجانى، ص: ۱۵۰.

❹ ثم اهتديت للتيجانى، ص: ۵۸۔ اگر ان کی نیتیں اللہ کے لیے ہوتیں تو یہ اللہ اور اس کے رسول کے سچے فرمانبردار ہوتے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اس سے زیادہ حیرت کا امر اور کیا ہو گا کہ ایک شخص حدیث کی صحت کو تسلیم کر لینے کے بعد بھی مقابلہ و مکابرہ کرتے ہوئے اس کو ردّ کرتا ہے اور یہ گمان کرتے ہوئے ردّ کرتا ہے کہ اس حدیث کا اطلاق اس کے ہم مذہبوں کی بدعات و منکرات پر نہیں ہوتا۔ جبکہ تیجانی اس بات کا مدعی بھی ہے کہ شیعہ علماء ان بدعات کو حرام کہتے ہیں۔ اب کون جھوٹا اور کون سچا ہے۔

تیجانی کا ایک اور جھوٹ:

اس امر میں کوئی خفا نہیں کہ اکثر علماء جیسے محسن الامین اور السید القائد علی خامنائی، آیۃ اللہ محمد حسین فضل اللہ وغیرہ بے شمار علماء نے ان امور کے عدمِ جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ ❶

تیجانی جھوٹ بولنے کا عادی ہے جیسا کہ اس کی تمام تالیفات دروغ بیانیوں کا مظہر ہیں۔ یہ سب کچھ موصوف تیجانی تقیہ کی آڑ لے کر کرتے ہیں جس پر ایک شیعہ ماجور اور مغفور ہوتا ہے۔ تیجانی مسلمانوں کے سامنے شیعیت کی صورت کو ملمع کر کے پیش کرنا چاہتا ہے کیونکہ اس کی کتابیں لوگوں میں بکثرت پھیلائی جاتی ہیں بلاشبہ یہ اس کا کذب اور دجل ہے۔ تیجانی کی یہ عبارت سراپا جھوٹ ہے۔ خامنائی (انقلاب کا بانی) ان تمام امور کو جائز قرار دیتا ہے جیسا کہ ہم نے گزشتہ میں نقل کیا ہے۔ جبکہ یہ تیجانی خامنائی کی بابت اس بات کا انکار کرتا ہے۔

محمد حسین فضل اللہ نرم سینہ کوبی کو جائز کہتا ہے جیسا کہ گزشتہ میں بیان ہوا۔ اس لیے تیجانی کا یہ کہنا سراسر جھوٹ ہے کہ ''اکثر علماء نے ان شعائر کے عدمِ جواز کا فتویٰ دیا ہے'' اور مرتضیٰ فیروز آبادی نے تو تیجانی کو بالکل ہی رسوا کر کے رکھ دیا ہے۔ وہ کہتا ہے: ''نہ پہلے کبھی سنا اور نہ آئندہ سنیں گے کہ کسی عالم نے ان حسینی شعائر پر نکیر کی ہو۔''

اب کیا ہم تیجانی کو سچا مانیں جو فتاوی اور نصوص کی تکذیب کرتا ہے یا شیعہ کے کبار علماء کو سچا مانیں؟!!

عاشوراء کے روزے کا انکار:

شیعہ عاشوراء کے روزے کا یہ کہہ کر انکار کرتے ہیں کہ اس باب میں مروی روایات کو امویوں نے ایجاد کیا ہے۔ جمال الدین بن عبداللہ نے "صیام عاشوراء" نامی کتاب لکھ کر اس میں عاشوراء کے روزہ سے متعلق ہر قسم کی روایات کو جمع کر کے ان روایات کی تائید کی ہے جن کی بدولت شیعہ مذہب کی نصرت و حمایت ہوتی ہے۔ لیکن موصوف اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ موصوف نے اس باب میں بے حد طول بیانی سے کام لیا ہے اور روایات کا ایک ڈھیر لگا دیا ہے۔ اب ان روایات کی تعداد بھی کم نہیں جن میں اس دن

❶ کل الحلول، ص: ۱۵۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے روزہ کی ممانعت مذکور ہے۔ لیکن یہ جملہ روایات خود ایک دوسرے کو جھٹلاتی ہیں۔

رضا سے روایت ہے کہ جب ان سے عاشوراء کے روزہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو کہنے لگے

''کیا تم لوگ مجھ سے ابن مرجانہ کے روزہ کے بارے میں پوچھتے ہو؟ اس دن آلِ زیاد نے قتل حسین کے لیے روزہ رکھا تھا۔ اس دن نہ روزہ رکھا جاتا ہے اور نہ اس دن سے برکت حاصل کی جاتی ہے کیونکہ اس دن آلِ محمد اور اہلِ اسلام باہم فرقوں میں بٹے تھے اور سوموار کا دن منحوس ہے اس دن نبی کریم ﷺ کا انتقال ہوا تھا۔ آل محمد کو بھی اسی دن حادثۂ فاجعہ پیش آیا تھا۔ پس جس نے دس محرم اور سوموار کے دنوں کو روزہ رکھا وہ مسخ دل کے ساتھ اللہ سے ملے گا اور اس کا حشر انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جنہوں نے ان دونوں دنوں کے روزہ رکھنے کی نیو ڈالی تھی۔'' ❶

زید نرسی روایت کرتا ہے کہ میں نے عبیداللہ بن زرارہ کو سنا وہ ابوعبداللہ علیہ السلام سے عاشوراء کے دن کے روزے کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ انہوں نے فرمایا:

''جس نے اس دن کا روزہ رکھا اسے ابن مرجانہ اور آل زیاد کے حصے میں سے ملے گا۔ میں نے پوچھا: ان کا اس دن سے کیا حصہ ہے؟ تو فرمانے لگے: آگ اور اللہ آگ سے پناہ دے اور جس نے اس دن کا روزہ رکھا وہ جہنم کی آگ کے قریب ہو جائے گا۔'' ❷

ایک روایت میں ابوجعفر اور ابوعبداللہ دونوں سے عاشوراء اور عرفات کے دن کا مکہ میں روزہ رکھنے کی ممانعت مذکور ہے۔ ❸

نجیہ کی روایت میں ابوجعفر نے اس دن کے روزہ کو رمضان کے روزوں کی وجہ سے متروک قرار دیا ہے اور متروک پر عمل بدعت ہوتا ہے۔

بعد میں یہی سوال جب نجیہ نے ابوعبداللہ سے کیا تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو ان کے والد ابو جعفر نے دیا تھا۔ پھر فرمایا اس دن کے روزہ کے بارے میں کتاب وسنت میں سے کچھ بھی نہیں آتا۔ یہ آل زیاد کی سنت ہے جو انہوں نے قتل حسین پر جاری کی تھی۔ ❹

قارئین کرام ذرا اس کھلے تضاد کا نظارہ تو کیجیے کہ پہلی روایت اس بات کی تصریح کرتی ہے کہ عاشوراء کا روزہ آل زیاد کی ایجاد ہے۔ جب کہ جعفر صادق رحمہ اللہ سے مروی روایت بتلاتی ہے کہ قتل حسین کے بعد جب لوگ شام یزید کے پاس گئے تو اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے طرح طرح کی روایات گھڑ کر اسے سنائی

---

❶ صیام عاشوراء، ص: ۱۱۷-۱۱۸.

❷ صیام عاشوراء، ص: ۱۱۸.

❸ صیام عاشوراء، ص: ۱۱٤.

❹ صیام عاشوراء، ص: ۱۱٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گئیں اور خوب انعام وصول کیے۔ انہی روایات میں سے ایک روایت عاشوراء کے روزہ کے بارے میں بھی گھڑی کہ یہ برکت کا دن ہے تاکہ لوگ اس دن بجائے گریہ ونوحہ کرنے کے فرحت وسرور کا اظہار کریں۔ ❶

یہی حال دوسری اور تیسری روایت کا بھی ہے جبکہ چوتھی روایت تو ماقبل کی دونوں روایات کو خاک بنا کر اڑا دیتی ہے۔ یہ روایت اس بات کی تاکید کرتی ہے کہ عاشوراء کا روزہ رمضان کے روزوں کی فرضیت سے قبل موجود تھا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عاشوراء کا روزہ قتل حسین سے کہیں پہلے سے موجود تھا۔ قارئین کرام! خود ہی بنظرِ انصاف دیکھ لیں کہ کیسے باطل خود ایک دوسرے کو پچھاڑتا ہے۔

تیجانی نے بھی اسے امویوں کا روزہ قرار دے کر اس کا انکار کیا ہے۔ سماوی کہتا ہے کہ اہل سنت و الجماعت عاشوراء کا روزہ یزید بن معاویہ اور بنی امیہ کی سنت کی پیروی میں رکھتے ہیں، کیونکہ اس دن انہوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ پر غلبہ پا کر انہیں شہید کر دیا تھا اور اپنے گمان میں ان کے انقلاب کو ختم کر دیا جس سے انہیں اپنا وجود تک خطرے میں نظر آتا تھا۔ چنانچہ اہل سنت والجماعت کے علماءِ سُوء آگے بڑھے اور انہوں نے بنوامیہ کی خوشنودی کے لیے اس دن کے روزے کے طرح طرح کے فضائل ومناقب ایجاد کر لیے، جیسے اسی دن کشتیٔ نوح کوہِ جودی پر آ ٹکی تھی، اسی دن نارِ ابراہیم ٹھنڈی ہوگئی تھی۔ سیّدنا یوسف علیہ السلام اسی دن جیل سے نکالے گئے وغیرہ وغیرہ اور یہ بھی بیان کیا کہ ہجرت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اس دن کا روزہ رکھتے دیکھا۔ دریافت کرنے پر یہود کہنے لگے کہ اس دن موسیٰ علیہ السلام نے فرعون پر فتح پائی تھی اور فرعون غرق ہوکر ہلاک ہوگیا۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم یہود سے زیادہ موسیٰ کے قریب ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی نویں محرم کو بھی روزہ رکھنے کو فرمایا تاکہ یہود کی مخالفت کی جا سکے۔ بے شک یہ سب ایک رسوا کن جھوٹ ہے۔'' ❷

غرض تیجانی ہمیں ازحد برافروختہ نظر آتا ہے کہ اہل سنت اس دن کا روزہ بنوامیہ کی خوشنودی کے لیے رکھتے ہیں تاکہ شہادت حسین کے ذکر کو ختم کیا جا سکے۔ تیجانی کا یہ بیان بےحد طویل ہے اور کیسٹوں میں ملتا ہے جس میں وہ اس پر بےحد زور دیتا ہے کہ اہل سنت کی روایات اس دن کے روزہ کو حرام قرار دیتی ہیں۔

ہم تیجانی کی اس برہمی پر اسے کچھ نہیں کہتے لیکن موصوف خود شیعہ روایات کا کیا کریں گے؟!! یہ وہی جانتے ہیں۔ لیجیے سنیے:

شیعہ کے شیخ الطائفہ ''تھذیب الاحکام'' اور ''الاستبصار'' میں ابوعبداللہ علیہ السلام کے حوالے سے

---

❶ صیام عاشوراء، ص: ۱۲۲.

❷ الشیعة هم اهل السنة للتیجانی، ص: ۳۰۱-۳۰۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

''عاشوراء کا روزہ نویں محرم کو ملا کر رکھو کہ یہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔'' ❶

ابوالحسن علیہ السلام سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کا روزہ رکھا۔'' ❷

جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ

''عاشوراء کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔'' ❸

الصادق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ

''جو محرم کا روزہ رکھ سکے وہ ضرور رکھے کہ محرم کا روزہ، اسے رکھنے والے کی گناہوں سے حفاظت کرتا ہے۔'' ❹

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ

''رمضان کے بعد افضل ترین روزے اللہ کے اس ماہ کے روزے ہیں جس کو لوگ محرم کہہ کر پکارتے ہیں۔'' ❺

موصوف تیجانی پڑھ لیں کہ عاشوراء کا روزہ کس کس نے رکھا اور کس نے اس روزہ کی بنیاد رکھی ہے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نا کہ بنو امیہ جیسا کہ تم لوگوں کا گمان ہے اور تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان پر افتراء باندھتے ہو!!!

کیا تم لوگوں کا اہل بیت پر یہی افتراء بس نہیں کہ تم لوگوں سے اہل بیت کی بابت یہ چرچا کرتے ہو کہ وہ اس دن کے روزہ کو حرام قرار دیتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مذکور ہو چکا کہ وہ عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو اس دن کا علم نہیں تھا اور اس نے کچھ کھا لیا تھا تب بھی وہ باقی کا دن روزہ رکھ کر پورا کرے۔ ❻ ذرا امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی اس دن کے روزہ پر حرص تو دیکھیے کہ وہ کس طرح مسلمانوں کو اس دن کا روزہ رکھنے پر آمادہ کر رہے ہیں۔

❶ تهذيب الاحكام: ٤/ ٢٩٩۔ الاستبصار: ٢/ ١٣٤ .

❷ تهذيب الاحكام: ٤/ ٢٩٩۔ الاستبصار: ٢/ ١٣٤ .

❸ تهذيب الاحكام: ٤/ ٣٠٠۔ الاستبصار: ٢/ ١٢٤ .

❹ وسائل الشيعة: ٧/ ٣٤٧ . ❺ وسائل الشيعة: ٧/ ٣٤٧ .

❻ مستدرك الوسائل: ١/ ٥٩٤ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''جب محرم کا چاند چڑھ جائے تو اس کے دنوں کو شمار کرنا شروع کر دو۔ جب نویں کی صبح آئے تو اس کا روزہ رکھو۔ راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے؟ تو فرمایا: ''ہاں۔'' ❶

تیجانی کا اس روزہ سے انکار اور مسلمانوں پر یہ کہہ کر طعن کرنا کہ انہوں نے بنو امیہ کی خوشنودی کے لیے اس دن کی بابت نہ جانے کیسے کیسے فضائل گھڑے، تو بلاشبہ یہ تیجانی کے تجاہل، قلت علم اور بے انصافی کی صریح دلیل ہے کہ خود ان کے شیخ الطائفہ اس بات کو روایت کرنے والوں میں سے ہیں کہ کشتی نوح عاشوراء کے دن کوہِ جودی سے آ لگی تھی۔ جس پر سیّدنا نوح نے کشتی کے سواروں کو شکرانے کے طور پر اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا۔

ابو جعفر علیہ السلام کہتے ہیں: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ یہ وہ دن ہے جس میں رب تعالیٰ نے آدم وحوا کی توبہ قبول کی۔ بنی اسرائیل کے لیے دریا کو پھاڑا اور اس میں فرعون اور اس کے لشکروں کو غرق کیا اور موسیٰ کو فرعون پر غلبہ دیا۔ اسی دن ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن قومِ یونس کی توبہ قبول ہوئی اور اسی دن عیسیٰ بن مریم پیدا ہوئے......۔'' ❷

شیعی عالم رضی الدین نے موسیٰ بن جعفر سے روایت کیا ہے کہ متعدد روایات میں اس دن کے روزہ رکھنے کی ترغیب آئی ہے۔ ❸

اس روایت کو الحر العاملی، ❹ النوری الطبرسی، ❺ حسین بروجردی ❻ اور یوسف بحرانی ❼ نے بھی ذکر کیا ہے۔

نوری طبرسی جعفر بن محمد سے روایت کرتا ہے:

''کشتی نوح دس محرم کو جودی سے آ لگی تھی جس پر سیّدنا نوح علیہ السلام نے جن وانس کو روزہ رکھنے کا حکم دیا اور اسی دن آدم وحواء کی توبہ قبول ہوئی۔'' ❽

کیا یہ سب روایات کسی اور کی ہیں؟!!

❶ اقبال الاعمال لشیخ الشیعة رضی الدین ابو القاسم علی بن موسی بن جعفر بن طاووس، ص: ٥٥٤.

❷ تهذیب الاحکام للشیخ الطوسی شیخ الطائفة: ٤/ ٣٠٠.

❸ اقبال الاعمال، ص: ٥٥٨.

❹ وسائل الشیعة: ٧/ ٣٣٨.

❺ مستدرك الوسائل: ١/ ٥٩٤.

❻ جامع احادیث الشیعة: ٩/ ٤٧٥-٤٧٦.

❼ الحدائق الناضرة: ١٣/ ٣٧١.

❽ مستدرك الوسائل: ١/ ٥٩٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیجانی بتلائیں کہ اب وہ کیا کہتے ہیں؟!!

اب تیجانی کے ذمہ ہے کہ وہ ان شیعی روایات کو تلاش کر کے ان کی معتبر اسانید کا ہوش کے ساتھ جائزہ لیں جن میں عاشوراء کے دن کے روزہ کی ترغیب ہے اور جن روایات میں ممانعت ذکر ہے ان کو دیانت کے ساتھ دیکھیں کہ ان کی اسانید کس قدر ضعیف ہیں۔ جن کا شیخ محمد رضا الحسین الحائری نے بھی اپنی کتاب "نجاۃ الامۃ، ص: ١٤٥، ١٤٦، ١٤٨" پر صاف صاف اقرار کیا ہے۔ یہ کتاب قم ایران سے ۱۴۱۳ ہجری میں شائع ہوئی ہے۔

کیا تیجانی اب بھی کچھ کہنے کو تیار ہیں؟

دکتور احمد راسم نفیس کی اس بات کا کیا جواب ہے کہ

''امویوں نے حقائق کو بدل ڈالا، انہوں نے المیہ کے دن کو عید کا دن بنا دیا اور آج تک اسی پر عمل چلا آ رہا ہے۔''❶

کیا شیعہ حضرات اور بالخصوص تیجانی اور دکتور راسم یہ ماننے کو تیار ہیں کہ طوسی، صدوق، الحر العاملی، نوری طبرسی اور ابن طاؤس بھی بنو امیہ کے پروپیگنڈا کی زد میں آ کر حقائق کو بدلتے اور مسخ کرتے رہے اور عاشوراء کے روزہ کو ثابت کرنے اور اس کے رکھنے کی ترغیب دیتے رہے؟

دکتور راسم بتلائیں کہ ان کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے؟!!

شیعہ حضرات انصاف سے کام کیوں نہیں لیتے اور شیعوں پر یہ حقیقت کیوں آشکارا نہیں کرتے کہ اہل سنت اس دن کا روزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں رکھتے ہیں جس کا ثبوت ان معتبر روایات سے ہوتا ہے جو شیعہ اور سنی دونوں کے نزدیک معتبر ہیں۔ جن کا اعتراف شیعہ شیخ ابن طاؤس نے بارہا کیا ہے؟!!

اگر تم محض اس لیے سینوں پر خار کھائے بیٹھے ہو کہ عاشوراء کے دن یہ لوگ غم حسین میں اس طرح کا مظاہرہ کیوں نہیں کرتے جس طرح شیعہ کرتے ہیں تو ہم انہیں دو جواب دیتے ہیں:

۱۔ فریقین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس دن کا روزہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا اور یہی اہل سنت کا فعل ہے۔ الحمد للہ

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء کے دن کو سوگ منانے اور اس دن نوحہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ جیسا کہ شیعہ لوگ کرتے ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے: ''نوحہ کرنا جاہلیت کا فعل ہے۔'' یہ حدیث فریقین کے نزدیک بالاتفاق صحیح ہے۔

❶ علی خطی الحسین، ص: ١٠٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر یاد رہے کہ اہل ایمان و اسلام کے لیے سب سے بڑی مصیبت نبی کریم ﷺ کی وفات ہے۔ ایک حدیث میں وارد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جسے کوئی مصیبت پہنچے تو میری مصیبت یاد کر لے کہ یہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔'' ❶

لیکن اس سب کے باوجود اہل اسلام نے اس دن کو غم کا دن نہیں بنایا حالانکہ یہ مصیبت عظمیٰ کا دن ہے۔ اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کا دن، خلفائے ثلاثہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کی شہادتوں کے دن کہ مسلمانوں نے ان دنوں کو بھی شیعوں کی طرح غم اور نوحہ کے دن نہیں بنائے۔

اگر غم منانا ہی طے ہے تو پھر یہ شیعہ لوگ نبی کریم ﷺ کی وفات کے دن سوگ کیوں نہیں مناتے جیسے دس محرم کے دن کرتے ہیں۔ حالانکہ نبی کریم ﷺ کی وفات قتل حسین رضی اللہ عنہ سے بڑی مصیبت ہے۔

اور تو اور خود حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے اپنے والد ماجد سیّدنا علی بن ابی طالب کی شہادت کے دن کو سالانہ سوگ اور نوحہ کا دن بنا کر کیوں نہ منایا؟

یہ کوفی رافضی ہی تو ہیں جنہوں نے جناب حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر چھوڑ دیا اور مقتل کے حوالے کر دیا!!!

جناب دکتور راسم صاحب! کیا یہ آپ ہی کا قول نہیں کہ

> ''اصل مسلمان شیعہ ہیں اور انصاف یہ ہے کہ کسی فرقہ کے عقائد و افکار جاننے کے لیے خود ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے نا کہ ان کے مخالفین کی کتابوں کا جو ان الزامات و اتہامات سے بھری ہوتی ہیں جن کے اس مذہب والے قائل ہی نہیں ہوتے۔'' ❷

تو جناب موصوف دکتور راسم بتلائیں کہ کیا عاشوراء کے روزے کا ثبوت خود ان کی کتابوں سے نہیں؟ کیا ان کی کتابوں میں نوحہ خوانی کی حرمت بیان نہیں؟!!

تمہاری کتابیں عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم دیتی ہیں اور تم لوگ اس روزہ کو امویوں کے سر دھرتے ہو؟

کیا ہم نے تمہارے مذہب کو آشکارا کرنے کے لیے خود تمہاری ہی کتابوں سے استناد نہیں کیا؟

جس اصول کا تم لوگ ہمیں واسطہ دیتے ہو اس کی بابت ہم صرف یہی کہیں گے کہ تمہارا بلا تحقیق اہل سنت پر قرآن میں تحریف کر دینے کا الزام ہی تمہارے اپنے اس اصول کے باطل ہونے کے لیے کافی ہے۔ کیا آج تک کوئی شیعہ اہل سنت کی کسی کتاب سے یہ ثابت کر سکا ہے کہ اہلِ سنت قرآن میں تحریف کے قائل ہیں؟!!

ہرگز بھی نہیں اور نہ قیامت تک ایک قول بھی دکھا سکیں گے، لیکن پھر بھی شیعہ حضرات یہ کہتے تھکتے نہیں کہ اہل سنت نے قرآن میں تحریف کر دی ہے اور یہ بات شیعہ حضرات کے ان بنیادی عقائد میں شامل ہے

❶ الکافی للکلینی: ۳/ ۲۲۰۔ ❷ الطریق الی مذھب اھل البیت، ص: ۲۷۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

جس کا دفاع ہر شیعہ پر واجب ہے۔ جس کا اقرار و اظہار ان کے اکابر علماء کرتے چلے آئے ہیں۔ لیکن برا ہو اس تقیہ کا کہ عین وقت پر یہ شیعہ اس کی چادر اوڑھ کر منظر سے غائب ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ وہی تقیہ نہیں کہ جس کے بارے میں آپ لوگوں کے امام خمینی یہ کہتے ہیں:

''اگر تقیہ نہ ہوتا تو یہ مذہب زوال اور فنا کی زد میں آ جاتا۔'' ❶

بقول تم لوگوں کے امام جعفر الصادق نے یہ کہا ہے:

''تم لوگ ایک ایسے دین پر ہو جس نے اسے چھپایا اللہ اسے عزت دے گا اور جس نے اس کو ظاہر کیا اللہ اسے ذلیل کرے گا۔'' ❷

امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے ایک روایت میں ہے:

''جو تقیہ نہیں کرتا وہ شیعان علی میں سے نہیں۔'' ❸

کلینی اور کاشانی ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ

''جس نے اپنے دن کا آغاز ہمارے راز کو ظاہر کرنے سے کیا رب تعالیٰ اس پر تیز دھار لوہا اور مجالس کی تنگی مسلط کر دے گا۔'' ❹

امام جعفر الصادق سے ایک روایت میں ہے:

''جو تقیہ کو لازم نہیں پکڑتا وہ ہم میں سے نہیں۔'' ❺

جناب دکتور راسم صاحب! کیا سچوں کے اخلاق یہی ہوتے ہیں؟!!

کیا خطرات کے وقت تم لوگ تقیہ کی کھوہ میں پناہ نہیں لیتے کیونکہ خود تمہارے امام خمینی نے تم لوگوں کو اس کی اجازت دی ہے۔ چاہے جان کو خطرہ نہ بھی ہو۔ امام خمینی کہتے ہیں:

''تقیہ صرف جواز کی حد تک ہی نہیں بلکہ اگر جان وغیرہ کا خوف ہو تو تقیہ واجب ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ کسی بھی قسم کی مصلحت مخالفوں سے تقیہ اختیار کرنے کو واجب کرتی ہے چاہے جان کا خوف نہ بھی ہو۔'' ❻

جناب دکتور راسم کچھ تو راہ سجھائیں کہ ہم لوگ ان کے سچ کو تقیہ سے کیونکر پہچانیں گے؟

کیا آپ لوگ ہمیں اس حیران کن ترین سوال کا جواب دیں گے؟

---

❶ الرسائل للخمینی: ۲/ ۱۸۵ . ❷ الکافی: ۲/ ۲۲۲ .

❸ جامع الاخبار للشعیری، ص: ۹۵ . ❹ الکافی: ۲/ ۳۷۲ .

❺ وسائل الشیعة: ۱۱/ ٤٦٦ . ❻ الرسائل للخمینی: ۲/ ۲۰۱ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ کون سا راز ہے جو تم لوگ دوسروں سے چھپاتے ہو؟!!

یہ جتنی روایات ہم نے ذکر کی ہیں یہ تم لوگوں کی کتابوں سے ہیں یا مخالفوں کی کتابوں سے ہیں؟

کیا یہ معز الدولہ بویہی نہیں تھا جو امامیہ کا عالم تھا ❶ نا کہ اہل بیت میں سے جس نے نوحہ کرنے، رونے، گریہ کرنے اور گلی کوچوں میں ماتمی جلوسوں کے نکالنے کا سب سے پہلے حکم دیا تھا نا کہ اہل بیت نے۔ جناب من! ڈکتور راسم صاحب کیا آپ کو اس بات کا علم ہے؟!

جبکہ اہل بیت نے تو اپنے نانا سید المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا تھا کہ ''نوحہ کرنا جاہلیت کا عمل ہے۔''

یہ بات بے حد بعید ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب رسومات کے قائم کرنے کا حکم دیا ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی بیٹی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی اس بات کی وصیت فرمائی تھی کہ

''میرے مرنے پر چہرہ نہ نوچنا، بال نہ کھولنا، واویلا نہ مچانا اور مجھ پر کسی نوحہ کرنے والی کو کھڑا نہ کرنا۔'' ❷

کیا شیخ الطائفہ نے نوحہ کو حرام نہیں کہا؟

لیکن اس سب کے باوجود شیعہ تناقض و تضاد کا عجب مجموعہ ہیں، احوال و واقعات کے نقل میں ان کا مبالغہ اور تضاد دیدنی ہوتا ہے۔ ذرا اس شیعی وکیل حسین یعقوب کو ہی دیکھ لیجیے۔ موصوف پہلے لکھتے ہیں:

''امام حسین کو قتل کرنے اور بیت نبوت کو تباہ و برباد کرنے کے لیے ابن زیاد نے تیس ہزار جنگجوؤں کو اکٹھا کیا۔'' ❸

لیکن آگے چل کر خود اپنی ہی بات کے بخیے ادھیڑتے ہوئے لکھتا ہے کہ سیّدنا حسین نے فرمایا:

''اے میرے اہل اور میرے شیعہ! اس رات کو اونٹ لے لو اور خود کو بچا لو، کہ یہ لوگ صرف مجھے چاہتے ہیں۔ اگر ان لوگوں نے مجھے قتل کر دیا تو تم لوگوں کو کچھ نہ کہیں گے۔ اللہ تم لوگوں پر رحم کرے کہ تم لوگ بچ جاؤ۔ میں نے اپنی بیعت اور عہد جو تم لوگوں نے کیا تھا اس کو حلال کر دیا۔'' ❹

---

❶ یہ بات شیعہ کے عالم اور شیخ محمد باقر خونساوی نے ''روضات الجنات: ٦/ ١٣٩'' میں اور شیعہ کے محدث عباس قمی نے ''الکنی و الالقاب: ٢/ ٤٣٠'' میں نقل کی ہے۔

❷ دیکھیں: عورتیں اور حسینیات کا عنوان۔ کتاب ہٰذا۔

❸ کربلا الثورۃ الماساۃ، ص: ٢٨٠.

❹ کربلا الثورۃ الماساۃ، ص: ٢٩٧.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

امام حسین علیہ السلام خود صراحت سے فرما رہے ہیں کہ کوفیوں کو صرف وہی مطلوب ہیں۔ اگر وہ انہیں پانے میں کامیاب ہو گئے تو باقیوں کو کچھ نہ کہیں گے اور آں جناب یہ فرما رہے ہیں کہ ان کا مطلوب اہل بیت کو تباہ و برباد کرنا تھا۔

اب آپ خود ہی بتا دیں کہ آپ کی کون سی بات درست ہے اور کون سی غلط؟!!

شیعہ حضرات مقتل حسین کی بابت جو روایات سناتے ہیں وہ کذب و بطلان کا طومار ہیں جن کی کوئی اساس نہیں۔ جس کا اقرار خود شیعوں کے شیخ اور مجتہد عبدالحسین الحلی ان الفاظ سے کرتے ہیں:

''ان جملہ روایات کا صدق نامعلوم ہے۔ اگر لوگ اس بات کو لازم پکڑ لیں کہ وہ کتب حدیث و اصول سے صرف سچی بات ہی نقل کریں گے تو نقل روایات کا دروازہ ہی بند ہو جائے اور مورخین کے اقوال سے استدلال باطل ٹھہرے۔''❶

یہ تو ایک بات ہوئی۔ پھر موصوف احمد حسین یعقوب کا یہ قول کہ ''اے میرے اہل اور میرے شیعہ! آج کی رات اونٹ لے لو'' اس قول کے صریح مناقض ہے جسے دکتور احمد راسم نے نقل کیا ہے کہ جب سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو خود ان کے بھائی محمد بن حنفیہ نے یہ کہا تھا کہ ''اگر آپ کو نکلنا ہی ہے تو اپنے ساتھ اپنی عورتوں کو لے کر مت نکلیے'' تو جناب حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے نانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کر کے ارشاد فرمایا:

''رب تعالیٰ کی مرضی ہے کہ وہ ان عورتوں کو قیدی دیکھنا چاہتا ہے۔''❷

اب ان دونوں خبروں کے تضاد کے مسئلہ کو جناب دکتور احمد راسم نفیس ہی حل کریں تو کریں، ہمارے بس کی بات نہیں!

ایک اور شیعی عالم عبدالحسین الحلی لکھتا ہے:

''کربلا کے واقعات ہم تک شیخ المفید، شیخ الطائفہ اور سید جیسے اکابر کے واسطے سے ہی پہنچے ہیں جو مرسل ہیں۔ ان مرسل روایات کو جن ثقہ مورخین نے بیان کیا ہے ان میں سرفہرست طبری ہے اور انہوں نے ان روایات کا زیادہ تر حصہ ابو مخنف سے بیان کیا ہے جو ان واقعات کے وقت موجود ہی نہ تھا۔''❸

دکتور صاحب!

---

❶ الشعائر الحسينية في الميزان الفقهي، ص: ۲۹.

❷ على خطى الحسين، ص: ۹۷، ۱۰۱.

❸ الشعائر الحسينية، ص: ۲۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

دیکھ لیجیے! یہ ہے ان روایات کا حال جن کو آپ لوگ اپنے ماتمی جلسے جلوسوں میں بے محابا، بے دھڑک اور سیل رواں کی طرح بیان کرتے ہیں، کہ یہ روایات غیر معلوم، غیر صادق اور مرسل ہیں۔

کیا دکتور موصوف اس بات کا جواب دینا پسند کریں گے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اول وہلہ میں تو اپنی خواتین کو ساتھ لے جانے پر مصر تھے لیکن اخیر میں جا کر خود ہی انہیں لوٹ جانے کی اور بیعت اور عہد کو توڑنے کی اجازت بھی دے رہے ہیں۔ حالانکہ جناب حسین رضی اللہ عنہ نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کو نقل کیا تھا کہ رب تعالیٰ ان کی عورتوں کو قیدی دیکھنا چاہتا ہے؟!!

زیارتِ حسین اور شیعی روایات:

شیعہ حضرات نے ابوالحسن الماضی سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

''جس نے حسین رضی اللہ عنہ کا حق پہچان کر ان کی زیارت کی رب تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دے گا۔'' ❶

ابوعبداللہ سے روایت ہے:

''جس نے حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت کی رب تعالیٰ اس کے لیے اسّی مقبول حجوں کا ثواب لکھ لے گا۔'' ❷

ابوعبداللہ ہی سے روایت ہے:

''جو حسین رضی اللہ عنہ کا حق پہچان کر ان کی قبر پر آیا گویا کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین حج کر لیے۔'' ❸

ابوعبداللہ سے یہ بھی روایت ہے:

''جو حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر ان کا حق پہچان کر آیا گویا کہ اس نے سو حج کیے۔'' ❹

حذیفہ بن منصور کہتے ہیں:

''مجھے ابوعبداللہ نے پوچھا: تم نے کتنے حج کر رکھے ہیں؟ میں نے کہا: نو۔ تو بولے: اگر تم اکیس حج پورے کر لو تو رب تعالیٰ تمہیں حسین کی زیارت کرنے والوں کی طرح لکھ لے گا۔'' ❺

❶ كامل الزيارات، ص: ٢٦٢.
❷ المزار للمفيد، ص: ٤٧.
❸ كامل الزيارات، ص: ٢٦٧.
❹ كامل الزيارات، ص: ٣٠٣، ٣٠٤۔ وسائل الشيعة: ١٠/ ٣٥٠.
❺ كامل الزيارات، ص: ٣٠٤۔ وسائل الشيعة: ١٠/ ٣٥٠.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد بن مسلم ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ

''جس نے حسین رضی اللہ عنہ کا حق پہچان کر ان کی قبر کی زیارت کی رب تعالیٰ اس کے لیے ایک ہزار مقبول حجوں کا ثواب لکھ لے گا اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے گا۔'' ❶

یہ ہیں وہ باطل روایات جن کی بنا پر یہ شیعہ حضرات کربلاء سے لائی مٹی پر سجدہ کرنے کو، جس کو یہ لوگ تربت حسینی کہتے ہیں، ارضِ حرم پر سجدہ کرنے پر ترجیح اور فضیلت دیتے ہیں۔ چنانچہ جب شیعہ کے آیۃ اللہ العظمی محمد حسین شیرازی سے سوال کیا گیا کہ

''کہتے ہیں کہ سرزمین کربلاء سرزمین مکہ سے افضل ہے اور تربت حسینی پر سجدہ کرنا ارض حرم پر سجدہ کرنے سے افضل ہے؟ کیا یہ صحیح ہے؟ تو موصوف نے جواب دیا کہ ہاں۔'' ❷

شیعوں کے شیخ، آیت اللہ العظمی محمد الحسین کاشف الغطاء اکثر یہ شعر پڑھا کرتا تھا:

مـــن حـــديـــث كـــربـــلاء و الـــكـــعـــبة

لـــكـــربـــلاء بـــان عـــلـــوم الـــرتبة

لـــكـــربـــلاء بـــان عـــلـــو الـــرتبة

''اگر بات کعبہ اور کربلا کی ہو تو بے شک یہ ظاہر ہو گیا کہ کربلا کا رتبہ اونچا ہے، کربلا کا رتبہ اونچا ہے۔'' ❸

شیعوں کے شیخ آیت اللہ العظمی عبدالحسین دست غیب کہتا ہے:

''رب تعالیٰ نے اپنے بندوں پر یہ کرم کیا کہ قبر حسین کی زیارت کو بیت اللہ الحرام کے حج کا بدل بنا دیا تاکہ جو حج نہ کر سکے وہ قبر حسین کی زیارت کو لازم پکڑے۔ بلکہ جو لوگ قبر حسین کی زیارت کی شرائط کو ملحوظ رکھتے ہیں انہیں حج سے بھی زیادہ ثواب ملتا ہے جیسا کہ اس باب میں وارد بے شمار صریح روایات میں آتا ہے۔'' ❹

شیعہ حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے یہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''کربلاء روئے زمین کی سب سے پاکیزہ، سب سے زیادہ حرمت والی سرزمین ہے اور یہ جنت

---

❶ وسائل الشيعة: ١٠/ ٣٤٧. ❷ فقه العقائد، ص: ٣٧.

❸ الارض و التربة الحسينية، ص: ٢٦.

❹ الثورة الحسينية، ص: ١٥، طبع دار التعارف بیروت از دست غیب.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے میدانوں میں سے ہے۔''❶

بے شک زیارت حسین یا قبر حسین کی زیارت دین کا حصہ نہیں۔ دین تو اس سے قبل مکمل ہو چکا تھا جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدۃ: ۳)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا حکم امیر المومنین علی، حضرات حسنین کریمین، حضرت ابو ذر، حضرت مقداد، حضرت عمار، حضرت حذیفہ، حضرت ابوسعید خدری وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو بھی تو نہیں دیا اور اگر بالفرض یہ حکم تھا بھی تو نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑے گا کہ قبر حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت کے اس ثواب سے یہ تمام مذکورہ اصحاب اور خود جناب حسین رضی اللہ عنہ بھی محروم رہے۔

امام صادق قتل حسین کے بعد آئے ہیں۔ حنان بن سدیر سے شیعہ حضرات روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں میں نے ابوعبداللہ سے پوچھا: آپ قبر حسین کی زیارت کے بارے میں کیا کہتے ہیں، ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں سے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ ''زیارت قبر حسین اجر کے اعتبار سے حج اور عمرہ کے برابر ہے'' تو فرمانے لگے:

''یہ حدیث کتنی سخت ہے زیارتِ قبر حج اور عمرہ کے برابر ہرگز بھی نہیں۔ البتہ ان کی قبر کی زیارت کرو اور ان سے جفا نہ کرو کہ وہ نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔''❷

روضۂ حسین کی بدعت:

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر شیعوں نے روضہ بنا کر خود ان کے علماء کے بقول گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ شیعہ کے امام اور شیخ جناب شیرازی لکھتے ہیں:

''شیعہ حضرات یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ پیغمبروں، ائمہ اور اسلامی شخصیات کی قبروں پر روضے بنانا سب سے بڑی نیکی ہے،❸ بے شک یہ قول سراسر باطل ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

❶ السجود علی التربة الحسینیة لمحمد ابراهیم القزوینی، ص: ۲۵.

❷ وسائل الشیعة: ۱۰/ ۳۵۲.

❸ فقه العقائد، ص: ۳۶۵.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قبروں پر عمارتیں بنانے سے منع فرمایا ہے۔ شیعہ حضرات ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر نماز پڑھنے یا اس پر بیٹھنے یا اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے۔'' ❶

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو گچ سے پختہ بنانے، یا ان پر تعمیر کرنے یا ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی لیے اس نہی کو ائمہ نے امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ سات باتیں حرام کھانے میں داخل ہیں:

(۱) فیصلہ کرنے میں رشوت لینا

(۲) رنڈی کی اجرت

(۳) کاہن کا معاوضہ

(۴) کتے کا ثمن

(۵) اور جو لوگ قبروں پر عمارتیں بناتے ہیں۔ ❷

علی بن جعفر سے روایت ہے کہ انہوں نے امام موسیٰ علیہ السلام سے قبروں پر بیٹھنے اور ان پر عمارتیں بنانے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

''قبروں پر عمارتیں بنانا، ان پر بیٹھنا، انہیں گچ سے پختہ کرنا اور انہیں لیپ دینا درست نہیں۔'' ❸

ہم شیعوں پر یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ وہ قبروں پر عمارتیں بنانے کی بابت جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی اقتدا کریں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کے لیے بھیجا تھا کہ وہ قبروں پر بنی عمارتوں کو ڈھا دیں اور مورتیوں کو توڑ دیں تاکہ یہ امر بعد والوں کے لیے نمونہ بنے۔

اس لیے قبروں کے پاس یا ان پر مساجد بنانے سے بچا جائے۔ سماعہ بن مہران سے روایت ہے کہ انہوں نے قبروں کی زیارت کرنے اور ان پر عمارتیں بنانے کے بارے میں ابو عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

''زیارتِ قبور میں تو کوئی حرج نہیں البتہ ان کے پاس مساجد کو تعمیر نہ کیا جائے۔'' ❹

قبروں کو قبلہ اور سجدہ گاہ بنانے سے بچا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

---

❶ وسائل الشيعة: ۲/ ۸٦۹. ❸ مستدرك الوسائل: ۱/ ۱۲۷.

❸ وسائل الشيعة: ۲/ ۸٦۹۔ جامع احاديث الشيعة: ۳/ ٤٤٤.

❹ الكافي: ۳/ ۲۲۸۔ من لا يحضره الفقيه: ۱/ ۱۱٤۔ وسائل الشيعة: ۲/ ۸۸۷.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میری قبر کو قبلہ اور مسجد نہ بنانا کیونکہ رب تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت کی ہے اس لیے کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مساجد بنا لیا تھا۔'' ❶

امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے:

''میری قبر کو مسجد نہ بنا لینا اور نہ اپنے گھروں کو قبریں ہی بنا لینا، تم جہاں کہیں ہو وہیں نماز پڑھ لیا کرو اور تمہارا اسلام مجھے پہنچ جاتا ہے۔''

ایک روایت میں یہ زیادہ ہے کہ

''اور اپنی قبروں کو مساجد نہ بناؤ۔'' ❷

شیخ محمد الحسینی آل کاشف الغطاء نے اپنے رسالہ "نقض فتاوی الوھابیة، ص: ۲۷" پر قبروں پر تعمیر کے مسئلہ سے جب تعرض کیا تو جان بوجھ کر شیعی روایات کو ذکر تک نہیں کیا تا کہ قارئین کو اس مغالطہ میں ڈال سکے کہ قبروں پر تعمیر کی ممانعت کا ذکر صرف اہل سنت والجماعت اور اہل حدیث کی روایات میں ملتا ہے اور اس بابت مسلم شریف کی ایک روایت کو ذکر کر کے گویا کہ اپنے تئیں اس مسئلہ کو سنیت کا شاخسانہ قرار دے دیا۔ جبکہ ان روایات کی طرف اشارہ تک نہیں کیا جو شیعہ مآخذ و مصادر میں مذکور ہیں اور وہ روایات صراحت کے ساتھ قبروں پر تعمیر سے روکتی ہیں۔

کیا شیعہ علماء کا یہ روایت کرنا باطل مذہب کی حمایت نہیں؟ بھلا امام خمینی کے اس سچ کے بعد بھی اس بات کے تسلیم کرنے کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ شیعہ علماء صدق لسانی اور راست گوئی سے کام لیتے ہیں۔

امام خمینی لکھتے ہیں:

''اگر تقیہ نہ ہوتا تو ہمارا مذہب زوال اور فنا کی زد میں آ جاتا۔'' ❸

کیا شیخ آل کاشف الغطاء نے جان بوجھ کر دو صریح شیعی روایات کے ذکر سے اعراض نہیں کیا جو خود مسلم شریف کی روایت کی تائید کرتی ہیں۔ وہ دو روایات یہ ہیں:

پہلی روایت:

کلینی اور الحر العاملی نے ابوعبداللہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

---

❶ من لا یحضره الفقیه: ۱/ ۱۱٤ـ علل الشرائع، ص: ۳۵۸ـ الوافی: ۵/ ۷۲ـ وسائل الشیعة: ۲/ ۸۸۲.

❷ مستدرك الوسائل: ۱/ ۲۲۵.

❸ الرسائل للخمینی: ۲/ ۱۸۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''مجھے نبی کریم ﷺ نے مدینہ بھیجا اور فرمایا: ''کسی مورت کو نہ چھوڑنا مگر اس کو مٹا دینا، کسی قبر کو نہ چھوڑنا مگر اس کو برابر کر دینا اور کسی کتے کو نہ چھوڑنا مگر اس کو قتل کر دینا۔'' ❶

دوسری روایت:

یہ دونوں شیعی علماء ابوعبداللہ ہی سے نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

''امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تا کہ میں قبروں کو ڈھا دوں اور مورتیوں کو توڑ دوں۔'' ❷

لیکن ذرا ٹھہریے! بات صرف اسی حد تک ختم نہیں ہو جاتی بلکہ ایک اور شیعی عالم کاشف الغطاء حسن سعید نامی ایک صاحب کی پیروی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی مسلم کی ایک روایت لاتے ہیں پھر ایک اور روایت ذکر کرتے ہیں جو مسلم اور ترمذی دونوں میں مذکور ہے جن میں قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر تعمیر کرنے کی ممانعت مذکور ہے۔ ❸ اس کے بعد طرفہ تماشا یہ ہے کہ اس بات کو امت کی طرف منسوب کرتا ہے کہ امت کا قبروں پر عمارت بنوانے اور ان پر کتبوں کی تحریریں لکھوانے کے جواز پر اجماع ہے۔ ❹

بلاشبہ یہ نرا جھوٹ ہے۔ اگر آپ اس جھوٹ کا جائزہ لینا چاہتے ہیں تو علامہ البانی رحمہ اللہ کی کتاب "تحذير الساجد من اتخاذ القبور مساجد" کا مطالعہ کیجیے۔ ان شاء اللہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا اور شیعوں کے لگائے اس الزام کی قلعی کھل جائے گی کہ اہل سنت والجماعت کا مساجد پر تعمیر کے جواز پر اجماع ہے۔

پھر موصوف اپنے ائمہ کی طرف بھی اس جواز کی نسبت بیان کرتے ہیں، یہ بھی جھوٹ ہے۔ جس کی دلیل ہماری گزشتہ مذکورہ دو روایات ہیں جو ان ہی کے ائمہ سے مروی ہیں جو قبروں پر تعمیر کی حرمت کو صراحت کے ساتھ ذکر کرتی ہیں لیکن موصوف آل کاشف کتمان پر کتمان کیے چلے جاتے ہیں۔ مذکورہ مسئلہ کسی لطیفہ سے کم نہیں۔ ان کے شیخ یوسف بحرانی کہتے ہیں:

''جملہ اصحاب نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ قبروں کو پختہ بنانا، ان پر تعمیر کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ "التذكرة" کے ظاہر سے اس کراہت پر اجماع محسوس ہوتا ہے۔ شیخ نے "النهاية" میں

❶ الکافی: ٦/ ٥٢٨۔ وسائل الشیعة: ٢/ ٨٧٠۔ جامع احادیث الشیعة: ٣/ ٤٤٥.
❷ الکافی: ٦/ ٥٢٨۔ وسائل الشیعة: ٢/ ٨٧٠۔ جامع احادیث الشیعة: ٣/ ٤٤٥.
❸ الرسول و الشیعة، ص: ١٣٢-١٣٦.
❹ الرسول و الشیعة، ص: ١٣٧.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر چھایا کرنے کو مکروہ لکھا ہے اور "المبسوط" میں لکھتے ہیں کہ قبروں کو پختہ بنانا مباح جگہوں میں ان پر تعمیر کرنا بالا جماع مکروہ ہے۔'' ❶

شیعوں کے علامہ اور محقق ملا محمد باقر سبزواری کہتے ہیں:

''ہمارے اصحاب کے نزدیک قبروں پر تعمیر مکروہ ہے مصنف نے "التذکرۃ" میں اس پر اجماع نقل کیا ہے، شیخ نے بھی اجماع کو ذکر کیا ہے۔ "الذکری" میں مذکور ہے: مشہور قول قبروں پر تعمیر کرنے اور ان کو مساجد بنانے کے مکروہ ہونے کا ہے۔''

شیخ "الذکری" میں ان اخبار کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''ان روایات کو الصدوق، شیخین اور متاخرین کی ایک جماعت نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے اور اس حکم سے قبر کو مستثنیٰ نہیں کیا۔'' ❷

شیخ محمد جواد الحسینی العاملی نے شیعہ کے نزدیک قبروں پر عمارت بنانے کے مکروہ ہونے پر اجماع نقل کیا ہے۔ ❸

لیکن اس سب کے باوجود شیعہ کے شیخ علامہ سبزواری، اپنے شیخ ''شہید الاول'' سے یہ قول بھی نقل کرتے ہیں کہ

''امامیہ کا اس اجماع کے خلاف پر اجماع ہے جس کو شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی اور ان کے علامہ الحلی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ ❹ جیسا کہ انہوں نے نوحہ خوانی اور سینہ کوبی کی حرمت پر شیعہ کے علماء کے اجماع کا انکار کیا ہے۔''

فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ!

افسوس کہ شیعہ حضرات خود اپنی روایات، اقوال اور اپنے علماء کے اجماع کا احترام نہیں کرتے۔ یہ ایک اجماع نقل کرتے ہیں پھر خود ہی اس کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔

آمدم برسر مطلب:

شیعہ حضرات کی قتلِ حسین رضی اللہ عنہ اور مظالم اہل بیت کے نام پر کی جانے مظلومیت کی حقیقت کو خود انہی

---

❶ الحدائق الناضرة: ٤/ ١٣٠.

❷ ذخيرة المعاد في شرح الارشاد للسبزواري، ص: ٣٤٣.

❸ مفتاح الكرامة شرح قواعد العلامة للعاملي: ٢/ ٨٥٦.

❹ ذخيرة المعاد، ص: ٣٤٤.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی کتابوں، روایات، مسائل و فتاویٰ اور اجماع وغیرہ سے بیان کرنے کے بعد ہم اپنی پہلی بات کی طرف لوٹتے ہیں:

فی زمانہ ہماری یہ بے حد اہم ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے اصل مجرموں کے چہروں کو بے نقاب کریں اور اس بات سے خبردار اور آگاہ رہیں کہ یہ اعدائے صحابہ کوفی رافضی سبائی امت مسلمہ کے عقیدہ وعمل کو غارت کرنے کے لیے کن کن وسائل کو بروئے کار لا رہے ہیں۔

ان رافضیوں نے امت مسلمہ کو فتنوں کے گرداب میں گھیرے رکھنے اور ان کے قلوب و اذہان کو دوبارہ جاہلیت کی دلدل میں دھکیلنے کے لیے آل بیت رسول کے ساتھ ہونے والے مظالم کی آڑ میں مکر و فریب کے گہرے جال بچھائے۔ اس میدان میں مورخین کی تحریروں نے امت مسلمہ کے دلوں پر نہایت خطرناک اثرات مرتب کیے ہیں۔ چونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان اعداء کے مجوسی کبر کا سر توڑا تھا اور کسرویت کے بت کو پاش پاش کر کے مجوسیت کو پیوند خاک کیا تھا، اس لیے ان کے دلوں سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بغض اور کینہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔

اگر ہم اسلام سے قبل کی تاریخ پر ایک نگاہ ڈالیں تو ہمیں عربوں میں شرافت و سیادت کے علم وحلم اور جود وکرم کے میدان میں جو خاندان سب پر فائق نظر آتا ہے وہ بنو قریش ہیں جو عبد مناف کی اولاد ہیں۔ پھر یہ خاندان آگے چل کر دو خاندانوں میں تقسیم ہو جاتا ہے بنو ہاشم اور بنو امیہ۔ یہ دونوں خاندان ہمیشہ شرافت و قیادت اور اعلیٰ صفات میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش میں رہے۔ اس تنافس و تقابل نے ان دونوں خاندانوں کی عزت و شرافت کو اور چار چاند لگا دیئے۔ یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے سرفراز ہوئے اور اب عزت و شرافت کے پیمانے بدل گئے۔ قریشی سرداروں نے اس امر کو جان لیا کہ امر نبوت میں منافست و مسابقت کی گنجائش نہیں اور وہ مر کر بھی یہ رتبہ پا نہیں سکتے اس لیے وہ اسلام کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے اور اس میدان میں اپنی ساری قوتیں اور صلاحیتیں جھونک ماریں۔ لیکن جب توفیق الٰہی سے اسلام لانے کا شرف نصیب ہوا اور وہ نبوت کا معنی سمجھ گئے تو ایک بار پھر تنافس کے میدان میں اتر آئے۔ لیکن اب کی بار ان کے ہاتھوں میں اس تنافس و مسابقت کے اور ہی پیمانے اور معیارات و موازین تھے اور یہ تھے نیکیوں اور پاکیزہ کاموں میں مسابقت کے پیمانے جن کا گزشتہ جاہلی اقدار سے ذرا بھی تعلق نہ تھا۔ جس کے نتیجہ میں رب تعالیٰ نے روئے زمین کو ان کے آگے سرنگوں کر دیا، فتوحات کے دروازے کھلے، امن و رفاہیت کا دور دورہ ہونے لگا۔ عقیدہ و ثقافت کی حفاظت و صیانت کے لیے جانیں قربان کی جانے لگیں۔ قرآن کریم کو جمع کیا گیا، سنت نبویہ کی تدوین ہوئی اور کتاب و سنت کے دو مضبوط ترین ستونوں پر قائم اسلامی تہذیب و ثقافت اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاشرہ وریاست کا قیام عمل میں لایا گیا۔ لیکن افسوس! اسی مقام پر آ کر ہمارے شعراء، ادباء، خطباء، مورخین اور قلم نگار اعدائے صحابہ کے دام مکر وفریب میں جا الجھے اور ان کے بنائے منصوبوں کی بھینٹ چڑھتے چلے گئے۔ جن کو کسریٰ کی ایرانی مجوسی حکومت کے سقوط کا بے حد غم تھا۔ چنانچہ انہوں نے ایک بار پھر انہی جاہلی نعروں کو زندہ کر دیا جن کو اسلام نے موت کی نیند سلا دیا تھا، بالخصوص بنوامیہ کے بارے میں ان اعدائے صحابہ نے بے حد زہر اگلا گویا کہ اسلام سب کے گزشتہ گناہوں کو معاف کر دے گا سوائے بنوامیہ کے۔ پھر وہ ہوا جو نہ ہونا چاہیے تھا کہ امت مسلمہ کے بے خبر طبقہ نے اور ان کے ساتھ ساتھ جن کے دلوں میں اسلام کے خلاف کوئی روگ تھا انہوں نے اعدائے صحابہ کے اُگلے اس زہر کو چاٹا جو انہوں نے بنوامیہ پر پھنکارا تھا اور وہ بنوامیہ کے محاسن، محامد، خصائل، شمائل، سب کو ہی تو امت مسلمہ کے قلب و ذہن سے حرفِ غلط کی طرح نکال دینا چاہتے تھے۔ ان اعدائے صحابہ نے بنوامیہ کی ہر خوبی سے آنکھیں موندھ لیں۔ یہ بھی نہ دیکھا کہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ اموی ہی تو تھے جنہوں نے قرآن کو جمع کیا تھا۔ سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ بھی تو اموی ہی تھے جنہوں نے سنت کی سب سے پہلے تدوین کی اور فتوحات اسلامیہ کے دائرہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ اموی کے ہاتھوں اس قدر پھیلا کہ عقل مارے دہشت کے دنگ رہ جاتی ہے۔

لیکن اعدائے صحابہ تو کسی اور ہی مشن پر تھے، وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان چچیروں کی کردار کشی کے نشہ میں دھت تھے جن کے دل آل بیت کی محبت سے سرشار تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا زادوں کی اس قدر عزت فرماتے تھے کہ ان کو اپنی تین بیٹیاں نکاح میں دیں جبکہ اپنے آل بیت کو اپنی صرف ایک بیٹی نکاح میں دی۔ کیا یہ بنوامیہ کے صدق وصفاء اور محبت و وفاء کی کھلی دلیل نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عالم آخرت کو رحلت فرماتے ہیں تو آپ کے اکثر عمال بنوامیہ سے تھے جبکہ آل بیت سے ایک بھی عامل نہ تھا۔ بلاشبہ یہ وہ ناقابل تردید حقائق ہیں جو اعدائے صحابہ کے افک وافتراء کی جڑ کاٹ دیتے ہیں۔ افسوس کہ ہمارے قلتِ تدبر کے ساتھ تاریخ کے مطالعہ نے اور اسلامی سیاسی فقہ کے ماہر علماء کی قلت وندرت نے اعدائے صحابہ کو پر پھیلانے کا موقعہ فراہم کر دیا اور انہوں نے امت مسلمہ کے جسد میں گھس گھس کر اپنی جگہ بنا لی اور تب سے وہ امت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور ان کے عقائد وعبادات کو برباد کرنے میں لگے ہیں۔ اس کی نظیر ملاحظہ کرنا ہو تو امت عرب کو دیکھ لیجیے کہ وہاں کے نوجوانوں کو خود اپنے اوپر اعتبار اور اعتماد نہیں۔ وہ اپنے عقائد کو سبائی زہریلے پروپیگنڈوں سے متاثر ہو کر شک کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔

باوجود اس بات کے کہ ان کا دین وعقیدہ، رنگ ونسل، قوم قبیلہ اور زبان تک ایک ہے، پھر لطف یہ کہ ان سب کا دشمن بھی ایک ہے، پھر بھی امت عرب تنکوں کی طرح بکھر کر زندگی گزار رہی ہے بلکہ بسا اوقات تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی دلی ہمدردیاں ہمیں دشمنوں کے ساتھ نظر آتی ہیں۔ حیف صد حیف۔

اس کے بالمقابل آج ہم کئی قوموں کو دیکھ رہے ہیں جو رنگ ونسل، زبان، علاقہ، عقیدہ و مذہب تک میں مختلف ہونے کے باوجود صرف دو نکات پر مل کر اور ایک جتھا بنا کر جی رہے ہیں:

(۱) ان کا ہدف اور فکر ایک ہے۔

(۲) دوسرے ان سب کا دشمن ایک ہے۔

امریکی ریاستیں، ولایاتِ روس، چین اور بیش تر یورپی ممالک اس کی کھلی مثالیں ہیں۔ سوائے عربوں کے جو آج ایک دوسرے سے روٹھ روٹھ اور پھوٹ پھوٹ کر جی رہے ہیں۔ ایک امت ہونے کے باوجود ان میں سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی افتراق سب پر عیاں ہے۔ اس کی وجہ سوا اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ

❀...... عقیدہ کی غیرت کی کمزوری

❀...... اعدائے صحابہ کے ڈالے باہمی نزاعات اور جھگڑے

ان کا تدارک صحیح عقیدہ کا شعور بیدار کرنے، فکری، سیاسی، سماجی، اقتصادی اور معاشرتی اتحاد پیدا کرنے سیاسی فقاہت اجاگر کرنے، امت کی میراث، کتاب وسنت پر غیرت کھانے اور فکری تحفظ کے ذریعے ہی ہو سکتا ہے کہ یہ سب سے برتر عقیدہ ہے اور یہ کہ ہمارا عقیدہ سب سے برتر اور ہماری تہذیب وثقافت سب سے پاکیزہ و ارفع ہے جس کی شہادت صدرِ اسلام کے قرونِ ثلاثہ دیتے ہیں۔ اسی لیے اعدائے صحابہ نے قرونِ ثلاثہ کے اکابر کو ہی اپنا ہدف بنایا اور ان کے کردار کو شکوک وشبہات کی بھٹی میں جھونکنے کی از حد کوشش کی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اپنے ان دشمنوں کو نام زد اور بے نقاب کریں۔ ہم ڈنکے کی چوٹ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کی سیاسی تاریخ امن وسلامتی کا وہ گہوارہ ہے جس پر دنیا کے دوسرے مذاہب و اقالیم (مغرب اور یورپ سمیت) کی تاریخ کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ یہ یورپ ہی تو ہے جس نے دنیا پر دو عالمی جنگوں کو مسلط کر کے کروڑوں انسانوں کو لقمۂ اجل بنا دیا۔ یہ دونوں عالمی جنگیں بتلاتی ہیں کہ مغرب کا سینہ کس قدر کینہ پرور ہے اور اسے دوسروں کے قدرتی وسائل اور ذرائع حیات چھین لینے کی کس قدر حرص ہے اور یہ ہر ایک کے قدموں تلے سے اس کے وطن کی سرزمین کی چادر کھینچ لینا چاہتے ہیں۔

غرض اعدائے صحابہ کی داستانِ ظلم ومکر کو کہاں تک بیان کیجیے البتہ دوٹوک بات یہ ہے کہ جو بھی کتاب وسنت کے ان دشمنوں کے پیچھے چلے گا، ان کی باتوں، تہمتوں اور الزامات کو سچا جانے گا بے شک وہ پرلے درجے کا غافل ہے اور دراصل وہ ان اعدائے صحابہ کے اباطیل کا مناد اور پرچارک ہے۔ ان میں سرفہرست وہ نام نہاد اصحاب علم وفقہ آتے ہیں جو ان اعدائے صحابہ کے ساتھ دوستی کے مدعی اور داعی ہیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بے شک انہی نام نہاد علماء اور فقہاء کے کندھوں پر امت کی تضلیل و بے راہ روی کا گناہ ہوگا چاہے یہ ان بدبختوں کی صفوں میں نہیں بھی کھڑے جن کی زندگی کا مقصد وحید امت کی وحدت کو ختم کرنا اور ان میں بغض و عداوت کی روح پھونک کر خود اپنے مذہب وعقیدہ سے بے زار کرنا ہے۔

اب وقت ہے کہ ہم قاتلان حسین کے بارے میں ایک دوٹوک فیصلہ کریں، ان کے عقیدہ کو واضح کریں اور نوجوانانِ امت سے اس بات کی درخواست کریں کہ وہ ان کے گھناؤنے چہروں کو بے نقاب کریں۔ جس کی بنیاد امت کے اسلاف پر اعتماد اور حسن ظن پر ہو، جبکہ ان کے دشمنوں پر ہمیں شک رہے۔ چاہے وہ جس بھیس میں بھی ہمارے سامنے آئیں اور چاہے جو بھی نعرہ لگا کر ظاہر ہوں جو شخص حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیاسی تاریخ، ان کے مظلومانہ قتل کے واقعات، سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہونے والی غداری اور اعدائے صحابہ کے ہاتھوں ہونے والی ان کی مظلومانہ شہادت کی تاریخ سے واقف نہیں۔ بے شک وہ صحیح اسلامی تاریخ تاریخ سے ہرگز بھی واقف نہیں ہوسکتا۔ دوسرے ایسے شخص کو اسلامی تاریخ کے کسی بھی واقعہ پر نقد وتبصرہ کا کوئی حق نہیں۔ کیونکہ جو نصف النہار میں آفتاب کے دیکھنے سے قاصر ہے وہ دوسری چیزوں کے دیکھنے سے بدرجۂ اولی اندھا ہوگا اور وہ سوائے سرابوں کی گمراہی کے اور کسی چیز کے پیچھے نہ چلے گا۔ اس بات میں افکار و اشخاص اور جماعات کسی کا بھی استثنا نہیں۔ جو ہمارے ائمہ کی سیرت سے نابلد ہے اسے ان کے اقوال کے نقل کی اجازت نہیں جب تک کہ وہ ان کے ضوابط، افکار، نظریات، اقدار اور اخلاق کو کما حقہ نہ جان لے۔

غم حسین اور امت:

ہم اپنے معزز قارئین پر یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ جناب حسین رضی اللہ عنہ کو دس محرم کے دن میدان کربلا میں غدار و مکار کوفی سبائیوں نے شہید کر دیا تھا۔ قتل حسین نے امت مسلمہ کے دلوں میں گہرا زخم لگا دیا ہے۔ اس بے پناہ تلخ مصیبت اور غم کے باوجود ہمارا عقیدہ ہے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سعید ہیں، سعادت شہادت سے سرفراز ہیں، نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ محبانِ حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بشارت ہے کہ ان کے اعلیٰ علیین میں بلند درجات ہیں، ہم ان کی شفاعت کی آرزو رکھتے ہیں اور ان کے لیے دعا گو ہیں۔

جبکہ دوسری طرف اعدائے صحابہ نے انہیں تیغ ستم کا نشانہ بنایا اور بعد میں انہی کے دین وعقیدہ کو تباہ کرنے کے لیے ان کی محبت کو آڑ بنایا اور کتاب وسنت کے خلاف سازشیں کرنے کے لیے مظلومیت کے عقیدہ کو ایجاد کیا جس کا کچا چٹھہ گزشتہ میں ہم نے انہی کی کتابوں سے واضح کر دیا ہے۔ اعدائے صحابہ نے نصرت آل بیت کے نام پر مجوسیانہ رسوم و عادات کو متعارف کروا کر امت مسلمہ میں ان کو رائج کیا تاکہ قتل حسین کے گھناؤنے جرم کے اصل مجرم پس پردہ رہیں۔ یہ لوگ دوسروں کو دھوکا دینے کے لیے رو رو کر آسمان سر پر اٹھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیتے ہیں تا کہ کسی کو ان پر قاتل ہونے کا گمان تک نہ ہو۔ چنانچہ خود قتل کیا اور خود جنازہ میں بھی شریک ہوئے۔

پھر اسی پر بس نہ کیا بلکہ مقتل حسین کے ذکر میں بے پناہ مبالغہ کیا تا کہ امت مسلمہ کے عقائد میں تحریف کی راہ نکالی جا سکے۔ ان کا پہلا ہدف کتاب وسنت کو برباد کرنا ہے، دوسرا ہدف امت کے اکابر کے کرداروں کو مشکوک بنانا ہے۔ یوں یہ لوگ ہر سال بار بار حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرتے ہیں اور ان کے مذہب وعقیدہ پر وار کر کے امت مسلمہ کے غم اور مصیبت میں اور اضافہ کرتے ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قتل حسین کا غم ہر مسلمان کے دل میں ہونا چاہیے کہ وہ مسلمانوں کے سردار تھے، علمائے صحابہ میں شمار ہوتے تھے، بنت رسول کے لخت جگر تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے افضل دختر تھیں سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ از حد عابد وزاہد، سخی وکریم، حلیم وشفیق تھے۔ البتہ ان کی شہادت پر وہ جزع فزع کرنا جائز نہیں جس کا لوگوں نے وطیرہ بنا لیا ہے۔ جو زیادہ تر ریا کاری اور بناوٹ ہے۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے والد ان سے افضل تھے وہ بھی قتل ہوئے تھے مگر لوگوں نے ان کے قتل پر ان باتوں کو شعار نہ بنایا تھا۔ قتل حسین کی طرح ایک دن ماتم کے لیے مقرر نہ کیا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بروز جمعہ نماز سے خارج ۱۷ رمضان ۴۰ ہجری میں شہید ہوئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے افضل تھے یہ اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر میں محصور کر کے ذی الحجہ کے ایام تشریق میں ۳۶ ہجری میں شہید کر دیا گیا۔ لیکن لوگوں نے ان کے قتل کے دن کو ماتم نہیں بنایا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان دونوں خلفاء سے افضل تھے، وہ عین محراب میں بحالت نماز فجر قرآن پڑھتے ہوئے شہید کر دیے گئے۔ لوگوں نے ان کی شہادت کے دن کو بھی ماتم نہ بنایا۔

اسی طرح حضرت صدیق اکبر بالاتفاق ان تینوں بزرگوں سے افضل تھے۔ لوگوں نے ان کے یوم وفات کو بھی ماتم نہ بنایا۔

پھر سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بالاتفاق دنیا وآخرت میں تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں۔ رب تعالیٰ نے انہیں بھی پہلے پیغمبروں کی طرح موت دی۔ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم وفات کو بھی ماتم نہ بنایا۔

پھر کسی روایت میں یہ باتیں مذکور نہیں ملتیں کہ ان میں سے کسی کے مرنے کے دن سورج کو گرہن لگ گیا یا آسمان کا افق سرخ ہو گیا جیسا کہ یہ شیعہ حضرات سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی بابت بعض خارقِ عادت امور کو ذکر کرتے ہیں جو سراسر اباطیل و اکاذیب ہیں۔ جن کو اعدائے صحابہ نے لوگوں کو سنت سے بے راہ کرنے کے لیے پھیلا رکھا ہے۔

امت مسلمہ کے دلوں میں آل بیت کی ایک خاص محبت ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں وصیت فرمائی ہے:

''میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں'' اور یہ تین بار ارشاد فرمایا۔'' ❶

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

''یہ وصیت اور یہ عظیم تاکید اس بات کو مقتضی ہے کہ اہل بیت کا احترام، ان کی تعظیم و توقیر اور محبت واجب ہے جس سے تخلف کی کسی کو اجازت نہیں۔'' ❷

اہل بیت کے بارے میں اس وصیت کو سمجھنے کا حق سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ادا کیا۔ چنانچہ وہ آل بیت کا بے حد احترام کرتے تھے اور دوسروں کو بھی ان کے اکرام و احترام کی تاکید کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت صدیق کا قول ہے کہ

''محمد ﷺ کو ان کے اہل بیت میں ڈھونڈو۔'' ❸

یہ نبوی وصیت اس بات کے باطل ہونے کی دلیل ہے اور اشارہ ہے کہ خلافت کا حق آل بیت کے سوا کسی کو نہیں۔ جیسا کہ وصیت اور وصی کے قصہ تراشنے والوں نے گھڑ رکھا ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ جانتے تھے کہ خلافت دوسروں کے پاس جائے گی اس لیے آپ ﷺ نے مسلمانوں کو اہل بیت کے بارے میں وصیت فرمائی تھی۔ اگر آپ ﷺ کو علم ہوتا کہ خلافت اہل بیت کو ملنی ہے تو انہیں اس بات کی وصیت فرماتے کہ وہ امت کا خیال رکھیں۔ بلاشبہ یہ بے حد باریک پہلو ہے جو اعدائے صحابہ کے اس گمراہانہ پروپیگنڈا کا بھیجا اڑا دیتا ہے جو انہوں نے خلافت کے بارے میں اڑا رکھا ہے۔ بے شک قتل حسین رضی اللہ عنہ امت کے لیے بے حد غم واندوہ کی بات ہے لیکن مسلمان ہر مصیبت کے وقت وہی کرتے ہیں جس کا رب تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ o الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ o اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ o﴾

(البقرۃ: ۱۵۵-۱۵۷)

❶ صحیح مسلم: ۲۴۰۸۔ ❷ فتح القدیر للمناوی: ۳/ ۱۴۔

❸ صحیح البخاری: ۷۱۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔ وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے کئی مہربانیاں اور بڑی رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جب کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ یہ دعا پڑھتا ہے: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اے اللہ! مجھے اس مصیبت میں اجر دے اور مجھے اس کا بہتر بدل عطا فرما تو رب تعالیٰ اسے اس مصیبت میں اجر بھی عطا فرماتے ہیں اور اس کا بہتر بدل بھی عنایت فرماتے ہیں۔'' ❶

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''وہ ہم میں سے نہیں جس نے گال پیٹے، گریبان چاک کیا اور جاہلیت کی طرف بلایا۔'' ❷

افسوس کہ یہی وہ افعال ہیں جن کو عاشوراء کے دن بڑے شوق سے ادا کیا جاتا ہے۔ اب ایک طرف تو یہ روافض سنت کے مخالف ہیں لیکن جب اس کے ساتھ ان کے وہ ظلم بھی ملا لیے جائیں جو یہ امت مسلمہ پر ڈھاتے ہیں تو ان کا جرم اور بھی سنگین ہو جاتا ہے۔ جن میں سرفہرست حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین عظام رحمہم اللہ پر لعن طعن کرنا اور ان پر سب شتم کرنا ہے۔ جیسا کہ یہ لوگ قتل حسین کی یاد کی آڑ میں کیا کرتے ہیں۔

اس سب پر مستزاد یہ کہ یہ اعدائے صحابہ ہمیشہ سے دشمنانِ اسلام یہود و ہنود اور کفار و نصاریٰ کے دست راست اور کار پرداز رہے ہیں جن کی زندگیوں کا مقصد ہی اسلام اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنا ہے یہ رافضی ان کا آلہ کار بن کر جیتے ہیں۔ غرض امت کتاب و سنت کے خلاف ان کے جرائم اور گناہوں کی فہرست بے حد طویل ہے اور یہ سب کچھ وہ علی الاعلان زبانِ طعن دراز کر کے کرتے ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قاتلان حسین رضی اللہ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینے والوں کا کردار کسی تاویل کی گنجائش نہیں رکھتا۔ آج یہ لوگ کتاب و سنت کو ختم کرنے کی علامت بن چکے ہیں۔ آج جو بھی، جس سطح پر بھی ان کے کام آئے گا بلاشبہ وہ انہی میں سے ہے اور وہ کتاب و سنت کو مٹانے میں ان قاتلانِ حسین کا مددگار ہے!

اے اللہ! تو ہمیں اپنا مخلص بندہ بنا لے اور جو بھی اس کتاب کو پڑھے اسے کتاب و سنت کا اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سچا خادم بنا لے، اسے ان لوگوں میں سے کر دے جو اعدائے صحابہ سے بری ہیں اور ہمیں روزِ قیامت اپنے پیغمبر کی شفاعت و معیت نصیب فرما بے شک تو اس پر قادر ہے اور تو ہی دعا قبول کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

---

❶ مسند احمد: ١٦٣٨٨۔ ❷ صحیح البخاری: ١٢٣٣۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

❀ واضح ہوا کہ رب تعالیٰ نے ان رافضیوں کی تدبیروں کو ناکام کیا جنھوں نے سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو دھوکے سے قتل کیا تاکہ امت کی وحدت ختم ہو، لیکن رب تعالیٰ نے اپنی حکمت سے امت میں ایک بار پھر وحدت پیدا فرما دی اور اس وحدت کا شرف بنو ہاشم کے چشم و چراغ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کو اور بنو امیہ کے چشم و چراغ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا جو دونوں حلم و کرم کے پیکر تھے۔ اس اتفاق نے اعدائے صحابہ پر شقاق و افتراق پھیلانے کے سب دروازے بند کر دیئے۔

اس بے مثال اتفاق و اتحاد نے اسلامی فتوحات کا دائرہ بے حد وسیع کر دیا اور مشرق و مغرب سنت نبویہ کے انوارات سے روشن ہو گئے۔ جناب سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اس اتفاق و اتحاد کے ایک اہم ترین ستون تھے جو خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں اخلاص اور جہاد کے لبادوں کے ساتھ زندگی گزارتے رہے۔ امت مسلمہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات تک اسی حال پر زندگی گزارتی رہی جو امت پر بے حد شفیق تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ

"میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بھیڑ کی طرح چھوڑ جاؤں جس کا چرواہا نہ ہو۔" ❶

❀ جب امت کے سربرآوردہ لوگوں کے مشورہ، اہل قوت و شوکت کی نصرت و تائید اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سکوت اور قول کے ساتھ یزید کی خلافت طے ہوگئی تو سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بصیرت سے بھانپ لیا کہ اعدائے صحابہ اور منافقوں کے دل ہرگز بھی سکون سے نہ رہیں گے اور وہ ازسر نو فتنہ کی آگ ضرور بھڑکائیں گے اور آپ نے یہ بھی دیکھ لیا کہ ان فتنہ پردازوں میں بعض کا سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تعلق ہے تو آپ کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی مکر ضرور کریں گے اور اسی مکر کے ذریعے ان کی جان لینے کی کوشش بھی کریں گے۔ اسی لیے سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو شدت کے ساتھ جناب حسین رضی اللہ عنہ کے معاملہ کی تاکید کی اور خبردار کیا کہ وہ دشمنانِ اسلام کے تیار کیے سیاسی جالوں میں پڑ کر ہلاک ہونے سے بچے۔

---

❶ تاريخ الطبري: ٣/ ٢٤٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو جن باتوں کا خدشہ تھا، افسوس کہ وہ باتیں ہو کر رہیں۔ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پہلے سے ان باتوں سے کھٹک جانا آپ کے گہرے سیاسی تدبر اور دور رس نگاہی کی دلیل ہے کہ آپ نے پہلے سے ہی اعدائے صحابہ کے مکر اور ان کے فریب کو بھانپ لیا تھا۔ آپ کی یہ فراست اور تدبر سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر نقد و تبصرہ کرنے والوں کی حماقت کی کھلی دلیل ہے کیونکہ یہ نالائق طبقہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی چالیس سالہ مدبرانہ اور دیانت دارانہ زندگی پر قلم پھیر دینا چاہتے ہیں۔ امت کتاب و سنت کے اہل عقل و دانش کو اس امر پر متنبہ ہونا از حد ضروری ہے تا کہ وہ قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کے مکر سے آگاہ ہوں۔

❀ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کا خروج مغالطہ انگیز اور غلط معلومات کی بنا پر تھا۔ ان جھوٹی خبروں کو اعدائے صحابہ نے کمال ہوشیاری اور مکاری سے تراشا تھا۔ چنانچہ ان خبروں کے ذریعے یہ لوگ جناب حسین رضی اللہ عنہ کو دین و سنت کی نصرت و حمایت پر ابھارتے تھے۔

❀ ان لوگوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو یہ یقین دلایا کہ لوگ آپ کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے قبائل کے سرداروں کی طرف سے جھوٹے خطوط لکھے جن کی ان کو خبر بھی نہ تھی۔

❀ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ لوگ ان کے ساتھ ہیں اسی لیے انہوں نے خروج کا اٹل فیصلہ فرما لیا۔ چنانچہ جناب حسین رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا وہ اس میں بلاشبہ سچے اور صادق و امین تھے اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ اعدائے صحابہ نے خطوط لکھ کر ثابت کر دیا کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں اس میں کاذب و خائن اور غدار و عیار ہیں۔

❀ چنانچہ یہ بات اول وہلہ میں ہی کھل کر سامنے آ گئی جب والی کوفہ کے ملنے کے بعد کوفیوں نے مسلم بن عقیل کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور بالآخر وہ قتل کر دیے گئے۔

❀ اس واقعہ میں ہر اس ناسمجھ کے لیے عبرت آمیز سبق ہے جو آج ان اعدائے صحابہ کو اپنا دوست باور کرنے پر تلا ہوا ہے۔ بلاشبہ جن لوگوں نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے دھوکا کیا وہ دوسروں کو دھوکا دینے پر زیادہ جری ہو گا۔

❀ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ کوفی رافضی سبائی ہی تھے جنہوں نے جھوٹے خطوط لکھے، پھر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قاصد مسلم بن عقیل کے ساتھ رسوائے زمانہ غداری کی اور بعد میں خود جناب حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی غداری کی اور یہ کوئی پہلا واقعہ نہ تھا۔ یہ غداری اس سے قبل یہ کوفی سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی کر چکے تھے اور ان حضرات کے بعد ان غداروں نے یہ خیانتیں ائمہ اہل بیت کے ساتھ بھی کیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ غدار کوفیوں کے اس مکر نے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کو ردّ کرنے پر ابھارا جنہوں نے آپ کو خروج سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی اور نصیحت و وصیت کرنے میں کوئی کمی نہ کی۔ چنانچہ آپ نے اپنے مخلصین و محبین میں سے کسی کی بات نہ مانی اور کوفہ پہنچنے تک راستہ میں جو بھی ملا نہ اس کی بات مانی۔

❀ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے یہ سب شخصی یا خاندانی مفادات کے لیے نہ کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب راستے میں آپ کو مسلم بن عقیل کی شہادت پا جانے کی خبر ملی تو آپ نے لوٹنے کا ارادہ کیا لیکن مسلم کے بیٹوں نے اب واپس جانا مناسب نہ سمجھا اور ان کے قتل کا بدلے لینے کا قطعی فیصلہ کر لیا۔ جس پر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ بھی اس امید پر ان کی رائے کی موافقت کرنے پر مجبور ہو گئے کہ شاید آپ ان پر سے شر کو ہٹا سکیں۔

❀ کوفہ پہنچ کر جب آپ نے لشکریوں کی قوت دیکھی تو یزید کے پاس جانے کے ارادے سے شام کا رخ کرنا چاہا لیکن کوفیوں نے نہ جانے دیا اور ان کے لشکریوں نے کربلا میں آپ کا محاصرہ کر لیا۔

❀ جب آپ نے دیکھا کہ یہ کوفی آپ کی جان لے کر ہی رہیں گے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ان کے آنے والے سب خطوط جھوٹے اور جعلی تھے تو آپ صلح اور مفاہمت پر آمادہ ہو گئے اور ان کے سامنے تین تجاویز رکھ دیں جن کو گزشتہ میں ذکر کر دیا ہے۔ لیکن ان سبائیوں نے تینوں تجاویز کو رد کر دیا۔

❀ کوفی سبائیوں کا ان تجاویز کو رد کرنا اور عمر بن سعد کی رائے کو بھی قبول نہ کرنا جو آپ کی تائید میں تھا۔ ان کوفیوں کے ارادوں اور نیتوں کو واضح کرتا ہے کہ وہ صرف آپ کو قتل ہی کرنا چاہتے تھے تا کہ سنت کے ایک زبردست حامی و ناصر کی آواز کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیا جائے اور امت کی وحدت کو انتشار و خلفشار کی آگ میں پھینک دیا جائے اور بعد میں انہی پاکیزہ خونوں کو امت کی صفوں میں فتنوں کے پھیلانے میں استعمال کریں گے۔

❀ ابن مرجانہ کو جب عمر بن سعد کی رائے پہنچی کہ وہ صلح پر آمادہ ہے تو ابن مرجانہ فارسیہ بھی اس کے لیے تیار ہو گیا۔ لیکن افسوس کہ کوفیوں نے اسے ایسا کرنے نہ دیا اور شمر بن ذی الجوشن رافضی نے اسے ڈرایا کہ آگے چل کر یہی حسین تیری حکومت کے کمزور کرنے اور گرانے کا سبب بنے گا۔ آج قابو میں ہے اس لیے ان کا قصہ ابھی نمٹا دو اور بالآخر اسے آمادہ کر لیا کہ وہ جناب حسین کی کسی رائے کو قبول نہ کرے۔ ابن مرجانہ فارسیہ نے ان کی بات مان کر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ سے اس بات کا مطالبہ کر دیا کہ آپ صرف اس کے حکم پر اتریں۔ یوں ابن مرجانہ نے کوفیوں کی دلی مراد پوری کر ڈالی۔

❀ ابن مرجانہ کا مطالبہ ظلم اور یزید کی تاکید کے خلاف تھا۔ جبکہ اس میں صرف رافضیوں کی خوشی کا سامان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ اسی لیے سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ والی کوفہ کے حکم کو ردّ کرنے میں حق بجانب تھے۔ کیونکہ ابن مرجانہ کا حکم مجہول تھا، نہ جانے وہ کرنا کیا چاہتا تھا۔ اس لیے اس پر اعتبار نہ تھا کیونکہ وہ اصحاب رسول پر بے حد جری تھا۔ اس نے اہل کوفہ سے صرف اہل اسلام کی خون ریزی ہی سیکھی تھی۔

❀ ابن مرجانہ کی بات کو رد ہوتے دیکھ کر کوفی قتال پر اتر آئے۔ یہ دیکھ کر سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے انہیں ان کے لکھے خطوط کا واسطہ دیا۔ لیکن وہ صاف مکر گئے کہ ہم میں سے کسی نے وہ خطوط نہیں لکھے۔ جس سے ان کا یہ بھیانک منصوبہ کھل کر سامنے آ گیا کہ دراصل یہ ائمہ سنت نبویہ کا خون پینا چاہتے ہیں۔ ان کا مشن ان کو مشکوک بنانا اور ان کے خلاف نفرتوں کو پھیلانا ہے۔

❀ جب قتال شروع ہو گیا تو جناب حسین رضی اللہ عنہ پر اپنا اور اپنے اہل بیت کا اور دیگر ہمراہیوں کا دفاع کرنا واجب ہو گیا تھا۔ اس قتال کے نتیجے میں یہ حضرات شہید ہوئے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ، سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے بھائی، بھتیجے اور خود اپنی اولاد سوائے علی اصغر بن حسین بن علی زین العابدین کے، جو بیمار تھے۔ عمر بن سعد نے ان کے قتل سے تعرض کرنے سے منع کیا تھا۔ اسی طرح آل بیت کی خواتین سے بھی گریز کرنے کی تاکید کی تھی۔

❀ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ وہ نوجوان شہید ہوئے جن کے نام حضرات خلفائے راشدین کے ناموں پر تھے جن کی تفصیل گزشتہ میں ذکر کی جا چکی ہے لیکن یہ اعدائے صحابہ ان کے ناموں کو چھپاتے ہیں تاکہ امت مسلمہ کو ان حضرات کی باہمی محبت وعقیدت کی خبر نہ ہو سکے۔ جو ائمہ اہل بیت اور حضرات خلفائے راشدین کے درمیان مضبوطی کے ساتھ قائم تھی تاکہ امت مسلمہ کو گمراہ کر کے ان میں فتنوں کو ہوا دے سکیں۔

❀ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے بعد کوئی سبائی رافضی سر قلم کر کے ابن مرجانہ فارسیہ کے پاس لے گئے اس بدبخت فاسق نے اپنے ہاتھ میں پکڑی چھڑی کو آپ کے چہرۂ مبارک کو مارنا شروع کیا۔ جس پر اس مجلس میں موجود حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی سختی کے ساتھ جھڑکا اور جتلایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بے حد محبت تھی اور جہاں تم اپنی چھڑی مار رہے ہو اس جگہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چوما کرتے تھے۔

❀ یہ قول باطل ہے کہ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے ساتھ یزید نے بھی ایسا ہی کیا تھا جیسا کہ ابن مرجانہ فارسیہ نے کیا تھا۔ یہ اعدائے صحابہ کی اکاذیب میں سے ہے جن کو یہ کم عقلوں اور کرم خوردہ فہم کے مالک لوگوں کو سناتے ہیں۔ کیونکہ اس روایت میں جن صحابہ کا نام لیا جاتا ہے وہ تو اس وقت کوفہ میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے نا کہ شام میں۔

- سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سر کے مختلف شہروں میں دفن ہونے کی بابت اقوال غیر صحیح ہیں جن کی تفصیل گزشتہ میں ذکر کی جا چکی ہے۔ ان روایات کو رافضیوں نے اپنے باطنی مقاصد کے حصول کے لیے شائع کیا ہے۔ تا کہ جا بجا مشاہد و مزارات قائم کر کے مساجد کی اہمیت کو گھٹایا جا سکے۔ تا کہ وہ مشاہد و مزارات ان کی قوت کے اظہار کے اڈے اور ان کے منبر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم پر سب و شتم کرنے کے تھڑے بن سکیں اور جہاں کہیں انہیں ذرا قوت حاصل ہو وہاں خوب کھل کر دشنام طرازی کا بازار گرم کیا جا سکے۔
- آل بیت حسین رضی اللہ عنہ کی خواتین کی بے حرمتی کی بابت مروی جملہ روایات باطل، بے سند اور بے اصل ہیں جو صحیح روایات کے متناقض ہیں۔
- کسی صحیح روایت سے یہ ثابت نہیں کہ یزید کو سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے قتل ہو جانے کی خبر بھی تھی چہ جائیکہ وہ اس بات کا حکم بھی دیتا، اور قتل حسین کی خبر سن کر اس کے خوش ہونے کی روایت بھی بے اصل و بے سند ہے۔ دراصل ان روایات کی آڑ میں یہ اعدائے صحابہ اپنے دل کے سرور کا اظہار کرتے ہیں تحقیقی بات یہ ہے کہ قتل حسین کی خبر سن کر یزید اور اس کے اہل خانہ مارے غم کے رونے لگے تھے۔
- سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا قتل جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کی وصایا اور احکام کی کھلی خلاف ورزی تھی اور اس میں خود دولت اسلامیہ کی مصلحت بھی نہ تھی۔ لیکن اعدائے صحابہ نے یہ قتل کیا تا کہ دولت اسلامیہ میں انتشار پھیلے اور بنو امیہ طعن کی زَد میں آ جائیں تا کہ امت ان پروپیگنڈوں میں لگ کر اصل قاتلوں سے بے پروا ہو جائے۔
- صحیح روایات بتلاتی ہیں کہ یزید نے آل بیت حسین کی خواتین کا بے حد اکرام و اعزاز کیا، ان کی غم گساری و دلداری کی۔ یزید نے اس حادثہ فاجعہ کی بابت اپنی بے علمی کا عذر پیش کیا جس کو آل بیت حسین نے قبول کیا۔
- یزید سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ذریت کا بے حد اکرام اور رعایت کرتا تھا۔ بالخصوص امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ کے اکرام میں بے حد مبالغہ کرتا اور ان کے احوال کی جستجو میں رہتا۔ ان کی ضروریات پوری کرتا پھر امام زین العابدین نے بھی یزید کے ساتھ وفا کی اور کبھی اس کے خلاف نہ خروج کیا اور نہ خروج کرنے والوں کا ساتھ ہی دیا۔ حتیٰ کہ یزید کی وفات کے بعد بھی امام زین العابدین سے یزید کی مذمت کی بابت کوئی قول یا تحریر صحیح روایات میں منقول نہیں ملتی۔
- سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے قتل ہونے سے پہلے اس گناہ کا ذمہ دار غدار کوفیوں کو ٹھہرایا اور ان کے سامنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس بات کو صراحت کے ساتھ ذکر بھی کیا۔ جیسا کہ امام زین العابدین ہمیشہ اہل کوفہ کو قتل حسین رضی اللہ عنہ کا ذمہ دار ٹھہراتے تھے۔ یہی رائے زینب بنت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کی بھی تھی اور محمد بن حنفیہ بھی ہمیشہ کوفیوں کی گردن پر قتل حسین رضی اللہ عنہ کے خون کو تلاش کرتے تھے۔ جبکہ سادات اہل بیت جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ بھی کوفیوں کو ہی خون حسین کا اصل قاتل قرار دیتے تھے۔

❀ اہل بیت میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں کہ انہوں نے یزید کو قتل حسین کا ذمہ دار کہا ہو اور یزید کی وفات تک اہل بیت میں سے کسی نے بھی یزید کے خلاف خروج نہ کیا تھا۔ اس باب میں جو کچھ بھی کہا جاتا ہے وہ نرا باطل اور سراسر کذب ہے۔ جو اعدائے صحابہ کے اباطیل واکاذیب میں سے ہے جن کو یہ لوگ صرف حقائق کو بدلنے کے لیے دہراتے رہتے ہیں اور جن پر صرف مخبوط الحواس لوگ ہی کان دھرتے ہیں۔

دوسرے ان روایات کی آڑ میں مظلومیت کے عقیدہ کو فروغ دینا مقصود ہے تاکہ اس گھناؤنے ترین جرم کے اصل مجرم بری رہیں۔

❀ شعائر حسینیہ کے نام سے کیے جانے والے افعال نری رسمیں ہیں جن کی آڑ میں قاتلان حسین شبہات پیدا کر کے خود کو اس جرم سے بری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ یہ رسوم ائمہ اہل بیت کے ادوار میں نہ تھیں بلکہ بعد کے عہود میں ایجاد کی گئی ہیں اور یہ بھی معلوم رہے کہ نوحہ کرنا، سینہ کوبی کرنا، زنجیر زنی کرنا اور سیاہ لباس پہننا سب حرام ہے اور مکروہ ترین بدعت ہے۔

❀ شیعہ عاشوراء کے روزہ کا انکار کر کے اسے امویوں کی ایجاد قرار دیتے ہیں حالانکہ اس روزہ کی سنت خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی کیونکہ اس دن سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی تھی اور فرعون اپنے لشکروں سمیت غرق ہوا تھا۔

عاشوراء کے روزہ کا قتل حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے کوئی تعلق نہیں جو تقدیر سے دس محرم کو پیش آ گیا تھا۔ سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کی اولاد اور امت مسلمہ بہت پہلے سے عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

❀ قتل حسین رضی اللہ عنہ کی منصوبہ بندی صرف رافضی کوفی سبائیوں نے کی تھی۔ اس لیے اس جرم کا گناہ صرف انہی کے سر ہے اور آج بھی یہ لوگ امت مسلمہ کے خون سے ہولی کھیلنے کے جرم کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ امت مسلمہ کا امن، سلامتی اور وحدت انہیں نہ کل بھائی تھی اور نہ آج بھاتی ہے۔

❀ شیعہ مقبروں اور زیارت گاہوں کے بنانے کو جائز سمجھتے ہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کاموں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

منع فرمایا ہے۔

گزشتہ مذکورہ تمام معلومات کی روشنی میں اس بات کی ازحد ضرورت ہے کہ امت مسلمہ اپنا علم صحیح کرے اور ایک بھرپور علمی تحریک چلائی جائے جس میں جملہ صلحاء اور مخلصین بھرپور شرکت کریں اور اپنی اپنی وسعت کے بقدر اس تحریک میں اپنی صلاحیتیں خرچ کریں۔ ضرورت ہے توحید و وحدت امت پر غیر کھانے والے مسلمانوں کی جن کو آل بیت رسول اور حضرات صحابہ کرام پر بے حد غیرت ہو کہ وہ آگے بڑھیں اور ایک بنیادی سیاسی ڈھانچہ تشکیل دیں جس کے ارکان و اساطین قرآن و سنت کی بنیادوں پر کھڑے ہوں۔ ان قواعد وضوابط میں امت کے اسلاف کی سیرت اور تجربات کا نچوڑ ہو اور ایک ایسا مضبوط معاشرہ تشکیل دیا جائے جو حال کو دیکھ کر چلے اور اس کی نگاہ مستقبل پر بھی ہو اور جو لوگ امت مسلمہ کے وجود، اس کے عقیدہ و مذہب اور عبادت و افعال سے کھلواڑ کرنا چاہیں ان کے سامنے سد سکندری بن کر کھڑا ہو۔ یہ معاشرہ ایک ایسا حتمی موقف اختیار کرے جو اسلامی معاشرے کے امن اور سلامتی کا ضامن ہو اس میں کتاب و سنت کا عقیدہ محفوظ اور ارتداد و قبائلی عصبیت نابود ہو۔ اس میں آنے والی نسلوں کا تحفظ یقینی ہو اور اس معاشرے کے گرد حزم و احتیاط کی ایسی باڑ لگی ہو جو ان کی الفت و محبت، اتفاق و اتحاد، تعاون و تناصر، تناصح و تضحیہ اور راہ خدا میں خرچ کرنے کی بنیادی صفات کی بیرونی بدعقیدگیوں اور سازشوں کی یورش سے حفاظت کرے۔

اخیر میں رب ذوالجلال کے اسماء حسنیٰ کے طفیل اس بات کی دعا ہے کہ رب تعالیٰ ہماری اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور اسے خالص اپنی ذات کے لیے بنا لے اور اسے سیّدنا حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی نصرت وحمایت کا قوی ذریعہ بنائے اور ہر مظلوم کی دادرسی کا سبب بنائے۔ ہم امت مسلمہ کے نوجوانوں کو اس بات کی بھرپور دعوت دیتے ہیں کہ وہ اخوت، وحدت، فراست، کتاب و سنت پر اعتماد، اسلاف امت پر اعتقاد اور ان سے محبت و ولاء کے اسباب کو مضبوطی سے تھامیں اور کتاب و سنت اور اسلاف بالخصوص حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے ازحد بچیں۔

میں اپنی ہر خطا، بھول چوک، لغزش، کمی کوتاہی اور نادانی کی رب تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ازواج واولاد

سیدنا امام الشہداء رضی اللہ عنہ کی یہ سیرت نامکمل رہے گی اگر اس میں آپ رضی اللہ عنہ کی ازواج واولاد کا ذکر نہ کیا جائے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے کئی نکاح کیے۔ جن کا ثبوت مل سکا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ رباب کلبیہ بنت امرأ القیس:

ان کے والد عیسائی تھے۔ جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں مسلمان ہوئے، رباب کے بطن سے حضرت عبداللہ اور حضرت سکینہ پیدا ہوئیں۔

۲۔ لیلیٰ بنت ابی مرہ:

یہ علی اصغر کی والدہ تھیں۔ وہ علی اصغر جنہوں نے چھ ماہ کی عمر میں کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں شہادت پائی۔

۳۔ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ:

یہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیوہ تھیں۔ ان سے فاطمہ صغریٰ پیدا ہوئیں۔

۴۔ شہر بانو یا شاہِ زنان:

فارسی الاصل تھیں۔ امام علی زین العابدین کی والدہ یہی تھیں اور علی اکبر بھی انہی کے بطن سے پیدا ہوئے۔

۵۔ عائشہ بنت خلیفہ:

ان کی اولاد ثابت نہیں۔

۶۔ حفصہ بنت عبدالرحمٰن:

یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔ بیوہ ہو کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ اولاد کا ثبوت نہیں۔

۷۔ عاتکہ بنت زید بن عمرو:

یہ کئی بار بیوہ ہو کر بعد میں آپ رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں، ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

۸۔ قضاعیہ:

ان سے جعفر پیدا ہوئے اور شیر خوارگی ہی میں فوت ہو گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۹۔ غزالہ:

یہ بھی بے اولاد رہیں۔ اسی طرح اور بھی چند نکاح ثابت ہیں مگر ان کی تفصیل اور ازواج کے نام معلوم نہیں ہو سکے۔ واللہ اعلم بالصواب

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فضائل امہات المؤمنین

(تذکرۂ عنبرین)

الحمد للّٰہ والصلاۃ والسلام علی خاتم رسل اللّٰہ وأہلہ وصحبہ ومن والاہ إلی یوم الدین وبعد!

نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے مقرر کردہ محبت اور ولایت کے حقوق کے مطابق اہل سنت والجماعت کے نزدیک احترام اور قدر دانی حاصل ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اپنے امتیوں کو یہ وصیت کی ہے:

''میں اپنے گھر والوں کے سلسلے میں تم کو اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔'' ❶

اسی وجہ سے اہل سنت والجماعت ان غالی افراد سے براءت کرتے ہیں جو بعض اہلِ بیت کے سلسلے میں افراط سے کام لیتے ہیں، اور ان ناصبیوں سے بھی براءت کا اظہار کرتے ہیں جو ان کو تکلیف دیتے ہیں اور ان سے نفرت کرتے ہیں۔ عام طور پر تمام مسلمان اور خاص طور پر اہل سنت والجماعت عمومی طور پر پاکیزہ اہل بیت اور خصوصیت کے ساتھ امہات المومنین کے ساتھ محبت کرتے ہیں اور ان کو تکلیف دینے اور ان کی برائی کرنے کو حرام قرار دیتے ہیں۔

مبرۃ الآل والأصحاب کو اس بات پر نہایت مسرت ہو رہی ہے کہ اپنی ابتدائی مطبوعات میں یہ کتاب پیش کر رہی ہے، تاکہ پاکیزہ اہل بیت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے منتخب کردہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی وراثت کی نشر و اشاعت، مسلمانوں کے دلوں میں ان کی محبت کو راسخ اور پیوست کرنے اور بعض مسلمانوں میں ان حضرات سے متعلقہ پھیلے ہوئے بعض تصورات کی اصلاح کے مقاصد کی تکمیل ہو۔

چند صفحات پر مشتمل اس کتاب میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن اجمعین کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے، پھر قرآن کریم اور حدیث شریف سے ان کے فضائل ذکر کیے گئے ہیں، امہات المومنین کی تعریف اور توصیف میں بہت سی آیات اور احادیث وارد ہوئی ہیں، جن سے ازواج مطہرات کا بلند مرتبہ اور اعلیٰ مقام معلوم ہوتا ہے۔ پھر اہلِ بیت کے ضمن میں ان کے فضائل کو عمومی طور پر بیان کیا گیا ہے، اسی طرح ان میں سے ہر ایک کے فضائل خصوصی طور پر بھی نقل کیے گئے ہیں۔

---

❶ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، حديث نمبر: ٢٤٠٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہم وقفہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (الاحزاب : ٦)

''نبی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں، اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔''

ازواج مطہرات اہل ایمان کی مائیں ہیں، والد رسول اللہ ﷺ ہیں اور بھائی مہاجرین اور انصار ہیں جو اس دعا میں مراد ہیں:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾ (الحشر: ١٠)

''اے ہمارے پروردگار! ہماری اور ہم سے پہلے ایمان لانے والے ہمارے بھائیوں کی مغفرت فرما۔''

یہی نبی کریم ﷺ کا گھرانہ ہے، جو شخص ازواج مطہرات میں سے کسی پر طعن و تشنیع کرے گا تو ایمانی نسب سے دھتکارا ہوا اور مردود ہے، کیونکہ اگر وہ مومن ہوتا تو ازواج مطہرات پر الزام تراشی نہ کرتا، کیونکہ بیٹا اپنی ماں پر طعن و تشنیع نہیں کیا کرتا۔ احترام، عزت اور نسب پر فخر کرنے جیسے حقوق و واجبات میں اس ماں کا رشتہ، حقیقی ماں کے رشتے کی طرح ہی ہے۔

کیا ان عورتوں سے زیادہ با عزت اور شریف مائیں ہو سکتی ہیں، جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے منتخب کیا؟ بلکہ اللہ عزوجل نے ان کا انتخاب اپنے نبی کے لیے کیا، چنانچہ اپنے نبی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا﴾ (الاحزاب: ٥٢)

''ان کے علاوہ اور عورتیں آپ کے لیے حلال نہیں ہیں، اور نہ یہ درست ہے کہ آپ ان بیویوں کی جگہ دوسری بیویاں کر لیں اگرچہ آپ کو ان کا حسن بھا جائے، مگر جو آپ کی باندی ہو، اور اللہ ہر چیز کا نگران ہے۔''

حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا﴾ (الاحزاب: ٣٧)

''جب زید کا اس سے جی بھر گیا تو ہم نے اس کی شادی آپ کے ساتھ کر دی، تا کہ مسلمانوں پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے میں کوئی تنگی نہ رہے، جب ان کا اپنی بیویوں کے ساتھ جی بھر جائے اور اللہ کا یہ حکم ہونے والا ہی تھا۔''

پوری دنیا کی عورتوں پر ازواج مطہرات کی افضلیت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ﴾ (الاحزاب: ۳۲)

''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں میں سے کسی کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو۔''

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین پر ان کے ساتھ نکاح کرنے کو حرام قرار دیا، جس طرح ایک بیٹے کو اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرنا حلال نہیں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب: ۵۳)

''اور تمہارے لیے جائز نہیں ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دو اور نہ یہ جائز ہے کہ آپ کے بعد آپ کی بیویوں سے کبھی بھی شادی کرو، یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی (گناہ کی) بات ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کو ہر اس قول اور عمل سے تکلیف ہوتی ہے جس سے ازواج مطہرات کو تکلیف ہونے کا اندیشہ ہے، یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے مومنین کو یہ حکم دیا کہ وہ امہات المومنین کو صرف پردے کے پیچھے ہی مخاطب کریں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ﴾ (الاحزاب: ۵۳)

''اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے مانگا کرو، یہ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاک رہنے کا ذریعہ ہے، اور تمہیں یہ جائز نہیں ہے کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ۔''

پھر ان پر الزام تراشی کرنا، اور ان کو نامناسب اوصاف سے متصف کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟! اللہ تبارک وتعالیٰ مذکورہ بالا آیت کریمہ کے بعد فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (الاحزاب: ۵۹)

''اے نبی! اپنی بیویوں سے، اپنی صاحبزادیوں سے اور مومنین کی بیویوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی چادروں کو اپنے اوپر (سر سے) نیچی کر لیں، اس سے ان کی جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو ان کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تکلیف نہیں دی جائے گی، اور اللہ بہت زیادہ مغفرت فرمانے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

پھر اس کے فوراً بعد اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَاۤ اِلَّا قَلِيْلًاo﴾ (الاحزاب: ٦٠)

''منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور مدینہ میں افواہیں اڑانے والے اگر باز نہ آئے تو ہم ضرور آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے، پھر یہ لوگ مدینہ میں آپ کے پاس بہت ہی کم رہنے پائیں گے۔''

اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ لوگ زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی کے سلسلے میں الٹی سیدھی باتیں کہہ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت زینب کی شادی آپ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید کے ساتھ ہوئی تھی، اسی سورہ میں آیت نمبر ۳۷ میں اس کا تذکرہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کے بارے میں الٹی باتیں کرنے کو منافقین اور ان جیسے لوگوں کی عادت بتایا ہے، اور مومنین کو یہ تاکیدی حکم دیا ہے کہ وہ ان کی طرح نہ بنیں۔

اللہ عزوجل نے اسی سورہ میں وضاحت کے ساتھ یہ بیان کر دیا ہے کہ اس شخص کا کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا جو قرآن اور حدیث کو چھوڑ کر سرداروں اور با اثر لوگوں کی باتوں میں آ کر ازواج مطہرات پر الزام تراشی کرے۔ (اگر وہ توبہ کرنے سے پہلے مر جائے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَاo وَ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَاo﴾ (الاحزاب: ٦٦۔ ٦٧)

''جس دن ان کے چہرے دوزخ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے تو وہ کہیں گے: کاش! ہم اللہ کی اطاعت کرتے اور رسول کی اطاعت کرتے، اور انہوں نے کہا: ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی بات مانی تو انہوں نے ہم کو گمراہ کر دیا۔''

کیا ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام تراشی کرنا اور ان کے بارے میں نامناسب باتیں کرنا صحیح ہے؟ یا بڑی ہی بری بات اور سخت منکر ہے؟

سوچو! تم سیدہ عائشہ یا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو گالی دے رہے ہو، اچانک تم پیچھے مڑ گئے تو کیا دیکھتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دیکھ رہے ہیں اور تمہاری باتوں کو سن رہے ہیں...... اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟ اور تمہارے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا موقف ہوگا؟

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ازواج مطہرات دنیا کی افضل ترین عورتیں

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ﴾ (الاحزاب: ۳۲)

''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں میں سے کسی کی طرح نہیں ہو، اگر تم تقویٰ اختیار کرو۔''

یعنی عورتوں میں کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جو تم سے افضل ہو، لیکن تقویٰ اور خشیت الٰہی شرط ہے، اگر یہ ثابت ہو گیا کہ وہ متقی اور پرہیز گار ہیں تو کسی استثنا کے بغیر ہر زمانے کی عورتوں میں ان کی فضیلت ثابت ہے، انبیاء و مرسلین اور تمام مخلوقات میں سب سے افضل نبی کی بیویوں کے لیے یہ بڑی بات نہیں ہے، یہ وہ عورتیں ہیں جن کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منتخب کیا اور انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کیا۔

ازواج مطہرات کا تقویٰ نص قرآنی سے ثابت ہے، کیونکہ تخییر کی آیتوں کے نزول کے بعد انہوں نے اللہ، اس کے رسول اور آخرت کو دنیوی زندگی اور اس کی زیب وزینت پر ترجیح دی، وہ آیات یہ ہیں:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ○ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا○﴾ (الاحزاب: ۲۸۔ ۲۹)

''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے: اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ، میں تم کو کچھ مال ومتاع دیتا ہوں اور تم کو بہتر طریقے پر رخصت کرتا ہوں، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہو تو (سن لو) اللہ نے تم میں سے نیک کردار کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔''

امہات المومنین نے اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو ترجیح دی، اور دنیوی زندگی، اس کی زیب و زینت اور اس کے مال ومتاع کو چھوڑ دیا، یہ انتخاب سچا تھا، اس کی دلیل یہ ہے کہ ایمان صادق اور تقویٰ کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہنے اور آپ کے ساتھ خوشی خوشی زندگی بسر کرنے کی ترغیب دینے والی ہو، اور یہ انتخاب اور ترجیح تقویٰ پر قائم ہے، جو اللہ کی طرف سے قبول ہوا، اسی وجہ سے اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عزوجل نے ان کو اس اکرام سے نوازا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ﴾ (الاحزاب: ٥٢)

''ان کے علاوہ اور عورتیں آپ کے لیے حلال نہیں ہیں، اور نہ یہ درست ہے کہ آپ ان بیویوں کی جگہ دوسری بیویاں کر لیں اگر چہ آپ کو ان کا حسن بھا جائے، مگر جو آپ کی باندی ہو، اور اللہ ہر چیز کا نگران ہے۔''

یہ اکرام اور عزت دو جہتوں سے ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو موجودہ ازواج مطہرات کے علاوہ دوسری عورتوں سے شادی کرنے سے منع فرمایا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں سے کسی کو اس غرض سے طلاق دینے سے منع فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بدلے کسی دوسرے سے شادی کریں۔

اس کا مقصد یہ ہے کہ ازواج مطہرات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ ہمیش بیویاں رہیں، صرف دنیا میں ہی نہیں، بلکہ آخرت میں بھی، اسی وجہ سے مومنین کو ازواج مطہرات سے شادی کرنے سے منع فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب: ٥٣)

''اور تمہارے لیے جائز نہیں کہ تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تکلیف دو اور نہ یہ جائز ہے کہ آپ کے بعد آپ کی بیویوں سے کبھی بھی شادی کرو، یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی (گناہ کی) بات ہے۔''

ہر عقل مند کے لیے ضروری ہے کہ وہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن اجمعین کے عظیم مرتبے کے بارے میں وارد ان آیتوں پر اچھی طرح غور کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کثرتِ ازواج کی حکمت

چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مومنین کے لیے اسوہ اور نمونہ ہے، جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: ۲۱)

''اللہ کے رسول میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہیں۔''

آپ کے افعال واعمال شریعت کے اہم مصادر میں سے ہیں۔

- اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ایسے افراد کی موجودگی ضروری ہے جو آپ کے افعال اور اعمال نقل کریں، اور امت تک پہنچائیں، یہی تعدد زوجات کی سب سے بڑی حکمت ہے، تاکہ آپ کے زمانے کی مومن عورتوں کے ذریعے خاندانی اور ازدواجی زندگی کے احکام نقل کیے جائیں اور ان کے بعد قیامت تک کے دن کے لیے یہ احکام نقل ہوتے رہیں۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کے ذریعہ ازواج مطہرات ہر زمانے کی مومن عورتوں کے لیے بہترین نمونہ بن جائیں، اللہ کے فضل و احسان سے یہ مقصد حاصل ہوا، پس امہات المومنین ہر مومن عورت کے لیے بہترین نمونہ ہیں، یہ بھی تعددِ زوجات کی حکمتوں میں سے ہے، ان امہات میں سے ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرنے والوں میں جلیل القدر مرتبہ اور مقام رکھتی ہیں۔
- اسلام کے مرکز اور گہوارے میں عرب قبائل اور خاندانوں کے ساتھ مضبوط اور مستحکم تعلقات قائم کرنے کی ضرورت تھی، تاکہ دعوتِ اسلامی کے کام میں آسانی ہو، مثلاً آپ نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی، جو شادی پورے بنی مصطلق کے اسلام لانے کا سبب بنی۔
- اپنے ساتھیوں اور اصحاب کے ساتھ تعلقات کو مستحکم کرنے اور ان میں اضافہ کرنے اور ان کو عزت و شرف سے سرافراز کرنے کے لیے بھی تعدد ازدواج کی ضرورت تھی، مثلاً آپ نے حضرت ابوبکر کی دختر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عمر کی دختر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی، اسی طرح آپ نے عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو اپنا داماد بنا کر ان کی عزت افزائی کی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

❀ بعض عورتوں سے شادی کا مقصد یہ تھا کہ کوئی حکم شرعی بیان کیا جائے، مثلاً حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کا مقصد یہ تھا کہ منہ بولے بیٹے کے بارے میں اس جاہلی رسم کو باطل قرار دیا جائے کہ اس کی مطلقہ یا بیوہ سے شادی کرنا جائز ہے۔

بعض امہات کے ساتھ اس لیے بھی شادی کی کہ ان کے مخصوص حالات تھے اور وہ معاشرتی پریشانیوں میں مبتلا تھیں، مثلاً حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی، جن کے شوہر جنگ میں شہید ہو گئے تھے، اسی طرح حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی، جن کے شوہر بھی ایک غزوہ میں شہید ہو گئے تھے اور ان کی یتیم اولاد تھی، سیّدہ حضرت ام حبیبہ کے ساتھ اس وقت شادی کی جب ان کے شوہر حبشہ میں مرتد ہو گئے اور وہیں مقیم ہو گئے، ان سبھوں کے ساتھ شادی کا مقصد یہ تھا کہ ان کے ساتھ خیر خواہی کریں۔

مستشرقین اور ان کے ہم نواؤں کے کہنے کے مطابق اگر ان شادیوں کا مقصد اپنی جنسی خواہشات کو پورا کرنا ہوتا تو آپ ﷺ باکرہ یا کم سن لڑکیوں سے شادی کرتے، لیکن تمام ازواجِ مطہرات میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ باقی تمام عورتیں یا تو مطلقہ تھیں، یا ان کے شوہروں کا انتقال ہو گیا تھا، یا بیوائیں تھیں جن کے ساتھ اولاد بھی تھی جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اپنی جنسی خواہشات کی تکمیل سے ان شادیوں کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امہات المومنین کے عام فضائل

(۱)..... اللہ تبارک وتعالیٰ نے آل بیت کو گندگیوں، شرک، شیطان، گندے کاموں اور اخلاقِ ذمیمہ سے پاک قرار دیا ہے، امہات المومنین بھی آلِ بیت ہی میں سے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًاo وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًاo وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًاo﴾

(الاحزاب: ۳۲۔ ۳۴)

''اے نبی کی بیویو! تم معمولی عورتوں میں سے کسی کی طرح نہیں ہو، بشرطیکہ تم تقویٰ اختیار کرو، تو بولنے میں نزاکت نہ کرو اس سے ایسے شخص کو (غلط) خیال ہونے لگتا ہے جس کے دل میں بیماری ہے، اور بہترین بات کہو، اور تم اپنے گھروں میں رہو، اور قدیم زمانہ جاہلیت کی طرح نہ پھرو، نمازوں کو قائم کرو، زکوٰۃ دو، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، بلاشبہ اللہ چاہتا ہے کہ اے گھر والو! تم سے گندگی کو دور کرے اور تم کو پاکیزہ بنا دے، اور تم ان آیات اور اس حکمت کو یاد رکھو جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہے، بے شک اللہ راز داں اور بڑا باخبر ہے۔''

ان آیتوں کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ تطہیر (پاک بنانے) کی آیت آپ ﷺ کی بیویوں کو بھی شامل ہے، یہ کیسے نہیں ہوسکتا، جب کہ یہ آیتیں ان ہی کے سلسلے میں نازل ہوئی ہیں۔

(۲)..... مومنین کی ماؤں کا مرتبہ ان کو حاصل ہے، کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے احترام اور ان کے ساتھ شادی کرنے کے حرام ہونے میں ان کو مومنین کی مائیں بنایا ہے، آپ کی صحبت کا شرف اس کے علاوہ ہے۔

﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ﴾ (الاحزاب: ٦)

''نبی مومنین سے ان کے نفس سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔''

(۳)..... دنیا اور اس کی زیب وزینت کو چھوڑ کر امہات المومنین نے اللہ اس کے رسول اور آخرت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتخاب کیا، اس کا بدلہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ دیا کہ اپنے پاس ان کے اجر کے لیے اجر عظیم تیار کر کے رکھ دیا ہے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا○ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا○﴾ (الاحزاب : ۲۸ ۔ ۲۹)

''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے: اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ، میں تم کو کچھ مال ومتاع دیتا ہوں اور تم کو بہتر طریقے پر رخصت کرتا ہوں، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت چاہتی ہو تو (سن لو) اللہ نے تم میں سے نیک کردار کے لیے اجر عظیم تیار کر کے رکھا ہے۔''

یہ بات معلوم ہی ہے کہ ان امہات المؤمنین نے اللہ اور رسول کا انتخاب کیا، اسی وجہ سے آپ ﷺ نے ان کو طلاقیں نہیں دیں۔

(٤)...... ان کو اطاعت اور عمل صالح پر دگنا اجر ملتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ مَنْ یَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِیْمًا○﴾ (الاحزاب : ۳۱)

''اور جو کوئی تم میں سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گی اور نیک عمل کرے گی تو ہم اس کو دوہرا اجر دیں گے اور ہم نے اس کے لیے باعزت روزی تیار کر رکھی ہے۔''

(٥)...... شرافت، عزت اور بلند مقام ومرتبہ میں امہات المؤمنین دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا○﴾ (الاحزاب : ۳۲)

''اے نبی کی بیویو! تم معمولی عورتوں میں سے کسی کی طرح نہیں ہو، بشرطیکہ تم تقویٰ اختیار کرو، تو بولنے میں نزاکت نہ کرو اس سے ایسے شخص کو (غلط) خیال ہونے لگتا ہے جس کے دل میں بیماری ہے، اور بہترین بات کہو۔''

(٦)...... اللہ عزوجل نے امہات المؤمنین کو ان کے گھروں میں تلاوت قرآن اور حکمت کی باتوں کے نزول کی وجہ سے عزت سے سرفراز کیا ہے، جو ان کی جلالتِ شان اور علو مرتبہ پر دلالت کرتا ہے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا﴾ (الاحزاب: ٣٤)

''اور تم ان آیات اور اس حکمت کو یاد رکھو جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہے، بے شک اللہ راز داں اور بڑا باخبر ہے۔''

(۷)...... امہات المومنین کو دنیا اور آخرت میں نبی کریم ﷺ کی بیویاں ہونے کا شرف حاصل ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ازواج مطہرت کے خصوصی فضائل

(۱)...... **خدیجه بنت خویلد** بن اسد بن عبدالعزی بن قصی، "قصی" نبی کریم ﷺ کے جد امجد ہیں، امہات المومنین میں سے حضرت خدیجہ اپنے والد کی طرف سے آپ کے ساتھ نسب میں دوسری سب ازواج سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہیں، قصی کی اولاد میں سے آپ نے ان کے علاوہ صرف ام حبیبہ بنت ابوسفیان کے ساتھ شادی کی ہے۔ ❶

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا شمار نسب کے اعتبار سے قریش کے متوسط خاندان میں ہوتا ہے، آپ بڑی با عزت اور مالدار عورت تھیں، جب رسول اللہ ﷺ کی عمر پچیس سال کی تھی تو آپ کی شادی حضرت خدیجہ کے ساتھ ہوئی، آپ ﷺ سے پہلے ان کی شادی ہالہ بن نباش بن زرارہ تمیمی کے ساتھ ہوئی تھی، جن کے انتقال کے بعد آپ ﷺ نے شادی کی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ پر ایمان لے آئیں اور دعوتی کاموں میں آپ کا تعاون کیا، یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ تمام عورتوں پر ان کو فضیلت دیتے تھے، ❷ سوائے ابراہیم کے آپ ﷺ کی تمام اولاد ان ہی کے بطن سے ہوئی، ابراہیم حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی موجودگی میں دوسری شادی نہیں کی، جب ہجرت سے تین سال پہلے ان کا انتقال ہوگیا تو دوسری شادی کی۔

حضرت خدیجہ کے جلیل القدر فضائل اور عظیم مناقب ہیں، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ آپ کا شمار سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں ہوتا ہے: وہ اللہ کی وحی پر سب سے پہلے ایمان لے آئیں، ان کو اس کا بھی اجر ملے گا اور ان کے بعد ایمان لانے والے ہر شخص کا اجر بھی ملے گا۔ ❸

---

❶ ام حبیبہ کا نسب حضور ﷺ کے ساتھ عبد مناف بن قصی کے ساتھ جا کر ملتا ہے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قصی کے ساتھ ملتا ہے، جبکہ باقی ازواج مطہرات کا نسب قصی کے بعد مرہ، کعب، لوئی، خزیمہ، الیاس اور مضر کے ساتھ ملتا ہے۔

❷ یعنی اپنے زمانے کی سب عورتوں پر ان کو فوقیت دیتے تھے، کیونکہ وہ دنیا کی تمام عورتوں کی چار سردار عورتوں میں سے ایک ہیں، وہ چار عورتیں یہ ہیں: فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم، مریم بنت عمران، خدیجہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہن۔

❸ کیونکہ آپ عورتوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والی ہیں، اور جو کوئی بہتر طریقہ رائج کرتا ہے تو اس کو اس کا اجر ملتا ہے اور اس پر عمل کرنے والے کا بھی اجر ملتا ہے، بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والے کو اتنا ہی اجر وثواب ملتا ہے، جتنا کرنے والے کو ملتا ہے، اور جو کوئی ہدایت کی طرف بلاتا ہے تو اس کی پیروی کرنے والوں کے اجر کے بقدر بلانے والے کو بھی اجر ملتا ہے، لیکن ان لوگوں کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ اس موضوع کی تفصیلات کے لیے رجوع کیا جائے: فتح الباری، باب فضائل خديجة، نهاية الإيجاز في سيرة ساكن الحجاز للطحطاوي، شرح مسلم، از: نووی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ان کی موجودگی میں آپ ﷺ نے دوسری شادی نہیں کی، وہ آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی کے اڑتیس سالوں میں سے پچیس سال تک آپ کی زوجیت میں تن تنہا رہی، اس طرح آپ ﷺ کی دو تہائی ازدواجی زندگی ان کے ساتھ گزری۔

۳۔ ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی محبت عطیہ خداوندی تھا۔ ❶

۴۔ آپ ﷺ ان کا کثرت سے تذکرہ کرتے تھے، ان کا ذکر خیر کرتے تھے، ان کی تعریف کرتے تھے اور ان کے ساتھ محبت اور مودت کے تعلقات کو بیان کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھے نبی ﷺ کی کسی بیوی پر اتنی غیرت نہیں آئی جتنی مجھے حضرت خدیجہ پر آئی، کیونکہ آپ ان کا تذکرہ کثرت سے کیا کرتے تھے، حالانکہ میں نے ان کو کبھی نہیں دیکھا۔ ❷

۵۔ وہ امت محمدیہ کی سب سے بہترین عورت ہیں۔

امام بخاری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بہترین عورت مریم ہیں اور بہترین عورت خدیجہ ہیں۔ ❸

۶۔ اللہ کی طرف سے سلام اور جنت میں موتی کے ایک گھر کی بشارت جہاں نہ شور شرابہ ہوگا اور نہ کوئی تھکن۔

امام بخاری اور امام مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اللہ کے رسول! یہ خدیجہ آ رہی ہیں، ان کے ساتھ سالن کا ایک برتن ہے، جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے پروردگار کی طرف سے اور میری طرف سے ان کو سلام کہیے اور جنت میں موتی کے ایک گھر کی بشارت دیجئے جہاں نہ کوئی شور شرابہ ہوگا اور نہ کوئی تھکن ہوگی۔ ❹

۷۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے بطن سے اولاد عطا فرمائی، ان کے علاوہ کسی دوسرے کے بطن سے اولاد نہیں ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے ان کے بطن سے اولاد عطا فرمائی جبکہ ان کے علاوہ سے اولاد

---

❷ صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل خديجة رضي الله عنها، حديث نمبر: ۲٤۳٥، اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ان کی محبت عطا کی گئی ہے۔'' غور کرنے کی بات ہے کہ کس طرح اللہ کی طرف سے حضرت خدیجہ کی محبت رسول اللہ ﷺ کو عطا ہوئی تھی۔

❷ صحیح مسلم: كتاب فضائل، باب من فضائل خديجة رضي الله عنها، حديث: ۲٤۳٥.

❸ صحیح بخاری: كتاب مناقب الأنصار، باب تزويج النبى ﷺ، حديث: ۳۸۱٥.

❹ صحیح بخاری: كتاب المناقب الانصار، باب تزوج النبى ﷺ وفضلها رضي الله عنها، حديث: ۳۸۲۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں دی۔ ❶

(۲)...... **سودہ بنت زمعہ** بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر، ان کی ماں شموس بنت زید بن عمرو انصاریہ ہیں، نبی کریم ﷺ سے پہلے ان کی شادی سکران بن عمرو سے ہوئی، سودہ نے نبی کریم ﷺ سے احادیث روایت کی ہیں، اور ان سے حضرت ابن عباس، یحییٰ اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے، مکہ میں بہت پہلے ہی اسلام قبول کیا، انہوں نے اور ان کے شوہر نے حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی، وہیں پر ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ ❷ یہ پہلی عورت ہیں جن کے ساتھ حضرت خدیجہ کے بعد حضور ﷺ نے شادی کی، مکہ ہی میں یہ شادی ہوئی، اس کے بعد تقریباً چار سال تک آپ ﷺ نے شادی نہیں کی، صرف سودہ ہی آپ کی اس مدت کے دوران بیوی تھیں، یہ بڑی محترم اور شریف عورت تھیں، ان کی وفات راجح قول کے مطابق حضرت عمر کے عہدِ خلافت کے آخری سالوں میں ۵۵ ہجری میں ہوئی۔

حضرت سودہ کے فضائل اور مناقب:

۱۔ نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں رہنے کی آپ خواہش مند اور حریص تھیں، اسی وجہ سے انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دی تھی، تاکہ آپ ﷺ کا تقرب اور محبت حاصل ہو اور جنت میں آپ کی بیوی بن کر رہیں۔

ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ حضرت سودہ نے نبی ﷺ سے کہا: میں اللہ کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ آپ مجھ سے رجوع کر لیں، قیامت کے دن مجھے آپ کی بیویوں میں اٹھایا جائے، آپ ﷺ نے ان سے رجوع کر لیا۔ ❸

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ سودہ بنت زمعہ نے اپنی باری عائشہ کو ہبہ کر دی، اور نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کا دن اور سودہ کا دن گزارتے تھے۔ ❹

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ تمنا کی کہ وہ رہن سہن میں ان کی طرح بن جائیں۔

امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے سودہ کے مقابلے میں

---

❶ المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث: ۲۲۔ باب ذکر أزواج النبی ﷺ ومنهن خدیجة بنت خویلد، ج: ۲۳، ص: ۱۳۔

❷ تهذیب التهذیب، از: ابن حجر عسقلانی: ۱۲/ ۴۵۵۔

❸ تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ، طبقات ابن سعد: ۸/ ۵۴۔

❹ صحیح بخاری: کتاب النکاح، باب المرأة تهب یومها من زوجها لضرتها، حدیث: ۵۲۱۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی ایسی عورت کو نہیں دیکھا کہ ہر چیز میں جس کی طرح ہونا مجھے محبوب ہو۔ ❶

(۳)...... **عائشہ بنت ابو بکر صدیق:** (ابوبکر کا نام عبداللہ بن عثمان تیمی قریشی ہے)، ان کی کنیت ام عبداللہ ہے، انہوں نے حضور ﷺ سے کہا کہ وہ اپنی کنیت رکھنا چاہتی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھانجے کے نام پر کنیت رکھو، چنانچہ انہوں نے ام عبداللہ کنیت رکھی، عبداللہ کے والد زبیر بن عوام ہیں اور ان کی ماں اسماء بنت ابوبکر ہیں، حضرت عائشہ کی ماں کا نام ام رومان بنت عامر بن عویمر کنانیہ ہے، بعثت نبوی کے چار سال بعد ان کی پیدائش ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے چھ سال کی عمر میں ان کے ساتھ شادی کی اور نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی، آپ ﷺ نے ان کے علاوہ کسی دوسری باکرہ لڑکی کے ساتھ شادی نہیں کی، ساتوں آسمانوں کے اوپر سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی براءت نازل ہوئی، وہ حضرت خدیجہ کے بعد آپ ﷺ کی سب سے محبوب بیوی تھیں اور امت کی عورتوں میں فقہ کی سب سے بڑی ماہر ہیں، اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ان کے پاس فتویٰ پوچھا کرتے تھے۔ ❷

آپ ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال کی تھی، ان کی وفات ۱۷ رمضان المبارک ۵۸ھ میں ہوئی، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور رات کو جنت البقیع میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔

❀ حدیث کی کتابوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بہت سے فضائل اور مناقب کا تذکرہ ملتا ہے، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد نبی کریم ﷺ کی سب سے محبوب بیوی تھیں۔

امام بخاری نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو غزوۂ ذات السلاسل کے لشکر کا امیر بنا کر بھیجا، میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے دریافت کیا: آپ کا سب سے محبوب کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ، میں نے دریافت کیا: مردوں میں؟ آپ نے جواب دیا: اس کے والد...... ❸

۲۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شادی سے پہلے ریشم کے کپڑے میں حضرت عائشہ کی تصویر جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس لے آئے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے

❶ صحیح مسلم: كتاب النكاح، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها، حديث: ۱٤٦٣.

❷ تفصیلات کے لیے بدر الدین زرکشی کی کتاب "الإجابة لإيراد ما استدركته عائشة على الصحابة" کی طرف رجوع کیا جائے۔

❸ صحيح بخاری: كتاب المغازي، باب غزوة ذات السلاسل، حديث: ٤٣٥٨.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خواب میں تین راتوں تک تم کو دکھایا گیا، جبرئیل ریشم کے کپڑے میں تم کو لے کر میرے پاس آئے اور کہا: یہ تمہاری بیوی ہے، میں نے تمہارا چہرہ کھول کر دیکھا تو وہ تم تھی، میں نے کہا: اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اس کو پورا کرو۔ ❶

۳۔ جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو اپنا سلام کہلوایا۔

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: عائشہ! یہ جبرئیل ہیں، تم کو سلام کہہ رہے ہیں، میں نے کہا: ان پر اللہ کی سلامتی، رحمت اور برکت ہو، آپ وہ دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔ ❷

۴۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی جب آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بستر میں تھے۔ یہ خصوصیت امہات المومنین میں سے کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام سلمہ! عائشہ کے سلسلے میں مجھے تکلیف نہ پہنچاؤ، کیونکہ اللہ کی قسم! اس کے علاوہ تم میں سے کسی عورت کے بستر میں وحی نازل نہیں ہوئی۔ ❸

۵۔ جب اللہ کے رسول اور دنیوی زندگی کے درمیان انتخاب کی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ سے دو میں سے ایک کا انتخاب کرنے کے لیے کہا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱلْحَيَوٰةَ ٱلدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَٱلدَّارَ ٱلْـَٔاخِرَةَ فَإِنَّ ٱللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَـٰتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ۝﴾ (الاحزاب: ۲۸۔ ۲۹)

"اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دیجیے: اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ، میں تم کو کچھ مال و متاع دیتا ہوں اور تم کو بہتر طریقے پر رخصت کرتا ہوں، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہو تو (سن لو) اللہ نے تم میں سے نیک کردار کے لیے اجر عظیم تیار کر کے رکھا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو اپنے والدین سے مشورہ کرنے کے لیے کہا: حضرت عائشہ نے اپنے والدین سے مشورہ کرنے سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب کیا، بقیہ ازواج مطہرات نے بھی ان

❶ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل عائشة أم المؤمنين رضي الله عنها، حديث: ۲٤۳۸.
❷ صحيح بخاري: كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب فضل عائشه رضي الله عنها، حديث: ۳۷٦۸.
❸ صحيح بخاري: كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب فضل عائشه رضي الله عنها، حديث: ۳۷۷۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی کی پیروی کی۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ اس موقع پر انہوں نے کہا:...... میں کس سلسلے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ میں اللہ اس کے رسول اور آخرت کو چاہتی ہوں، وہ کہتی ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ کی بیویوں نے میری طرح ہی کیا۔ ❶

٦۔ ان کی وجہ سے بہت سی قرآنی آیتیں نازل ہوئیں، جن میں سے بعض ان کی شان میں ہیں اور بعض پوری امت کے لیے ہیں، آپ کی شان میں نازل ہوئی آیتیں مندرجہ ذیل ہیں:

❀ واقعہ افک میں آپ پر لگائے گئے الزامات سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو بری کر دیا اور اس سلسلے میں مندرجہ ذیل آیتیں نازل فرمائی:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ جَآئُوْا بِالْاِفْکِ عُصْبَةٌ مِّنْکُمْ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّکُمْ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ لِکُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ٥﴾ (النور: ١١)

''جن لوگوں نے (عائشہ پر) یہ الزام لگایا ہے وہ تم ہی میں سے چند لوگ ہیں، اس کو تم اپنے لیے شر نہ سمجھو، بلکہ یہ تمہارے لیے خیر ہے، ان میں سے ہر شخص کو جتنا جس نے کیا تھا اس کا گناہ مل گیا، اور ان میں سے جس نے سب سے زیادہ حصہ لیا ہے اس کو سخت سزا ہوگی۔''

﴿اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُ وْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ﴾ (النور: ٢٦)

''گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں، اور گندے مرد گندی عورتوں کے، صاف ستھری عورتیں صاف ستھرے کے لائق ہوتی ہیں اور صاف ستھرے مرد صاف ستھر عورتوں کے، یہ لوگ ان باتوں سے بری ہیں جو یہ (منافقین) کہتے ہیں، ان کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی (جنت میں) ہے۔''

وہ آیتیں جو ان کی وجہ سے نازل ہوئیں اور وہ پوری امت کے لیے عام ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک ہار عاریتاً لیا جو کھو گیا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کو اس ہار کی تلاش میں روانہ کیا، راستے میں نماز کا

---

❶ صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب قوله: "وإن كنتن تردن الله ورسوله والدار الآخرة فإن الله أعد للمحسنات منكن أجرا عظيما" حديث: ٤٧٨٦.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت ہوگیا تو انہوں نے وضو کے بغیر ہی نماز پڑھ لی، جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو اس بارے شکایت کی، جس کے نتیجے میں اس موقع پر تیمّم کی آیت نازل ہوئی، اس پر اسید بن حضیر نے کہا: اللہ آپ کو جزائے خیر دے، اللہ کی قسم! جب بھی تم کو کسی ناپسندیدہ چیز سے واسطہ پڑا تو اللہ نے تمہارے لیے اس سے نکلنے کا راستہ بنایا اور اس میں مسلمانوں کے لیے برکت رکھی۔ ❶

۷۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ خواہش ظاہر کی کہ عائشہ کے گھر میں آپ کی تیمار داری کی جائے، آپ ﷺ کی وفات ان کے ہاتھوں میں ان ہی کے باری کے دن ہوئی، اور دنیا کے آخری لمحات میں اللہ نے ان دونوں کے تھوک کو جمع کر دیا، اور ان ہی کے گھر میں آپ ﷺ کی تدفین ہوئی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے، اس وقت میں اپنے سینے سے آپ کو ٹیک لگائے ہوئے تھی، عبدالرحمٰن کے پاس ایک تازہ مسواک تھی، جس سے وہ مسواک کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو گھور کر دیکھا، تو میں نے ان سے مسواک لیا اور اس کو خوب چبایا اور بہترین بنا کر نبی ﷺ کو دیا، آپ نے اس سے مسواک کیا۔ ❷

۸۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ خبری دی کہ عائشہ جنتی ہیں۔

امام بخاری نے قاسم بن محمد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ بیمار ہوئیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس آئے اور فرمایا: تم رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کے پاس سچی جانشین ہو کر جا رہی ہو۔ ابن عباس کا قطعیت کے ساتھ ان کو جنتی کہنا اپنی طرف سے نہیں ہوگا، بلکہ حضور ﷺ کے بتانے کی وجہ سے ہی ہوگا۔

امام بخاری رحمہ اللہ اور ترمذی نے عبداللہ بن زیاد اسدی سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح کہا کہ انہوں نے کہا: میں نے عمار کو فرماتے ہوئے سنا: یہ آپ کی دنیا اور آخرت میں بیوی ہیں۔ ❸

۹۔ حضرت عائشہ امت مسلمہ کی عورتوں میں سب سے بڑی عالمہ ہیں، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بے شمار حدیثوں کو روایت کیا ہے، جن کی تعداد دو ہزار سے زیادہ ہے، ❹ اسی وجہ سے مسائل علمیہ میں

❶ صحیح بخاری: کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب فضل عائشة رضی اللہ عنہا، حدیث: ۳۷۷۳.

❷ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، حدیث: ٤٤٣٨، یہی روایت دوسرے الفاظ اور دوسری سند کے ساتھ ابوعلی محمد بن محمد اشعث کوفی کی کتاب "کتاب الأشعثیات" میں بھی ہے۔

❸ صحیح بخاری، فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب فضل عائشة رضی اللہ عنہا، حدیث: ۳۷۷۲، ترمذی، باب من فضل عائشة رضی اللہ عنہا، حدیث: ۳۸۸۹، ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

❹ سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ۲۲۱۰ حدیثیں روایت کی ہیں، ابوہریرہ، عبداللہ بن عمرو اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم کے بعد چوتھے نمبر پر سب سے زیادہ روایتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے منقول ہیں۔ دیکھئے: أسماء الصحابة الرواة، از: ابن حزم، ص: ۳۹، ابن جوزی کی کتاب تلقیح فهوم أهل الأثر، ص: ۳۶۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کبار صحابہ ان کی طرف رجوع کرتے تھے اور فتویٰ دریافت کرتے تھے۔

(٤)...... **حفصه بنت عمر بن خطاب عدویه قریشیه**: یہ عبداللہ بن عمر کی علاتی بہن ہیں، ان کی ماں عثمان بن مظعون بن وہب بن حذافہ کی بہن زینب بنت مظعون ہیں، ان کے پہلے شوہر خنیس بن حذافہ بدری کے مدینہ میں انتقال ہونے کے بعد ۳ ہجری کو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ شادی کی، یہ بڑی روزے دار اور بہت زیادہ نمازیں پڑھنے والی عورت تھی، ان کی پیدائش بعثت نبوی کے پانچ سال پہلے ہوئی اور وفات شعبان ۴۵ ہجری میں ہوئی۔

حضرت حفصہ کے فضائل ومناقب:

۱۔ اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت مدینہ سے مشرف ہوئیں، ابن سعد نے ابو الحویرث سے روایت کیا ہے کہ خنیس بن حذافہ ❶ نے حفصہ بنت عمر کے ساتھ شادی کی، وہ ان ہی کی زوجیت میں تھیں اور ان کے ساتھ مدینہ ہجرت کی۔ ❷

۲۔ بہت زیادہ روزے رکھتی تھیں اور بہت زیادہ نماز پڑھا کرتی تھیں اور وہ جنت میں حضرت محمد ﷺ کی بیوی ہوں گی۔

طبرانی نے قیس بن زید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حفصہ کو ایک طلاق دی...... نبی ﷺ آئے اور اندر داخل ہوئے تو انہوں نے پردہ کیا، اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل آئے اور انہوں نے کہا: حفصہ سے رجوع کر لو، کیونکہ وہ بہت زیادہ روزے رکھنے والی اور نمازیں پڑھیں والی ہیں، اور وہ جنت میں آپ کی بیوی ہے۔ ❸

۳۔ جب حضرت ابو بکر کے عہدِ خلافت میں قرآن مجید کو جمع کیا گیا تو ابو بکر کی وفات تک وہ قرآن ان ہی کے پاس رہا، پھر حضرت عمر کے عہدِ خلافت میں ان کے پاس آیا، پھر عمر کی وفات کے بعد حفصہ کے پاس رہا، جب حضرت عثمان نے قرآن کو جمع کیا گیا تو اس مصحف سے تعاون لیا گیا اور اس کے بعد ان کو لوٹا دیا گیا ان کی وفات مدینہ میں ۴۵ ہجری کو ہوئی۔ ❹

---

❶ یہ مہاجرین اولین میں سے ہیں، انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور جنگِ بدر میں شریک ہوئے، جنگ احد میں زخمی ہوئے اور اسی زخم کی وجہ سے مدینہ میں انتقال کر گئے۔ الاستیعاب لابن عبدالبر: ١/ ١٣٤، الإصابة لابن حجر: ٢/ ٣٤٥.

❷ طبقات ابن سعد: ٨/ ٨١.

❸ المعجم الكبير: ١٨/ ٣٦٥، حديث: ٩٣٤، مستدرك حاكم: ٤/ ١٦، حديث: ٦٧٥٣، علامہ البانی نے اس کو حسن کہا ہے، حدیث: ۲۰۰۷۔

❹ صحيح ابن حبان، حديث: ٤٥٠٦، شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کو صحیح کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵)...... **زینب بنت خزیمہ** بن عبداللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ ہلالیہ، ان کو ام المساکین کہا جاتا ہے، کیونکہ وہ مسکینوں کو کھانا کھلایا کرتی تھیں اور ان پر صدقہ کیا کرتی تھیں، ان کے شوہر عبداللہ بن جحش جنگِ احد میں شہید ہو گئے، چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے شوہر کی وفات کے بعد ان سے شادی کی، حفصہ کے بعد زینب آپ ﷺ کی بیوی بنیں، آپ کے ساتھ صرف دو یا تین مہینے رہیں، پھر ان کا انتقال ۴ ہجری کو ہوا، ان کے الگ سے مناقب اور فضائل نہیں ملتے تھے، لیکن ازواجِ مطہرات کے حق میں جو عام فضائل وارد ہوئے ہیں ان میں حضرت زینب بھی شامل ہیں جو ان کی افضلیت کے لیے کافی ہیں، اس کے علاوہ آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، یہ خصوصیت صرف ان ہی کو حاصل ہے، کیونکہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں حضرت خدیجہ اور ان کے علاوہ کسی اور بیوی کی وفات نہیں ہوئی، نبی کریم ﷺ کا کسی کی نمازِ جنازہ پڑھنا اس کے حق میں رحمت ہے۔

(۶)...... **ام سلمہ ہند بنت ابو امیہ:** (حذیفہ) مخزومیہ قرشیہ، ان کے والد کا لقب ''زاد الرکب'' تھا کیونکہ وہ بڑے سخی تھے، اور آپ کے ساتھ سفر کرنے والا اپنے ساتھ توشہ نہیں لیتا تھا، ان کی ماں کا نام عاتکہ بنت عامر کنانیہ ہے جن کا تعلق بنو فراس سے ہے۔ ان کے شوہر اور چچا زاد بھائی ابوسلمہ بن عبدالاسد کے انتقال کے بعد حضور ﷺ نے ان کی ساتھ شادی کی، [1] انہوں نے ابوسلمہ کے ساتھ حبشہ ہجرت کی پھر مدینہ بھی ساتھ میں ہجرت کی، کہا جاتا ہے کہ یہ پہلی مسافر عورت ہیں جو مدینہ میں داخل ہوئی، وہ بہت ہی خوبصورت اور شریف النسب عورت تھیں، راجح قول کے مطابق ازواجِ مطہرات میں سب سے اخیر میں ۶۱ ہجری کو ان کی وفات ہوئی۔

ام سلمہ کے فضائل و مناقب:

۱۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ شادی کی اور ان کے حق میں دعا کی، امام مسلم نے ام سلمہ سے روایت کیا ہے...... رسول اللہ ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو میرے پاس اپنا پیغام دے کر بھیجا تو میں نے کہا: میری ایک بچی ہے اور میں بڑی با غیرت عورت ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس کی بچی کے بارے میں ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ بچی کو اس سے بے نیاز کر دے، اور اللہ سے میں یہ دعا کرتا ہوں کہ اس کی غیرت کو ختم کر دے۔ [2]

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ جنتیوں میں سے ہے، امام احمد نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا

[1] ابوسلمہ رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی بھی ہیں، کیونکہ ان کی ماں امیہ بنت عبدالمطلب ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ما یقال عند المصیبة، حدیث: ۹۱۸.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم پر کالی چادر ڈھانپی پھر فرمایا: اے اللہ! میں اور میرے گھر والے تیری طرف، نہ کہ جہنم کی طرف، وہ کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور میں آپ نے فرمایا: اور تم بھی۔ ❶

۳۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر ان کی حکمت اور حسنِ تدبیر واضح اور نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے، جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو پکار کر کہا: لوگو! قربانی کرو اور بال منڈواؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ کوئی بھی کھڑا نہیں ہوا، راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ نے لوگوں کو دوبارہ پکارا، لیکن کوئی کھڑا نہیں ہوا، پھر آپ نے یہی بات پکار کر کہی، پھر بھی کوئی کھڑا نہیں ہوا، پھر آپ نے یہی بات پکار کر کہی، پھر بھی کوئی کھڑا نہیں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ واپس ہوئے اور ام سلمہ کے پاس آئے اور فرمایا: ام سلمہ! لوگوں کو کیا ہوگیا ہے؟ ام سلمہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ان کے غم کو آپ دیکھ ہی رہے ہیں، ان میں سے کسی کے ساتھ بات مت کیجئے، آپ کی قربانی کا جانور جہاں ہے وہاں جائیے اور اس کو ذبح کیجئے اور اپنا سر منڈائیے، اگر آپ اس طرح کریں گے تو لوگ بھی ایسا کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نکلے کسی سے بات نہیں کی، یہاں تک کہ اپنے قربانی کے جانور کے پاس آئے اور اس کی قربانی کی، پھر آپ بیٹھ گئے اور اپنے بالوں کو منڈایا۔ یہ دیکھ کر لوگ قربانی اور حلق کرنے لگے، راوی کہتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان پہنچے تو سورہ فتح کی آیتیں نازل ہوئیں۔ ❷

اس مشورے سے اللہ کی طرف سے ام سلمہ کو عطا کردہ عقل اور حسنِ تدبیر کا واضح طور پر پتہ چلتا ہے۔

(۷)...... **زینب بنت جحش** بن رباب بن یعمر اسدیہ یہ اولین ہجرت کرنے والوں میں سے ہیں، ان کی ماں امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم ہیں جو نبی کریم ﷺ کی پھوپھی ہیں، نبی ﷺ نے ان کے ساتھ تین یا پانچ ہجری کو شادی کی، اس سے پہلے ان کی شادی رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن ثابت کے ساتھ ہوئی تھی، جن کو ابن محمد کہہ کر پکارا جاتا تھا، اسی موقع پر اپنے منہ بولے بیٹے کی بیوی کے ساتھ شادی کرنے کا مسئلہ پیش آیا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے نبوت سے پہلے زید بن ثابت کو اپنا منہ بولا بیٹا

❶ مسند احمد: ٦/ ٢٩٦، ٦/ ٣٠٤، شیخ شعیب ارناؤوط نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، نبی ﷺ کے پروردہ (ربیب) عمرو ابن ابوسلمہ سے روایت ہے، جس میں وہ حضرت ام سلمہ سے نقل کرتے ہیں: اے اللہ کے رسول! کیا میں ان کے ساتھ ہوں؟ آپ نے فرمایا: تم اپنی جگہ پر ہو، تم خیر کی طرف جانے والی ہو، یہ روایت صحیح ہے، اس کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے، حدیث: ۳۸۱۲، البانی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، اس حدیث میں ام سلمہ کی فضیلت واضح ہے۔

❷ مکمل حدیث کے لیے دیکھئے: مسند امام احمد: ٤/ ٣٢٣، شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کو حسن کہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنایا تھا، اسی وجہ سے ان کو زید بن محمد کہا جاتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس نسب کو منقطع کر دیا اور یہ آیت نازل فرمائی:

﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (الاحزاب : ٥)

''ان کے باپوں کے نام کے ساتھ ان کو پکارو، یہ اللہ کے نزدیک راستی کی بات ہے۔''

پھر زینب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی شادی کرا کے اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو موکد کر دیا اور یہ آیت نازل فرمائی:

﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ (الاحزاب : ٥)

''ان کے باپوں کے نام کے ساتھ ان کو پکارو، یہ اللہ کے نزدیک راستی کی بات ہے۔''

اس واقعے کے سلسلے میں یہ آیت بھی نازل ہوئی:

﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا﴾ (الاحزاب : ٣٧)

''پس جب زید کا ان سے جی بھر گیا تو ہم نے آپ کی شادی ان کے ساتھ کر دی۔''

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا دین، تقویٰ اور سخاوت میں عورتوں کی سردار تھیں، نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے ان ہی کی وفات ٢٠ ہجری کو ہوئی۔

سیّدہ زینب بنت جحش کے فضائل ومناقب:

١۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی شادی اپنے نبی کے ساتھ خود کرائی۔

﴿وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا یَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۝﴾ (الاحزاب : ٣٧)

''اس وقت کو یاد کرو جب آپ اس شخص سے فرما رہے تھے جس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے بھی انعام کیا کہ اپنی بیوی (زینب) کو اپنی زوجیت میں رہنے دو، اور اللہ سے ڈرو، اور آپ اپنے دل میں ایک بات کو چھپا رہے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا۔ اور آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے حالانکہ اللہ اس بات کا سب سے زیادہ سزا وار ہے کہ آپ اس سے ڈریں، پھر جب زید کا اس سے جی بھر گیا تو ہم نے آپ کی شادی اس کے ساتھ کر دی، تا کہ مومنین کے لیے اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے ساتھ شادی کرنے میں کوئی تنگی نہ ہو، جب ان سے ان کا جی بھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے، اور اللہ کا یہ حکم ہونے والا ہی تھا۔"

اپنی اسی خصوصیت اور امتیاز کی وجہ سے حضرت زینب ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں اور کہتی تھیں: تم لوگوں کی شادی تمہارے گھر والوں نے کرائی اور میری شادی اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سے کرائی۔ ❶

۲۔ ان کی شادی آیت حجاب کے نزول کا سبب ہے۔

امام بخاری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: جب زینب کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئی تو وہ آپ کے ساتھ گھر میں تھیں، آپ نے کھانا پکوایا اور لوگوں کو مدعو کیا، لوگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے، اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب: ۵۳)

"اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں (بن بلائے) مت جایا کرو، مگر یہ کہ تم کو کھانے کی اجازت دی جائے ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو، لیکن جب تم کو بلایا جائے تو چلے جاؤ، پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں میں جی لگا کر بیٹھے نہ رہو، اس سے نبی کو تکلیف ہوتی ہے، لیکن وہ تم سے شرماتے ہیں، اور اللہ حق بات کہنے سے شرماتا نہیں ہے اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو، یہ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے لیے پاک رہنے کا ذریعہ ہے، اور تمہیں یہ جائز نہیں ہے کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاؤ، اور نہ یہ جائز ہے کہ آپ کے بعد آپ کی بیویوں سے کبھی بھی شادی کرو، یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی (گناہ کی) بات ہے۔"

اس آیت کے نزول کے بعد پردہ فرض کیا گیا اور لوگ گھر سے واپس ہو گئے۔ ❷

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں صدقہ کرنے اور اللہ کے راستے میں خرچ کرنے پر ان کی تعریف

---

❶ صحيح بخاري: كتاب التوحيد، "وكان عرشه على الماء" حديث: ۷٤۲۰.

❷ صحيح بخاري، كتاب التفسير باب قوله تعالى: ﴿لا تدخلوا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ﴾ حديث: ٤٧٩٢.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی ہے۔

امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے پہلے مجھ سے آکر وہ ملے گی جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہے، وہ کہتی ہیں کہ ازواج مطہرات اپنا اپنا ہاتھ پھیلا کر دیکھا کرتی تھیں کہ ان میں سے کس کا ہاتھ سب سے لمبا ہے وہ کہتی ہیں کہ ہم میں سب سے لمبا ہاتھ زینب کا تھا، کیونکہ وہ اپنے ہاتھ کی محنت سے کماتی تھیں اور صدقہ کرتی تھیں۔ ❶

۴۔ حضرت زینب کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے بارے میں فرمایا: میں نے دین میں سب سے بہتر اللہ کا سب سے زیادہ تقویٰ رکھنے والی، سب سے سچی، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والی، سب سے زیادہ صدقہ کرنے والی اور اس کام میں سب سے زیادہ خود کو کھپانے والی جس کا وہ صدقہ کرتی ہے اور اللہ سے تقرب حاصل کرتی ہے زینب سے بڑھ کر کسی عورت کو نہیں دیکھا۔ ❷

(۸)...... **جویریہ بنت حارث** بن ضرار بن حبیب بن خزیمہ خزاعیہ مصطلقیہ، بنومصطلق کی جنگ (غزوۂ مریسیع) میں پانچ یا چھ ہجری کو گرفتار ہوئیں اور ثابت بن قیس کے حصے میں آئیں، جنہوں نے جویریہ کے ساتھ آزادی کا معاہدہ (مکاتبت) ❸ کیا، رسول اللہ ﷺ نے مکاتبت کی رقم ادا کی اور ان کے ساتھ شادی کی، آپ سے پہلے ان کی شادی مسافع بن صفوان کے ساتھ ہوئی تھی جو اس معرکے میں قتل ہوگیا تھا، جویریہ کی وجہ سے مسلمانوں نے ان کے خاندان کے سو قیدیوں کو آزاد کر دیا، اپنی قوم پر ان کی بڑی عظیم برکت تھی، ان کی وفات ۵۰ ہجری کو ہوئی۔

سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب:

۱۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کثرت سے اللہ کی عبادت اور ذکر کرتی تھیں۔

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس کے واسطے سے حضرت جویریہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ فجر کی نماز کے لیے ان کے پاس سے نکلے، جب کہ وہ اپنی عبادت گاہ میں تھیں، پھر آپ چاشت کے بعد واپس آئے تو وہ اسی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم ابھی تک اسی حالت میں ہو جس پر تم کو چھوڑ گیا تھا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! نبی ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس سے جانے کے بعد میں نے تین مرتبہ چار کلمات ایسے کہے ہیں کہ اگر صبح سے جو تم نے کہا ہے ان کلمات کے ساتھ وزن کیا

❶ صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل زینب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا، حدیث: ۳٤٥٢.

❷ صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا، حدیث: ۲٤۲۲.

❸ مکاتبت یہ ہے کہ آقا اپنے غلام کے ساتھ اس بات پر متفق ہو جائے کہ قسطوں میں اتنا مال ادا کرنے کی صورت میں تم آزاد ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے تو یہ کلمات وزنی ہوں گے:

((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ .)) ❶

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام جویریہ رکھا، جب کہ ان کا نام برّہ تھا۔

(۹)...... **ام حبیبہ رملہ بنت ابو سفیان** صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف امویہ۔ ان کی ماں صفیہ بنت ابو العاص بن امیہ ہیں۔ بعث نبوی سے سترہ سال قبل آپ کی پیدائش ہوئیں، اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش اسدی کے ساتھ اسلام قبول کیا اور ان دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، وہاں حبیبہ کی پیدائش ہوئی، ان کے شوہر نے حبشہ میں نصرانیت قبول کی، لیکن یہ دینِ اسلام پر جمی رہیں، پھر مدینہ ہجرت کر آئیں، اللہ نے پہلے شوہر کے بدلے امت کے بہترین شخص رسول اللہ کو عطا فرمایا، یہ ازواجِ مطہرات میں رسول اللہ ﷺ کی سب سے قریبی رشتے دار ہیں، دونوں کا رشتہ عبد مناف پر جا کر ملتا ہے، ان کی وفات ۴۴ ہجری کو ہوئی۔

سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب:

۱۔ جب ان کے والد ابوسفیان مسلمانوں اور قریش کی صلح کی مدت بڑھانے کے لیے مدینہ آئے تو ام حبیبہ نے رسول اللہ ﷺ کے بستر کی عزت اور احترام میں اپنے والد کو اس پر بیٹھنے نہیں دیا، کیونکہ وہ اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے۔

۲۔ حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ میں یہ بھی تھی۔ ❷

(۱۰)...... **صفیہ بنت حی بن اخطب** بن سعیہ، ان کا تعلق مدینہ کے یہودی قبیلے بنو النضیر سے ہے اور یہ ہارون بن عمران کی نسل سے ہیں، اسلام لانے سے پہلے سلام بن مشکم ان کے شوہر تھے، ان کے انتقال کے بعد کنانہ بن ابو الحقیق نے ان کے ساتھ شادی کی، جو جنگ خیبر میں قتل ہوا، اور یہ گرفتار ہو کر دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں، دحیہ کلبی نے ان کے ساتھ مکاتبت کر لی نبی کریم ﷺ نے مکاتبت کی رقم ادا کی اور آزاد کر کے ان کے ساتھ شادی کی اور ان کی آزادی کو ان کا مہر مقرر کیا، ان کی وفات ۵۲ ہجری کو ہوئی۔

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الذكر والدعاء، باب التسبيح أول النهار وعند النوم، حديث: ۲۷۲٦.

❷ رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کی طرف ہجر کرنے والوں کی تعریف کی ہے اور انھیں دو ہجرت کا مرتبہ دیا ہے، دیکھئے: صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل جعفر بن ابی طالب واسماء بنت عمیس واھل سفینتھم رضی اللہ عنہم، حدیث: ۲۵۰۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے فضائل اور مناقب:

۱۔ نبی کی بیوی، نبی کی بیٹی اور نبی کی بھتیجی۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات معلوم ہوئی کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے انھیں یہودی کی بچی کہا ہے۔ یہ سن کر صفیہ رو پڑیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے تو وہ رو رہی تھیں، آپ نے دریافت کیا: تم رو کیوں رہی ہو؟ انہوں نے کہا: حفصہ نے میرے بارے میں یہ کہا ہے کہ میں یہودی کی بچی ہوں۔ آپ نے فرمایا: تم تو نبی کی بیٹی ہو، تمہارے چچا نبی ہیں اور تم نبی کی بیوی ہو، پھر وہ کس چیز میں تم پر فخر کرتی ہے؟ پھر فرمایا: حفصہ! اللہ سے ڈرو۔ ❶

۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ''سچی'' کہا ہے، جب مرض الموت میں حضرت صفیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اللہ کی قسم! اے اللہ کے نبی! میری یہ خواہش ہے کہ جو بیماری آپ کو لاحق ہے وہ مجھے ہو۔ دوسری ازواج مطہرات نے گھور کر ان کو دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اس کو معیوب سمجھا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، وہ سچی ہے۔ ❷

(۱۱)...... **میمونہ بنت حارث** بن حزن بن عامر بن صعصعہ ہلالیہ، ان کی ماں کا نام ہند بنت عوف ہے، پہلے ان کی شادی مسعود بن عوف ثقفی سے ہوئی، پھر دوسری شادی ابو رہم بن عبدالعزی سے ہوئی، جس کا انتقال ہو گیا تو میمونہ کے وکیل حضرت عباس ❸ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکاح پڑھایا، مکہ سے قریب مقامِ سرف میں ان کے ساتھ رخصتی کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے اخیر میں سن ۷ ہجری کو عمرۃ القضا کے موقع پر ان کے ساتھ شادی کی۔

سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب:

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ایمان کی گواہی دی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی میمونہ، ان کی بہن ام فضل بنت حارث، ان کی بہن سلمی بنت حارث حمزہ کی بیوی اور ان کی اخیافی بہن اسماء بنت عمیس،

---

❶ ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل أزواج النبی ﷺ، حدیث: ۳۸۹۲، (یعنی تمہارے ابو ہارون علیہ السلام ہیں اور تمہارے چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں اور تم میری بیوی ہو۔ ترمذی حدیث: ۳۸۹۲ کی روایت میں ہے کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہا کہ تم دونوں مجھ سے کیسے بہتر ہو سکتی ہو، جب کہ میرے شوہر محمد ہیں، میرے والد ہارون ہیں اور میرے چچا موسیٰ ہیں۔

❷ مصنف عبدالرزاق: ۱۱/ ۴۳۱۔ حدیث: ۲۰۹۲۲۔ طبقات ابن سعد: ۸/ ۱۲۸۔

❸ عباس بن عبدالمطلب ان کی بہن فضل بنت حارث کے شوہر تھے، اس حیثیت سے میمونہ حضرت عبداللہ بن عباس کی خالہ ہوتی ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یہ سب مومن بہنیں ہیں۔ ❶

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام میمونہ رکھا۔

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ میری خالہ میمونہ کا نام برہ تھا، آپ ﷺ نے ان کا نام بدل کر میمونہ رکھا۔ ❷

❶ مستدرك حاكم: ٤/ ٣٢۔ ٣٣ ، حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے، اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے، البانی نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔

❷ صحیح مسلم عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ ، مستدرک حاکم میں ابن عباس سے یہ روایت ہے: ۴/۳۰.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امہات المومنین کی دعوتی سرگرمیاں

اللہ کی طرف دعوت دینا امہات المومنین کا سب سے بلند مقصد تھا، چنانچہ کوئی بھی حدیث ان کو معلوم ہوتی یا نبی کریم ﷺ کو جو بھی کام کرتے ہوئے دیکھتیں تو جیسے سنا ہے یا آپ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے اس کی من وعن تبلیغ شروع کرتیں، کیونکہ ان کو اللہ کے نبی ﷺ کا یہ قول ہر وقت یاد رہتا تھا:

''اللہ تعالیٰ اس بندے کو شاد اور آباد رکھے جو ہم سے کوئی بات سنے تو بالکل اسی طرح دوسروں تک پہنچائے، کیونکہ کبھی سننے والے کے مقابلے میں اس کو بات زیادہ یاد رہتی ہے جس تک پہنچائی جائی۔'' [1]

ازواج مطہرات کو وسعت علم اور تفقہ فی الدین میں امتیاز حاصل تھا، چنانچہ فقہاء نے ان سے ایسے احکام سیکھے جو تمام لوگوں کے لیے نافع ہیں، سیرت کی کتابوں میں بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امہات المومنین نے دوسروں کو نصیحت کرنے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کی انجام دہی میں اپنا کردار ادا کیا، اگر ہم یہ کہیں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ ابتدائے وحی کے وقت اللہ کی طرف دعوت کی کامیابی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ حضرت خدیجہ نے آپ کو دلاسہ دیا اور آپ پر سب سے پہلے ایمان لے آئی اور اپنے مال اور اپنی جان سے آپ ﷺ کی مدد کی، وہ بہترین بیوی تھیں جنھوں نے ابتدائے وحی میں رسول اللہ ﷺ کے دل کو مضبوط کیا، آپ ﷺ حضرت خدیجہ کے اس احسان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب لوگ مجھ پر ایمان نہیں لائے، انھوں نے میری اس وقت تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا، اور انھوں نے مجھے اس وقت اپنے مال میں شریک کیا جب لوگوں نے مجھے محروم کیا۔'' [2]

اللہ کا دین پھیلانے میں آپ رضی اللہ عنہا کا بہت بڑا حصہ ہے، جس کی وجہ سے اللہ ان سے راضی ہوگیا۔

یہ عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما ہیں، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑی تعداد میں حدیثوں کو یاد کیا، تاکہ ان کو لوگوں میں عام کریں، چنانچہ فقہاء علماء اور اکثر لوگوں نے ان سے کسبِ فیض کیا اور ان

---

[1] صحيح الجامع الصغير، حديث: ٦٧٦٤.

[2] الاستيعاب لابن عبدالبر: ١/ ٥٨٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے بہت سے احکام وآداب کو نقل کیا، یہاں تک کہا جاتا ہے کہ ان سے شریعت کے ایک چوتھائی احکام منقول ہیں۔ صحابہ اور تابعین علماء نے حضرت عائشہ اوران کے علم کی تعریف کی ہے، مسروق فرماتے ہیں:

''میں نے اکابر صحابہ میں سے کئی شیوخ کو حضرت عائشہ سے فرائض کے بارے میں سوال کرتے ہوئے دیکھا۔ جب مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی روایت نقل کرتے تو کہتے: مجھے صدیقہ بنت صدیق اللہ کے محبوب کی چہیتی سات آسمانوں کے اوپر سے براءت کردہ شخصیت نے بتایا، جس کی میں نے تکذیب نہیں کی۔'' ❶

عطاء بن ابورباح فرماتے ہیں: عائشہ تمام لوگوں میں سب سے بڑی فقیہہ، عالمہ اور سب سے بہترین صاحب الرائے تھیں۔

ہشام بن عروہ اپنے والد عروہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے فقہ، طب اور شعر کے بارے میں حضرت عائشہ سے زیادہ جاننے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ ❷

عبداللہ بن عبید بن عمیر نے فرمایا: اس پر وہی شخص غمگین ہوگا جس کی وہ ماں ہیں۔ (یعنی ہر مسلمان ان کے انتقال پر غمگین ضرور ہے)۔ ❸

آپ کی دعوت وتبلیغ کا ایک واقعہ یہ منقول ہے کہ حضرت حفصہ بنت بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر آپ کے پاس آئیں، جس کے جسم پر پتلی اوڑھنی تھی جس سے ان کی پیشانی جھلک رہی تھی، حضرت عائشہ نے اس اوڑھنی کو پھاڑ دیا اور فرمایا: اللہ نے سورہ نور میں جو نازل فرمایا ہے، کیا تمہیں اس بارے میں معلوم نہیں ہے؟ پھر دوسری اوڑھنی منگائی اور اس کو پہنایا۔

وہ عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتی تھیں: عورتو! اپنے پروردگار اللہ سے ڈرو، اور اچھی طرح وضو کرو، اپنی نماز قائم کرو اور اپنی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ ادا کرو، اور پسند اور ناپسند میں اپنے شوہروں کی اطاعت کرو اور ان کی بات مانو۔

وہ فرمایا کرتی تھیں: عورت پر اللہ کا خلیفہ اور نائب اس کا شوہر ہے، جب اس کا شوہر اس سے راضی ہوگا تو اللہ اس سے راضی ہو جائے گا، اگر اس کا شوہر اس سے ناراض ہوگا تو اللہ اور اس کے فرشتے اس سے ناراض ہوں گے، کیونکہ وہ شوہر کو اپنی پسند پر مجبور کر رہی ہے۔

---

❶ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۱۸۱.

❷ نساء حول الرسول، از: عاطف صابر شاہین: ۶۶، مطبعہ، دارالغد، المنصورۃ.

❸ سیر اعلام النبلاء: ۲/ ۱۸۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے اقوال زریں میں سے یہ بھی ہے کہ بیوی پر شوہر کا یہ حق ہے کہ وہ اس کا بستر لازم پکڑے اور اس کی ناراضگی سے بچی رہے، اور اس کو راضی کرنے والی چیزوں کی تلاش میں رہے، اس کی کمائی کی حفاظت کرے، اس کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرے، اور اپنی ذات میں اس کی حفاظت کرے۔ (یعنی اپنی ذات میں خیانت نہ کرے)۔ ❶

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور آپ کے انتقال کے بعد آپ کی سنتوں پر عمل کرنے میں ہر مومن مرد اور عورت کے لیے عالمہ، واعظہ اور خیر خواہی کرنے والی کا مقام حاصل ہے، انہوں نے اللہ کو ناراض کرنے والی ہر چیز سے اپنے کان اور آنکھوں کی حفاظت کی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں واقعہ افک کے موقع پر دریافت کیا تو انہوں نے کہا: میں اپنے کانوں اور اپنی نگاہوں کی حفاظت کرتی ہوں، مجھے ان کے بارے میں خیر ہی معلوم ہے۔

ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے فقہی احکام سے متعلق بعض حدیثوں کو امت میں منتقل کیا ہے، مثلاً یوم عرفہ میں لوگوں کو شک ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہیں یا نہیں۔ میمونہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ بھیجا جب کہ آپ ابھی اپنی جگہ کھڑے ہی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے اس کو پیا۔ ❷

انہوں نے غسلِ جنابت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ روایت کیا ہے۔ ❸ آپ کا شمار امت کے خیر خواہوں اور واعظوں میں ہوتا ہے، اللہ ان سے اور باقی تمام امہات المؤمنین سے راضی ہو جائے۔ آمین۔

❶ سير اعلام النبلاء: ٢/ ١٨٥ .

❷ صحيح مسلم، كتاب الصوم، صوم يوم عرفة، حديث: ١٩٨٩ .

❸ صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب صفة غسل الجنابة، حديث: ٣١٧ .

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امہات المؤمنین کے سلسلے میں چند عام معلومات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں کا انتقال آپ کی وفات کے بعد ہوا، صرف حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال آپ کی حیات میں ہوا۔

سب امہات المؤمنین کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی، صرف حضرت خدیجہ کی تدفین مکہ میں حجون کے مقام پر ہوئی اور حضرت میمونہ کی تدفین مقامِ تنعیم سے قریب مقامِ سرف میں ہوئی، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ شبِ زفاف گزاری تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس بیویاں باپ کی طرف سے آپ کے ساتھ نسب میں ملتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں: ام حبیبہ، خدیجہ، ام سلمہ، عائشہ، حفصہ، سودہ، زینب بنت جحش، جویریہ، زینب بنت خزیمہ اور میمونہ، صرف زینب بنت جحش کا نسب ماں اور باپ دونوں واسطوں سے آپ کے ساتھ ملتا ہے، کیونکہ ان کی ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ بنت عبد المطلب ہیں، اور والد کی طرف سے نسب خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس سے جا کر ملتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ، جویریہ اور زینب بنت جحش کا نام خود رکھا، جب کہ ان میں سے ہر ایک کا نام برہ تھا۔

آپ کے ساتھ شادی سے پہلے زینب بنت خزیمہ، صفیہ، میمونہ اور خدیجہ رضی اللہ عنہن کی دو دو شادیاں ہو چکی تھیں، ازواج مطہرات میں میں سے صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا باکرہ تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کثرتِ روایتِ حدیث کے اعتبار سے امہات المومنین کی ترتیب ❶

۱۔ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا:

ان سے دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) حدیثیں مروی ہیں۔

ان میں متفق علیہ روایتیں ۱۷۴ ہیں۔ ❷

اور مسلم میں نو حدیثیں ہیں۔

امام احمد نے اپنی کتاب مسند امام احمد میں ان سے دو ہزار سے زائد حدیثیں روایت کی ہے۔

۲۔ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا:

علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ ان کی روایتوں کی تعداد ۱۸۷ ہے۔

ان میں سے متفق علیہ روایتیں ۱۳ ہیں۔

بخاری میں تین روایتیں ہیں اور مسلم میں ۱۳ روایتیں ہیں۔

۳۔ سیّدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا:

علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ ان سے متفق علیہ سات روایتیں مروی ہیں۔

بخاری نے ان کے علاوہ ایک حدیث روایت کی ہے۔

اور مسلم نے پانچ حدیثیں روایت کی ہے۔

ان کی روایتوں کی مجموعی تعداد ۱۳ ہے۔

محقق شیخ عرفان عشا نے لکھا ہے: ان کی روایتیں اس سے بھی زیادہ ہیں، کیونکہ امام احمد نے ان سے روایت کی ہے، ان کی مسند کی ابتدا حدیث نمبر (۱۰/۳۶۸۵۸) سے ہوتی ہے اور انتہا (۱۰/۲۶۹۲۱) پر ہوتی ہے۔

❶ امہات المومنین میں سے ہر ایک کی روایت کی تعداد بیان کرنے میں مندرجہ ذیل پانچ کتابوں کو بنیاد بنایا گیا ہے: اسماء الصحابة الرواة لابن حزم، تلقيح فهوم أهل الأثر لابن الجوزى، سير أعلام النبلاء لشمس الدين الذهبى، مخطوط جزء فيه مالكل واحد من الصحابة من الحديث لبقى بن مخلد الأندلسى، نساء فى ظل رسول الله ﷺ للشيخ عرفان العشا حسونة الدمشقى.

❷ متفق علیہ وہ روایت ہے جس کو امام بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا ہو۔ مترجم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"أسماء الصحابة الرواة" میں لکھا ہے کہ: ان سے ۷۶ حدیثیں مروی ہیں، اور اس کتاب کے محقق نے حاشیہ میں کحالہ کی بات سے ان کی کتاب "أعلام النساء" سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مطالع الانوار میں ہے کہ میمونہ بنت حارث نے ۷۷ حدیثیں روایت کی ہیں، الکمال فی معرفة الرجال میں ہے کہ انہوں نے ۴۶ حدیثیں روایت کی ہیں، دار الکتب الظاھرة کے شعبہ مخطوطات میں اندراج نمبر ۳۲ کے مجموعے میں ہے کہ انہوں نے ۷۹ حدیثیں روایت کی ہیں۔ ❶

۴۔ ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہما:

أسماء الصحابة الرواة میں ہے کہ انہوں نے ۶۵ حدیثیں روایت کی ہے، ابن الجوزی نے "تلقیح فهوم أهل الأثر" میں یہی تعداد بتائی ہے۔ ❷

یہی تعداد علامہ ذہبی نے بھی بیان کی ہے: ان کی مسند میں ۶۵ حدیثیں ہیں۔ ❸

دو روایتیں متفق علیہ ہیں اور ان کے علاوہ ایک روایت مسلم نے نقل کی ہے۔

۵۔ سیدہ حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما:

ابن حزم نے "أسماء الصحابة الرواة" میں لکھا ہے کہ ان سے ۶۰ حدیثیں مروی ہیں، ابن جوزی نے بھی "تلقیح فهوم أهل الأثر" میں یہی تعداد بتائی ہے۔ ❹

علامہ ذہبی نے کہا ہے: بقی بن مخلد کی کتاب میں حفصہ کی مسند میں ساٹھ حدیثیں ہیں۔ ❺

چار حدیثیں متفق علیہ ہیں اور امام مسلم نے ان کے علاوہ الگ سے چھ حدیثیں نقل کی ہیں۔

شیخ عرفان عشا نے لکھا ہے: امام احمد نے مسند میں ان سے ۴۴ حدیثیں نقل کی ہیں، ابتدا (۲۶۴۸۵) سے ہوتی ہے اور انتہا (۲۶۵۲۹/۱۰) پر ہوتی ہے۔ ❻

۶۔ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہما:

ابن حزم ❼ اور ابن جوزی ❽ نے لکھا ہے کہ ان سے گیارہ حدیثیں مروی ہیں۔ جو (۲۶۸۱۳/۱۰) سے شروع ہوتی ہیں اور (۲۷۴۸۳۔۲۷۴۸۶/۱۰) پر ختم ہوتی ہیں۔

❶ أسماء الصحابة الرواة، حاشيه، ص: ٦٨.

❷ أسماء الصحابة الرواة، ص: ٧٢، تلقيح فهوم أهل الأثر لابن الجوزى، ص: ٣٦٥.

❸ نساء فى ظل رسول الله، ص: ٢٠٨. ❹ أسماء الصحابة الرواة، ص: ٧٥، تلقيح فهوم الأثر، ص: ٣٦٥.

❺ سير أعلام النبلاء: ٢/ ٢٢٧۔ ٢٣٠، شیخ عرفان عشا نے لکھا ہے: بقی بن مخلد کی مسند مفقود ہے، نساء فى ظل رسول الله، ص: ١٢٤.

❻ نساء فى ظل رسول الله، ص: ١٢٤.

❼ نساء فى ظل رسول الله، ص: ١٥٣. ❽ تلقيح فهوم أهل الأثر، ص: ٣٦٩.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترمذی حدیث نمبر ۲۱۸۷، ابن ابی شیبہ حدیث نمبر: ۶۱۔۱۹۰، ابن حبان ۸۲۷، بیہقی: سنن کبریٰ: ۹۳/۱۰، بغوی: شرح السنۃ: ۴۲۰۱، وغیرہ نے ان کی روایتیں نقل کی ہے۔

امام مالک نے مؤطا میں ۲۶۸ اور نسائی ۳۵۰۰ نے بھی ان سے روایت کی ہے۔ ❶

۷۔ سیّدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا:

ابن حزم ❷ اور ابن جوزی ❸ نے لکھا ہے کہ ان سے دس حدیثیں مروی ہیں۔

علامہ ذہبی نے لکھا ہے: ان سے دس حدیثیں مروی ہیں جن میں سے ایک متفق علیہ ہے۔ ❹

بخاری میں ان کی حدیث نمبر ۲۰۳۵ ہے، اور مسلم میں ۲۱۷۵ ہے، امام احمد نے (۲۶۹۲۷/۱۰) سے (۲۶۹۲۹/۱۰) تک ان کی روایتیں نقل کی ہے۔ ❺

۸۔ سیّدہ جویریہ بنت حارث بن ابوضرار رضی اللہ عنہا:

ابن حزم ❻ اور ابن جوزی ❼ نے لکھا ہے کہ ان سے سات حدیثیں مروی ہیں، یہی تعداد علامہ ذہبی نے بھی بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں: ان سے سات حدیثیں مروی ہیں، جن میں سے ایک بخاری میں ہے اور دو مسلم ہیں۔ ❽ شیخ عرفان عشا نے اضافہ کیا ہے: مسند امام احمد میں ان کی حدیثیں (۲۶۸۱۷/۱۰) سے شروع ہو کر (۲۶۸۲۰/۱۰) پر ختم ہوتی ہیں، اس میں مذکورہ بالا حدیثوں کے علاوہ دوسری حدیثیں ہیں۔ ❾

۹۔ سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا:

ابن حزم ❿ اور ابن جوزی ⓫ نے لکھا ہے کہ ان سے پانچ حدیثیں مروی ہیں، بخاری میں ان کی حدیث نمبر ۶۶۸۶۔ ۶۷۴۹ ہے، اور مسلم میں حدیث نمبر ۱۴۵۷ ہے، مسند امام احمد میں حدیث نمبر ۲۷۴۸۸/۱۰، ۲۷۴۸۹/۱۰ ہے، نسائی میں حدیث نمبر: ۳۴۸۵ ہے۔

سیّدہ خدیجہ بنت خویلد اور سیّدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث مروی نہیں ہے۔

ان تفصیلات کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حدیث رسول کی نشر و اشاعت میں ازواج مطہرات کی کوششوں کو بیان کیا جائے۔

---

❶ نساء فی ظل رسول الله ﷺ: ۱۸۶.
❷ أسماء الصحابة الرواة: ۱۵۵.
❸ تلقيح فهوم أهل الأثر، ص: ۳۶۹.
❹ سير أعلام النبلاء: ۲/ ۲۳۸.
❺ شیخ عرفان عشا نے اس کو ترجیح دی ہے: نساء فی ظل رسول الله ﷺ، ص: ۲۳۹.
❻ أسماء الصحابة الرواة، ص: ۱۹۵.
❼ تلقيح فهوم أهل الأثر، ص: ۳۷۱.
❽ سير أعلام النبلاء: ۲/ ۲۶۳.
❾ نساء فی ظل رسول الله ﷺ، ص: ۲۰۰.
❿ أسماء الصحابة الرواة، ص: ۲۲۲.
⓫ تلقيح فهوم أهل الأثر، ص: ۳۷۲.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روایتِ حدیث میں
امہات المومنین کی ترتیب واضح کرنے والا جدول

امہات المومنین	ابن حزم کے نزدیک تعداد روایت	ابن جوزی کے نزدیک تعداد روایت	بقی بن مخلد کے نزدیک تعداد روایت	علامہ ذہبی کے نزدیک تعداد روایت
۱۔ سیّدہ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا	۲۲۱۰	۲۲۱۰	۲۲۱۰	۲۲۱۰
۲۔ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا	۳۷۸	۳۷۸	۲۲۱۰	۳۷۸
۳۔ سیّدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا	۷۶	۷۶	۷۶	۱۳
۴۔ سیّدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا	۶۵	۶۵	۶۵	۶۵
۵۔ سیّدہ زینب بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰
۶۔ سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
۷۔ سیّدہ صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۸۔ سیّدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا	۷	۷	۱۰	۷
۹۔ سیّدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا	۵	۵	۵	۵

نوٹ: ......بقی بن مخلد بن یزید اندلسی قرطبی کے مخطوطے میں ہمیں سیّدہ اہم سلمہ اور سیّدہ جویریہ بنت حارث کی مرویات کا ذکر نہیں ملا، شاید کاتب سے چوک ہوئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں کے معاشرتی حالات

نام زوجہ	معاشرتی حالات	شادی کے اسباب
خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا	ابو ہالہ تمیمی اور عتیق مخزومی کی بیوہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی چار اولاد ہیں۔	انہوں نے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شادی کا پیغام بھیجا، تو آپ نے ان کے بلند اخلاق کی وجہ سے رشتہ کو قبول کیا۔
سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا	سکران بن عمرو کی بیوہ، ان سے سودہ کی پانچ اولاد ہیں۔	ان کا شمار مومنات اور مہاجرات میں ہوتا ہے، نبی کو اندیشہ ہوا کہ اگر ان کو واپس کر دیا جائے گا تو گھر والے ان کو ستائیں گے۔
عائشہ بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا	باکرہ	اپنے سب سے افضل دوست کے ساتھ تعلقات کو مستحکم کرنے اور عرب کے اس رواج کو توڑنے کے لیے شادی کی کہ جن کے ساتھ وہ مواخات کرتے تھے ان کے محارم کے ساتھ نکاح کو حرام قرار دیتے تھے، کیونکہ نسبی بھائی کی طرح اس کو بھی بھائی مانتے تھے۔
حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا	خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی بیوہ	بدری شہید کی بیوی اور صابرہ عورت، انہوں نے دین کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا، جس کا بہتر بدلہ دینے کے لیے آپ نے ان کے ساتھ شادی کی۔
ام سلمہ رضی اللہ عنہا	عبیدہ بن حارث کی بیوہ اور طفیل بن حارث کی مطلقہ	چار یتیم بچوں کی ماں تھی جن کے شوہر جنگ میں شہید ہو گئے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ یتیم بچوں کی کفالت کریں۔
زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	زید بن حارثہ نے ان کو طلاق دی	منہ بولے بیٹے کے مسئلہ کو ختم کرنے کے لیے اللہ نے اپنے نبی کو ان کے ساتھ شادی کرنے کا حکم دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا	مسافع بن صفوان کی بیوہ	بنو مصطلق کے سردار کی بیٹی، ان کی شادی کی وجہ سے بنو مصطلق کے قیدیوں کو رہا کر دیا گیا اور ان کے والد اور قوم نے اسلام قبول کیا۔
ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا	عبیداللہ بن جحش کی بیوہ	حبشہ میں مرتد ہونے کے بعد ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا، وہ حیران ہو گئیں کہ اب کہاں جائیں، چنانچہ آپ نے ان کے ساتھ شادی کی۔
صفیہ بنت حي رضی اللہ عنہا	سلام بن مشکم اور کنانہ بن ربیع کی بیوہ	یہ خیبر میں قید ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کیا اور ان کے ساتھ شادی کی۔
میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا	رہم بن عبدالعزی اور مسعود ثقفی کی بیوی	ان کے ساتھ شادی کا مقصد قبیلوں کے درمیان قربت پیدا کرنا ہے، کیونکہ ان کی رشتہ داری بنو ہاشم اور بنو مخزوم میں پھیلی ہوئی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ازواج مطہرات کا آپ ﷺ کے ساتھ نسبی تعلق واضح کرنے والا نقشہ

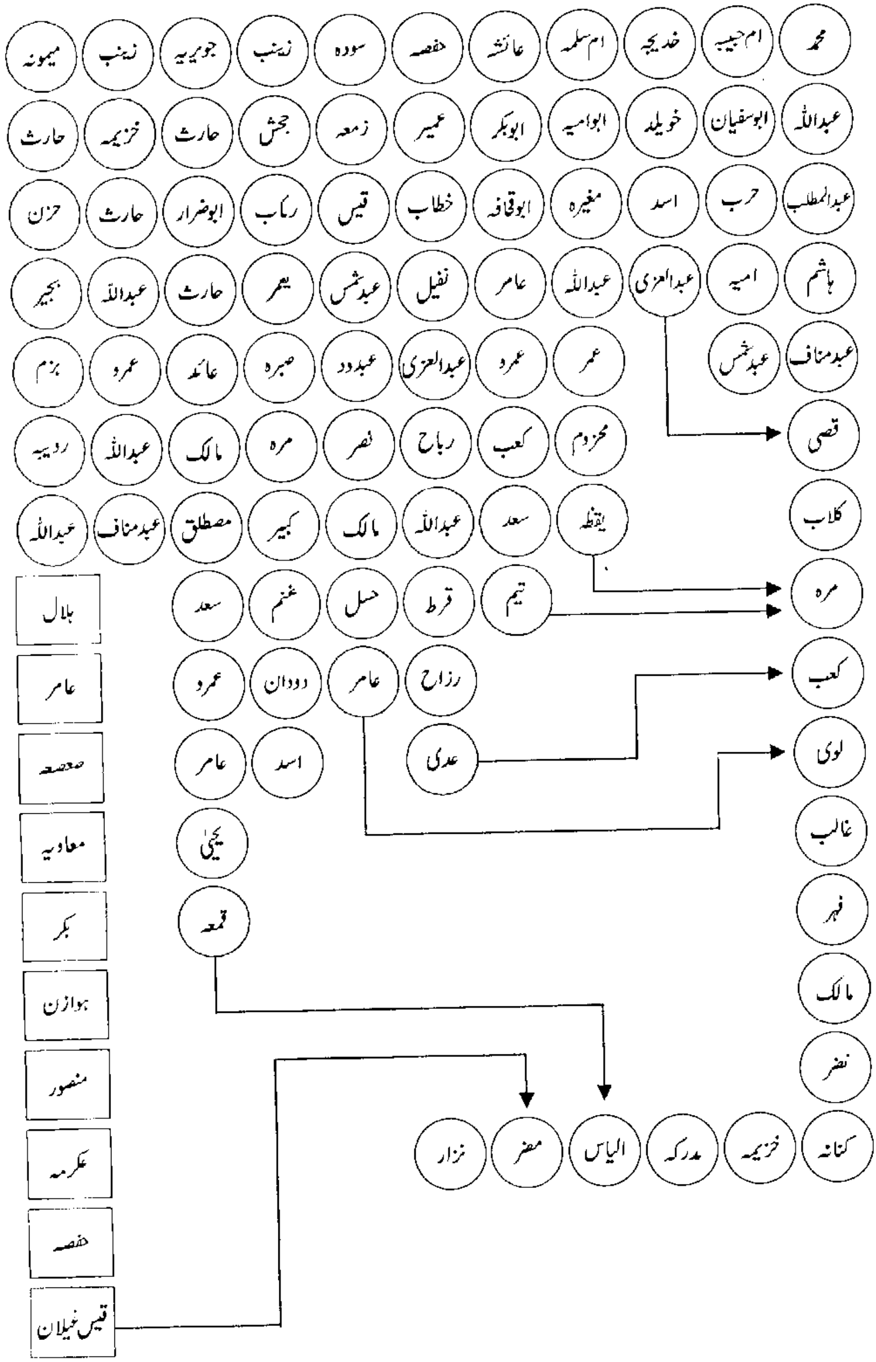

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ کلام

ہم نے تھوڑی دیر فضائلِ امہات المومنین کا تذکرہ عنبریں کیا، پس ہم خصوصیت کے ساتھ ازواج مطہرات کے اور عمومیت کے ساتھ آل بیت کے خلاف پھیلائے جانے والے شبہات کے موج تلاطم کے سمندری سفر میں اس کو زادِ راہ اور توشہ بنائیں۔

ہماری بچیوں اور بیویوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ان فضائل کو سیکھیں، عام کریں اور ان سے اپنے گھروں کو آراستہ کریں، تاکہ وہ اسوۂ حسنہ اور بہترین نمونہ بن جائیں، اسی طرح ہم امہات المومنین کے حقوق یعنی ان کے احترام و اکرام، تعظیم اور تکریم کی تھوڑی حفاظت کرنے والے بن جائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اکرام یہ ہے کہ آپ کی ازواجِ مطہرات کا اکرام کیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

نام مع ولدیت	ازدواجی حیثیت	تاریخ نکاح	عمر بوقت نکاح	رسول اکرم ﷺ کی عمر بوقت نکاح	تاریخ وفات	کل عمر	مدت رفاقت
سیدہ خدیجہؓ بنت خویلد	بیوہ	۲۵ میلادالنبیؐ	۴۰ سال	۲۵ سال	۱۰ نبوت	۶۵ سال	۲۵ سال
سیدہ سودہؓ بنت زمعہ	بیوہ	۱۰ نبوت	۵۰ سال	۵۰ سال	۱۹ ہجری	۷۲ سال	۱۴ سال
سیدہ عائشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما	کنواری	۱۱ نبوت	۹ سال	۵۴ سال	۵۷ ہجری	۶۳ سال	۹ سال
حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما	بیوہ	۳ ہجری	۲۲ سال	۵۵ سال	۴۱ ہجری	۵۹ سال	۸ سال
حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ	بیوہ	۳ ہجری	۳۰ سال	۵۵ سال	۳۰ ہجری	۳۰ سال	۳ ماہ
حضرت ام سلمہؓ بنت امیہ	بیوہ	۴ ہجری	۵۶ سال	۵۶ سال	۶۰ ہجری	۸۰ سال	۷ سال
حضرت زینبؓ بنت جحش	مطلقہ	۵ ہجری	۳۶ سال	۵۷ سال	۲۵ ہجری	۵۱ سال	۶ سال
حضرت جویریہؓ بنت حارث	بیوہ	۵ ہجری	۳۰ سال	۵۷ سال	۵۶ ہجری	۷۱ سال	۶ سال
حضرت ام حبیبہ بنت ابو سفیان	بیوہ	۶ ہجری	۳۶ سال	۵۸ سال	۴۴ ہجری	۷۳ سال	۶ سال
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی بن اخطب	بیوہ	۷ ہجری	۱۷ سال	۵۹ سال	۵۰ ہجری	۵۰ سال	۳ سال ۹ ماہ
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بنت حارث	بیوہ	۷ ہجری	۳۶ سال	۵۹ سال	۵۱ ہجری	۸۰ سال	۳ سال ۳ ماہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وضاحت:

۱۔ بیک وقت زیادہ سے زیادہ ۹ ازواج مطہرات حرم میں رہیں۔

۲۔ ۵ ہجری میں حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا بنت شمعون بطور لونڈی حرم نبوی میں شامل ہوئیں۔

۳۔ ۶ ہجری کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو بطور لونڈی اپنے حرم میں شامل فرمایا۔

ذریت طاہر

بیٹے:

۱۔ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے اور بچپن میں ہی وفات پائی۔

۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ طیب و طاہر، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے اور بچپن میں ہی وفات پائی۔

۳۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں وفات پائی۔

وضاحت: طیب و طاہر دونوں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے لقب ہیں۔

بیٹیاں:

۱۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

۲۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

۳۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

۴۔ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

نواسے نواسیاں:

❀ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے:

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

۲۔ لڑکا، نام معلوم نہیں۔

۳۔ اور حضرت امامہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔

❀ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے:

۱۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

❀ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا دور ہر اعتبار سے بہترین دور تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر تھے۔ کوئی بھی کام خلاف شریعت دیکھتے تو اس کے ردّ کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دیتے۔ بلکہ نبوت کے چھوڑے ہوئے کاموں کو تکمیل تک پہنچایا اور انصاف پر مبنی خلافت کی۔ بے شک آپ رحم دل اللہ کے راستے میں سب سے زیادہ خرچ کرنے والے تھے۔ آپ کا تعلق نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسا تھا؟ آیئے جانتے ہیں:

ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے حسین! تم مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہو، اس لیے کہ تم میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور میرے پیارے دوست علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے نور نظر ہو پس تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے ضرورت پوری کرو اور بلا جھجک کہہ دیا کرو کہ فلاں شے کی ضرورت ہے۔ اگر مجھ سے نہ کہہ سکو تو اپنی نانی جان عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہہ دیا کرو۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دربار خلافت جاتے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھ کر ان کو سینے سے لگاتے اور بوسہ دیتے۔ الغرض سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے بہت کچھ سیکھا۔ گو حسین رضی اللہ عنہ ابھی بچے تھے لیکن شفقت اور محبت کے ذریعے صحبت صدیق رضی اللہ عنہ میں اپنی صلاحیتوں میں نکھار پیدا کر لیا۔

عہد نبوی میں بچے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرتے تھے۔ چنانچہ سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نے سیدنا عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی معیت میں جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اس وقت ان سب کی عمریں چھ سے آٹھ سال تک تھیں۔ جب خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو بڑوں سمیت بچوں اور عورتوں نے بھی آپ کی بیعت کی۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کیسے پیچھے رہتے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ خلیفۂ وقت کی بیعت کی اہمیت کیا ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے خود جا کر خلیفہ اول کی بیعت کی اس وقت ان کی عمر ۹ سال تھی۔ [1]

---

[1] "کنز التواریخ" میں یہ واقعہ موجود ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دَور میں

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے بہت پیار اور شفقت کا سلوک فرماتے تھے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حد درجہ ان کا احترام کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تاریخ کے روشن دور میں ایک وقت ایسا آیا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تمام بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کا وظیفہ مقرر کیا۔ آپ نے سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کے لیے بھی پانچ پانچ ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا، حالانکہ غزوہ بدر کے موقع پر وہ پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسوں کے لیے بے پناہ قدر و منزلت تھی۔ ان محبتوں کا اظہار ایک بار یوں ہوا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے کہا پیارے بیٹے! آپ ہمارے پاس ملاقات کے لیے کیوں نہیں آتے؟ چنانچہ ایک دن سیدنا حسین رضی اللہ عنہ امیر المومنین سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے اس واقعہ کے راوی وہ خود ہیں فرماتے ہیں میں وہاں گیا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ علیحدگی میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بعض اہم امور پر مشورہ کرنے میں مصروف تھے۔ خود ان کا بیٹا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے وہاں کھڑا تھا۔ دل میں خیال آیا کہ اگر بیٹے کو ملاقات کی اجازت نہیں مل رہی تو مجھے کہاں ملے گی۔ یہ سوچ کر میں واپس آ گیا کچھ وقت گزرا تو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا بیٹے! آپ آتے نہیں؟ عرض کی: میں حاضر ہوا تھا مگر آپ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مصروف تھے میں نے دیکھا کہ آپ کا بیٹا عبداللہ دروازے پر منتظر تھا۔ اسے اجازت نہیں ملی تو میں بھی پلٹ آیا۔ یہ سن کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں جو جواب دیا اسے ذرا غور سے پڑھیں: آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ میری ملاقات کے میرے بیٹے عبداللہ سے زیادہ مستحق ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھتے ہوئے فرمایا ہمارے سر پر جو عزت کا تاج ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے بعد خاندان نبوت کی برکت کی وجہ سے ہے۔ قارئین کرام! ذرا ان واقعات کو غور سے پڑھیں اور اندازہ کریں کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے دلوں میں اہل بیت کے لیے کتنی محبت اور عقیدت تھی۔ میں آگے بڑھنے سے پہلے یہ وضاحت کر دوں کہ ہم اہل سنت والجماعت ان کے حقوق کا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائے ہیں تحفظ کرتے چلے آئے ہیں اور ہم ان سے محبت کرتے ہیں ان کا خیال رکھتے ہیں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت پر عمل کرتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے دن ارشاد فرمائی تھی:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

((اُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِيْ))

''میں تمہیں اپنے اہل بیت کے (حقوق کے) بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈراتا ہوں۔''

اہل سنت والجماعت اس وصیت کے نفاذ میں سعادت مند قرار پاتے ہیں۔ وہ نہ تو بعض انتہا پسند لوگوں کی طرح ہیں جو سیدنا حسین اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کی محبت میں انتہائی غلو کے مرتکب ہوتے ہیں حتیٰ کہ انہیں بعض اوقات نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آگے بڑھا دیتے بلکہ انہیں مقام الٰہی تک پہنچا دیتے ہیں اور نہ ان لوگوں کی طرح ہیں جو اہل بیت سے بغض رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو خطرے میں ڈال لیتے ہیں۔

قارئین کرام! ان سطور کے راقم کو الحمد للہ تمام اہل بیت کے ساتھ انتہا درجے کی محبت ہے، میں ان کی محبت کو ایمان کا لازمی حصہ سمجھتا ہوں۔ میرے نزدیک انہیں کسی بھی قسم کی قولی یا فعلی اذیت دینا حرام ہے۔ میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قیامت کے دن ہمارا حشر ان اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہو۔ مگر ساتھیو! ہم اس بات پر غور کیوں نہ کریں کہ ہمیں ان کی محبت کے لیے غیر مستند قصے کہانیوں کی کیا ضرورت ہے؟ کتنے ایسے واقعات ہیں جو درست نہیں ہیں۔ لوگ انہیں اپنی تقریروں اور تحریروں میں بیان کرتے اور لکھتے آئے ہیں۔ ہم پوری دیانت داری سے یہ سمجھتے ہیں کہ روشنی کے ان میناروں کی عظمت وشان کے اظہار کے لیے خود ساختہ واقعات کی کوئی ضرورت ہے، اور نہ ان خود ساختہ واقعات سے اُن کی شان بڑھ سکتی ہے۔ یہ گھرانہ تو وہ مقدس اور مبارک گھرانہ ہے جس کی رفعت، بلندی اور شان اللہ تعالیٰ نے خود بڑھا دی ہے۔ میں جب بھی ان نفوس قدسیہ کی سیرت پر غور کرتا ہوں تو مجھے چشم تصور سے مدینہ طیبہ میں ننھے سے حسین رضی اللہ عنہ نظر آتے ہیں جن کے ہونٹوں کو سرور کونین رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم چوما کرتے تھے۔

ایک دن جب وہ اپنے بھائی حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ سرخ لباس پہنے مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔ چھوٹے چھوٹے معصوم گرتے پڑتے اپنے نانا محترم کی طرف آگے بڑھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رہ نہ سکے منبر سے نیچے اترے اور ان دونوں بھائیوں کو گود میں اٹھا کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے:

﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (الانفال: ۲۸، التغابن: ۱۵)

''تمہارے اموال اور اولاد آزمائش ہیں۔''

میں نے اپنے بیٹوں کو گرتے پڑتے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو صبر نہ کر سکا اور خطبہ درمیان میں منقطع کر کے منبر سے اترا اور ان دونوں کو گود میں اٹھا لیا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں بھائیوں سے بہت زیادہ پیار کرتے تھے۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم کے ساتھ ان دونوں کو ایک اعزاز عطا فرمایا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''حسن اور حسین دونوں بھائی جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔''

اور یاد رہے کہ ان کی والدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

قارئین کرام! اہل بیت اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ساری خوبیاں ایک طرف اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ان کے لیے نہ صرف جنت کی بشارت بلکہ جنت کے نوجوانوں کے سردار ہونے والی بشارت کو ایک طرف رکھ دیا جائے تو اکیلی یہ بشارت ہی ان کے محترم، باوقار، باعزت اور اعلیٰ وافضل ہونے کے لیے کافی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دَور میں

سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی زندگی تاریخ امت کا روشن باب ہے۔ آپ ایمان وعلم، اخلاق وآثار کے ساتھ انتہائی عظیم تھے۔ آپ کی عظمت اسلام کے فہم وتطبیق اللہ کے ساتھ عظیم تعلق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کی اتباع کا نتیجہ تھی یقیناً سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ان ائمہ میں سے ہیں جن کے طرز عمل اور اقوال وافعال کی لوگ اقتدا کرتے ہیں آپ کی سیرت ایمان صحیح اسلامی جذبہ اور دین اسلام کے فہم سلیم کے قوی مصادر میں سے ہے۔ آپ دامادِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کی زوجیت میں نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔ بلکہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اس وقت سے لے کر قیامت تک سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کی زوجیت میں نبی کی دو بیٹیاں نہیں آئیں۔ اسی لیے آپ کو ذوالنورین سے ملقب کیا گیا۔

آپ کی ولادت مبارک صحیح قول کے مطابق مکہ میں عام الفیل کے چھ سال بعد ہوئی۔ دور جاہلیت میں بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا شمار اپنی قوم کے افضل ترین لوگوں میں ہوتا تھا۔ آپ جاہ وحشمت کے مالک، شیریں کلام، شرم وحیا کے پیکر اور مال دار تھے۔ قوم کے لوگ آپ سے بڑی محبت کرتے تھے۔ جاہلیت میں بھی کبھی کسی بت کو سجدہ نہ کیا اور نہ کبھی کسی برائی کا ارتکاب کیا۔

جاہلیت میں عرب کے علوم ومعارف کا آپ کو بخوبی علم تھا۔ مائیں اپنے بچوں کو لوریاں سناتیں کہ رحمان کی قسم! میں تجھ سے اس قدر محبت کرتی ہوں جیسے قریش کے لوگ عثمان سے محبت کرتے ہیں۔ آپ بہت زیادہ مال دار تھے اور اپنا سارا مال خیر کے کاموں پر لگا دیتے تھے۔ اسلام قبول کیا تو آپ کے اسلام قبول کرنے سے مسلمان انتہائی خوش ہوئے۔ آپ اور اہل ایمان کے درمیان محبت واخوت ایمانی کا رشتہ مضبوط ہوا۔ رقیہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شادی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت بخشی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا عقد عتبہ بن ابولہب اور سیدہ کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد عتیبہ بن ابولہب سے کر رکھا تھا۔ لیکن جب سورۃ اللھب ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ﴾ نازل ہوئی تو ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل بنت حرب نے اپنے دونوں بیٹوں کو طلاق دینے کا حکم دے دیا۔ اللہ کے فضل وکرم سے ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی۔ دونوں نے اپنے والدین کے حکم پر عمل کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دے دی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب اس کی خبر ملی تو بے حد خوش ہوئے اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کا پیغام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام کو قبول کرتے ہوئے شادی کر دی۔ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رقیہ رضی اللہ عنہا کو رخصت کیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ قریش میں انتہائی خوب صورت تھے اور سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا حسن و جمال میں آپ سے کم نہ تھیں۔ رخصتی کے وقت لوگوں کی زبان پر یہ شعر تھا:

''خوبصورت جوڑے جنہیں کسی انسان نے دیکھا رقیہ اور ان کے شوہر عثمان (رضی اللہ عنہما) ہیں۔''

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے امت پر شفقت کا درس سیکھا تھا اور یہ شفقت ایام خلافت عہد نبوی اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں نمایاں ہوئی۔ آپ نے اپنی بصارت و بصیرت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رحمت اور ان کے امن و راحت پر حرص شدید کا مشاہدہ کیا تھا۔ یہ آپ کی شفقت ہی تھی کہ آپ نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا لیکن اپنی زندگی میں فساد نہ برپا ہونے دیا اور آپ کا تعلق حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسا تھا کہ فساد کے وقت خاص طور پر حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ کے دفاع کے لیے پہرا داری کر رہے تھے۔ (سبحان اللہ)

لیکن آج کا مسلمان اختلاف کی سیڑھی پر بیٹھا ہے کہ نیچے اترنے کا نام نہیں لیتا۔ مزید مطالعہ کے لیے ہماری کتب خلفاء راشدین کا سلسلہ پڑھیے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی وفات سنہ ۳۵ ہجری میں ہوئی۔ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس وقت آپ رضی اللہ عنہ خلافت کے منصب پر تھے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دور میں

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے اور مسلمانوں کے خلیفہ راشد اور ایک عظیم انسان تھے۔ آپ کے دادا عبدالمطلب بن ہاشم پر آپ کا نسب خاندان نبوت سے مل جاتا ہے آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔ یہ نسبت آپ کے بڑے صاحبزادے حسن رضی اللہ عنہ کی طرف ہے جو فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابوتراب بھی ہے۔ اس کنیت سے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوازا تھا۔ جب آپ کو ابو تراب کہہ کر پکارا جاتا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے۔ قریش کی بہت ساری خصوصیات میں سے یہ بھی تھی کہ وہ اپنی اولاد سے محبت رکھتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اندر بہت ساری خصوصیات جمع ہوگئی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ اسلام سے پہلے بھی آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور آپ کی کفالت میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت کچھ سیکھا اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر علی رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بڑی بڑی مہمات میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے بغیر کام نہیں کرتے تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی نہایت دوستانہ اور مخلصانہ مشورہ دیتے تھے اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس گئے تو کاروبار خلافت ان ہی کے ہاتھ دے کر گئے۔ اتحاد و یگانگت کا مرتبہ یہ تھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو جو سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھیں، ان کے عقد میں دے دیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک فرزند کا نام ابوبکر، دوسرے کا عمر اور تیسرے کا عثمان رکھا۔ عام طور پر لوگ اپنے فرزندوں کے نام انہی لوگوں کے نام پر رکھتے ہیں جن سے دلی تعلق ہوتا ہے اور جن کو وہ مثالی انسان سمجھتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پہلے مشیر تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آپ سے ہر چھوٹے بڑے معاملے میں مشورہ لیتے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی پوری زندگی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مشیر، خیر خواہ اور ہم درد رہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے خاص محبت کرتے تھے۔ ان دونوں میں باہمی اعتماد اور الفت و محبت قائم تھی۔ لیکن افسوس ہے کہ ان تمام حقائق کے باوجود لوگوں نے تاریخ کو بدلنے اور مسخ کرنے کی کوشش کی اور اپنے بگڑے ہوئے مزاج اور افکار کی بنیاد پر ایسی روایات کو عام کیا جو یہ تاثر دیتی ہیں کہ خلفائے راشدین میں سے ہر ایک دوسرے کی تاک میں رہتا تھا کہ جلد سے جلد مقابل کا کام تمام ہو جائے نیز یہ کہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے تمام کام اور معاملات پس پردہ انجام پاتے تھے۔

ڈاکٹر بوطی لکھتے ہیں: خلافت فاروقی کا بغور مطالعہ کرنے والے کے سامنے جو بات سب سے زیادہ ابھر کر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ سیدنا عمر اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے درمیان مثالی باہمی تعاون اخلاص کی بنیادوں پر قائم تھا۔ تمام مشکل معاملات اور اہم مسائل میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پہلے مشیر ہوتے تھے۔

ذرا غور فرمائیں! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کا اعلان کیا ہوتا کہ میرے بعد علی رضی اللہ عنہ امت محمدیہ کے خلیفہ ہوں گے تو کیا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو مجاز حاصل تھا کہ اس فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کرتے؟ کیا قرآن وسنت کا مطالعہ اور تاریخ صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات پڑھنے والا کبھی سوچ بھی سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا حق مارا؟ یہ بات بہت بعید ہے۔ آپ نے دیکھا خلیفہ اول اور خلیفہ دوم تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بغیر اپنی خلافت نہیں چلاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ان کے مشیر خاص رہے۔ قوت فہم اور معلومات کی وسعت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ایک امتیازی صفت تھی۔ جس میں آپ کو شہرت حاصل تھی۔ کیا وہ باقی تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے احتجاج نہیں کر سکتے تھے۔ کیا سب نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہیں دیا؟ اور کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد دوسرے دن ہی ان کے دل تبدیل ہو گئے؟ اور کیا سب صحابہ کرام نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کا ساتھ چھوڑ دیا اور خلاف شریعت کام کرنا شروع کر دیا؟؟ کیا یہ سمجھ میں آنے والی بات ہے؟!!

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ینبع کی زمین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بطور عطیہ دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسی سے متصل مزید اراضی خرید لی اور اس میں ایک چشمہ تیار کرانا چاہا۔ جب کھدائی کا کام شروع ہوا تو اونٹوں کے گلے کی طرح پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خبر دی گئی اور خوش خبری سنائی گئی۔ خوش خبری سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے اس زمین کو فقراء ومساکین کے لیے اللہ کی راہ میں وقف کر دیا تاکہ روزِ قیامت جب کچھ چہرے سیاہ ہوں گے اس وقت یہ کام آئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی دیگر خلفاء کی طرح اپنے معروف ومعہود طرز عمل پر قائم رہے۔ یعنی سمع وطاعت کا مظاہرہ کیا۔ امام ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے ایک عمدہ بات کہی جس نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پسند کیا۔ اس نے دین قائم کیا جس نے عمر رضی اللہ عنہ کو پسند کیا اس نے راستہ کھولا اور اسے واضح کیا جس نے عثمان رضی اللہ عنہ کو پسند کیا وہ اللہ کے نور سے منور ہوا اور جس نے علی رضی اللہ عنہ کو پسند کیا اس نے مضبوط کڑے کو سختی سے پکڑ لیا اور جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اچھی بات کہے وہ نفاق سے پاک ہے۔

اس موضوع کے متعلق مزید تفصیل جاننے کے لیے ہماری کتب ''سلسلۂ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم'' کا مطالعہ کیا جائے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ امیر المومنین حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے دور میں

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ ۱۵ رمضان المبارک ۳ ہجری یکم اپریل ۶۲۵ء کو مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے ...... ان کی پیدائش پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمانوں کو نہایت خوشی ہوئی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت سے ان کے کان میں اذان کہی اور کھجور چبا کر گھٹی دی۔ اس طرح سب سے پہلی خوراک جو ان کے جسم میں داخل ہوئی وہ ان کے نانا محترم سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن تھا۔ گویا اس کے ساتھ ہی ان کو حلم بردباری اور حکمت عطا کی گئی۔

ان کا نسب نامہ نہایت اعلیٰ اور پاکیزہ ہے یہ قریشی اور ہاشمی سردار تھے ان کے والد سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر المومنین عشرہ مبشرہ میں سے اور بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے تھے۔ دادا ابو طالب مکہ مکرمہ کی باوقار شخصیت اور سردار تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی محبت کسی سے مخفی نہیں ہے۔ ہر چند کہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا مگر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم قدم پر ساتھ دیا اور مشکل ترین وقت میں اپنے بھتیجے کا بھرپور دفاع کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پردادا عبدالمطلب بنو ہاشم کے قائد وسربراہ اور سردار تھے۔ ان کی قیادت اور سیادت سے کون انکار کرسکتا ہے۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ شکل وصورت میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ نہایت خوبصورت اور حسن وجمال میں یکتا تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہونٹوں کو چوما کرتے تھے۔ ایک مرتبہ خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نماز عصر پڑھائی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چلتے چلتے باہر نکل گئے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں کندھے پر اٹھا لیا اور فرمانے لگے۔ ارے دیکھو تو اس بچے کی شکل وشباہت اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی جلتی ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ نہیں ملتی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ سن کر مسکرا دیئے۔

قارئین کرام! ذرا قلم پکڑیں اور کاغذ پر لکھنا شروع کریں کہ کائنات میں کوئی ایسی شخصیت ہے جس کے والد والدہ، نانا نانی، ماموں خالہ، پھوپھی چچا، سب کے سب اکرم الناس یعنی معزز ترین شخصیات ہوں۔ ان کی والدہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا خاتون جنت، والد گرامی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، نانا سید ولد آدم محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نانی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی ساری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دولت نچھاور کر دی۔ چچا سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ، پھوپھی سیدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا، ماموں قاسم، عبداللہ اور ابراہیم رضی اللہ عنہم اور خالائیں سیدات زینب، رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن تھیں۔ کیا کائنات میں ان سے اعلیٰ شریف ونسب والا کوئی شخص ہوسکتا ہے؟ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے شجرہ نسب پر نظر دوڑائیں تو وہ بلاشبہ حسب ونسب کے لحاظ سے بہترین مقام کے حامل ہیں۔

صحیح مسلم میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن، سیدنا حسین رضی اللہ عنہما اور ان کے والد اور والدہ پر چادر ڈالی اور فرمایا اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے ناپاکی دور کر دے اور انہیں اچھی طرح پاکیزہ بنا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بارے فرمایا کرتے تھے یہ دنیا میں میری خوشبو ہے یہ میرا سردار بیٹا ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کی عمر زیادہ نہ تھی کم سنی کا زمانہ تھا۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا طرز عمل ان کے ارشادات سے واضح ہے ان کا یہ حکم عام تھا کہ اہل بیت کے معاملے میں ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا خیال رکھو۔

جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو انہوں نے بھی اہل بیت کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا یہ دور مسلمانوں کے لیے سنہری دور تھا۔ خوب فتوحات ہوئیں اور بے حد وحساب مال غنیمت آیا۔ چنانچہ امیر المومنین نے بیت المال کی مضبوطی پر توجہ دی۔ مسلمانوں کو بیت المال سے باقاعدہ سالانہ وظائف دیئے جاتے تھے۔ سب سے زیادہ رقم ان صحابہ کے لیے تجویز کی گئی جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور ان کے چھوٹے بھائی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اگرچہ غزوہ بدر کے وقت پیدا ہی نہ ہوئے تھے۔ مگر اس کے باوجود ان کا مقام ومرتبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دل میں اتنا زیادہ تھا کہ ان کو بدری صحابہ رضی اللہ عنہم کے برابر یعنی پانچ پانچ ہزار درہم سالانہ وظیفہ ملتا تھا۔ سیدنا عمر فاروق اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا وظیفہ بھی اتنا ہی تھا۔ جس رجسٹر میں وظیفہ پانے والوں کا اندراج تھا ان میں سب سے پہلا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا تھا۔ دوسرا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اور تیسرا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا تھا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ہاں اہل بیت کا کیا مرتبہ ومقام تھا۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ جوان ہو چکے تھے۔ وہ ان کے خالو تھے اس لیے ان کا رویہ اور برتاؤ بھی نہایت شفقت آمیز تھا۔ انہی کے دور خلافت میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے جہاد میں عملاً حصہ لیا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ۳۰ ہجری میں سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں طبرستان پر فوج کشی ہوئی تو اس میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے بھی حصہ لیا تھا۔ جب باغیوں نے خلیفہ سوم سیدنا عثمان بن عفان کے گھر کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محاصرہ کرلیا تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں صاحب زادوں سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کی حفاظت کے لیے متعین فرمایا۔ وہ ان کی حفاظت کے دوران زخمی بھی ہوئے۔ باغی اس دروازے سے داخل نہ ہو سکے جہاں ان کا پہرا تھا۔ تاہم باغی ایک دوسری دیوار پھاند کر اندر پہنچ گئے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو اثنائے تلاوت قرآن کریم شہید کر دیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون.

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور اہل بیت میں آپس میں بے حد محبت و مودت تھی۔ مزید جاننے کے لیے دیکھیے: ہماری سیریز ''خلفائے راشدین''۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے شب و روز عبادت میں گزرتے وہ لوگوں کی حاجات پوری کرنے میں سبقت لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے ایک شخص سے پوچھا مجھے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے معمولات کے بارے میں بتاؤ۔ اس نے کہا: امیر المومنین وہ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد سورج طلوع ہونے تک مسجد ہی میں ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ اشراق کی نماز کے بعد مختلف قبائل کے سردار ان کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور گفتگو کرتے ہیں۔ پھر اٹھ کر امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے پاس تشریف لے جاتے ہیں اور انہیں سلام کہتے ہیں بسا اوقات انہیں تحائف بھی پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اپنے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا ہم میں ایسی خوبی کہاں پائی جاتی ہے۔

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انسان کے لیے سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ اس کا اخلاق اچھا نہ ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ مومن کو ایسا ہونا چاہیے کہ اسے آسانی سے دھوکہ نہ دیا جا سکے۔

آپ کی وفات ۵۱ ہجری میں ہوئی۔ اس طرح حسن رضی اللہ عنہ دنیا سے غداروں اور خائنوں کے ہاتھ شہید ہو کر رخصت ہوئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون.

مزید معلومات کے لیے کتاب ''سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما شخصیت اور کارنامے'' پڑھیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی خالائیں

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحب زادی تھیں۔ نبوت ملنے سے دس سال پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئی یہ خالص ہاشمی اور قریشی گھرانا تھا۔ یہاں پر اخلاق کی اعلیٰ مثالیں تھیں۔ جس بچی کی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہوں اور والد کائنات کی سب سے اعلیٰ اور اشرف شخصیت ہوں ان سے زیادہ اعلیٰ نسب کس کا ہوسکتا ہے؟ اس گھرانا کا ہر فرد ہی نہایت پاکیزہ اور اعلیٰ اخلاق کا حامل تھا۔ سیدہ خدیجہ کی گود میں پلنے والی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نجیب الطرفین ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت لاڈلی بھی تھی۔ بڑے بھائی قاسم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یہ والدین کی آنکھوں کا تارا تھیں۔

والدہ نے نہایت محبت اور شفقت سے بیٹی کی پرورش کی۔ دس سال کی عمر ہوئی تو ان کی خالہ سیدہ ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے اپنی بہن سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اپنے بیٹے ابو العاص کے لیے رشتہ طلب کیا۔ اس زمانے میں آٹھ دس سال کی لڑکی کا رشتہ طلب کرنا یا اس عمر کی بچی کی رخصتی کرنا عام سی بات تھی۔ ابو العاص بن ربیع سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھانجے تھے اور نہایت شریف النفس تھے۔ خالہ کے گھر آنا جانا بھی تھا۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا محض ۹ سال کی عمر میں گھریلو امور کی ماہر اور اعلیٰ اخلاق کی پیکر بن چکی تھیں۔ ان اوصاف حمیدہ کے باعث قریش کے کئی گھرانوں کی طرف سے ان کے لیے رشتے آنے شروع ہو گئے تھے۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی اپنے بھانجے کے اعلیٰ اخلاق سے خوب واقف تھیں۔ لہٰذا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ سے اس رشتے کو قبول کرنے میں انہیں کوئی تامل نہیں تھا۔ ابو العاص قریشی تھے اور تجارت سے وابستہ تھے۔ مالی حالت بھی خاصی بہتر تھی۔ چنانچہ جلد ہی ان کا نکاح ہو گیا اور ساتھ ہی سیدہ زینب کی رخصتی بھی کر دی گئی۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی کو دوسری اشیاء کے علاوہ عقیق کا بیش قیمت یمنی ہار بھی دیا جو ماں کی ممتا کی ایک انمول نشانی تھی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی ان خوش نصیب لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے پہلے پہل اسلام قبول کیا تھا۔

ام المومنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو خلعت نبوت سے سرفراز کیا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ان کی بیٹیاں فوراً مسلمان ہو گئیں۔ مکہ کے سرداروں نے بہت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زور لگایا کہ محمد ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دلوا دیں۔ لیکن ابو العاص نے اپنی بیوی کو طلاق نہ دی اور بعد میں وہ خود بھی مسلمان ہو گئے۔

سیدہ زینب اور ابو العاص کے درمیان مثالی ہم آہنگی اور پیار تھا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بیٹی امامہ پیدا ہوئی۔ صحیح حدیث کے مطابق امامہ رضی اللہ عنہا سے اللہ کے رسول ﷺ نہایت درجہ پیار کرتے تھے۔ ایک بار آپ ﷺ نے امامہ رضی اللہ عنہا کو گود میں لے کر نماز بھی پڑھائی تھی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں علی نام کا ایک بیٹا بھی پیدا ہوا تھا وہ بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے۔ یہ وہی زینب رضی اللہ عنہا ہیں جنہوں نے جنگ بدر کے موقعہ پر قید ہونے والے اپنے خاوند کو چھڑوانے کے لیے وہی ہار بطور فدیہ ادا کیا جو آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کو رخصتی کے موقع پر بطور تحفہ دیا تھا۔ جب وہ ہار نبی کریم ﷺ کے سامنے لایا گیا تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

ابو العاص رضی اللہ عنہ بہت دیر کے بعد مدینہ طیبہ پہنچے اور اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ مدینہ منورہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ لیکن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی صحت بگڑنے لگی کیونکہ مکہ میں ہبار بن اسود نے ان کے اونٹ پر جو حملہ کیا تھا اور آپ زخمی ہو گئیں تھیں۔ اس سے آپ رضی اللہ عنہا پوری طرح صحت یاب نہ ہو سکیں۔ اسی لیے بعض کتب سیرت میں آپ کو شہیدہ بھی لکھا گیا ہے۔ اس طرح ۲ ہجری میں مدینہ طیبہ تشریف لانے والی سیدہ اپنے والدہ گرامی کی معیت میں صرف ۵ برس گزار کر ۸ ہجری میں اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ .

نبی کریم ﷺ نے خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور قبر میں اتر کر لختِ جگر کو اپنے مبارک ہاتھوں سے سپرد خاک کیا۔ بعض مورخین نے یہ بھی کہا ہے کہ سیدنا علی بن ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہما کی وفات بچپن میں نہیں ہوئی تھی اور وہ فتح مکہ کے دن اپنے نانا محترم کے ساتھ ان کی سواری پر سوار تھے۔ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ ہی میں یہ پھول مرجھا گیا اور عین جوانی ہی میں انہوں نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت کے تین سال بعد بعثت نبوی ﷺ سے سات سال پہلے پیدا ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہونے والی ساری اولاد نجیب الطرفین تھی۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا والد اور والدہ دونوں کی طرف سے قریشیہ تھیں۔ سیدہ رقیہ کی پیدائش کے وقت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ کی عمر مبارک ۳۳ سال تھی۔ ان کی ولادت کے وقت تک آپ ﷺ کے سر پر تاج نبوت نہیں رکھا گیا تھا۔ آپ ﷺ کے گھر کے ساتھ ہی ابولہب کا گھر تھا۔

نبوت ملنے سے پہلے یہ شخص یقیناً آپ ﷺ سے محبت کرتا تھا۔ ابولہب کا اصل نام عبدالعزیٰ تھا۔ نہایت خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ مال دار بھی تھا۔ اس کے ایک بیٹے کا نام عتبہ اور دوسرے کا نام عتیبہ تھا۔ بنو ہاشم کے کچھ لوگ سردار ابو طالب کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گویا ہوئے آپ نے اپنی بڑی بیٹی کا نکاح ابو العاص سے کر دیا ہے بلاشبہ وہ اچھا داماد اور شریف انسان ہے مگر ہم (آپ کے ددھیالی رشتہ دار) یہ کہتے ہیں جس طرح آپ پر خدیجہ کی بہن ہالہ کے بیٹے کا حق ہے اسی طرح ہمارا بھی حق ہے۔ حسب ونسب اور شرافت میں ہم کسی طرح ان سے کم نہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم آپ کی دو بچیوں رقیہ اور ام کلثوم کا رشتہ مانگنے آئے ہیں۔ رشتہ مانگنے والوں میں ابو لہب بھی تھا۔ وہ اپنے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے لیے رشتہ طلب کر رہا تھا۔ ارشاد ہوا: اے چچا! مجھے قرابت داری اور رشتہ داری سے انکار نہیں مگر مجھے سوچنے کا موقع دیں۔

نبی کریم ﷺ نے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کیا۔ پہلے تو وہ اس رشتے پر تیار نہ ہوئیں کیونکہ ان کے سامنے ام جمیل کا چہرہ تھا جو ابولہب کی بیوی تھی اور اسے ان سیدات کی ساس بننا تھا۔ یہ خاتون جس کا نام اروی تھا ابوسفیان کی بہن اور اموی خاندان کے مشہور سردار حرب بن امیہ کی بیٹی تھی۔ یہ خاتون بڑی بدتمیز، بدزبان اور فتنہ پرداز عورت تھی۔ قرآن کریم نے حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کا لقب اسی بدبخت عورت کو دیا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ فکر تھی کہ ان بچیوں کا نباہ اس عورت کے ساتھ کیسے ہوگا۔ پورا مکہ اس عورت کی بدزبانی سے واقف تھا۔ تاہم ان کے سامنے یہ بات بھی تھی کہ وہ اپنی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا رشتہ اپنے بھانجے سے کر چکی تھیں اور بچیوں کے ددھیال کا بھی ان پر حق ہے۔ چنانچہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مشورے اور بیٹیوں کی رضامندی سے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح عتبہ سے ہوگیا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا اس وقت تک ان کی رخصتی نہ ہوئی تھی۔ جب اللہ کے رسول ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی تو آپ ﷺ کو نبوت سے سرفراز کیا گیا۔ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کی چاروں صاحب زادیاں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن شامل تھیں۔

سیرت نگاروں نے وضاحت سے لکھا ہے کہ جس روز سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا ان کی چاروں بیٹیوں نے بھی اسی روز اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے رشتہ داروں کو دعوت دینا شروع کی۔ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ابولہب بھی شامل تھا اور ابولہب کا رویہ بہت سخت تھا۔ اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ وہ آپ ﷺ کو کس طرح تکالیف دے۔ چنانچہ وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ جو رشتے آپ ﷺ سے طلب کیے تھے، ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی، ان کو توڑ دیا جائے۔ لہٰذا اس نے ایسا ہی کیا۔ بہانہ یہ بنایا کہ میرا بھتیجا میری ہجو کرتا ہے۔ اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ محمد ﷺ کی بیٹیوں کو طلاق دو ورنہ تمہارا سر آمنے سامنے نہیں ہو سکے گا یعنی میں کبھی تمہاری شکل نہیں دیکھوں گا۔ باپ کی بات مانتے ہوئے ان کے دونوں بیٹوں نے طلاق دے دی۔ یہ تھے ہی بدبخت اللہ تعالیٰ نے ان سے ان سیدات کی حفاظت فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے بدرجہا اعلیٰ اور افضل داماد عطا فرما دیا۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے مسلمان ہو چکے تھے۔ یہ اموی خاندان سے تھے اور نہایت شریف النفس اور خوبصورت انسان۔ نوجوان اور کنوارے تھے۔ نہایت مال دار تاجر تھے۔ گویا شادی کے لیے کسی بھی نوجوان میں جو اعلیٰ صفات مطلوب ہوتی ہیں وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ میں موجود تھیں۔ انہوں نے آپ ﷺ سے سیدہ رقیہ کا رشتہ مانگ لیا۔ اس رشتے کو قبول کر لیا گیا اور ان کا نکاح رقیہ رضی اللہ عنہا سے وحی الٰہی سے ہوا تھا۔ یہ جوڑی ایک مثالی جوڑی بن گئی تھی۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے آنگن میں ایک پھول کھلا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ اس لحاظ سے وہ ام عبداللہ ہو گئیں۔ عبداللہ کے بعد ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی۔ غزوہ بدر سے پہلے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو چیچک نکل آئی۔ علاج پر بھرپور توجہ دی گئی مگر مرض بڑھتا چلا گیا۔ ادھر بدر کے میدان میں جانے کا اعلان ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لڑائی میں شرکت کے لیے تیاری کرنے لگے جن میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ ادھر سیدہ رقیہ کی حالت روز بروز بگڑتی جا رہی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم ان کی تیمارداری کے لیے مدینہ میں ہی رہو ایک طرف وفا شعار بیوی کی بیماری اور ان کی ضرورت تھی تو دوسری طرف جذبہ جہاد سے سرشاری۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی اللہ کے رسول! میرے اجر و ثواب کا کیا ہوگا؟ ارشاد فرمایا: عثمان! فکر نہ کرو تمہیں غزوہ بدر میں شرکت کرنے والے مجاہدین کے برابر اجر بھی ملے گا اور غنیمت سے حصہ بھی۔ عثمان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے کہنے پر مدینہ منورہ میں ٹھہر گئے۔ ادھر مسلمانوں کو اللہ رب العزت نے بدر کے میدان میں فتح مبین سے سرفراز فرمایا۔ آپ ﷺ نے سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوش خبری دینے کے لیے مدینہ منورہ روانہ فرمایا۔ ان کے مدینہ منورہ پہنچنے سے قبل ہی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اکیس سال کی عمر میں اس دار فانی سے رخصت ہو چکی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بعثت نبوی سے چھ سال قبل سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آنگن میں ایک اور کلی کھلی جس کا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثوم رکھا۔ واضح رہے کہ عربی لغت میں کلثوم اسے کہتے ہیں جس کا چہرہ گول اور بھرا ہوا ہو۔ پھر یہ ساری زندگی اسی نام سے پہچانی گئیں۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اوپر تلے کی تھیں لہٰذا بچپن میں ایک دوسری کے بہت قریب تھیں اور آپس میں خوب محبت بھی تھی۔

اپنے والدین کی یہ لاڈلی بیٹی ابھی سن شعور کو بھی نہیں پہنچی تھیں کہ مکہ مکرمہ کے رواج کے مطابق بنو ہاشم کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں بیٹیوں سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا رشتہ ابولہب کے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کے لیے مانگ لیا یہ طلب نہ صرف قبول کر لی گئی بلکہ نکاح بھی ہو گیا۔ تاہم رخصتی نہ ہوئی۔ شاید اس کی وجہ سیدات کا کم سن ہونا تھا۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ ان دونوں بہنوں کو ایک مفسد گھرانے سے بچانا چاہتے تھے۔ ان کی ساس ام جمیل نہایت فسادی عورت تھی۔ مکہ والے اس کی بدزبانی اور بری طبیعت سے پوری طرح آگاہ تھے۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ اسلام قبول کر لیا تھا اور اپنی والدہ کی تربیت میں ہی رہیں۔

ان کی بہن رقیہ رضی اللہ عنہا تو اپنے خاوند سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ ہجرت کر گئی تھیں۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی اپنے خاوند کے گھر میں تھیں اب گھر میں دو بہنیں ایک سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور دوسری ان کی چھوٹی بہن سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تھیں۔ ان دونوں بہنوں کو اپنے والد گرامی اور والدہ محترمہ کی خدمت اور دل جوئی کرنے کا خوب موقع ملا۔ بطور خاص جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ اس وقت ان کی والدہ سن رسیدہ تھیں۔ ان کو اپنی والدہ کی خدمت کا خوب موقع ملا یوں انہوں نے شعب ابی طالب سے صبر اور توکل علی اللہ کا بہت پختہ سبق سیکھ لیا تھا۔ شعب ابی طالب کے محاصرے کے اختتام پر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت کمزور ہو گئی تھیں اور تھوڑے ہی عرصے بعد وہ وفات پا گئیں۔ یہ رمضان ۱۰ نبوی کا واقعہ ہے۔ سیدہ کی تدفین مکہ مکرمہ میں حجون کے قبرستان میں کی گئی۔

سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو آغاز بلوغت ہی میں والدہ کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لے کر مدینہ منورہ ہجرت کے لیے تشریف لے گئے تو سیدہ ام کلثوم، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی سوتیلی والدہ ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بخیریت مدینہ منورہ پہنچ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ عرصہ بعد سیدنا زید بن حارثہ اور رافع رضی اللہ عنہما کو مکہ مکرمہ بھیجا کہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدات کو مدینہ منورہ لے آئیں۔ چنانچہ آپ ﷺ کے مبارک گھرانے کے باقی افراد اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ بھی ان کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچ گئے اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ۲ ہجری میں غزوہ بدر کے فوراً بعد ہوا۔

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات اس گھرانے کے لیے یقیناً ایک بڑا صدمہ تھا اور وہ بڑے غمگین تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ بہت وفا شعار اور آپ ﷺ سے بے حد محبت کرنے والے شخص تھے۔ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کی ازدواجی زندگی نہایت قابل رشک تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے داماد سے کوئی شکوہ شکایت نہ تھی۔ ان کا حسب نسب بھی بڑا اعلیٰ تھا۔ وہ نیک خصلت ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت سخی بھی تھے۔ دولت مند بھی تھے اور اللہ نے دل بھی دیا تھا۔ سخاوت میں ان کے ہم پلہ کوئی کم ہی تھا۔ تین مرتبہ ہجرت کا اجر ثواب بھی لے چکے تھے۔ ادھر اللہ رب العزت بھی نبی کریم ﷺ کے اس مخلص ساتھی سے بہت راضی تھے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو دنیا ہی میں ایک ایسا مرتبہ اور مقام نصیب ہوا جو پوری کائنات میں کسی کو نہیں ملا۔ غزوہ بدر میں جہاں فتح کی خوشیاں تھیں وہیں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا صدمہ بھی تھا۔ انہی دنوں میں سیدہ حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پہلے خاوند بھی وفات پا گئے تھے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ابھی چھوٹی عمر کی تھیں۔ اس زمانے کے رواج اور شریعت کے تقاضوں کے عین مطابق سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شدید خواہش تھی کہ ان کی بیٹی کی شادی فوراً ہو جائے۔ انہوں نے ازخود سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ میری بیٹی حفصہ سے شادی کر لیں۔ انہوں نے اس پر کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا۔

اس کا سبب یہ تھا کہ ان کو معلوم ہو چکا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ خود سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ کر چکے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی خاموشی پر تعجب اور قدرے ناراضگی بھی ہوئی۔ اب وہ سرور کائنات ﷺ کی طرف روانہ ہوئے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ میں نے عثمان کو اپنی بیٹی سے نکاح کی پیش کش کی مگر انہوں نے خاموشی اختیار کر لی اور کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس مسئلے کا اس سے بہتر حل موجود ہے، میں حفصہ سے نکاح کر لیتا ہوں اور عثمان کا نکاح اپنی بیٹی ام کلثوم سے کر دیتا ہوں۔

اس طرح سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو عثمان رضی اللہ عنہ سے بہتر شوہر مل گیا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر سسر مل گیا۔ اس طرح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آپ ﷺ کی دو بیٹیاں آئیں اور یہ اعزاز اس امت میں اور سابقہ امتوں میں اور کسی کے حصے میں نہیں آیا سوائے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے۔ آپ ﷺ نے ام ایمن سے فرمایا میری صاحب زادی ام کلثوم کو تیار کر کے عثمان کے گھر پہنچا دو اور اس کے پاس دف بجاؤ۔ انہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے ایسا ہی کیا۔ تین دن کے بعد رسول اکرم ﷺ اپنی بیٹی کے ہاں تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا: پیاری بیٹی! تمہیں اپنے سرتاج کیسے لگے؟ انہوں نے جواب دیا وہ بہت اچھے ہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ مسجد کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر فرمانے لگے اے عثمان یہ جبریل ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ام کلثوم کا نکاح آپ سے کر دیا ہے۔ رقیہ والا حق مہر مقرر کیا ہے اور انہی جیسا سلوک کرنے کی تاکید کی ہے۔ یہ ربیع الاول ۳ ہجری کا واقعہ ہے ان کی رخصتی جمادی الاخریٰ میں ہوئی۔ شعبان ۹ ہجری میں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی بیمار رہ کر وفات پا گئیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی لخت جگر کی نماز جنازہ پڑھی۔ حزن و ملال کی وجہ سے آپ ﷺ دیر تک ان کی قبر پر بیٹھے رہے اور آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے اعصاب جواب دے گئے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کا پر رونق چہرہ مرجھا گیا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کے صدمے کو شدت سے محسوس کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے قلق کا مداوا کرنے کے لیے فرمایا عثمان کی شادی کا اہتمام کرو اگر میرے ہاں تیسری بیٹی موجود ہوتی تو میں اسے بھی عثمان کے نکاح میں دے دیتا اور میں نے ان سے اپنی بیٹیوں کی شادی اللہ کی طرف سے وحی آنے کے بعد ہی کی تھی۔ یہ وہ اعزاز ہے جو تاریخ انسانی میں سوائے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے کسی فرد بشر کو حاصل نہیں ہوا۔ اسی لیے انہیں ذو النورین بھی کہا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ
جگر گوشۂ رسول سیّدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

اللہ تعالیٰ نے خاتونِ جنت کو جن فضائل و مناقب سے نوازا تھا اس کی مثال نہیں ملتی۔ صداقت و راست گوئی میں سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جواب نہیں تھا۔ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے امت محمدیہ میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کو راست گو نہیں دیکھا۔ سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا انھیں ایک اور جگہ اس طرح خراج تحسین پیش کرتی ہیں:

''میں نے نشست و برخاست، عادات و خصائل، طرز گفتگو اور انداز کلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ زندگی کے تمام معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کرتی تھیں۔ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفور محبت میں کھڑے ہو جاتے اور اپنی بیٹی کو بوسہ دیتے۔''

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں، کہ اس گھرانے میں کس قدر پیار و محبت ہے؟

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان کی سوتیلی ماں تھیں مگر کس طرح وہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تعریف اور فضائل بیان کر رہی ہیں۔ میں کئی مرتبہ سوچتا ہوں کہ لوگ نہ جانے کس قسم کی باتیں بناتے رہتے ہیں۔ خاندان نبوت کی ان خواتین کے درمیان تو بے مثال پیار تھا۔ اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

کیا قرون اولیٰ کے لوگ یہ سب فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھول گئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد امت کے سب سے بہترین آدمی نے آپ کا حق مارنا شروع کر دیا تھا؟ کس طرح کی بے سر و پا باتیں امت میں پھیلائی جا رہی ہیں۔ یہ ایسے بہتان ہیں جن کو عقل سلیم تسلیم نہیں کر سکتی اور وہ بھی کسی دلیل کے بغیر صرف مریض عقلوں نے جن کو بیان کیا ہو۔ اللہ سے دعا ہے کہ اُمت مسلمہ کو ان خرافات سے دُور رکھے اور ہمارے عمل کو ضائع کرنے سے بچائے رکھے۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی فضیلت کا مسئلہ اہل سنت والجماعت کی کتابوں، خطباء اور واعظین تقاریر میں

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ ان کے فضائل اَفْضَلُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ ہونے میں کسی صحیح العقیدہ شخص کو کوئی شک نہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کو ان سے بے حد محبت تھی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک تابعی بزرگ نے پوچھا! اللہ کے رسول ﷺ سب سے زیادہ کسے محبوب رکھتے تھے؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے جواب دیا عورتوں میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اور مردوں میں ان کے شوہر کو۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات اللہ کے رسول ﷺ کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے چھ ماہ بعد ہوئی۔ سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا پردے کی نہایت سخت پابند تھیں۔ انہیں اس بات کی فکر لاحق تھی کہ جب ان کا جنازہ اٹھایا جائے گا تو لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ جنازہ عورت کا ہے۔ انہوں نے اس بات کا ذکر اپنی جیٹھانی سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے کیا۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بھائی سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں۔ ان دونوں کے درمیان گہری محبت تھی۔ چنانچہ انہوں نے بتایا میں نے حبشہ میں عورتوں کے جنازے دیکھے ہیں۔ وہاں جنازے پر کھجور کی شاخیں تان کر اوپر کپڑا ڈال دیا جاتا ہے۔ اس طرح ڈولی کی شکل بن جاتی ہے اور مکمل پردہ ہو جاتا ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ طریقہ اچھا لگا۔ انہوں نے اسی وقت کھجور کی چند شاخیں منگوائیں، ان پر کپڑا تانا جس سے پردے کی صورت پیدا ہو گئی۔ عملی تجربے کے بعد سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے وصیت کی کہ میرا جنازہ رات کو نکلے اور اس پر اسی طرح پردہ کیا جائے۔ انہوں نے مزید کہا میری وفات کے بعد مجھے سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور میرے شوہر علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غسل دیں۔ ان کی وفات رمضان ۱۱ ہجری میں ہوئی۔ ان کی وصیت کے مطابق سیدہ اسماء بنت عمیس، سیدنا علی اور سلمٰی ام رافع رضی اللہ عنہم نے ان کے جسد خاکی کو غسل دیا اور انہیں بقیع الغرقد میں دفنایا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا حسین رضی اللہ عنہما کے بہن بھائی

سیّدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما

۵ ہجری میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام زینب رکھا گیا۔ انہوں نے اپنے بھائیوں کی طرح اپنے نانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور پیار حاصل کیا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی گود میں پلنے والی سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نہایت لاڈلی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود ان کی تربیت بہت مثالی ہوئی تھی۔ ان میں جرأت و بہادری اور حق گوئی شروع دن ہی سے تھی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی میں بہت سے نشیب و فراز دیکھے۔ ابھی چند سال کی تھیں کہ نانا اور والدہ ماجدہ کی محبت اور شفقت سے محروم ہو گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی امامہ رضی اللہ عنہا تھوڑے عرصے کے بعد ان کی والدہ بن کر حرمِ علی رضی اللہ عنہ میں آ گئیں جس سے سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا کو بہت خوشی ہوئی۔ گھر کی رونق ایک مرتبہ پھر عروج پر پہنچ گئی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنی لختِ جگر سیدہ زینب کا نکاح اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ شادی کے تھوڑے عرصے کے بعد سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں وقفے وقفے سے چار بیٹے علی، عون، عباس، محمد اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نہایت ذہین، سمجھ دار اور بہادر خاتون تھیں۔ صوم و صلاۃ کی پابند تھیں۔ تہجد بہت اہتمام سے پڑھا کرتی تھیں۔ حتیٰ کہ سانحہ کربلا کے موقعہ پر بھی ان کی تہجد نہیں چھوٹی۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں بہت سی خصائل حمیدہ جمع کر دیے تھے۔ سخاوت میں بے مثال تھیں، نہایت فصیح و بلیغ اور قوت گویائی کا خوب ملکہ رکھتی تھیں۔ یہ عظیم بہن اپنے عظیم بھائی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان کربلا میں موجود تھیں۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے تمام مناظر دیکھے اور نہایت صبر و تحمل کا مظاہر کیا۔

غالب گمان یہ ہے کہ آپ مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔ واللہ اعلم

سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما

۶ ہجری میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے آنگن میں ایک کلی کھلی جس کا نام ام کلثوم رکھا گیا۔ یہ چوتھے خلیفہ امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی لختِ جگر، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بہن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی تھیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی پیدائش پر بہت خوشی ہوئی۔ انہوں نے بھی اپنے نانا محترم سے بہت پیار حاصل کیا۔ یہ بہت مقدس گھرانا تھا جہاں اعلیٰ اخلاقی اقدار موجود تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام کلثوم نہایت ذہین، سمجھ دار اور نیک و صالح خاتون تھیں۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ابھی چند سال کی تھیں کہ وہ محبت کرنے والے نانا محترم سے اور اس کے چند ماہ بعد ہی شفیق و مہربان والدہ محترمہ سے بھی محروم ہوگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

سیدہ ام کلثوم نے یکے بعد دیگرے بہت سے صدمے برداشت کیے۔ سیدہ رضی اللہ عنہا فطری طور پر پریشان اور اداس رہنے لگی تھیں کہ سیدہ امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا ان کی والدہ بن کر حرم علی رضی اللہ عنہ میں آ گئیں۔ سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا کے آتے ہی انہیں دلی اطمینان اور نہایت خوشی ہوئی۔ سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا نے بھی ان کی خوب دیکھ بھال کی اور نہایت عمدہ تربیت کی۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے لیے امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ام کلثوم کے لیے پیغام نکاح بھیجا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اپنی بیٹیوں کے لیے اپنے بھائی جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کا انتخاب کیا ہے۔ سیدنا فاروق اعظم نے دوبارہ پیغام نکاح بھیجا اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میری نسبی اور سسرالی رشتے داری کے سوا تمام نسبی، سببی اور سسرالی رشتہ داریاں قیامت کے دن ختم ہو جائیں گی۔ میرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سببی تعلق بھی تھا اور نسبی بھی میں چاہتا ہوں کہ ان کے ساتھ سسرالی تعلق بھی قائم ہو جائے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم کو چالیس ہزار درہم حق مہر ادا کیا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس گئے اور کہنے لگے مجھے شادی کی مبارک باد دو۔ انہوں نے مبارک باد دی اور کہا امیر المومنین آپ نے کس سے شادی کی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی (ام کلثوم) سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی ہیں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن تمام نسبی، سببی اور سسرالی رشتہ داریاں میری نسبی اور سسرالی رشتہ داریوں کے سوا ٹوٹ جائیں گی۔

اس جوڑے کی زندگی مثالی تھی۔ شادی کے تھوڑے عرصہ بعد سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے آنگن میں ایک پھول کھلا جس کا نام زید رکھا گیا۔ کچھ عرصے بعد ایک کلی کھلی جس کا نام رقیہ رکھا گیا۔ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح اپنے بھتیجے عون بن جعفر سے کر دیا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے بھائی محمد بن جعفر نے اور ان کے بعد عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا۔ انہی کے عقد میں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے بیٹے سیدنا زید بن عمر رحمہ اللہ ایک رات بنو عدی کے بعض افراد کے درمیان صلح کرانے کے لیے گئے تھے کہ کسی آدمی نے رات کی تاریکی میں انہیں زخمی کر دیا۔ بالآخر وہ شہید ہو گئے۔ جیسے ہی ان کی والدہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو ان کی شہادت کی اطلاع ملی تو ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر غشی طاری ہوگئی اور اسی حالت میں وہ وفات پا گئیں۔انا للّٰہ و انا الیہ راجعون .

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی فرمائش پر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی سوتیلی والدہ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور بھائی سیدنا زید بن عمر رحمہ اللہ کا جنازہ پڑھایا۔عظیم ماں اور عظیم بیٹے کو ایک ہی وقت میں سپرد خاک کیا گیا۔اللہ تعالیٰ ان کی قبروں پر اپنی رحمت کی بارش برسائے۔آمین

سیدنا محسن بن علی رضی اللہ عنہما

فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے تیسرے پھول

شادی کے تین چار سال بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنگن میں تیسرا پھول کھلا جس سے گھر میں خوب رونق ہوئی۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ان کا نام حرب رکھا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ اور دریافت فرمایا کہ تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ عرض کی کہ حرب۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:نہیں یہ محسن ہے۔

سیدنا محسن بن علی رضی اللہ عنہ بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے۔معتبر اور مستند کتب تاریخ میں ان کے تفصیلی حالات نہیں ملتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل سنت کے علماء اور اہل تشیع کے ائمہ معصومین

(جن کے نام پر اہل تشیع خود شریعت سازی کرتے ہیں)

نمبر	امام کا نام	کنیت	لقب	سال ولادت ووفات
۱	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ	ابوالحسن	المرتضیٰ	۲۳ـ۴۰ھ
۲	حسن بن علی رضی اللہ عنہما	ابومحمد	الزکی	۲ـ۵۰ھ
۳	حسین بن علی رضی اللہ عنہما	ابوعبداللہ	الشہید	۳ـ۱۶ھ
۴	علی بن حسین رحمہ اللہ	ابومحمد	زین العابدین	۳۸ـ۹۵ھ
۵	محمد بن علی رحمہ اللہ	ابوجعفر	الباقر	۵۷ـ۱۱۴ھ
۶	جعفر بن محمد رحمہ اللہ	ابوعبداللہ	الصادق	۸۳ـ۱۴۸ھ
۷	موسیٰ بن جعفر رحمہ اللہ	ابوابراہیم	الکاظم	۱۲۸ـ۱۸۳ھ
۸	علی بن موسیٰ رحمہ اللہ	ابوالحسن	الرضا	۱۴۸ـ۲۰۳ھ
۹	محمد بن علی رحمہ اللہ	ابوجعفر	الجواد	۱۹۵ـ۲۲۰ھ
۱۰	علی بن محمد رحمہ اللہ	ابوالحسن	الہادی	۲۱۲ـ۲۵۴ھ
۱۱	حسن بن علی رحمہ اللہ	ابومحمد	العسکری	۲۳۲ـ۲۶۰ھ
۱۲	محمد بن حسن رحمہ اللہ	ابوالقاسم	المہدی	۲۵۵ یا ۲۶۹ھ

شیعہ کا دعویٰ ہے کہ آخری امام محمد بن حسن رحمہ اللہ ۲۵۵ یا ۲۶۹ھ میں پیدا ہوا تھا اور وہ آج تک زندہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشرقِ وسطیٰ میں مسلمانوں کی آبادی

ملک	آبادی	سنی	شیعہ	شیعہ اور دیگر
سعودی عرب	1 کروڑ 87 لاکھ	96%	4%	
یمن	2 کروڑ 44 لاکھ	73%	27% زیدی	
عمان	25 لاکھ	18%	7%	75% اباضی خوارج
متحدہ عرب امارات	35 لاکھ	92%	8%	
قطر	12 لاکھ	99.5%	0.5%	
بحرین	5.5 لاکھ	55%	45%	
کویت	1 کروڑ 40 لاکھ	81%	19%	
عراق	3 کروڑ 25 لاکھ	56%	44%	
ایران	7 کروڑ 51 لاکھ	37%	62%	دیگر 1%

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سسرالی رشتہ دار اور اولاد

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیویاں اور اولاد

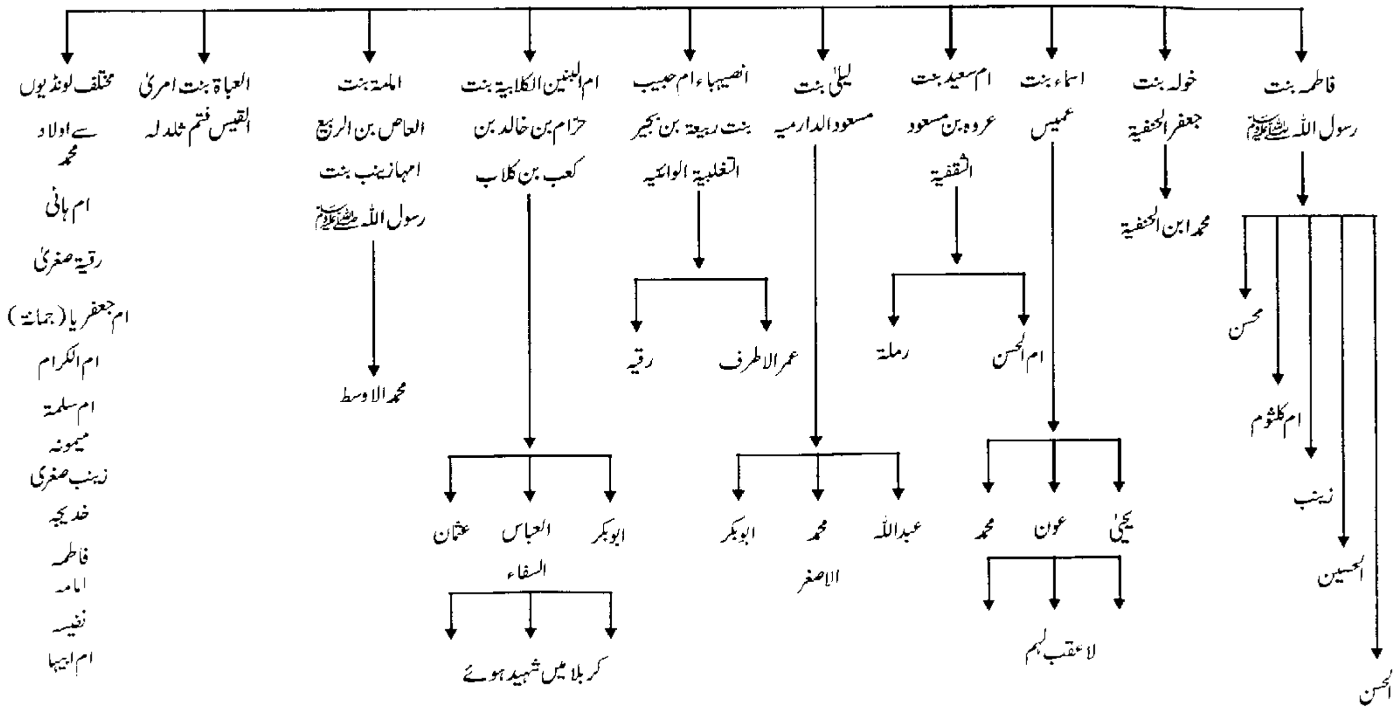

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی بیویاں اور اولاد

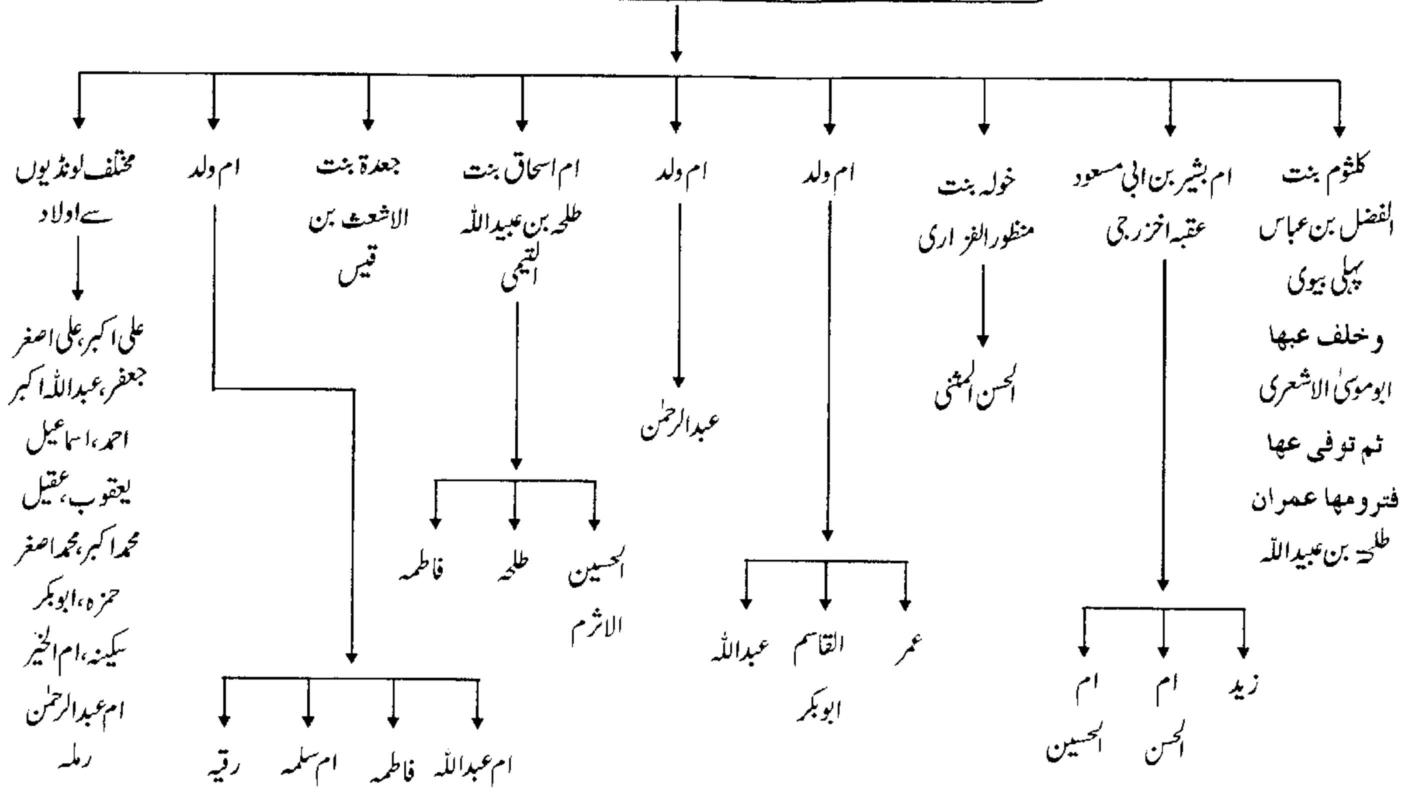

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی بیویاں اور اولاد

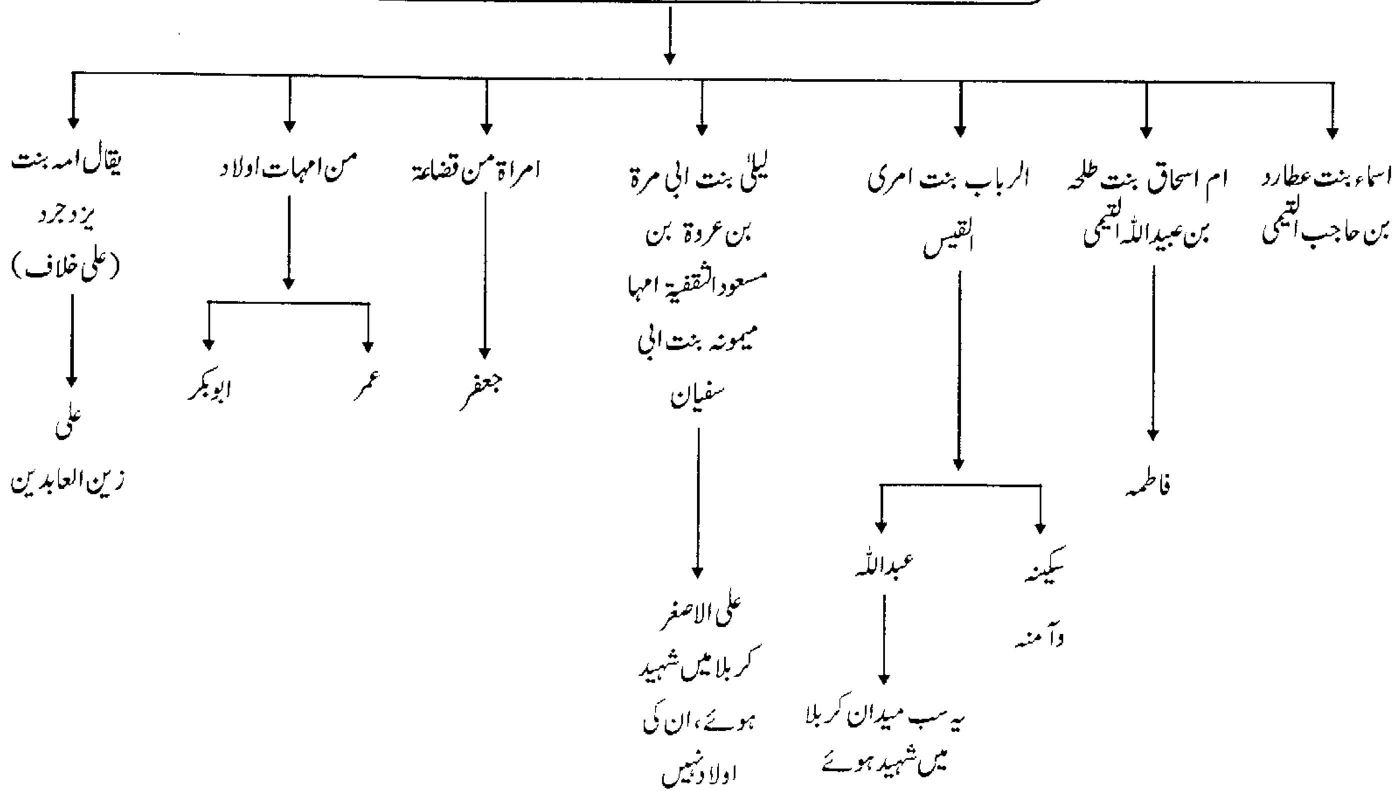

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی زین العابدین بن حسین کی بیویاں اور اولاد

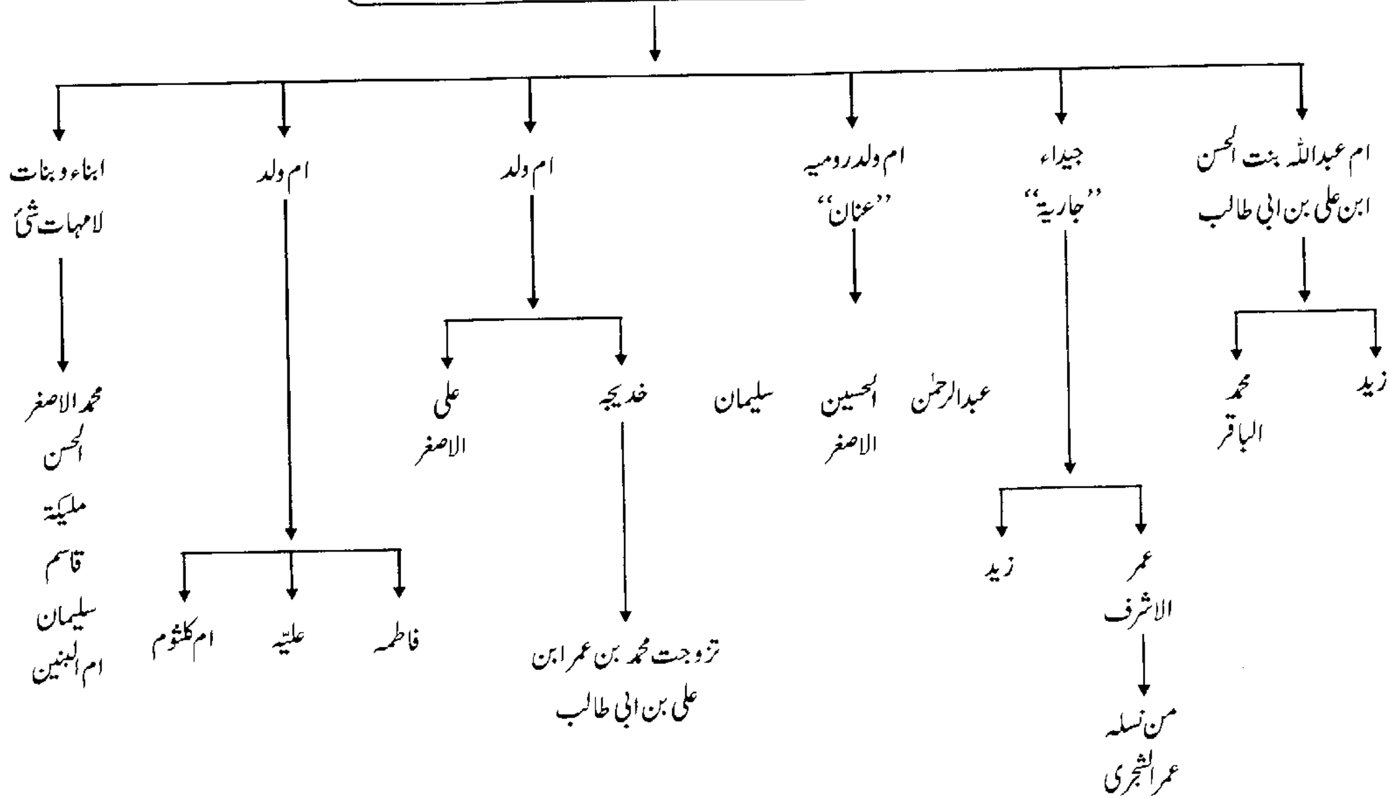

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی بیویاں اور اولاد

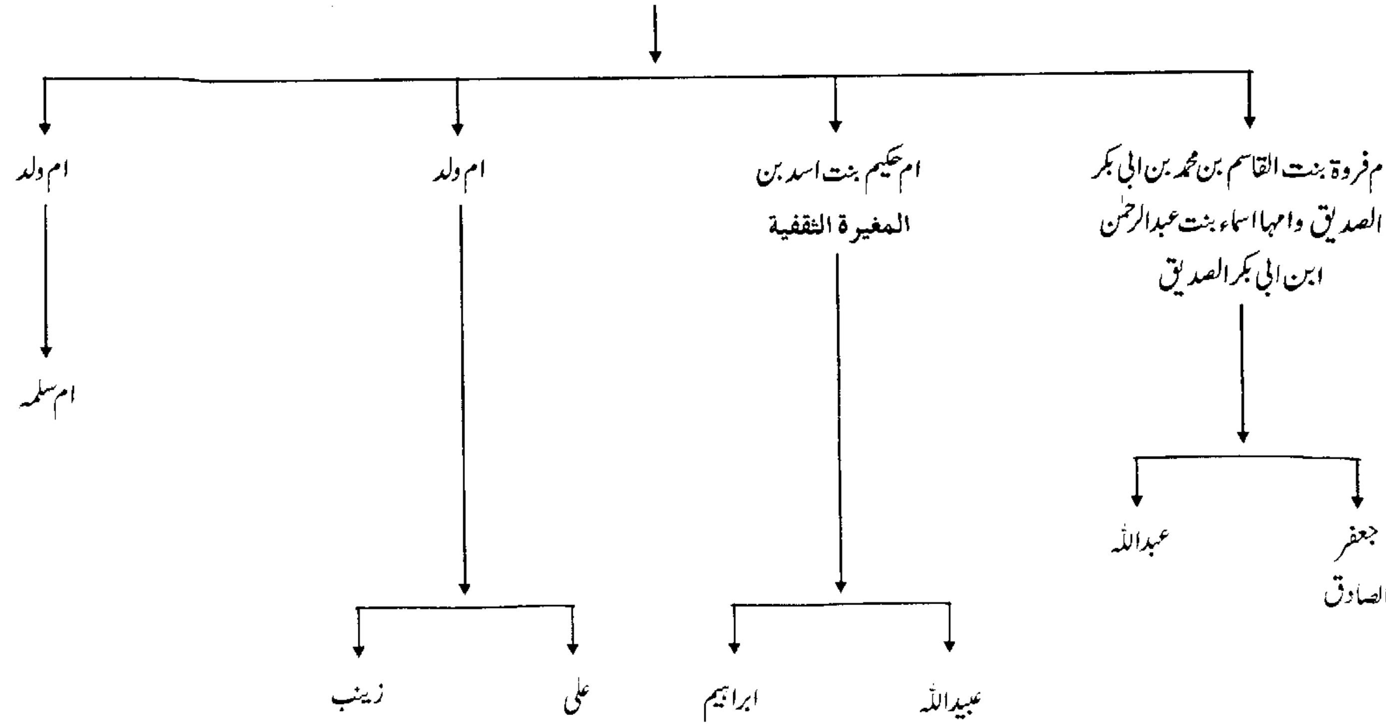

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زوجات جعفر الصادق بن محمد بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب کی بیویاں اور اولاد

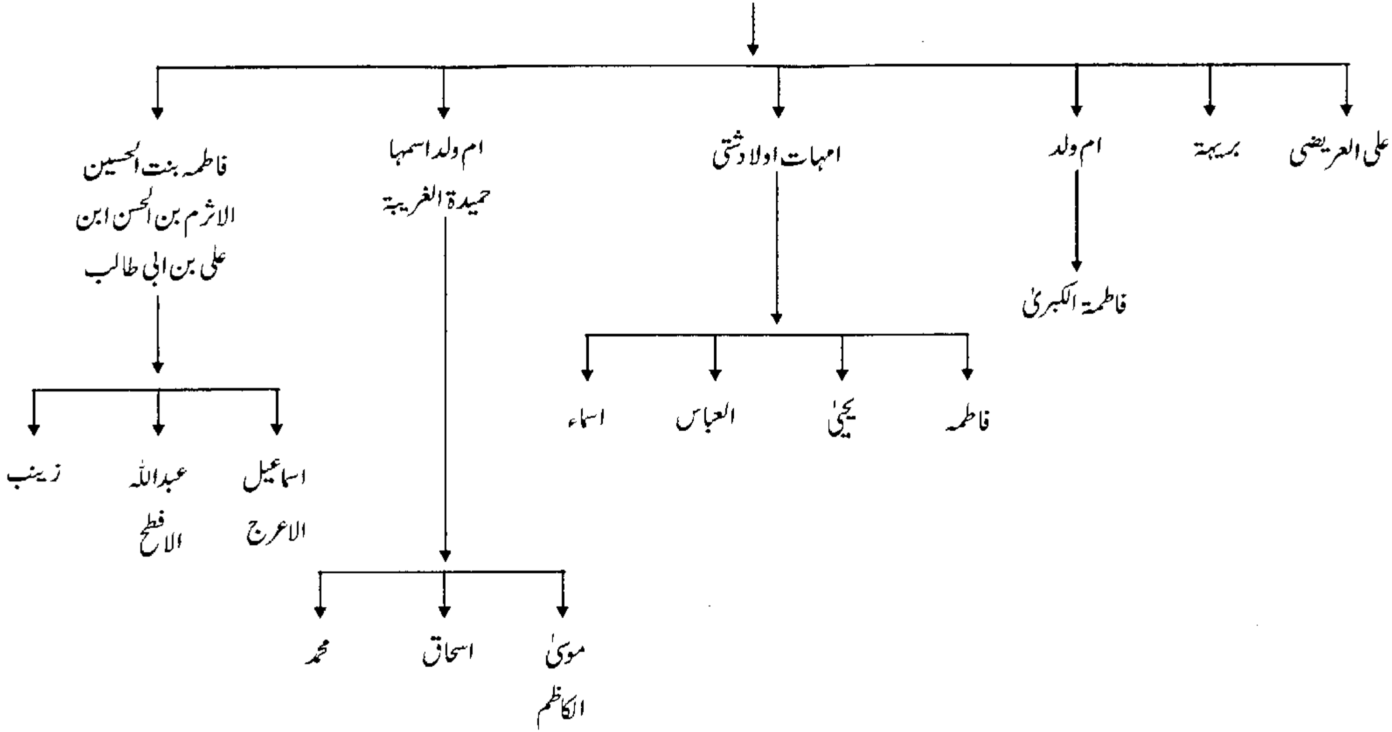

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب کی بیویاں اور اولاد

- ام ولد اسمہا تکتم
  - علی الرضا
- ابناء لامہات اولاد شتی
  - الذکور
    - عمر، زید النار، سلیمان، الفضل، الحسن، اسحاق، عبداللہ، حمزہ، محمد، احمد، ہارون، اسماعیل، القاسم، العباس، ابراہیم، علی، یحیٰ، داؤد، عقیل، محرر العابد، جعفر، ابراہیم الاکبر
  - الاناث
    - عائشہ، ام کلثوم، میمونہ، ام سلمہ، بریہۃ، حسنہ، آمنہ، علیّہ، خدیجہ، زینب، لبابۃ، ام جعفر، کلثوم، رقیۃ الصغریٰ، ام ابیہا، حکیمۃ، رقیۃ الکبریٰ، فاطمۃ الصغری، فاطمۃ الکبری، عباسۃ، اسماء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علی الرضا بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین
بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی اولاد

- عائشہ
- الحسن
- فاطمہ
- الحسین
- ابراہیم
- جعفر
- القانع
- الحسن
- ام ولد سکینۃ النبویۃ
  - محمد الجواد

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

محمد الجواد کی بیویاں اور اولاد (علی الہادی والحسن العسکری)

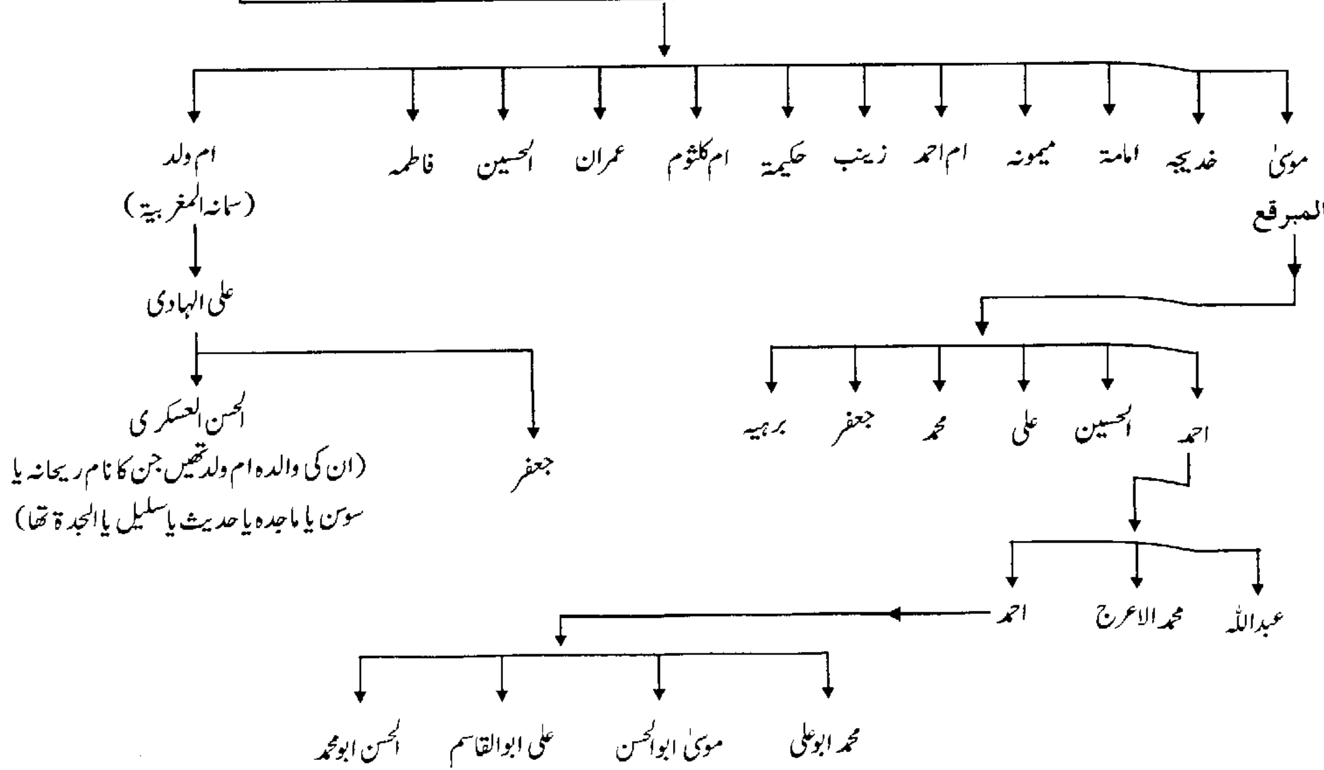

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا جعفر صادق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ”مجھے ابوبکر نے دو دفعہ جنم دیا“ جعفر صادق رحمہ اللہ کا مقام بڑا عالی شان تھا

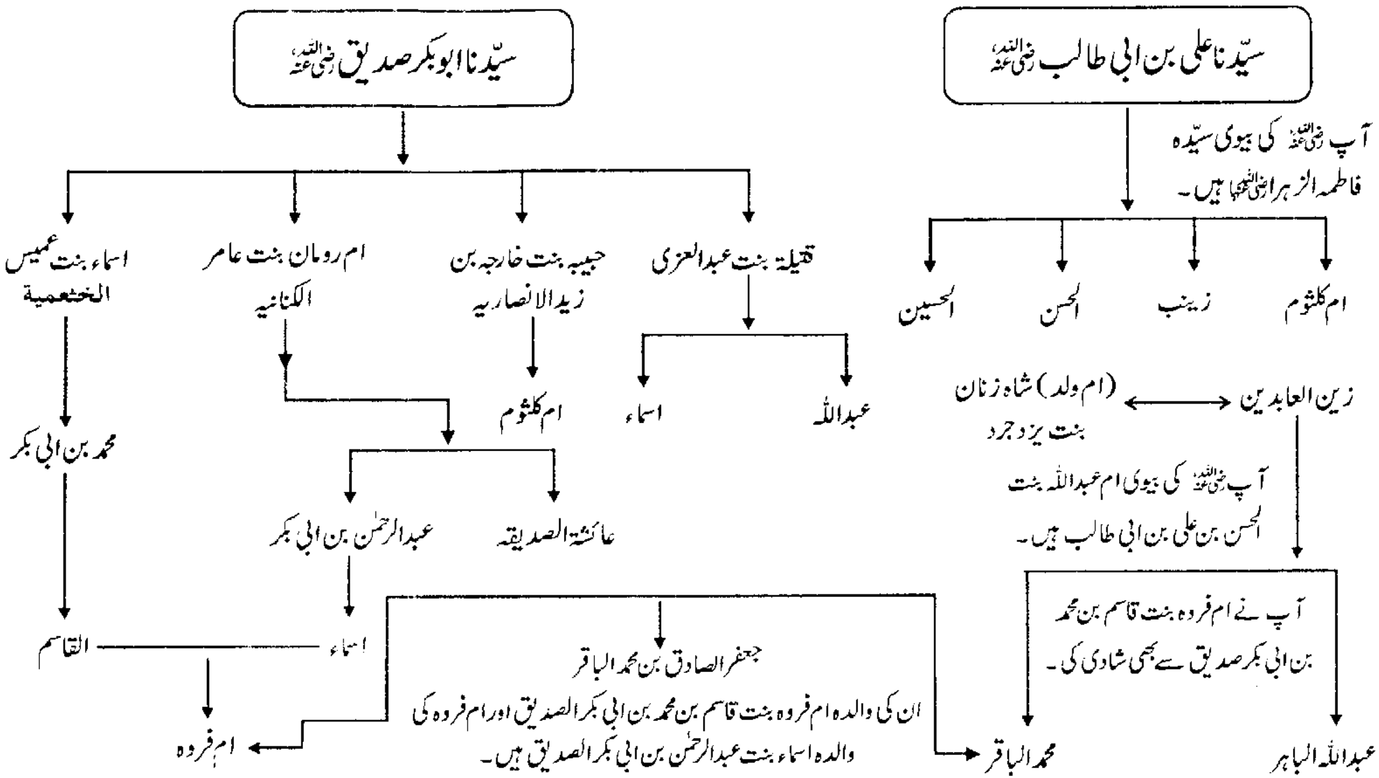

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں کے بعض سسرالی رشتے دار اور اولاد

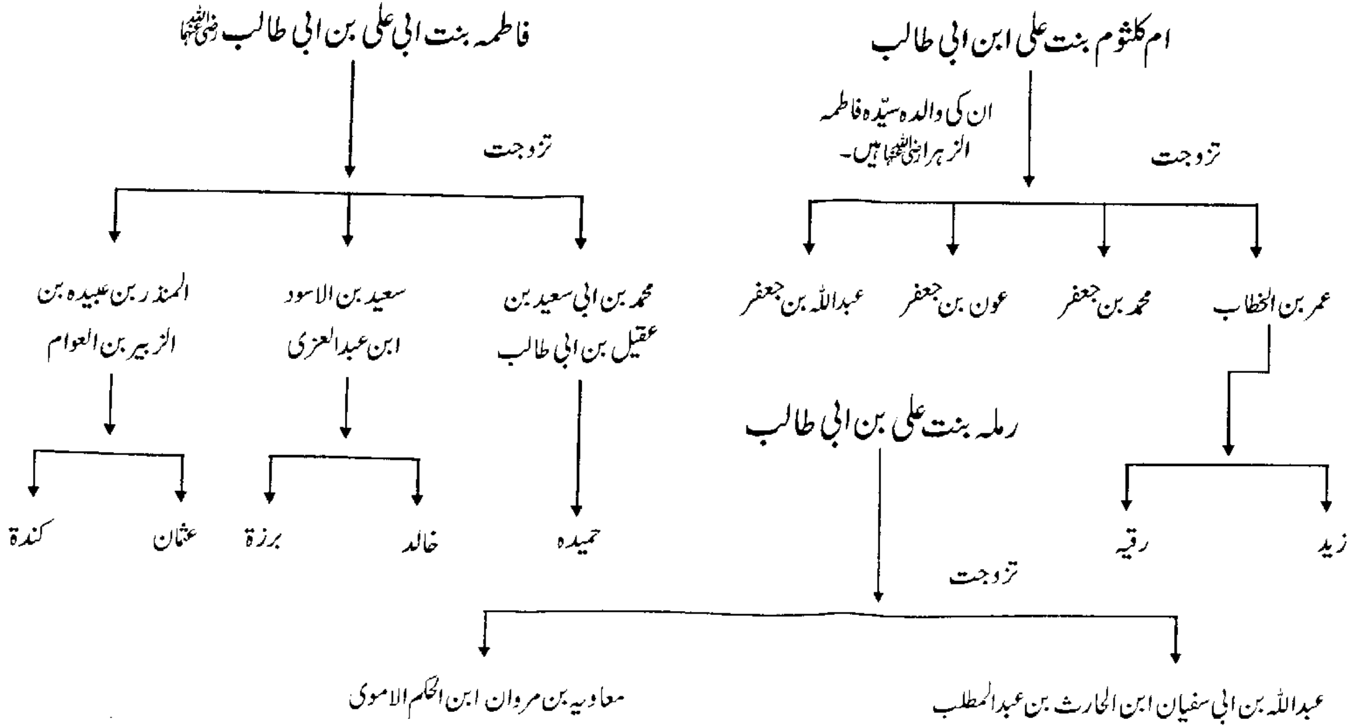

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

سیّدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے سسرالی رشتہ دار اور اولاد

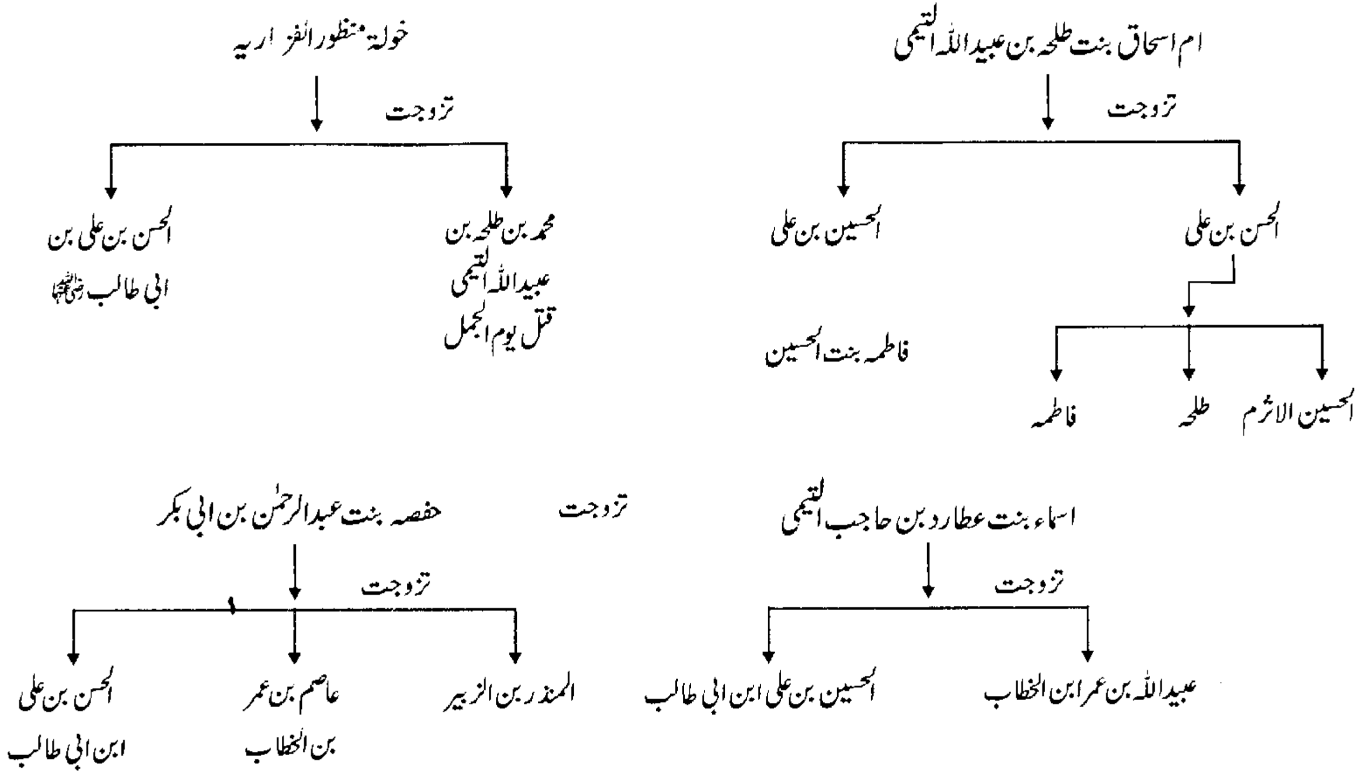

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سکینہ بنت الحسن بن علی بن ابی طالب

ان کی والدہ رباب بنت امری القیس ہیں

تزوجت

- ان سے ان کے چچا زاد عبداللہ بن حسن نے شادی کی، وہ سانحہ کربلا میں ان سے بنا سے پہلے ہی شہید ہوئے۔
- ابراہیم بن عبدالرحمٰن ابن عوف الزہری
- مصعب بن الزبیر ابن العوام
- عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام
  - حکیم
  - عثمان
  - ربیحہ
    ان کی شادی عباس بن ولید بن عبدالملک سے ہوئی
- زید بن عمرو بن عثمان بن عفان
- الاصبغ بن عبدالعزیز ابن مروان بن الحکم اخو عمر بن عبدالعزیز

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جعدة بنت الاشعث بن قیس بن معدیکرب

↓ تزوجت

- الحسن بن علی ابن ابی طالب
- العباس بن عبداللہ ابن عباس
- یعقوب بن طلحہ بن عبیداللہ
  - ↓ ابوبکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

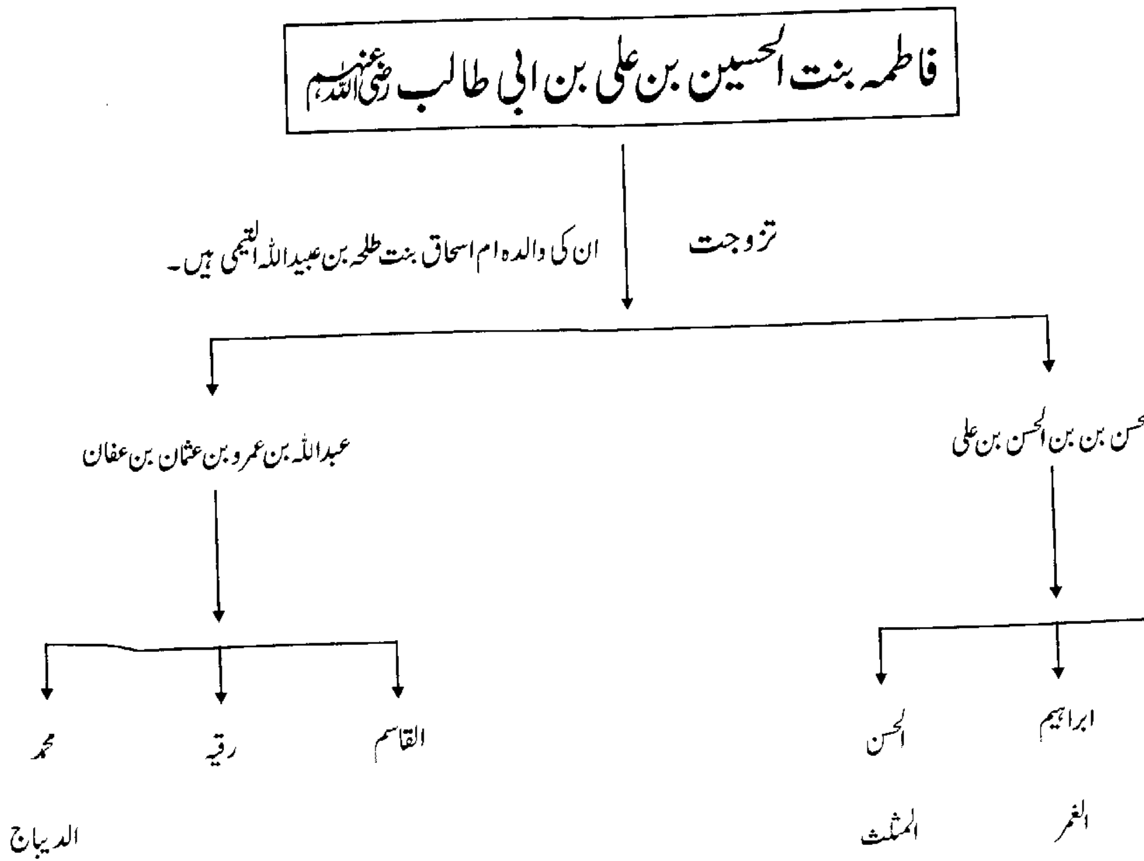

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنات یزدجرد بن کسری

بنت کسری

بنت فیروز بن یزدجرد

الاولیٰ	الثانیة	الثالثة	الرابعة	الخامسة
عبدالرحمٰن ابن عوف کی بیوی تھیں	عبداللہ ابن عمر کی بیوی تھیں	محمد بن ابی بکر کی بیوی تھیں	الحسین بن علی کی بیوی تھیں	الولید بن عبدالملک کی بیوی تھیں
↓	↓	↓	↓	↓
عثمان	سالم	القاسم	علی زین العابدین	یزید

فقہ اور حدیث کے ائمہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

عاتکہ بنت زید

آپ سیّدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی بہن اور سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد ہیں، آپ کا لقب زوجۂ شہداء ہے۔

تزوجت

- عبداللہ بن ابی بکر غزوہ طائف میں شہید ہوئے۔
- زید بن الخطاب
- عمر بن الخطاب
- الزبیر بن العوام
- محمد بن ابی بکر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

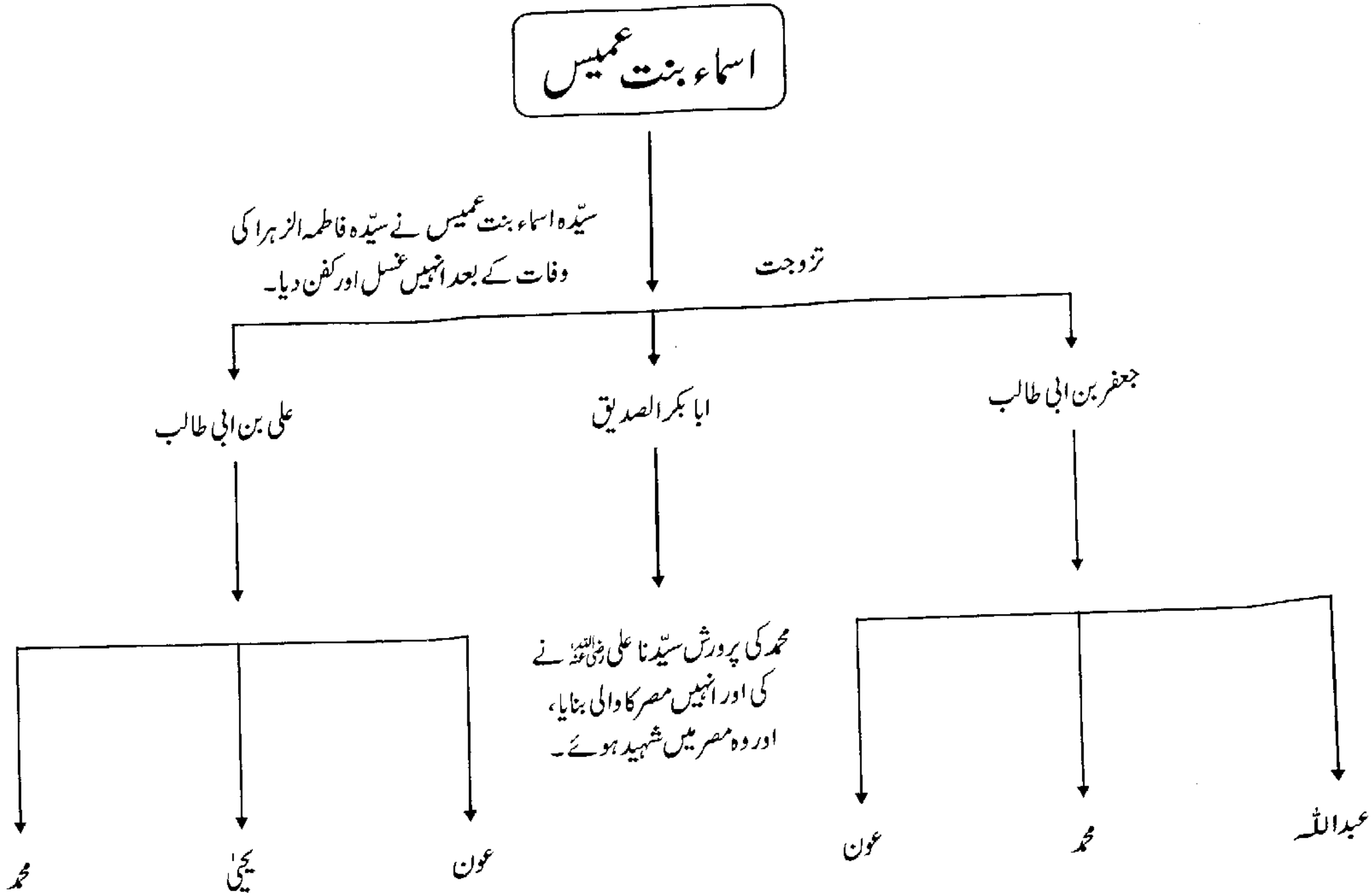

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

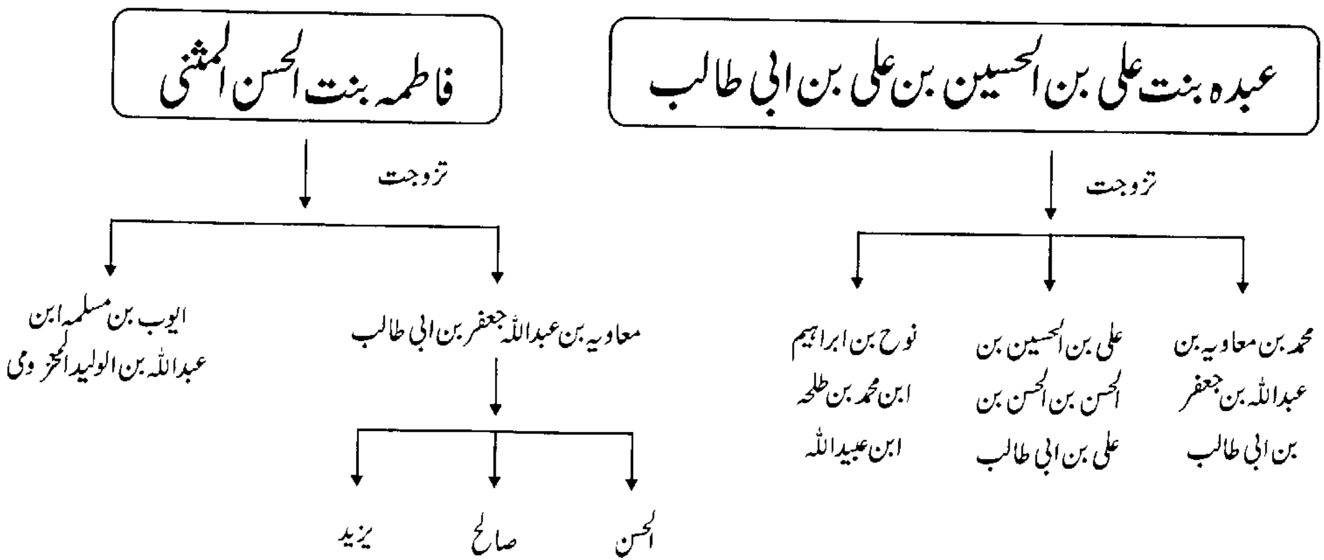

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

علی الرضا بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق

ان کی والدہ کا نام تکتم ہے جو کہ ام ولد تھیں۔

ان کی بیویاں

- ام الفضل بنت المامون بن ہارون الرشید
  - ان میں سے کوئی اولاد نہیں
- ام ولد سکینۃ النبویۃ
  - محمد الجواد

نفیسہ بنت زید بن الحسن ابن علی بن ابی طالب

تزوجت

- الولید بن عبدالملک بن مروان
  - ان میں سے آپ کا ایک بیٹا ہے

ام القاسم بنت الحسن

تزوجت

- مروان بن ابان عثمان بن عفان
  - محمد
- علی زین العابدین ابن الحسین

زینب بنت الحسن المثنی

ان کی والدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما

تزوجت

- معاویہ بن عبداللہ بن جعفر الطیار
  - ان میں سے معاویہ بن عبداللہ کی یہ اولاد ہے
    - یزید
    - صالح
    - حماد
    - الحسین
    - زینب
- الولید بن عبدالملک بن مروان انہوں نے بنا سے قبل انہیں طلاق دے دی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مصعب بن الزبیر بن العوام

تزوج

- عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ التیمی
- سکینہ بنت الحسین ابن علی بن ابی طالب طالب
- فاطمہ بنت عبیداللہ عبداللہ بن السائب بن اسد

ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب

تزوجت

- عبدالملک بن مروان
- علی بن عبداللہ ابن عباس
- ابان بن عثمان ابن عفان
- الحاج بن یوسف الثقفی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الحسن المثنیٰ کی بیویاں اور اولاد

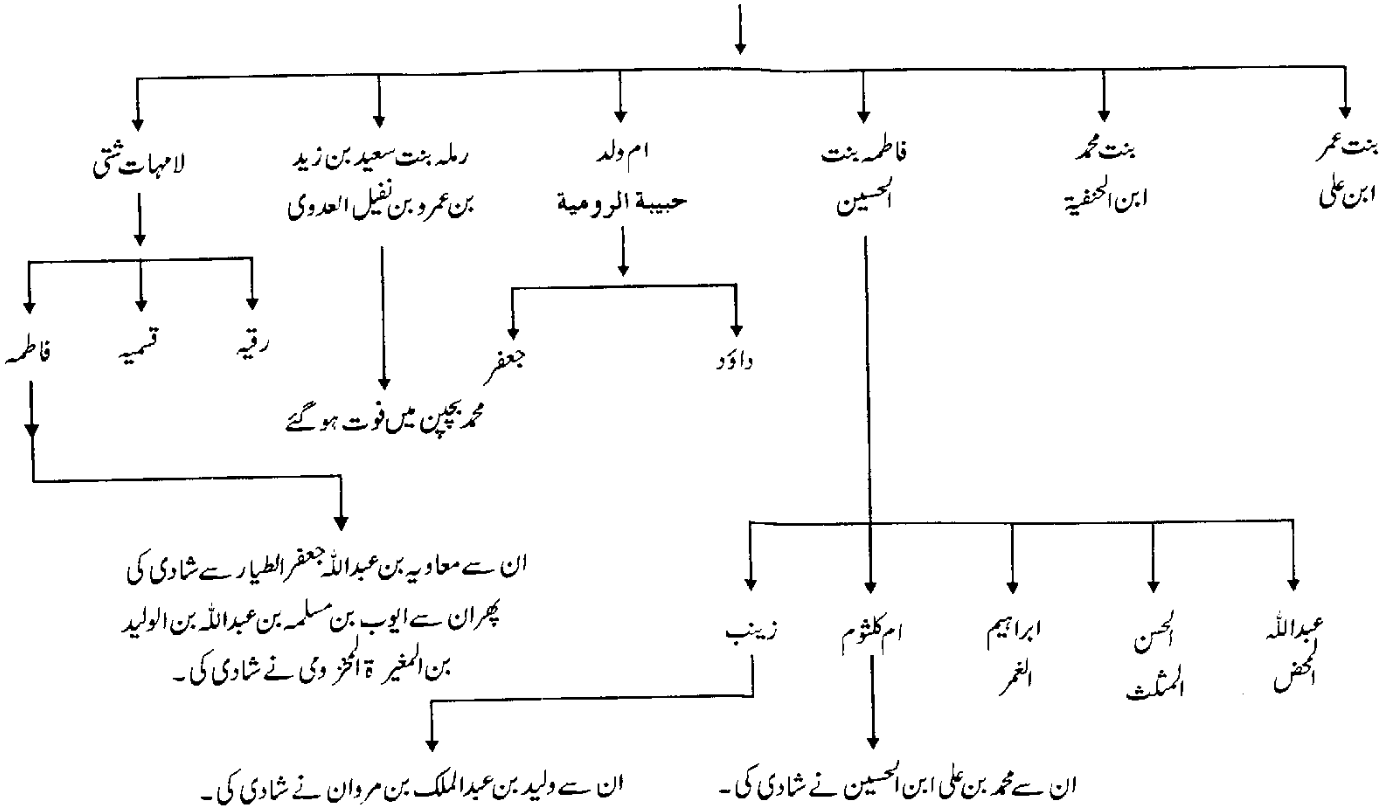

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت کے آل زبیر کے ساتھ سسرالی رشتہ داری

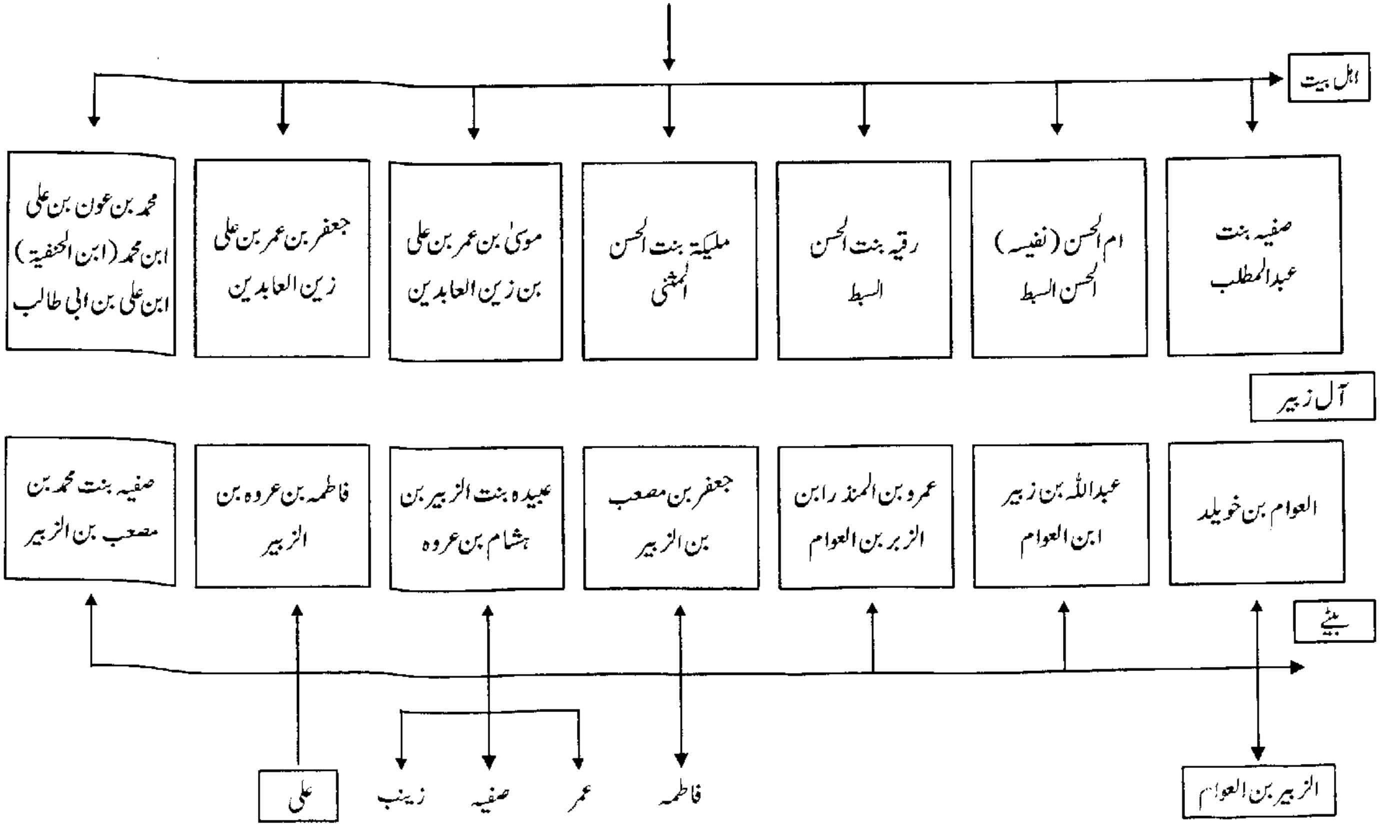

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت کے آل زبیر کے ساتھ سسرالی رشتہ داری

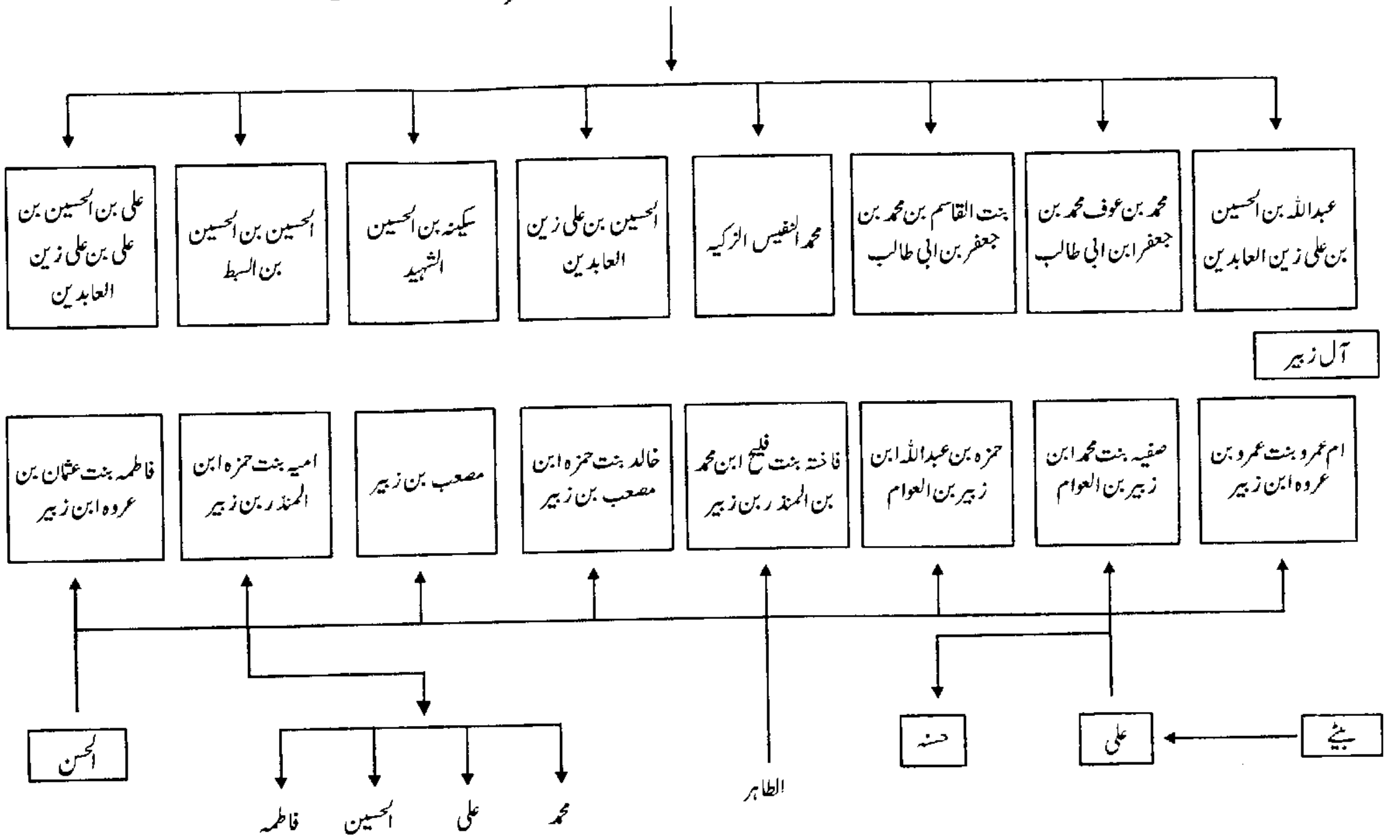

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

Sayyedna Husain Bin Ali

Personality & Nobel Deeds

سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما

شخصیتہ و عصرہ

- نبی اکرم ﷺ فرمایا: ''حسین (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور میں حسین (رضی اللہ عنہ) سے ہوں۔ یا اللہ! تو اس سے محبت کر جو حسین سے محبت کرتا ہے، حسین نواسوں میں سے ایک نواسہ ہے۔'' (فضائل الصحابة امام احمد: ٢/ ٧٧٢)
- نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ دونوں (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میری خوشبو ہیں۔'' (بخاری، رقم الحدیث: ٣٧٥٣)
- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسن اور حسین رضی اللہ عنہما نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔'' (سلسله احادیث صحیحة: ٢/ ٤٤٨)
- رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی و فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کر ارشاد فرمایا: ''اے اللہ تو گواہ رہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔'' (صحیح مسلم، رقم: ٦٢١٧، ٢٤٠٤)
- نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے حسن اور حسین سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔'' (ابن ماجه، رقم: ١٤٣)

MAKTABA AL-FURQAN

مکتبۃ الفرقان خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ، گل والا

مکتبۃ الکتاب حق سٹریٹ، اردو بازار لاہور فون: 0321-4210145